پیر دردی کش ما گرچہ ندارد زر و زور
خوش عطابخش و خطاپوش خدائی دارد
(حافظ)

غریبوں کا آسرا

یعنی

سوانح عمری سدگرو اُپاسنی مہاراج

مصنفہ

منشی شیخ احمد عباس آخاک پونوی و منشی میر ممتاز علی آثر دہلوی

پبلشر رستم تیخسرو ایرانی مینیجر

دی سرکل اینڈ کمپنی، ۱۶۷ منزل م۔ مین روڈ۔ دادر۔ بمبئی

سنہ ۱۳۴۱ھ مطابق سنہ ۱۹۲۳ء

مطبوعہ مطبع جہانگیری بمبئی

پرنٹر عبید اللہ خان

تعداد ۵۰۰

قیمت ۳

التماس

جن مہاتما کا حال اس کتاب مین درج کیا گیا ہے وہ اسوقت حیات ہین اور قصبہ ساکوری ضلع احمد نگر مین قیام پذیر ہین۔ دراصل یہ کتاب سرزمین ہند پر بسنے والی دو بڑی قومون یعنی ہندو اور مسلمانونکے روحانی اتحاد کی داستان ہے۔ ایک ہندو مہاتما کا کسی مسلمان بزرگ کو یا ہندو سے کسی مسلمان کا فیض پانا کوئی نئی بات نہین ہے صفحات تاریخ مین انکی متعدد مثالین ملتی ہین۔ چونکہ یہ ایک تازہ واقعہ ہے اور ٹھیک اسوقت ظہور پذیر ہوا ہے جبکہ ہمارے ملک کے ہر گوشہ مین ہندو مسلمانونکے ظاہری اتحاد کیلئے جانتوڑ کوششین ہو رہی ہین اور بڑی حد تک ان مین کامیابی بھی ہوئی ہے۔ لہذا دل نے چاہا کہ مین اس ظاہری اتحاد کے پہلو بہ پہلو روحانی اتحاد کا نمونہ بھی اپنے بھائیونکے سامنے پیش کر دون کیونکہ یہی اصلی اور پائیدار چیز ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ اسوقت نہ صرف ہندوستان کی ان دو بڑی قومون کا بلکہ اس سرزمین مین بسنے والی ہر قوم کا باہمی اتحاد خداوند کریم کو منظور ہے۔ یقیناً وہ وقت قریب آگیا ہے جبکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک ہی رشتہ مین منسلک ہو جائینگے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھکر مین نے مختلف ذرایع سے ان مہاتما کے حالات بہم پہنچائے اور تحقیق و تصدیق کے بعد قلمبند کر کے کتاب کی صورت مین شایع کئے ہین۔

آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات وغیرہ کیلئے مین آپکے برادر بزرگ مسٹر بالکرشنا راؤ شاستری کا نہایت ممنون ہون۔ آپ کے مشاہدے جو دوسرے حصے مین بیان ہوئے ہین اور دیگر اقوال و افعال کی معلومات مین نے پیر و مرشد جناب مہر بابا سے (جنکے مختصر حالات اور فوٹو آگے درج کئے گئے ہین) حاصل کئے۔ مجھے ان معلومات کے معتبر ہونے مین کوئی شک نہین چونکہ جناب مہر بابا کو ان مہاتما سے روحانی تعلق ہے اور بقول مہاتما موصوف آپ انکے بعد انکے جانشین ہونیوالے ہین۔ آپنے یہ حالات اپنے پیر و مرشد کی زبانی وقتاً فوقتاً سنکر نوٹ کر لئے تھے۔ اور جب مین نے آپکے مرشد کی سوانحعمری شایع کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو آپنے بخوشی اپنے تحریر کردہ نوٹ میرے حوالے

مہر بابا (پونہ)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay, 8

کردئے اور انکو شایع کرنیکی اجازت دی۔ اسیطرح مہاتما موصوف کے شیرڈی۔ کہرگپور۔ ناگپور۔ شنڈی اور دیگر مقامات کے دورے اور قیام کے حالات انکے متعدد معتقدین سے دستیاب ہوئے۔ انکے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھہ ذیل مین درج کئے جاتے ہین:۔ باپو صاحب جوگ، درگابائی۔ سارجابائی ساکنان ساکوری، سگون سکنہ شیرڈی۔ مسٹر چناسوامی سکنہ کہرگپور، مسٹر باجی راؤ، مسٹر نانڈو، راؤ صاحب ونایک راؤ، مسٹر ایکناتھہ راؤ ساکنان کہرگپور، مسٹر کسن راؤ سکنہ ناگپور، مسٹر یشونت راؤ (ساکوری) ڈاکٹر گنپت راؤ (شنڈی) مسٹر مہتاجی (بمبئی) خانصاحب کیخسرو ایرانی (احمدنگر) دولو سیٹھہ (راہتا) اور دیگر متعدد اصحاب جنکے نام واقعات کے ضمن مین مختلف مقامات پر اس کتاب مین درج ہین

حضرت مہربابا:۔ آپ ایرانی نژاد ہین اور پونہ کے باشندے ہین لیکن آجکل بمبئی مین بمقام دادر قیام پذیر ہین۔ آپ کی عمر قریباً ۴۰ سال کی ہے ۱۹۱۳ء مین جبکہ آپ ڈکن کالج پونہ مین ہمارے ہم سبق تھے حضرت باباجان کی نظر فیض اثر آپ پر پڑی۔ اور آپکے دل کو اسرار حقیقت سے پر کر دیا۔ اسوقت سے آپ کا سلسلہ تعلیم منقطع ہوگیا۔ اور ہر وقت حالت جذب آپ پر طاری رہنے لگی۔ قریباً چھہ ماہ تک آپ کی آنکھون نے خواب کی صورت نہین دیکھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شری اپاسنی مہاراج نے اپنے مرشد حضرت سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بموجب قصبہ شیرڈی مین کہنڈوبا کے مندر مین ٹھیرے ہوئے تھے اور بظاہر جذب یا دیوانگی کی حالت انپر طاری تھی۔ اسی زمانے مین ایک روز حضرت باباجان نے (جو اسوقت پونہ مین موجود ہین) مہربابا کو ارشاد فرمایا کہ جا اور اپنا حصہ ہندو سے طلب کر۔ قدرت نے کچھہ ایسے سامان کئے کہ انہی دنون مین آپکو قصبہ شیرڈی جانیکا خیال ہوا۔ چنانچہ آپ شیرڈی پہنچے اور حضرت سائین بابا کا نیاز حاصل کیا۔ معاً آپ کو حضرت باباجان کا فرمان یاد آگیا۔ ادہر آپ اسی خیال مین تھے کہ ادہر سائین بابا نے ارشاد فرمایا کہ کہنڈوبا کے مندر مین جاؤ۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ وہان پہنچے تو دیکھا کہ ایک سادہو فقیر برہنہ اپنے حال مین مست بیٹھے ہوئے ہین۔ آپنے سلام کیا اور دست بستہ سامنے کھڑے ہوگئے۔ یہ ہندو بزرگ مہاراج تھے جنکے حالات زندگی اس کتاب مین مفصل درج کئے گئے ہین۔ مہاراج نے انکی طرف دیکھا۔ اور باطنی طور پر حقیقت حال کو معلوم کرلیا

لیکن اسکا اظہار نہ کیا۔ بلکہ آپ نے جھڑک دیا اور فرمایا یہان سے چلا جا۔ چنانچہ آپ اسوقت وہان سے رخصت ہوئے لیکن اس ملاقات نے آپس مین کچھ ایسی باطنی کشش پیدا کی کہ ہر وقت آپکو مہاراج کا خیال بندھا رہنے لگا۔ چنانچہ جب کبھی موقع ملا آپ مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر فیوض باطنی سے مستفید ہوتے رہے یہ سلسلہ قریباً سات سال تک جاری رہا لیکن کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہوئی۔ چونکہ پہلی ملاقات کے بعد سے ہی آپ کی حالت رو باصلاح ہو چلی تہی۔ رفتہ رفتہ آپ کے ہوش و حواس درست ہو گئے اور آپ عام لوگون کیطرح اپنے کام کاج مین مصروف رہنے لگے۔ اورکسی کو آپ کی روحانی طاقت کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ آپ خود ایسے ادنیٰ کامون مین مصروف رہے کہ کسیکو آپکی بزرگی کا پتہ نہ چلا۔ مگر جب میعاد مقررہ گذر چکی تو آپ کے مرشد حضرت باباجان اور شری سدگرو اپاسنی مہاراج نے خود لوگون پر اس راز کا انکشاف کرنا شروع کیا۔ چونکہ حضرت مہر بابا کی خاکسار پر دیرینہ تعلقات کیوجہ سے خاص نظر عنایت ہے لہذا اسلسلۂ تقریر مین آپنے بعض حالات کا جو انکشاف کیا ہے چنانچہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی حالت کو قریباً سات سال چھپایا لیکن چونکہ اب میرے مرشد خود اس بات کو لوگونپر ظاہر کر رہے ہین لہذا مین مجبور ہون۔ پہر فرمایا کہ جذب کیحالت مجھے حضرت باباجان سے عطا ہوئی اور شری سدگرو اپاسنی مہاراج نے مجھے دریائے جذب سے نکالکر منازل سلوک طے کرائے۔ ان حالات کی تصدیق مجھے مئی ۱۹۲۲ء مین ہوئی جبکہ مین اور دیگر تیس چالیس احباب قصبۂ ساکوری مین شری اپاسنی مہاراج کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے۔ اسوقت جنابنے سلسلہ تقریر مین فرمایا کہ پونہ مین باباجان نامی بزرگ ہین انہون نے پہلے پہل مہربان جی کو میری طرف روانہ کیا جبکہ مین حضرت سائین باباکے حسب ارشاد کھنڈوباکے مندر مین بیٹھا ہوا تھا مجھ مہربان جی سے روحانی تعلق تہا اور جس امانت کا مین حامل تہا وہ انکو سپرد کرنیکا وقت آچکا تہا۔ ان اشارات کے بعد مہاراج نے حاضرین سے فرمایا کہ آپ لوگ مہربان جی کے کہنے پر عمل کرتے رہو خدا کا فضل جلد تمہارے شامل حال ہوگا۔ مہربان جی تمکو ٹہیک راہ پر چلا رہا ہے اگر بفرض محال اس سے کوئی غلطی ہوگئی تو مین سنبھال لونگا۔ اور سیدہے راستے سے ہٹنے نہ دونگا۔ وہ تو ہر وقت

میرے پاس آکر سر ٹپکتا رہتا ہے۔ تم لوگ نہین جانتے۔ پھر ارشاد کیا کہ اسوقت مین حاضرین مین مختلف مذہب و ملت کے لوگونکو دیکھتا ہون۔ جن مین ہندو مسلمان۔ پارسی اور ایرانی وغیرہ سب ہی قسم کے لوگ موجود ہین۔ مین انکو دکہانا چاہتا ہون کہ ابتدائے آفرینش سے صرف دو مذہب اصلی صورت مین چلے آتے ہین۔ یوَن اور برہمن۔ ایک پر مسلمان چل رہے ہین اور دوسرے کے پیرو ہندو ہین۔ باقی جتنے مذاہب دنیا مین ہین وہ انہی دو مذہبونکی شاخین ہین۔ لہذا خدا سے ملنے کیلئے یہی دو شاہراہ قایم ہین ان مین فرق صرف اتنا ہے کہ اہل ہنود کی اختیار کردہ راہ بہت دور دراز اور دشوار گذار ہے جس مین ہر ہر قدم پر لغزش کا اندیشہ ہے۔ یوَن یعنی اسلام کا طریق ایسا پیچیدہ نہین۔ مین برہمن کی اعلی ذات مین پیدا ہوا لیکن مجھے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یوَن (مسلمان) کی حالت اختیار کرنی پڑی۔ لیکن عزیزو! یہ ایک راز ہے جسکو مین اسوقت آپ کے سامنے بیان نہین کرسکتا۔ لیکن اتنا عرض کرنے مین مضایقہ نہین دیکھتا کہ جسمانی تعلقات (ظاہری) کے لحاظ سے مین برہمن ہون اور روحانی تعلقات (باطنی) کے لحاظ سے مین یوَن ہون۔ یہ حالت الفاظ کے ذریعے نہین معلوم کرائی جاسکتی۔ صرف محسوس ہوسکتی ہے۔ لیکن اسکا احساس وہی کرسکتے ہین جو اس حالت مین سے گذرنے کی صلاحیت رکہتے ہون۔ پھر آپ نے ہمارے لئے دعا کی۔ اور ہم رخصت ہوئے۔ دوسری مرتبہ جولائی ۱۹۲۳ء مین خاکسار اپنے ایک دوست مسٹر سداشیو راؤ شیلکے کے ہمراہ پھر حاضر خدمت عالی ہوا۔ اسوقت مہاراج ہماری طرف دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ پھر مجھسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دنیا پر جب ہم غور کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ تمام امور دنیوی عقل کے زور سے انجام پاتے ہین۔ ہر فن اور ہر پیشے کے لئے عقل کی ضرورت ہے اور عقل ہی کے تناسب سے کامیابی ہوا کرتی ہے۔ نیز کسی فن مین کامیاب ہونے کے لئے ایک شخص کو اس فن کے ماہر سے جو اس فن کے متعلق عقل کامل رکہتا ہو معلومات حاصل کرنی لازمی امر ہے۔ ورنہ کامیابی معلوم۔ اسیطرح خدا کو پہچاننے اور اس سے ملنے کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہے جو دنیا کے کاروبار مین کام آنے

والی عقل سے بالکل متضاد ہے۔ اور یہ ان لوگوں سے حاصل ہوتی ہے جو خدا رسیدہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر مرشد کامل کی استعانت کے سوا کوئی شخص معرفت الٰہی پر عبور نہیں حاصل کر سکتا۔ پھر آپنے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور عظمت روحانی کا ذکر فرمایا۔ اپنے مرشد کا نام زبان پر آتے ہی فرط محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دیر تک سکتے کا عالم رہا۔ طبیعت سنبھلی تو آپنے فرمایا کہ سائیں بابا کے متعلق میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ میری زبان کو یارا نہیں کہ انکی تعریف کر سکے۔ اخیر میں فرمایا کہ میرے آقا سے جو کچھ مجھے عنایت ہوا اکی کلید میں نے مہر بابا جی کے حوالے کی ہے۔ وہی اسکا مستحق ہے۔ ناظرین کو اس تذکرے سے کھل گیا ہوگا کہ حضرت مہر بابا کو حضرت بابا جان اور شری سدگرو اپاسنی مہاراج ان ہر دو بزرگوں سے فیض حاصل ہوا ہے۔ حضرت بابا جان کے متعلق جو معلومات مجھے معتبر ذرایع سے بہم پہنچی ہیں انکو بھی یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ کی بزرگی اور عظمت کا دنیا کو پتہ چلے۔

حضرت بابا جان:- ابتدائی حالات کا پتہ نہیں مل سکا۔ سنہ ۱۹۰۳ء سے آپکے حالات ملے ہیں۔ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء میں آپ حیدری نامی جہاز سے حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اسی جہاز میں جناب نور محمد قاسم مٹھا۔ نور محمد عرف نما پنکھے والے اور سیٹھ صالح محمد الیاس کپڑے والے جنکی دکان آجکل چکلہ اسٹریٹ بمبئی میں ہے۔ اور جناب حیدر ابراہیم سایانی اسسٹنٹ پروفیسر ڈکن کالج بھی اپنی والدہ مرحومہ اور بھائی کے ہمراہ تھے جہاں ان لوگوں نے آپ کی بہت سی کرامات دیکھیں۔ آپ سایانی صاحب کی والدہ کے ہمراہ جدہ سے مدینے شریف تشریف لیگئے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے آگے دیکھا گیا کہ جہاز پر جو حالت جذب آپ پر طاری رہتی تھی وہ سلوک سے بدل گئی اور آپ نے تاقیام مکہ و مدینہ پنجوقتہ نماز ادا کی اور ہر کام کاج ہوشیاروں کی طرح کیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں واپسی کے وقت آپنے جدہ میں ۵ ماہ قیام کیا اور یہاں آپ کی حالت پھر مجذوبانہ ہوگئی۔ جاتے وقت حیدری جہاز طوفان میں پھنس گیا تھا اور سب لوگ اپنی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو چکے تھے اسوقت آپ نے نور محمد عرف نما کو کہا کہ گلے میں رومال

A 2871–Lakshmi Art, Bombay, 8

باندہ اور جہاز کے نیچے نیچے سے ایک ایک پیسہ لے اور خدا سے کہا کہ خدایا ہمارے جہاز کو بچا ہم تیرے محبوب کی مدینے مین نیاز کرینگے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا جس مین جہاز کے انگریز سوار بھی شریک ہوئے اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔ جہاز پر آپ خلاصیون سے انگریزی مین بات چیت کرتے تھے۔ قریباً ۱۹۰۵ء مین آپ پونہ تشریف لائے اور لشکر مین چار باوڑی کے کنارے درخت کے نیچے قیام کیا۔ یہ جگہ آپکو ایسی پسند آئی کہ آجتک یعنی ۱۷ برس سے آپ نے اسکو نہین چھوڑا اور سردی گرمی بارش اسی جگہ بسر کرتے ہین۔ جسمانی حالت جو ۱۷ برس پہلے تھی وہی آج ہے عمر کا اندازہ سو برس سے زیادہ لگایا جاتا ہے۔ آپ کو سب لوگ بابا جان کہتے ہین۔ مائی یا مان صاحب کوئی کہتا ہے تو سخت ناراض ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ مین عورت نہین ہون مرد ہون پشتو اور فارسی زبان نہایت صاف اور تیز بولتے ہین اکثر حافظ اور امیر خسرو کے اشعار آپ کی زبان سے سننے مین آتے ہین۔ غصہ کے وقت غصہ اور محبت کے وقت انتہائی محبت فرماتے ہین۔ کسی سے کبھی کوئی چیز نہین لیتے۔ پھول تک کوئی لیجاتا ہے تو آپ بگڑ جاتے ہین بہ نسبت پونہ والون کے باہر والے زیادہ مستفیض ہو رہے ہین۔

خاکسار

خاک پونوی

دیباچہ

(از حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

یہ اختلاف صورت فطرت کی مستیان ہین
یہ انکشاف معنی ذہنون کی ہستیان ہین
(حضرت اکبر الہ آبادی)

یہ شرف ایشیا اور اس کے خاص ملک ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔ جہانکے باشندون کا مقصد زندگی محض روپیہ حاصل کرنا اور مادی عیش و آرام مین مصروف رہنا نہین ہے۔ بلکہ اپنی حقیقت پر غور کرنا اور اسکے راستے سے خدا تک پہنچنا ہے۔ عنوان کے شعر مین حضرت اکبر الہ آبادی نے سچ فرمایا ہے کہ کائنات مین جس قدر موجودات ہے سب کی صورتین علیحدہ علیحدہ ہین۔ ہر درخت اپنی شان مین یکتا ہے۔ ہر پہاڑ اپنی صورت کا ایک ہے۔ ہر حیوان کی شکل دوسرے سے نہین ملتی۔ اور انسان باوجود اسکے کہ اعضا یکسان رکھتا ہے شکل مین دوسرے انسان سے نہین ملتا۔ وہی دو آنکھین ہین، وہی ایک ناک ہے، وہی رخسار، وہی پیشانی، وہی دانت، ہونٹ، زبان ہے، مگر کیا مجال کہ ایک چہرہ دوسرے چہرے سے ملجائے۔

اکبر کہتے ہین کہ یہ فطرت کی مستیان ہین۔ اسی مستی کے جوش نے یہ رنگارنگی پیدا کی ہے۔ اور اس رنگارنگی کے جو نئے نئے معنی نکالے جاتے ہین یہ ہی ہمارے ذہن کی رفتار ہے۔ یعنی ہر شخص کا ذہن جداگانہ مطلب پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت و اصلیت ان سب معانی اور مطالب سے جدا ہوتی ہے۔ سوامی دویکانند نے امریکہ مین کہا تھا کہ اگر ایک گائے خدا کا تصور کرے تو یہی خیال کریگی کہ خدا ایک بڑی گائے ہے۔ اور ایک شیر خدا کا دھیان کرے تو وہ اسکو بڑا شیر اور جانورونکو ہلاک کرنیوالا جانور خیال کریگا۔

انسان نے بھی جس قدر صفات خدا کی مقرر کی ہین وہ سب وہی ہین جو خود اسکے اندر پائی جاتی ہین۔ آدمی دیکھتا ہے اسلئے اس نے خدا کی نسبت کہا وہ بصیر ہے یعنی دیکھنے والا ہے۔ آدمی سنتا ہے اسلئے اس نے کہا خدا سمیع ہے یعنی سننے والا ہے۔ انسان مین رحم کا مادہ ہے۔ اس نے

خداکو بہی رحمٰن ورحیم سمجھا۔ انسان انصاف کرنا چاہتا ہے تو خدا کو بہی عادل سمجھتا ہے۔

غرض آدمی اپنی ہی حالت پر قیاس کرکے خدا کا تصور کرتا ہے۔ یوروپ کے آدمی اور امریکہ کے باشندے جب خدا کا خیال کرتے ہونگے تو وہ اسکو کارخانے بنانے والا۔ بھاپ اور بجلی کی ٹکٹون مین مصروف رہنے والا اور رات دن روپیہ کی فکر مین غلطان پیچان تصور کرتے ہونگے۔

ہندوستان کے آدمی اپنے خیالات کی بموجب یہ خیال کرتے ہونگے کہ خدا محبت مین مصروف ہے کیونکہ دنیا مین محبت کے سوا اور کچھ ہے ہی نہین یہ محبت ہی سے اس نے ست سرج۔ تم کی صفات کو ظاہر کیا ہے شیو کی اُپاسنا کرنے والون سے پوچھو کہ تم اپنے ماتھے پر تین لمبی لکیرین کیون بناتے ہو تو وہ کہدینگے ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن کی علامتین یاد رکھنے کے لئے یہ نشانات ہین۔

رامانندی لوگون سے پوچھو تم نے ماتھے پر تین لکیرین کیسی بنائی ہین جو شیو اپاسکون کی برخلاف بالون کی طرف سے ناک کی طرف کھینچی گئی ہین تو وہ جواب دینگے سیتا رام لچھمن کی یاد ہے۔ ادہر رام ادہر لچھمن بیچ مین سیتا۔ کہ محبت کے تین پتلے پیشانی پر درخشان ہین۔

قصہ مختصر تمام معانی ومطالب جتنے بھی بیان کئے جاتے ہین یہ اپنی ذہنی و دماغی حالت کا اقتضا ہے ورنہ خدا کی ذات اِن سب سے اعلیٰ وبرتر ہے۔ اور اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے۔ ما عرفناک حق معرفتک" ہم نے تجکو تیرے پہچاننے کے حق کی موافق نہین پہچانا۔

پس جب اس کتاب کو پڑہنے والے پڑہینگے تو اپنی عقل اور سمجھہ کی موافق رنگ رنگ کا مطلب سمجھینگے۔ کوئی کہیگا اس مین تو ہندؤن کا بیان ہے۔ جہان دیکھو غیر خدا کی پوجا پاٹ کے قصے لکھے ہوئے ہین۔ کوئی بول اُٹھیگا یہ کتاب تو مسلمانون کی حکمت عملی ظاہر کرنے کو لکھی گئی ہے کہ سائین بابا ایک مسلمان درویش نے ایک برہمن کو مرید کرکے ہندو مذہب سے نکال لیا۔ اور اسی کو اپنا جانشین بناکر دوسرے ہندؤنکو مسلمان کرنیکی سڑک بنادی تیسرا شخص کہیگا کہ ہندو مہاراج نے مہربابا ایک پارسی کو نظر مہر سے اسواسطے دیکہا کہ پارسیون مین بہی اسلامی حکمت کے خیالات پہیل جائین۔

غرض ہر شخص اپنے اپنے خیال اور اپنے اپنے حال کے موافق رائے زنی کریگا کہ المرء یقیس

علی نفسہ" آدمی خود اپنے اوپر دوسرونکا قیاس کیا کرتا ہے۔

فقرا میں جلوہ ذات مگر اصلیت اس کتاب کی تمام خیالات مذکورہ کے خلاف ہے۔ اس مین نہ مسلمانونکو بت پرستی سکہائی گئی ہے نہ ہندؤن کا مسلمان کرنیکی کوئی ترکیب کی گئی ہے۔ نہ پارسیونکو اسلامی تعلیم کا حلقہ بگوش بنانیکا منشا ہے۔ بلکہ اس کتاب مین تو فقرا کی کیفیت کا ذکر اور انکے وہ قصے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقرا وہ مذہب نہین رکہتے جو آپس مین بیر رکہنا سکہاتا ہو یا جسکو نادان لوگون نے یہ سمجہہ لیا ہے کہ مذہب وہی ہے جو دنیا مین فرقہ بندی کے تعصبات پیدا کرے۔ بلکہ فقرا کی ذات جلوہ الٰہی ہوتی ہے۔ خدا کی ذات کسی مذہب کسی قوم اور کسی خاص فرقہ کی طرف دار نہین ہے۔ کیونکہ وہ سورج کی روشنی گرمی سردی۔ ہوا۔ پانی۔ بہوک پیاس۔ خوشی وغم سب آدمیون کو برابر دیتا ہے۔ خواہ وہ ہندو ہون یا مسلمان۔ عیسائی ہون یا یہودی۔ پارسی ہون یا منکر خدا گورے ہون یا کالے امیر ہون یا غریب۔ ادنیٰ ہون یا اعلیٰ۔ عورت ہو یا مرد بچے ہون یا جوان۔ خدا نیک و بد کی پروا ہی نہین کرتا وہ شراب خوارون اور حرام کارونکو بہی نہلاتا پانی اور ہوا اور روشنی دیتا ہے اور عابد و زاہد لوگونکو بہی۔ پس فقرا وہی ہین جو خدا کے دستور کے موافق کسی فرقے اور کسی مذہب کے طرفدار نہ ہون سب کو ایک ہی نظر سے دیکہین اور سب مین یکسان ہی جلوہ پائین۔

سائین بابا مسلمان تہے مسلمان رہے مسلمان مرے۔ مہاراج برہمن تہے برہمن ہین اور برہمن کی حالت مین دنیا سے جائینگے۔ مہر بابا پارسی ہین۔ پارسی رہینگے اور اسی قومیت مین انکا انجام ہوگا۔ مگر جو چیز کہ ذات پات کے جہگڑون سے اونچی اور علیحدہ ہے وہ سائین بابا مین بہی تہی اور مہاراج مین بہی ہے اور مہر بابا بہی اسکا مظہر ہین۔ لہذا جو شخص اس کتاب کو پڑہنا چاہے اسکو پہلے مذہبی و قومی تعصبات سے جدا ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ اس کتاب کے پڑہنے مین اسے کچہہ لطف نہ آئیگا۔ بلکہ اس کا دل مختلف قسم کی باتون سے گہبرانے لگے گا۔ کہ کہین اس مین بت پرستی کا ذکر ہے کہین اسلامی تعلیم کے اشارات ہین کہین کچہہ ہے اور کہین کچہہ ہے۔

خلاصہ مضامین:۔ اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ چند الفاظ مین کیا جا سکتا ہے۔۔

(۱) ساری کتاب شری سچیدانند سدگرو اپاسنی مہاراج کے حالات مین ہے (۲) حقانی تجلیون کا ناسوتی اور لاہوتی بیان ہے۔ (۳) ظاہر پرستونکے لئے ایک دنیادار انسان کی سرگذشت ہے جس نے دنیا کو ترک کر دیا اور انتہائی بے تعلقی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ اسکو ناسوت کی زبان مین لائیف۔ تذکرہ۔ ملفوظات سیرۃ۔ حیات کہتے ہین۔ مگر جنکی نگاہ معارف باطن پر ہے وہ اِن الفاظ سے زندگی کی کشمکش مین ہدایت کا راستہ پاتے ہین۔ گویا اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ وادی حیات کے بہوے بھٹکے مسافرون کو اصلی اور سیدہا راستہ بتاتی ہے۔ (۴) الہامی کتابونکی طرح قصون اور مثالون کے ذریعے سے مورکہہ اور نادان لوگون کو نازک گہری اور باریک باتین بتائی گئی ہین (۵) مگر سب سے بڑا اور یقینی خلاصہ یہ ہے کہ اس کتاب مین غریبون کمینون۔ محتاجون اور اُن بیمارون کے ساتھہ عملی محبت اور مساویانہ برتاؤ کرنیکا طریقہ سکہایا گیا ہے جنکو صدیون سے ہندوستان والے اور دوسرے ملکون کے باشندے کمین اچہوت ادنیٰ ذلیل اور ناقابل توجہ سمجہتے آئے ہین۔

مین نے اس کتاب کا نام پہلے پریم بٹیا تجویز کیا تہا یعنی عشق کا راستہ، اور ایک اعتبار سے یہ نام کتاب کا خلاصہ ظاہر کرتا تہا۔ پہر اسکے بعد مین نے اسکا نام تجلیان رکہا کیونکہ واقعات اور اپاسنی مہاراج کے حالات کے آخری نتائج دل پر جو اثر پیدا کرتے ہین انکو تجلیان کہنا ناموزون نہین ہے۔ لیکن جب مین نے تمام کتاب کو آخر تک پڑہ لیا اسوقت بے اختیار میرے دلکی زبان سے نکلا کہ اُپاسنی مہاراج غریبونکا آسرا ہین۔ لہذا انکے تذکرے کی اس کتاب کا نام بہی غریبون کا آسرا ہونا چاہئے۔

مہاتما گاندہی کی شہرہ آفاق شخصیت اور عالمگیر ہر دلعزیزی کی وجوہات مین ایک وجہ یہ بہی ہے کہ وہ اچہوتون اور کمینون سے دلی محبت رکہتے ہین اور انکو انسانی مساوات کی سطح پر لانے کیلئے قول و فعل سے کوشش کرتے ہین۔ سدگرو اپاسنی مہاراج کے حالات مین مہاتما گاندہی سے کہین زیادہ غریب پروری اور غریب نوازی ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ ایک اعتبار

سے اپاسنی مہاراج مہاتما گاندہی پر فوقیت رکہتے ہین اور وہ یہ ہے کہ مہاتما جی کی ذات تیسرے درجے کی ہے یعنی وہ بنئے ہین اور اپاسنی مہاراج برہمن ذات کے ہین جو سبسے اعلی مانی گئی ہے پس ایک بنیا اگر شودر جماعتون کے متعلق ہمدردی کرتا ہے تو زیادہ تعجب خیز نہین ہے کیونکہ اسکا درجہ شدرون سے بالکل ملا ہوا ہے یعنی صرف ایک سیڑہی اونچا ہے۔ تعریف اپاسنی مہاراج کی کرنی چاہئے کہ وہ سبسے اونچی برہمن ذات مین ہونے کے باوجود اچہوتون اور کمینون مین سگے بھائیون کی طرح زندگی بسر کرتے ہین۔

یہ بات بہی قابل لحاظ ہے کہ صوبۂ بمبئی وصوبۂ مدراس مین سبسے زیادہ اچہوت اقوام کو نفرت برتی جاتی ہے۔ اعلی ذات کے ہندو ادنی ذات کے ہندؤن کو مجبور کرتے ہین کہ وہ ان سے ۴۰ قدم دور ہو کر چلین تاکہ اُنکا سایہ بہی قریب نہ آنے پائے۔ مگر سدگرو اپاسنی مہاراج دکنی برہمن ہونے کے باوجود بہنگیون اور ادنی ذات کے لوگون سے پرہیز نہین کرتے۔ بلکہ انکے مکانون مین رہتے ہین۔ انکے ساتہہ انکا وہ کام کرتے ہین جس کے باعث سے ان غریبون کو ادنی ذاتون مین شمار کیا گیا ہے یعنی انسانی غلاظت اور گندگیون کو بہنگیون کے ساتہہ صاف کرتے ہین۔

غلاظت کیساتہہ کہیل ناظرین اس کتاب مین ملاحظہ کرینگے کہ اپاسنی مہاراج کوڑیون پر بیٹھے رہتے ہین اور پیشاب بہانے سے کہیلتے رہتے ہین یعنی کوڑیون غلاظتون کے انبار انکے بیٹھنے اور کہیلنے کی چیزین ہین۔ ان واقعات کو نفرت اور حقارت سے نہ دیکہنا چاہئے۔ ممکن ہے نئی روشنی کے بعض لوگ یہ کہدین کہ اپاسنی مہاراج کا دماغ خراب ہوگیا ہے کہ غلاظت کا کہیل دیوانے کہیلا کرتے ہین۔ مگر غور سے دیکہا جائے تو اپاسنی مہاراج کے اس مشغلہ مین بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے وہ اپنے چیلون اور مریدونکو یہ دکہانا چاہتے ہین کہ جس گندگی کو صاف کرنے کے سبب دنیا بہنگیونکو ناپاک اور کمین سمجہنے لگی وہ گندگی خود انسان کی صحبت سے گندہ صورت مین آئی چند گھنٹہ پہلے جو کہانا آراستہ میزون پر چنا ہوا تہا اور جو کہانا مکلف دسترخوانون پر سجایا گیا تہا اور جس کہانے کیلئے چوکے لیپے گئے تہے اور جسکے ذایقون اور خوشبوؤن ادہورتونکی

دہوم جگہ جگہ تہی اور جس کہانے کو منہ مین رکہنے کے بعد بڑے بڑے شاندار تعریفی الفاظ سے یاد کیا گیا تہا یہ وہی کہانا ہے جو غافل انسان کے پیٹ مین چند گھنٹے رہنے کے بعد ایسا بدشکل اور ایسا بدبودار اور ایسا قابل نفرت ہو گیا جسکو صاف کرنیوالون کو انسانی دائرے سے خارج سمجہا جانے لگا۔

اُپاسنی مہاراج زبان حال سے غلاظت مین بیٹھکر اور اس سے کہیل کر ایسا موثر سبق پڑہاتے ہین جسکی نظیر روشن دنیا کے کسی ملک مین نہین ملتی۔

ایک برس کا روزہ بہت عرصہ نہین گذرا کہ آئرلینڈ کے ایک شخص نے سیاسی وجوہات کے سبب انگریزی جیلخانے مین کئی مہینے کا فاقہ کیا اور وہ بغیر کہائے پئے زندہ رہا۔ اس مثال سے اُن لوگونکی آنکہین کہل گئین جو فقرا کے روزے کا انکار کرتے تہے اور کہتے تہے کہ انسان تین دن بہی کہانے پینے کے بغیر زندہ نہین رہ سکتا حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا بارہ سال تک کچہہ نہ کہانا انکو ایک فرضی ڈہکوسلا معلوم ہوتا تہا۔ مگر آئرلینڈ کے واقعہ نے کم از کم انکو اسکا قایل کردیا کہ انسان کہانے پینے کے بغیر کئی مہینے زندہ رہ سکتا ہے۔

اس کتاب مین لکہا ہے کہ اپاسنی مہاراج نے ایک برس کا روزہ رکہا یعنی پورے ایک سال تک کچہہ بہی نہین کہایا پیا۔ یہ واقعہ خلاف عقل نہین ہے ایک برس کیا بارہ برس بلکہ تمام عمر اگر انسان وہ غذائین نہ کہائے جنکے استعمال پر زندگی کا دارو مدار سمجہا جاتا ہے تب بہی وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ فقرا کی آنکہون مین اور جسم کے مسامات مین روحانی اشغال کے سبب ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر وہ چاہین تو آفتاب کی شعاعون سے اور جنگل کی ہواؤن سے۔ چاند کی کرنون سے پانی کی لہرون سے درختونکی سرسبزی سے زمین کے ابخرات سے غذائی مادون کو بالا ہی بالا جذب کرکے اپنے وجود کو زندہ اور قایم رکہہ سکتے ہین۔ کیونکہ ہمارے کہانے کی چیزون مین انہی مذکورہ اشیا سے غذائی قوت پیدا ہوتی ہے۔ چاہے اسکو چکی مین پیس کر توے پر پکاکر دانتون سے چباکر معدہ سے ہضم کرکے حاصل کرو۔ چاہے کسی دوسری قوت کے ذریعہ سے اوپر ہی اوپر اس قوت کو جذب کرلو۔

پس آپاسنی مہاراج کا ایک سال تک روزہ رکھنا انکی ریاضت اور مجاہدہ کی دلیل ہے خلاف عقل کوئی بات نہین ہے۔

مسلمان کا مرید برہمن یہ بات بہی ظاہر پرست ہندؤن و مسلمانون کو عجیب معلوم ہوگی کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ برہمن ایک ان پڑہ مسلمان پیر کا مرید ہوا۔ ہندو اسپر تعجب کرینگے اور مسلمانونکو اسپر حیرت ہوگی کہ مسلمان پیر نے مسلمان مریدون مین کسیکو اپنا جانشین نہ بنایا بلکہ ایک ہندو برہمن کو نعمت سجادگی عطا کی۔ اسکی بابت کچہہ تو اوپر کی تمہید مین اشارہ کردیا گیا ہے اور کچہہ اس شعر سے تسکین ہوجائیگی ؎

ذات پات پوچھے نا کوئے
ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

منزل عشق مین ذات پات کی پابندی نہین ہے۔ وہان تو عبد و معبود کی نسبت اور رابطہ کو دیکہا جاتا ہے۔

مشاہدات اپاسنی مہاراج کے تمام واقعات زندگی پر نظر عمیق ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے اندر مشاہدہ کی قوت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور وہ معمولی اور ناقابل توجہ باتون سے حقایق و معارف پیدا کرلیتے ہین۔

سائین بابا کا کریا کرم کتاب سے یہ بہی معلوم ہوگا کہ اُپاسنی مہاراج اپنے مرشد سائین بابا کی رحلت کے بعد ہندو مذہب کے بموجب مشہور تیرتہون مین سائین بابا کیلئے وہ رسومات ادا کرنے کے واسطے گئے۔ اور وہ رسومات ادا کین جو ایک ہندو اپنے ہندو بزرگون کے لئے انتہائی محبت سے کیا کرتا ہے۔ اس سے اس محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو برہمن مرید کو اپنے مسلمان مرشد سے تہی۔

سادہ اور عام فہم اپاسنی مہاراج کی زندگی بالکل سادہ اور عام فہم ہے۔ اس مین کوئی بات پیچیدہ اور فلسفیانہ نہین پائی جاتی۔ انکی تعلیم دوسرے ہندو

فقرا کی طرح فلسفۂ الٰہیات کے باریک اور ناقابل فہم مضمونوں پر نہیں ہوتی۔ وہ اپنے مریدوں اور معتقدوں کو اس طرح تعلیم دیتے ہیں جس طرح باپ اپنے چھوٹے بچے کو گود میں اُٹھا کر زبان بامزنکال کر ہنستا ہے۔ آوازیں بلند کرتا اور آنکھیں مچکا مچکا کر اس کو خوش کرتا ہے۔ ایاسنی مہاراج نے کاغذ میں جو تقریر کی تھی اگرچہ وہ بہت پر معنی ہے لیکن اسکے اندر اتنی سادگی ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی عقل اور سمجھ کی موافق اس سے اثر پذیر ہوسکتا ہے۔

مہاراج کے تخانے حاصل مقصد یہ ہے کہ اس کتاب میں جہان جہان ایاسنی مہاراج کی بت پرستی اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا ذکر آیا ہے وہ سب مور کہہ سمجھاؤ ہے۔ ورنہ جس ہستی نے اپنے نفس اور خواہشات کے بت خانوں کو شکست کر دیا وہ ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں کی عبادت کب کرسکتا ہے۔

کتاب ہذا کے ہر صفحہ پر ایسی باتیں درج ہیں جنپر کچھ نہ کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر اندیشہ ہے کہ دیباچہ اصل کتاب سے ہی بڑھ جائیگا۔ اسواسطے جتنا لکھا گیا اوسکو کافی سمجھا جاتا ہے۔

حسن نظامی

دہلی ستمبر ۱۹۲۲ء

۷۸۶

حصہ اول

شری سچیدانند سدگرو اپاسنی مہاراج

کے ابتدائی حالات

مہاراج کے جد بزرگوار یعنی گوپال راؤ عالم باعمل اور خدا ترس اور خدا
شناس بزرگ تھے۔ زبان سنسکرت مین انھین کامل عبور حاصل تھا۔
علاوہ ازین۔ فلسفہ۔ حکمت۔ صرف ونحو۔ رمل اور ویدشاستر وغیرہ مین
اپنے ہم عصرون سے ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ ہرایک مذہبی معاملہ انہی کے
پیش کیا جاتا اور مشکل مسائل حل کیے جاتے۔ باینہمہ علم وفضل وعزووقار آپ
اسقدر منکسر المزاج تھے کہ ہرایک ادنیٰ واعلیٰ آپ کا ثنا خوان اور گرویدہ
تھا۔ جب آپ کے علم کی شہرت چوطرف پھیلی تو مہاراجہ بڑودہ نے اپنی

ریاست مین بلا لیا اور محکمۂ امور مذہبی کا افسر اعلیٰ بنایا۔ چند سال آپ نے
بڑودے مین قیام فرمایا۔ اور مہاراجہ بڑودہ کے انتقال کے بعد آپ گھر
چلے آئے۔ مہاراجہ بڑودہ کے گرو یعنی ریجنٹ لا جی راجگرو نے جو گوپال راو کے
علم کی قدر کرتے اور اکثر معاملون مین آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے بہت اصرار
کیا کہ آپ بڑودہ نہ چھوڑین اور اسیطرح ریاست نے بھی بہت چاہا کہ آپ
رہین لیکن اس قانع بزرگ نے قبول نہ کیا اور استعفا دیدیا۔ روانگی کے وقت
ریاست نے گرانبہا نذرانہ پیش کیا یہ بھی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ آپ پرانی
وضع کا لباس زیب تن فرماتے اور اسی پرانی طرز پر زندگی بسر کرتے آپکی
سادگی اور منکسر مزاجی سنت تکارام کے بالکل مشابہ تھی۔ ہر وقت لوگونکی
بھیڑ آپ کے پاس لگی رہتی تھی اور آپ سے ہر طرح کا فیض پاتی تھی آپکا
زیادہ وقت وعظ و نصیحت مین گذرتا اور عام و خاص اور سرکاری اعلیٰ افسر
شریک مجلس رہا کرتے۔ برہمن طلبا دور دور مقامات سے پڑھنے کے لیے
آتے۔ چونکہ ان طلبا کی بسر اوقات مقامی برہمنون کے دست کرم پر موقوف
تھی اس لئے اکثر اوقات ان طلبا کا بار بھی آپ کو برداشت کرنا پڑتا تھا
آپ کے درس مین علم مجلس اور اخلاق خاص خصوصیت رکھتے تھے۔ ان طالبعلمون
کے ساتھ آپ کے اور کنبے کے بچے بھی پڑھا کرتے تھے۔ انہی مین ہمارے
مہاراج جو اسوقت بہت ہی کم عمر تھے پڑھا کرتے تھے اور دادا کی تعلیم کا

فیض حاصل کرنے مین کسی سے کم نہ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ گوپال راؤ شاستری کو شادی مین مدعو کیا گیا۔ آپ کو فرصت نہ ملی تو مہاراج کو انکی والدہ کے ہمراہ اپنی جگہ بھیج دیا۔ چونکہ گوپال راؤ شہر مین ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے ہر ایک آدمی انکو مجلس مین اعلیٰ جگہ دیا کرتا تھا۔ ان کی بجائے مہاراج کو دیکھکر لوگون نے دادا کی جگہ بٹھانا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا کہ مین اونچی جگہ نہین بیٹھتا سب کے ساتھ فرش پر بیٹھونگا اور ایسا ہی کیا۔ اور اپنے دادا کی تعلیم اخلاق اور آداب مجلس کا کامل پیرو بنکر دکھا دیا۔ جس سے عام لوگونکر دل پر بہت بڑا اثر پڑا اور انکی محبت دلون مین پیدا ہوگئی۔

اسی زمانہ مین ایک نوجوان برہمن صرف ونحو مین گوپال راؤ کا ہم پلہ تھا اوسکو گوپال راؤ کی یہ عزت وشہرت گوارا نہ تھی گو وہ پنڈت تھا لیکن خودپسندی اور کبر ونخوت کی بو دماغ مین ایسی لبسی تھی کہ گوپال راؤ کے کمال علم وحلم کی خوشبو اوسکے لئے دارو ئے بیہوشی بنی ہوئی تھی۔ اور اسی لئے وہ ہمیشہ گوپال راؤ کی آبرو ریزی اور ایذا رسانی مین ساعی رہتا مگر شریف دل بزرگ گوپال راؤ نے کبھی اوسکی ان ناشایستہ حرکات پر خیال نہ کیا بلکہ اوسکے بدلے مین اوسکی عزت افزائی اور تعظیم وتکریم کرتے رہے اور جب کبھی وہ مجلس مین آتا اور گوپال راؤ مسند عزت پر بیٹھے ہوتے تو اُٹھکر اوسکی تعظیم بجا لاتے اور اپنی جگہ اوسکو بٹھا کر خود پہلو مین

مگر یہ پرنخوت اور کمینہ دل پنڈت اسی مسند اور اُسی مجلس مین آپ کے خلاف زباندرازی کرتا اور آوازے کستا۔ مگر یہ گوپال راؤ کا ہی جگر تہا کہ خاموش بیٹھے سنتے اور ہنستے رہتے۔

گوپال راؤ کی اس روش پر ہمکو سنت تکارام کا ایک واقعہ یاد آتا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کے لیئے درج کیا جاتا ہے "تکارام نہایت نیک دل اور صابر بزرگ تہے کبہی کسیکو تکلیف دینا یا آزردہ کرنا پسند نہ کرتے تہے مگر ان کی بیوی نہایت ہی سخت دل اور بدمزاج تہی اور ہمیشہ آپکو ستایا کرتی۔ یہانتک کہ جھاڑو سے مارا بہی کرتی۔ ہمسایہ اسکی ان نازیبا حرکات پر تکارام کو طعنے تشنے دیا کرتے گویا مرے پہ سو درے لگایا کرتے لیکن تکارام صبر ہی کرتے رہے۔ ایک مرتبہ تکارام باہر گئے اور ذرا دیر سے آئے ابہی اپنے دہلیز پر ہی قدم رکہا تہا کہ بیوی صاحبہ نے صلواتین سنانا شروع کردین اور پیچے جہاڑ کر پیچھے پڑ گئین۔ ہمسایہ جنکو یہ باتین دل لگی ہو گئی تہین آواز سنکر ارد گرد جمع ہو گئے اور تالیان بجانے لگے۔ تکارام خاموش کہڑے سنتے اور ہنستے رہے۔ یہ دیکہکر بیوی کا غصہ اور بہی بہڑکا اور پانی کا گہڑا بہرا ہوا اُٹھایا اور تکارام کے سر پر دے مارا۔ تکارام کے تمام کپڑے پانی مین شرابور ہو گئے اور سر مین کچہہ زخم بہی آیا۔ اسپر لوگونکو تکارام کی حالت پر بہت رحم آیا اور عورت پر بگڑ کر کہا کہ تکارام ابتو تمہارے صبر کی انتہا ہو گئی کب تک

یہ صبر اور تکلیف برداشت کرو گے آخر مرد ہو کچھ انتظام کرو۔" آپ نے ہنسکر جواب دیا کہ بھائی بادل گرج کر برسا ہی کرتے ہین۔ اسیطرح میری بیوی بادل کی طرح پہلے گرجی اور پھر بارشس بنکر برسی اس مین نئی بات کیا ہوئی اور میرا نقصان کیا ہوا۔" ایسا ہی حال گوپال راؤ کا تھا کہ ہر بات سے جو اپنے خلاف کسی سے سنتے تھے بجائے خفا ہونے یا جواب دینے کے سبق حاصل کیا کرتے تھے۔ آپ کے اصول زندگی اسقدر بلند پایہ تھے کہ ان کی قماش کے آدمی فی زمانہ عنقا نظر آتے ہین۔

ایشونت راؤ معاملہ دار جو آخر عمر مین بڑے زبردست بزرگ ہوئے تھے۔ مہاراج کے دادا یعنی گوپال راؤ کے پاس اکثر آیا کرتے اور مذہبی معاملات مین اُن سے رای لیا کرتے تھے فلسفہ اور دینیات کا درس بھی حاصل کیا تھا۔

گوپال راؤ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے لڑکے کا نام گووند راؤ شاستری تھا اور چھوٹے کا نام دامودر شاستری گووند راؤ نے علم رمل۔ کرم شاستر اور صرف نحو مین پوری مہارت حاصل تھی۔ اور دامودر بھی علوم دینی و دنیوی مین ان سے کم نہ تھے۔ گووند راؤ نہایت ذہین اور روشن طبع واقع ہوئے تھے۔ اور ان کو علم حساب مین نہایت شغف تھا۔ مکتب مین وہ اس مضمون مین سب سے زیادہ نمبر حاصل کرتے اور اول درجہ کا انعام پاتے

اس مضمون مین مہارت ہونیکی وجہ سے انہون نے علم رمل مین بہت جلد ترقی کی اور تہوڑے عرصے مین ایک بے نظیر رمال مشہور ہو گئے۔ دور دور سے لوگ انکے پاس آتے اور انکی رائے سے فائدہ اُٹھاتے ستارونکے حرکات وسکنات کا علم اور ان سے مترتبہ فوائد جاننے کی قابلیت کی وجہ سے ان مین اور ایک منصف اور ایک اوورسیر مین گہری دوستی ہو گئی اور اسی منصف کی رائے سے وہ انگریزی زبان سیکہنے کیطرف متوجہ ہوئے جسکے جاننے سے بقول منصف صاحب وہ سرکاری اعلی عہدہ پر متمکن ہو سکتے تہے۔ چند روز تک انہون نے اپنے دوست کے پاس انگریزی پڑہی مگر چرخ کجرفتار نے انکو اس مین ترقی کرنے کا موقع نہ دیا۔ انکے کنبے کی مالی حالت جو دن بدن خراب ہوتی جارہی تھی اب اس نے بہت ہی نازک صورت اختیار کی۔ اور چونکہ گوپال راؤ نہ خود کبہی کسی کے آگے دست سوال بڑہاتے تھے نہ اپنے لڑکون کو ہی اجازت دیتے تھے لہذا گوندراؤ کو اپنے خاندان کو کسی نہ کسی صورت سے دولت مند بنانے کی فکر لاحق ہوئی۔ حکمت مین انہین پوری مہارت تہی۔ اور ایک نسخہ کیمیا بہی انکے ہاتھ لگ گیا تہا جسکے تمام اجزا سے انہین واقفیت تہی۔ لہذا اب انہون نے کیمیا بنانے کی کوشش شروع کی اور دہن سوار ہوئی کہ اپنے کنبے کو مالامال کر دون۔ ادہر اُدہر سے جڑی بوٹی جمع کین کیمیا کا سامان بازار سے لائے اور

مکان مین ایک علیحدہ کوٹھری مین کیمیا کی بھٹی لگا دی اور ہر وقت دہونکنی دہونکنے لگے۔ دوست احباب سے ملنا بھی ترک کر دیا بھلا کیمیا کسکو آئی ہے جو ان کو آتی ہزارون نسخے کر ڈالے مگر ہر ایک مین ایک آنچ کی کسر رہتی گئی اور اس ناکامی سے ان کا شوق اور انہماک اور زیادہ ہوتا گیا۔ شدہ شدہ ان کے والد گوپال راؤ شاستری کو خبر ہو گئی آپنے بلا کر کہا کہ آؤ ہم تمہین کیمیا بتائین۔ اور کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تمہارے جیسا ہوشیار عقلمند اور علم کیمیا اور اسکے اجزا سے واقف آدمی اتنے دن سے خاک اڑا رہا ہے اور کیمیا تو بڑی چیز ہے تانبا پیتل تک نہین بنا سکتا اور پھر اس خیال سے باوجود ناکامی کے باز نہین آتا۔ بیٹا بات دراصل یہ ہے ؎

کیمیا و ریمیا و سیمیا — این نداند جز بذات اولیا

یہی اجزا ہین اور یہی ترکیب اور اسی ترکیب سے فقیر کیمیا بناتے ہین تم جو نہین بنا سکتے اس کا سبب یہ ہے کہ تم مین خود غرضی اور نفسانی خواہشات ہین اور اسکے تابع ہو کر تم کیمیا بنانا چاہتے ہو اس لئے ایسا ہونا غیر ممکن ہے اگر دنیادار کیمیا بنانے لگے تو انتظامات دنیا مین بہت بڑا خلل واقع ہو جائے اس لیے قدرت نے یہ چیز فقیر اور تارک دنیا کے لئے ہی رکھی ہے اور وہ نہ صرف اس ترکیب سے جس سے تم کیمیا بنا رہے ہو بلکہ ایک اشارے سے کیمیا بنا لیتے ہین اور جس وقت اور جتنی چاہین بنا سکتے ہین اور اپنے

کام مین لا سکتے ہین۔ لیکن وہ کبھی ایسا نہین کرتے نہ ایسا کرنیکی انکو ضرورت پڑتی ہے کیونکہ وہ دنیا کی تمام خواہشات سے پاک اور لواحقات دنیا سے بری ہوتے ہین اور اسوجہ سے اُن کا دل ہر حالت مین مستغنی رہتا ہے اور تمام کائنات کے مالک رہتے ہین۔ فقیر اور تارک الدنیا سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے اپنی تمام خواہشات نفسانی ہٹاکر خدا کا وصل اور اس کا قرب حاصل کرلیا ہے اور یہ بات مین تم مین دیکھتا نہین اس لئے مین چاہتا ہون کہ اسیوقت سے توبہ کرو اور خدا پر بہروسہ کرکے محنت مزدوری کرو خدا اس مین برکت دیگا۔ گووندراؤ چونکہ نہایت ہی نیک اور سعادتمند بیٹا تہا باپ کی شفقت آمیز نصیحت پر عمل کرنے کے لئے کیمیا کا تمام سامان توڑ پہوڑ ڈالا اور اس خیال کو بالکل چہوڑ دیا۔ اب انہون نے ارادہ کیا کہ وطن سے نکلکر قسمت آزمائی کیجائے تو مناسب ہوگا لہذا اجازت کیلئے والد کے پاس آئے۔ چہہ ماہ تک تو گوپال راؤ ان کو ٹالتے اور وطن ہی مین کچھہ کام کرنیکی ترغیب دیتے رہے لیکن جب اس عرصے مین باوجود کوشش کے کوئی صورت معاش پیدا نہ ہوئی تو یہ بہی اجازت دینے پر مجبور ہوگئے اور یہ دہولئے گئے جہان ان کے والد کے معتقد سے جو کسی جج کا سرشتہ دار تہا ملاقات ہوئی۔ گووندراؤ کو دیکھکر یہ بہت خوش ہوا اور اپنے گہر پہ نہایت عزت و احترام کے ساتھہ ٹہیرایا اور وجہ سفر معلوم کرکے جج صاحب سے

سفارش کی اور اپنے ماتحت ایک اسامی پر تقرر کرا لیا۔ تھوڑے ہی دن
مین علم رمل کیوجہ سے دھولیئے مین انکی کافی شہرت ہو گئی اور چاروں طرف
سے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر
مسٹر طموڈک سے ملاقات ہو گئی اوسکو بھی اس فن مین ورک حاصل تھا اور
مزید معلومات کا متمنی۔ اسکے پاس ایک قیمتی دوربین تھی جسکے ذریعے یہ
دونون اجرام فلکی کا معائنہ کرتے اور شاستر سے مطابقت کرتے۔ تھوڑے
دن کے بعد انھون نے اپنے اہل و عیال بھی دھولیئے مین بلوا لیئے

علاوہ سرکاری ملازمت کے ۱۰۰ طلبہ کے قریب سنسکرت اور صرف نحو
ایک گھنٹہ روزانہ آپکے مکان پر پڑھا کرتے۔ آپ ہندو دھرم کے پیرو تھے اور اپنے والد
گوپال راؤ شاستری کو ہی اپنا گرو مانتے تھے اور انہی کے تعلیم کردہ اصول پر ایک
گھنٹہ روزانہ عبادت کیا کرتے۔ انہی ایام مین گوپال راؤ نے سنیاس اختیار
کر لیا اور سنیاس آشرم مین بقیہ عمر گذار دی۔ اور جب تو تو سوامی مہاراج کے نام سے
مشہور رہے۔

مہاراج کی ولادت

۵ اپریل ۱۸۷۰ مطابق شاکہ ۱۷۹۲ مین بیساکھ کی دوسری تاریخ جبکہ چاند اپنا روشن چہرہ
دکھلانے کیلئے افق مغرب پر طلوع ہو رہا تھا صبا ایک مژدۂ جانفزا عالم مین لائی
یعنی گووند راؤ شاستری کے گھر ایک فرزند ارجمند تولد ہوا۔ جسکے ورود نے جیسا کہ آگے

چلکر معلوم ہوگا اُنکے خاندان کی شہرت مین چار چاند لگا دئے۔ اس آفتاب ہدایت کا نام کاشی ناتھ رکہا گیا۔ مگر دنیا نے انکو مہاراج کے نام سے یاد کیا اور اسی نام سے وہ عالم مین شہرت پذیر ہوئے اور ہم ہی اسی نام سے آیندہ صفحات کو زینت دینگے۔ ایام طفولیت مین مہاراج کے خوبصورت چہرے پر جبکہ وہ کھیل کود مین مشغول ہوتے یک بیک اداسی سی چھا جاتی اور آپ اسوقت متانت اور بالکل خاموشی اختیار کر لیتے۔ اسکے علاوہ اور کوئی قابل تذکرہ بات اول سات سالہ زندگی مین نہین پائی گئی۔ انکی مونجھ کی رسومات اشونت راؤ مہاراج جیسے بزرگ کے زیر سایہ ادا کی گئین۔ ان مہاتما نے مہاراج کو اپنے پاس بلا کر چھاتی سے لگایا اور سر پر ہاتھہ رکھکر دعا دی۔ گویا ان کے مذہب کی بنیاد ایک سد پروش کے ہاتھون رکھی گئی۔

بچپن مین مہاراج پڑہنے لکھنے سے بہت جی چراتے تھے البتہ دیوکی پوجا اسقدر مرغوب تہی کہ بہت سا وقت اس مین صرف کرتے۔ آپ کے دادا گوپال راؤ اور چچا وامودر شاستری آپ کی تعلیم کے لئے ہر وقت کوشان رہتے اور بعض اوقات آپ کی تعلیم سے بیرخی پر آزردہ ہوتے۔ کمال یہ تہا کہ جب کبھی آپ سے پڑہنے کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا چہرہ اتر جاتا اور فوراً ہی اگر عبادت کے لئے کہا جاتا تو بشاشش ہو جاتا اور ایسا تغیر واقع ہوتا کہ ہر ایک دیکھنے والا محسوس کرتا۔ کھیل مین دلچسپی۔ پڑھنے سے نفرت اور عبادت مین

ذوق یہ تین کیفیتیں ہمیشہ انکی ظاہری زندگی کا لب لباب رہین۔

۹ برس کی عمر مین سب سے پہلا خواب جو مہاراج نے دیکھا نہایت ہی عجیب ہے اور اسپر یہ بات بہی کم حیرت انگیز نہین ہے کہ باوجود کم سنی کے یہ خواب کسی سے بیان بہی نہ کیا۔ اور کیا تو ایک مدت مدید کے بعد۔

مہاراج کا پہلا خواب

مہاراج نے دیکہا کہ ایک عجیب وغریب مکان مین دہکتا ہوا ایک حلقۂ آتش ہے اور اسکے بیچ مین وہ کہڑے ہین۔ اور سامنے ایک وحشی آدمی کہڑا ہے نہایت قوی الجثہ اور خوفناک چہرہ ہے۔ اور تازیانے سے نہایت بیرحمی کیساتھ مہاراج کو مار رہا ہے۔ لیکن مہاراج کو نہ تو آگ کی گرمی محسوس ہوتی ہے اور نہ کوڑونکی مار جسم پر معلوم ہوتی ہے۔ البتہ اس خوفناک منظر سے خوف زدہ ضرور تھے اور رونے لگے مگر نہ مار کم ہوئی نہ آگ کا حلقہ کم ہوا۔ اس خواب کے بعد جب کبہی اس کا خیال مہاراج کو آتا تو ڈرکر زار وقطار رونے لگتے۔ بارہا لوگون نے رونے کا سبب دریافت کیا مگر آپ نے ایک لفظ بہی اسکے متعلق بیان نہ کیا جس سے ان کے والدین اور خویش واقارب کو نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے۔ یہ بات تو فطرتی ہے کہ کوئی بچہ کسی ڈراونی

صورت کو دیکھکر یاد اون کا خیال آنے پر ڈرے اور رونے لگے لیکن یہ بات
کہ وہ اس حالت کا ذکر کسی سے نہ کرے خلاف فطرت ہے اور خلاف
فطرت بات کا ظہور اس کم سنی مین مہاراج کی دور اندیش طبیعت اور اعلیٰ
تخیل پر دلالت کرتا ہے

ایک دن ان کے دادا نے انہین پیار سے پاس بٹھایا اور سر پر
دست شفقت پہیر کر محبت بہرے الفاظ مین کہا کہ بیٹا ہر وقت کا رونا
اچھا نہین ہوتا۔ ممکن ہے کہ تمہین کسی رنج دینے والی بات کا خیال آتا ہو
اور تم رونے لگتے ہو لیکن ایسی بے سر و پا باتین ہوشیار اور عقلمندون کے
لئے کوئی وقعت نہین رکہتین۔ اور تم ہوشیار اور عقلمند ہو تم ایسی حرکتین کرو گے
تو لوگ تمہین دیوانہ کہینگے۔ تم اگر رونے کا سبب ہمکو بتاؤ گے تو ہم اوس کا
علاج کر دینگے" دادا کی اس لطف آمیز گفتگو نے مہاراج کے دلکو تسکین دی
اور مہاراج نے خواب کا سارا قصہ بیان کر دیا۔ اور کہا کہ اس خواب نے
میرے دل پر اتنا بہاری بوجہہ رکہہ دیا ہے کہ مین اوسکو برداشت نہین کر سکتا
گوپال راؤ سنکر ہنسے اور کہا کہ آخر تم بچے ہو بہلا خواب کی بات کا بہی کوئی
خیال کرتا ہے۔ خواب دیکھکر ہمیشہ بہول جانا چاہئے۔ اچھا ہم تمہین ایک منتر
بتاتے ہین رات کے وقت اسکو پڑہ لیا کرو۔ اس سے نہ ایسے خواب دکھائی
دینگے اور نہ کسی قسم کا خوف تمکو معلوم ہوگا۔ چنانچہ مہاراج نے اسپر عمل کیا

اور واقعی نہ اس کے بعد کوئی خواب دکہائی دیا نہ کسی قسم کا خوف ان کے دل مین رہا اور ہر وقت خوش اور بشاش رہنے لگے

تہوڑے دن کے بعد مہاراج نے اپنے لئے ایک کمرہ تجویز کیا اور اکیلے بیٹھکر گھنٹون خدا کی یاد مین مستغرق رہنے لگے اور یہ استغراق یہانتک بڑہا کہ بہوک پیاس ہی مفقود ہوگئی اسوقت مہاراج کی عمر بارہ سال کی تہی اس عمر مین اور یہ حالت دیکہکر والدین اور رشتہ دار دم بخود تہے اسی حالت مین مہاراج کی طبیعت نے پہر پلٹا کہایا اور یہ پہلے کیطرح پہر رونے لگے۔ یہ دیکہکر پہر ایک نئی تشویش سب کو پیدا ہوئی اور سب نے سبب دریافت کرنا شروع کیا اور انہون نے بتانے سے انکار کیا۔ ایک دن ان کے چچا نے دریافت کیا تو مہاراج نے کہا کہ بات درآصل یہ ہے کہ مین اپنے والد کو اسقدر محنت اور تکلیف برداشت کرتے نہین دیکھ سکتا۔ وہ اکیلے محنت کرتے اور ہم سب آرام سے کہاتے ہین یہ انصاف کے خلاف ہے اللہ اللہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ۔ بچپن ہی سے مہاراج کا دل نیکی اور رحم کیطرف راغب تہا اور وہ باپ جیسے مالک کو بہی اپنے لئے تکلیف دینا گوارا نہ رکہتے تہے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

جن نیک ہستیون کو خداوند کریم اپنی رحمت کاملہ کا مستحق بنانا چاہتا ہے۔ اُن کے دلون مین ہی شان کرم کوٹ کوٹ کر بہر دیتا ہے۔ اور چونکہ ایسے لوگ کسی دوسری ہستی کو اپنی ہستی سے الگ نہین سمجہتے۔ اس لئے ہر ایک کے درد کو اپنا درد اور ہر ایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے ہین۔ چنانچہ مہاراج بہی انہی پاک ہستیون مین ایک ہستی تہے۔ جب ان کے چچا دامودر پنتھ شاستری نے انہین سمجہایا کہ وہ اس خیال کو دل سے نکال دین تو ان کے دل کی تشویش مین کمی ہونے کی بجائے اور اضافہ ہو گیا۔ ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی

آخر مجبور ہو کر دامودر پنتھ مہاراج کو اپنے ساتہ کام پر لیجانے لگے۔

مہاراج کی پہلی شادی

۱۳ سال کی عمر مین مہاراج کی پہلی شادی ہوئی۔ ایک سال سال تک آپ نے اچہی طرح بسر کی صرف کبہی کبہی رنجیدہ سے معلوم ہوا کرتے۔ ایک سال بعد خیالات نے پہر پلٹا کہایا۔ اور سوچنے لگے کہ مین تو صرف اپنے ہی لئے کماتا ہون۔ کمانا تو اسقدر چاہیے کہ اپنے والدین کو بہی آرام

پہنچا سکون۔ اور انہین کام کرنیکی مطلق ضرورت نہ رہے۔ اس خیال نے انہین اسقدر ستایا کہ گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور خود کو گھر مین مہمان سمجھنے اور اسیطرح ہر بات سے بے تعلق رہنے لگے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ باہر جاکر یا تو کافی مقدار مین روپیہ پیدا کرون یا اپنی ناکارہ زندگی کا خاتمہ کر دون۔

مہاراج کا پہلا سفر

آخر ایک شب کو آپ نے اپنے ارادہ پر عمل کرنیکی ٹہان ہی لی اور اپنے والدین کے نام اپنے ارادہ اور سفر کا خط لکھکر کمرہ کی دیوار سے چپکا دیا اور اُسی رات کو اللہ کا نام لیکر دہوئے سی نکلے اور سیدہا ناسک کا رخ کیا صبح کو خط دیکھا گیا اور معلوم ہوا کہ کاشی ناتھ گھر سے چلے گئے والد اور کنبے والونکو سخت صدمہ ہوا۔ ادہرادہر تلاش کرنے کے بعد مہاراج کے والد ناسک روڈ کیطرف روانہ ہوئے میل دو میل جاکر پتہ نہ ملنے پر واپس چلے آئے والدہ بھی نہایت بیقرار اور بیچین تہین لیکن یہ معلوم کر کے کہ کاشی ناتھ اپنے ساتھ نہ کپڑے لیگیا ہے نہ پیسے کہین قریب ہی ہوگا دو ایک روز مین آجائیگا کسیقدر اطمینان ہوا۔ اور انتظار کی گھڑیان گن گن کر کاٹنے لگے۔ مہاراج گھر سے نکلکر پیادہ پا بھوک پیاس اور راستہ کی صعوبتین برداشت کرتے ہوئے بہزار خرابی ناسک پہنچے۔ یہان ایک شخص سے

جو مہاراج کے داہو ا گوپال راؤ شاستری سے دلی عقیدت رکہتا تہا ملاقات
ہو گئی۔ وہ شخص نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور گہر بیجا کر ٹہرایا اور کہا کہ
تم میرے گرو کے پوتے ہو اور مجہے ایسے ہی عزیز ہو جیسے میرے گرو کو لہذا
جس چیز کی تمکو ضرورت ہو بلا تکلف مجہسے کہنا اور کسی قسم کی تکلیف نہ اُٹہانا
مہاراج نے جواب مین کہا مین آپ کی اس ہمدردی اور مہمان نوازی کا دل سے
شکر گذار ہون لیکن مجہے معذور سمجہا جائے مین گہر سے ہی اسی خیال سے
نکلا ہون کہ اپنا بار کسی پر نہ ڈالون ایسا ہی کرنا ہوتا تو چٹنی روٹی گہر پر ملتی
تہی اب مین جس طرح اپنی زندگی بسر کرون کرنے دیجیے اور اس سے کسی
قسم کا خیال اپنے دل مین نہ آنے دیجیئے۔ یہ سنکر وہ شخص مجبور ہو گیا۔ اور
مہاراج نے دو وقتہ بہیک مانگ کر پیٹ بہرنا اور کرشنا ندی کے کنارے
پوجا پاٹ کرنا شروع کیا۔ اور ایک خط اپنی والدہ کے نام لکہا کہ مین ناسک
مین داداجان کے ایک معتقد کے مکان پر ٹہیرا ہوا ہون۔ ہر طرح کا یہان
مجہے آرام ہے آپ کسی بات کا فکر نہ کرین۔ دو ماہ کے بعد ان کے والد کا
خط آیا کہ تمہاری والدہ سخت بیمار ہین خط دیکہتے ہی وہوئے چلے آؤ چنانچہ
مہاراج خط پڑہتے ہی بذریعہ ریلوے ٹرین ناسک سے وہولئے روانہ
ہو گئے۔ گہر پہنچکر انہون نے دیکہا کہ والدہ اچہی خاصی تندرست ہین اور صرف
میرے بلانے کیلئے یہ خط لکہا گیا تہا۔

مہاراجکی پہلی بیوی کا انتقال: چند روز دہو ٹہر کر آپ سٹانا تشریف لیگئے۔ یہان آپکی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ تیسرے روز ہندو رسم کیموافق کریا کرم کیلئے چتا کی راکھہ لینے گئے تو دیکھا کہ ناریل۔ چوڑیان۔ اور ساڑہی کی سری بالکل سلامت تہین جس سے اس نیک بی بی کی بزرگی کا اظہار ہوتا ہے

مہاراج کی دوسری شادی

۱۷ برس کی عمر مین مہاراج کی دوسری شادی کیگئی۔ جس سے یہ ہی مقصود تہا کہ انکی پریشانی اور افسردہ دلی دور ہو اور یہ خوش باش زندگی بسر کرین لیکن قدرت کو جس سے اپنا کام لینا منظور تہا وہ دنیوی مشاغل مین کیونکر پہنس سکتا تہا۔ مہاراج کی طبیعت نے دنیا کیطرف لگا کہا یا ہی نہین اور اسی کی یاد جو غیر معلوم طریقے سے انکے دل مین گھر کر رہی تہی انکو بیچین کئے رہتی۔ اور یہ زیادہ وقت پوجا پاٹ مین صرف کرتے تہوڑے دن کے بعد آپنے والدین اور چچا سے باہر جانے کی پہر اجازت چاہی لیکن انکو ڈرا دہمکا کر یا کبھی منت سماجت سے باہر جانے سے باز رکہا گیا جب زیادہ اصرار دیکہا تو یہ اشلوک سنایا:۔

نَوْتُوے کانْ تَہُمْ دَم شَرِ یْرِ مْ

جسکے معنی ہین کہ "تم ابہی چہوٹے ہو اور تمہارا بدن کسقدر نازک اور پیارا ہے اور تمہارا چہرہ کیسا خوبصورت ہے" اس حالت مین ہم تمکو کیسے اپنے سے جدا کر سکتے ہین اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہم ضعیف اور بڈہے ماں باپ

کی بقیہ زندگی کو جلد ختم ہوتے دیکھو گے۔ مگر یہ سب جادو بیانی مہاراج کے لئے بے سود ثابت ہوئی اور وہ اپنے ارادہ پر بدستور قایم رہے اور روزانہ رخصت طلب کرنی شروع کی۔ کیونکہ انہیں یقین تہا کہ اجازت لیکر جانے سے والدین کو مفارقت کا صدمہ کم ہوگا۔ لیکن ایک برس گذر گیا کہ والدین نے جانیکی اجازت نہ دی۔ ان کا جسم دن بدن لاغر ہوتا چلا اور بہوک بہی کم ہو گئی گہر والونکو ان کی اس حالت پر افسوس ہوتا تہا۔ آخر یہ سوچکر کہ اب انکو روکنا فضول ہے۔ ایک دن ان کے دادا نے دریافت کیا کہ آخر تم جانا کہان چاہتے ہو! ۔ مہاراج نے جواب دیا کہ یہ تو مجہے ہی معلوم نہین کہ مین کہان جانا چاہتا ہون۔ اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طاقت مجہے دور دراز مقام سے کھینچ رہی ہے۔ جہان خوشی اور راحت میرا انتظار کر رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ گہر مین مجہے وحشت معلوم ہوتی ہے، اور ایک لمحے کے لئے بہی میرے دلکو آرام اور سکون میسر نہین ہے۔ اس حالت مین اگر آپ مجہے اجازت دے دین تو بڑی عنایت ہوگی۔ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد واپس آجاؤنگا اب بہ نسبت پہلے کے ہوشیار بہی ہوگیا ہون اپنی حفاظت بہی حتی المقدور کرسکونگا گوپال راؤ نے یہ سنکر کچہہ تامل کیا اور پہر کہا کہ اچہا اگر تم بہ نسبت یہان کے باہر اپنے لئے آرام و راحت دیکہتے ہو تو بسم اللہ تمہارا ارادہ برکستی رہنا اور ہمارا روکنا لاحاصل ہے۔ اگرچہ تمہاری مفارقت ہمین ستاتی رہیگی تاہم؛ خیال کہ

تم خوش وخرم ہو ایک حد تک تمہارے ہی خواہون کو تسکین دیتا رہیگا۔
ہماری طرف سے اب تمہین پوری اجازت ہے۔ خدا تمکو اپنے حفظ وامان مین
رکھے اور بامراد گھر لوٹائے۔ ع

بسفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی

اجازت سفر پر آپ نے تیاری کرلی۔ دادا نے ایک چھوٹی سی رقم بطور
زادراہ عنایت کی۔ آپ شام ہی کو ناسک سے بذریعہ ٹرین روانہ ہوگئے۔
دوسرے دن پونہ پہنچے۔ اس شہر مین پہلی ہی مرتبہ آئے تھے اور کسی مسافرخانہ
یا دھرمسالہ سے واقف نہ تھے پوچھتے پوچھتے ندی تک پہنچے انکرشور مندر
جو کنارے ہی پر ہے اور اسکے اردگرد ایک بڑا احاطہ ہے جسمین ایک چھوٹا
سا دھرمسالہ بھی ہے آپ کی نظر پڑا آپ نے پسند کیا اور دھرمسالہ کے
ایک کونے مین جا بیٹھے اور سوچنے لگے کہ آخر مجھے جانا کہان چاہیے اور کیا
کرنا چاہیے؟ یہ خیال ایک ایسا زبردست اور لاینحل سوال نکلا کہ مہاراج اوسکو
حل کرنے مین دو دن تک بھوکے پیاسے اُسی ایک کونے مین بیٹھے رہے
اور کسی نتیجے پر نہ پہنچے۔ لوگ جو مندر مین پوجا کو آتے انکو ایک ہی حالت مین
بیٹھے دیکھکر متعجب ہوتے۔ بعض لوگون نے دریافت بھی کیا لیکن آپ نے
اپنا پتہ نشان کچھہ نہ دیا اور نہ کسی سے کچھہ سوال کیا۔ آخر پانچوین روز

ایک بڈھا برہمن آپکے پاس آیا اور حال دریافت کیا تو اسکو بھی آپنے کچھہ نہ بتایا۔ پھر اوسنے پوچھا کہ تم نے کھانا کھایا؟ آپنے کہا نہیں کھانا تو نہیں کھایا۔ برہمن کو دیا آئی اور اپنے ساتھہ گھر لیگیا۔ خوب پیٹ بھر کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد مہاراج نے جس جگہ کھانا کھایا تھا اوس جگہ کو قاعدے کے موافق لیپا اور کھانے کے برتن مانجھہ کر ٹھکانے سے رکھدئے۔ ان کی اس خوش اسلوبی نے برہمن کے دلپر بڑا اثر کیا اور مہاراج سے کہا کہ تم نہایت ہی نیک اطوار اور خوش سلیقہ معلوم ہوتے ہو۔

کامل ایک سال کا روزہ

کھانا کھاکے مہاراج واپس آئے اور قریب ہی کے ایک مندر مین جا ٹھیرے اور وقت کا زیادہ حصہ پوجا پاٹ اور یاد خدا مین گذارنے لگے۔ دو دو تین تین دن صرف پانی ہی پر بسر کرتے بھوک کے زیادہ غلبے پر برہمن بستی سے کھانا مانگ لاتے اور پیٹ بھر لیتے۔ یہان سے والدین کو اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہتے تھے۔ غرضکہ اسی انداز پر ڈیڑہ سال گذر گیا اور آپ اپنے مستقبل کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرسکے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انکی زندگی کا کوئی مقصد نہین ہے اور یہ اپنی زندگی کے مقررہ دن مجبوراً گذار رہے ہین۔ اس عرصے مین جو خط آپ نے لکھے کسی مین اپنا مفصل پتہ نہ لکھا۔

درحقیقت قدرت نے مہاراج کو تمام لوازمات زندگی پر لات ما
کر ایسی ذلیل اور ناگفتہ بہ حالت کے اختیار کرنے پر مجبور کر رکھا تھا ورنہ
نفسانی خواہشات رکھنے والے انسان سے بغیر کسی مقصد کو مدنظر رکھے ہوئے
ایسی روح فرسا تکلیفین اور اذیتین اٹھانا نہایت دشوار معلوم ہوتی ہین
خصوصاً ایسے شخص کا اپنی زندگی کو اپنے ہاتھون آفت مین ڈالنے اور مصیبتون
مین پھنسا لینے کو جسکے لئے اسباب راحت و آرام ہر طرح اور ہر وقت مہیا
رکھنے کے لئے ہر فرد آمادہ ہو سوائے مرضی خداوندی اور خواہش ایزدی
کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اب تک جو واقعات ہم نے لکھے ہین اور آیندہ
جو لکھے جائینگے ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کوئی نہایت ہی زبردست
اور خفیہ طاقت تھی جو مہاراج کی قوت بشری سے کئی حصے زاید کام لے رہی
تھی اور جس مین خود اس کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔

غرضکہ ڈیڑھ برس کی اس جانکاہ ریاضت کے بعد مہاراج نے
ایک دن اپنی حالت پر غور کیا تو ترقی کے اسی نقطے پر پایا جسپر گھر سے
نکلے تھے اور اپنے والدین کی امداد و اعانت کا وہ خیال جو وطن چھوڑنے کا
محرک ہوا تھا پورا ہوتا نہ دیکھا تو تمام امیدین خاک مین مل گئین اور دل بیٹھنے
کیطرح بیٹھ گیا۔ سوچا کہ اگر اس حالت مین وطن واپس جاتا ہون تو سوائے
خفت و پشیمانی کے اور کچھ نہ ہوگا اور اگر اسیطرح بیکار دن گذارتا

رہا تو والدین انتظار کے صدمے اُٹھاتے رہینگے اور میری ترقی اور کامیابی کا گمان ان کے لیئے جھوٹی خوشی کا باعث ہوگا۔ جو آخر کار میرے لیئے باعث شرم ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ مجھہ جیسا ناکارہ اور دنیا کے لیئے بیکار آدمی اس دنیا مین نہ رہے۔ اس خیال کے آتے ہی آپنے اس تلخ زندگی سے آزادی حاصل کرنیکا ارادہ مصمم کر لیا۔ مگر خودکشی کا گناہ عظیم اس خیال کے پورا ہونے مین سدراہ رہا اور آپ کو ایک مزید تشویش کا سامنا ہوگیا لیکن جان دینے کا ارادہ بالکل راسخ ہوچکا تہا لہذا وہ اب اس طریقے سے مرنے کی تدبیر سوچنے لگے کہ اُنپر خودکشی کا الزام عائد نہ ہوسکے اور ان کے دامن پر گناہ کا دھبہ نہ لگے۔ اس مایوسانہ حالت مین مہاراج کی زندگی بڑی ابتر حالت مین گذرنے لگی۔ اسی حالت مین وہ ایک روز صبح کو گنگا اشنان کو گئے اور اپنے مذہب کے مطابق سندھیا کی رسم ادا کی جسکو وہ اپنی ۸ سالہ عمر سے ادا کرتے چلے آرہے تھے۔ معمولی* پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر شہر مین آئے اور ادہر ادہر بطور سیر پھرنے لگے۔ تہک گئے اور بھوک نے ستایا تو ایک برہمن کے مکان مین گئے اور کہانا مانگا۔ اندر سے ایک بڑھیا نکلی اور کہا بیٹا مین نے آج اپاس کیا ہے کہانا تو نہین ہے ٹہیرو میوہ لاتی ہون۔ مہاراج تازہ میوہ لیکر چلنے لگے تو بڑھیا نے کہا بیٹا کل ہی آنا مین تمکو اچھا اچھا کہانا کہلاؤنگی۔ دوسرے دن مہاراج حسب وعدہ پہنچے۔ بڑھیا نے نہایت ہی شفقت و محبت سے بٹھایا اور

کہانا سامنے لائی۔ مہاراج تین دن کے بہوکے تہے سارا کہانا کہا گئے اور پہر ہی معلوم ہوتا تہا کہ بہوک باقی ہے بڑہیا کو یہ دیکہکر سخت تعجب ہوا۔ اور کہا کل ہی آنا تمکو پیٹ بہر کر کہانا کہلاؤنگی۔ مہاراج نے کہا مائی تو اسقدر کہانا روز کہلانے کی طاقت رکہتی ہے؟ بڑہیا نے کہا مین بیوہ ہون اور تنہا ہون میرے خاوند نے بہت جائداد چہوڑی ہے اسلیئے مین تمام عمر تجہے کہانا کہلا سکتی ہون۔ اور تجہے ہر طرح آرام سے رکہونگی۔ مجہے ثواب ہوگا تجہے آرام ملیگا اسلیئے اگر تو منظور کرے تو مجہے بڑی خوشی ہوگی۔ مہاراج نے کہا مائی مجہے آنے مین تو عذر نہین لیکن خدا جانے میری خوراک کیون اسقدر زیادہ ہوگئی ہے جس سے مجہے شرم آتی ہے بڑہیا نے کہا بیٹا کیا مضایقہ ہے تو جسقدر بہی کہا سکیگا روزانہ اسیقدر کہلاؤنگی۔ اس سے یہ نہ سمجہنا کہ مین کچہ احسان کرونگی بلکہ مین اپنے ثواب کیلیئے کرونگی۔ مہاراج نے منظور کرلیا۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر مہاراج آئے بڑہیا نے کہانا سامنے چن دیا۔ کہانا ہوچکا تو بڑہیا نے کہا بیٹا پیٹ بہرا مہاراج نے کہا اگر ہو تو تہوڑا سا اور دیجے بڑہیا نے فوراً توا چڑہا دیا اور گرم گرم روٹیان لانی شروع کین۔ مہاراج کا پیٹ تو دراصل پہلے ہی بہر چکا تہا اب جو روٹیان آنی شروع ہوئین تو مہاراج نے انکو دہوتی مین چہپانا شروع کیا یہ سامنے کے کمرے مین باورچیخانہ پیچہے کے رخ بڑہیا بیچاری اس چال سے مطلق آگاہ نہ ہوئی جب آٹا ختم ہوگیا تو پہر

پوچھا کہ اور ضرورت ہو تو آٹا اور گوندہ لون؛ مہاراج نے کہا بس ایسی زیادہ
تکلیف نہ اُٹھائین۔ مگر کہا اس انداز سے جس سے اشتہا باقی معلوم ہوتی تہی پس مگر
بڑہیا نے کہا اچھا کل مین اس سے زیادہ کہانا پکاؤنگی۔ مہاراج نے کہا اچھا مگر
دال چاول اور بہاجی زیادہ نہ پکانا مجھے روٹی ہی زیادہ پسند ہے۔ یہ کہکر رخصت
ہوئے اور تمام روٹیان انکریشور مندر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لنگڑے لولے
اور محتاجون مین تقسیم کر دین۔ اگرچہ مہاراج اس بڑہیا سے کہا کرتے کہ بڑی بی
آپ میرے لئے اسقدر تکلیف گوارا نہ کرین مگر وہ خوش اعتقاد عورت ہر روز زیادہ
مقدار مین روٹیان پکاتی اور مہاراج بہی اسکی نظر بچا کر حسب معمول روٹیان دہوتی
مین چھپا لاتے۔ رفتہ رفتہ بہکاریون نے ایک دوسرے کو خبر کر دی اور ان کی
تعداد مین بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ مہاراج فقیرون سے کہا کرتے کہ میری مان
ہر روز کہانا یہان تقسیم کرواتی ہے تم لوگ میرے پیچھے کبہی گھر نہ آنا ورنہ میری
مان غصہ والی ہے کہانا بند کر دیگی۔ کئی دن تک یہی معمول رہا۔ بڑھیا حقیقت
سے بے سمجھتی تہی کہ یہ تمام کہانا مہاراج ہی کہاتے ہین اسلئے ایک دن مہاراج سے کہا کہ میرا
خاوند بڑا پرہیزگار خدا پرست اور سخی تہا۔ برہمنون کو ہمیشہ بہوجن دیا کرتا تہا
لیکن برہمنون مین یہ عادت نہایت ہی بُری ہے کہ وہ وقت مقررہ پر کبہی نہین
آتے اور ہمیشہ دوسری مرتبہ بلانے کے منتظر رہا کرتے ہین۔ اس پر نخوت روش
سے اکتا کر میرا خاوند اکثر کہا کرتا تہا کہ اگر مجھے کوئی ایسا برہمن ملجائے جو ایک سو برہمنون کی

خوراک اکیلا کہا سکے تو مین اوسکو ہر روز پیٹ بہر کر کہلایا کرون۔ مگر مین اس
غیر ممکن خیال پر ہنسا کرتی اور وہ کہا کرتے کہ خدا نے چاہا تو ضرور ایسا کوئی برہمن
ملیگا۔ اب مین دیکہتی ہون کہ میرا خاوند جس شخص کی تلاش مین تہا تو ایک حد تک
اوس سے مطابقت رکہتا ہے۔ مہاراج نے کہا واقعی مین سّو برہمنون کی
خوراک اکیلا کہا سکتا ہون۔ خدا جانے اگہوری ہون یا کرشمۂ قدرت ہے۔ میرے
مانباپ غریب ہین اور میری خوراک مجہہ نہین دیسکتے اسلیئے مین گہر سے نکل آیا
اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو مین آپ کے شوہر کی خواہش پوری کرسکتا ہون
بڑہیا نے کہا تکلیف کیسی یہ تو راحت کا مقام ہے کہ مین اپنے شوہر کی مراد پوری
کرون اور مجہے یقین ہے کہ اوسکی روح کو اس سے شانتی ہوگی۔ یہ دولت
اور گہربار سب اسیکی ملکیت ہین مین تو صرف محافظ ہون اگر اسکی مکتی اور نجات
کے لئے یہ سب قربان کرنے پڑین تو مین کبہی عذر نہ کرونگی۔ اچہا کل سے مین سّو
آدمیونکا کہانا پکایا کرونگی۔ مہاراج نے سوچا کہ اب تو روٹیون کا ڈہوتی مین لانا
دشوار ہوگا۔ چنانچہ ایک سادہو کو سکہا پڑہا کے دوسرے دن ساتہہ لیا
اور کہانے گئے۔ بڑہیا نے بہی کہانا تیار کیا اور حسب دستور گرم روٹیان شروع
ہوئین اور مہاراج نے آنکہہ بچا بچا کر سادہو کو جو مکان سے ذرا دور بیٹہا
تہا روٹیان دینی شروع کین۔ جب روٹیون کی مقدار کافی ہوگئی تو مہاراج
نے خود ہی بس کر دیا اسپر بڑہیا بہت خوش ہوئی کہ برہمن نے آج پیٹ بہر کر

کہانا کہایا۔ مہاراج اُٹہے اور مندر مین پہنچکر روٹیان تقسیم کردین۔
غرض ۴۰ روز تک مہاراج نے اسطرح روٹیان تقسیم کین جس مین غربا کی تعداد ایکہزار تک بڑہ گئی۔ اور مہاراج کو خیال ہوا کہ مبادا راز فاش ہوجائے فقیرون سے کہدیا کہ میری مان کی منت پوری ہوگئی کل سے کہانا بند کردیا گیا ہے خبردار کوئی فقیر میرے گہر پر نہ آئے مان صاحب کا غصہ بہت خراب ہے۔
دوسرے دن مہاراج بڑہیا کے پاس گئے اور کہا مجہے ضروری کام ہے اور مین اب آپ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتا ہون۔ بڑہیا نے ہرچند چاہا کہ یہ نہ جائین لیکن بہلا مہاراج کب رکنے والے تہے کہہ سنکر رخصت ہوگئے۔
مہاراج کا اس بوڑہیا کی خیرات سے غریبون اور محتاجون کے لئے غذا مہیا کرنا صاف بتاتا ہے کہ ان کے دل مین مسکینون اور بیکسون کی ہمدردی کا خیال بچپن ہی سے تہا۔ اس ترکیب سے ایک تو یہ فائدہ تہا کہ فقیرون کو بلا محنت اور در در پہرے روٹی ملجاتی تہی دوسرے بڑہیا گہر بیٹہے اتنے آدمی کہلا کر ثواب لیتی رہتی۔
بڑہیا سے رخصت ہوکر مہاراج نے مندر کو بہی خیرباد کہا اور دوسرے ایک چہوٹے اور بالکل ویران مندر مین جا ٹہیرے۔ یہ بہی ندی کے کنارے اور اس مندر سے بہت دور واقع تہا۔ یہان آکر پہر مرنے کا خیال مہاراج کو آیا اور سوچتے سوچتے یہ سوچا کہ کہانا پینا بالکل ترک کردیا جائے تو ضرور

موت آجائیگی اور خودکشی بھی نہ ہوگی۔ یہ خیال کرکے مہاراج اس چھوٹے سے مندر مین داخل ہوئے اور ٹوٹا ہوا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اور شنکر کے تصور مین اکیس روز کا چلہ باندہا اور ایک کونے مین آسن مارکر بیٹھ گئے۔ اور پورا ارادہ کر لیا کہ ۲۱ دن تک نہ کہاؤنگا نہ پیونگا۔ موت کے خیال کے ساتھ ایک خیال یہ بھی تہا کہ اگر موت آگئی تب تو مراد پائی۔ ورنہ شنکر کی روحانی طاقت ضرور تسکین قلب عطا کریگی۔ ۲۱ روز بعد جب چلہ ختم ہوا تو مہاراج نے اپنے آپ کو زندہ پاکر تعجب کیا۔ حالت پر غور کیا تو بدستور تہی ان دنون مین نہ کبھی غشی طاری ہوئی۔ نہ ہوش وحواس بگڑے نہ اتنی نقاہت معلوم ہوئی۔ خشکی کیوجہ سے نیند البتہ نہین تہی اور اسی کے ذریعے وہ دن رات مین تمیز رکہہ سکے اور ۲۱ دن شمار کر سکے۔ سخت مایوس ہوئے

موت مانگون تو رہے آرزوئے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

اب کیا کیا جائے کس طرح اس دنیائے دون کے پہندے سے نکلا جائے آخر اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر اُٹھ نہ سکے کیونکہ اتنے دن بے حس وحرکت ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے کیوجہ سے ہاتھ پیر شل ہو گئے تھے اور اُٹھنے کی طاقت نہین تہی۔ بڑی مشکل سے دیوار کا سہارا لیکر اُٹھے اور دلکو مضبوط کر کے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوئے بہزار مصیبت ندی کے کنارے پہنچے اور پانی

سے اپنا حلق تر کیا۔ اور پھر سندر مین واپس آکر زمین پر لیٹ گئے۔ چار دن تک یہی معمول رہا۔ یہ انکے مکمل اپاس کا گویا آغاز تہا۔ زندگی سے بیزار ہونیکی وجہ سے انہون نے کہانا پینا ترک کیا تہا۔ اسطرح بلاحس وحرکت ایک ہی آسن پر عرصہ دراز تک بیٹھے ہوئے موت کا انتظار کرنا مہاراج ہی کا کام تہا والدین۔ بیوی۔ عزیز واقارب اور دوست احباب سے گداگری۔ فاقہ کشی تجرد۔ جفاکشی اور موت آپکو زیادہ عزیز ہتی۔ غرض چار دن مین ضعف کچھہ کم ہوا۔ شہر مین آکر بھکشا مانگنی شروع کی برہمنون نے آپکی حالت پر رحم کہاکر تازہ اور عمدہ کہانا دیا۔ پندرہ روز مین آپ کی اصلی طاقت عود کرآئی اب آپ نے پونہ چھوڑنے کا ارادہ کیا نہ پاس ایک پائی نہ تن پر کپڑا۔ آخر اُسی پہٹی پرانی دہوتی سے نیم برہنہ حالت مین ممبئی کیطرف ریل کی پٹری پٹری چلنا شروع کیا۔ اور پہاڑون جنگلون اور گہاٹیون مین ہوکے پیاسے نہایت ہی دلیرانہ طور پر چلتے رہے۔ اور کبہی اس دشوار گذار منزل مین اپنے پائے استقلال کو لغزش نہ آنے دی۔ انہون نے اب پیادہ پا سفر کرکے گھر پہنچنے کا ارادہ کیا۔ لہذا کلیان پہنچکر وہ پیدل ناسک کی سمت روانہ ہوئے۔ پونہ سے ناسک تک جو جو واقعات پیش آئے نہایت ہی حیرت انگیز اور قابل تذکرہ ہین۔

اس تکلیف دہ سفر نمونۂ سقر مین مہاراج کو عموماً بہوک کے صدمے

بہت اُٹھانے پڑے اگرچہ آپنے کہین کہین مانگ کر پیٹ بہرا بہی۔ مگر بہت کم ایسے موقعے ملے۔ اکثر آپ نے مٹھی بہر چنون پر گذر کیا۔ ایک دن آپنے ایک گاؤن سے کوچ کیا تو دو دن تک کوئی بستی نظر نہ آئی اور آپنے جنگل مین درختون کے سایہ تلے رات کاٹی۔ دن کو چار بجے بارش شروع ہوئی اور رات کے گیارہ بجے بند ہوئی۔ بارش اس زور کی تہی کہ سڑک پر پانی ہی پانی تہا اور ان کے برہنہ جسم پر موسلا دہار بارش گولیون اور تیرون کا کام کر رہی تہی۔ کوئی جگہ ایسی نہ ملی کہ آپ اس بلا سے بچتے اسپر طرہ چارونطرف تاریکی کہ اجنبی مسافر کو راہ راست پر چلنا دشوار مگر آپنے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور برابر قدم بڑہائے چلے گئے۔ گیارہ بجے کے بعد دور سے روشنی دکہائی اور آپ اسطرف چلے یہ ایک چہوٹا سا گاؤن تہا۔ اتفاق سے ایک ٹوٹا پہوٹا مندر راہ مین ملا آپ اسی مین داخل ہوے۔ یہ بہی پانی اور کیچڑ سے بہرا ہوا تہا۔ ہاتہ سے ٹٹول کر کچہ سوکہی جگہ ڈہونڈی اور تکان کی وجہ سے یہین پڑ کر سو گئے صبح اُٹھے تو ایک گاؤن والے نے آپکو اس کس مپرسی کیحالت مین دیکہا پاس آیا حال دریافت کیا آپنے کہا مین زیارت کے لئے ناسک جا رہا ہون اور بہی چند لوگ آگئے آپ کو کہانے کا سامان لا کر دیا۔ آپ نے اپنے ہاتہ سے پکا کر کہایا دو روز یہان ٹہر کر آگے بڑہے۔ ایک دن دوپہر کو ایک قصبے مین پہنچے

بہوکے تھے ایک دولت مند کے گہر پر سوال کیا[۵۱] وہان سے جواب ملا آگے جاؤ۔ دوسرے در پر آواز دی یہان ایک برہمن آرام کرسی پر اخبار پڑہ رہا تہا۔ اسنے کہا۔ کہانا ختم ہوگیا۔ تیسرے گہر پر جاکر سوال کیا یہان ایک لڑکے نے کہا میری مان باہر گئی ہے معاف کرو۔ ایک طرف تو جہاراج کو بہوک ستا رہی تہی دوسری طرف ہر گہر سے خالی پہرے سخت صدمہ ہوا اور اپنی اس حالت پر رونا آگیا۔ مجبوراً دوچار گہر اور مانگا مگر سب جگہ سے ایک ٹکڑا روٹی بہی نہ ملی۔ آخر شکستہ دل ہوکر بستی سے باہر چلے گئے اور ندی کے کنارے جا بیٹھے اور اپنی اس ذلت وخواری پر افسوس کرتے ہوئے زار زار رونے لگے۔ یہان ایک مرہٹہ بڑھیا آئی اور آپکو تسلی دینے لگی اور پوچھا کہ کیون رو رہے ہو؟ آپنے کہا مین تین دن سے بہوکا ہون کئی برہمنون کے گہر جاکر بہیک مانگی مگر کسی نے کچھ نہ دیا تہک کر یہان آبیٹھا۔ رونا آیا رونے لگا بڑہیا نے کہا بیٹا صبر کرو اور اپنی خوش قسمتی کا شکریہ اداکرو کہ تمہین اتنی تکلیفین اُٹہانے کا موقعہ ملا۔ تکلیف کے بعد راحت ہی ملیگی۔ جنکو خدا زیادہ عزیز رکہتا ہے اہنی کو مصیبتین اور تکلیفین ملتی ہین ہر ایک کا یہ حصہ نہین ہین۔ دنیا مین جتنے پیغمبر اوتار اور رشی ہوگذرے ہین انکی زندگی کا مطالعہ کرو تو ابتدا سے انتہا تک تکلیفون اور آفتون سے بہرا پاؤگے۔ جو اس دنیای ناپائدار مین تکلیف اُٹھاتا ہے وہ ہی ابدی خوشی کا مستحق ہوتا ہے،

[۵۱] آپ کی فقیرانہ صدا ہمیشہ ایک ہی ہوتی یعنی "رشیلی پاکی اُرلی سرلی بہاکر اُسلی ترگہالا ہو" یعنی باسی کو

اس تقریر کے بعد بڑھیا نے سنسکرت کا ایک شعر پڑھا جس کا مطلب ہے کہ "انسان کو چاہئے کہ جس طرح بن پڑے اپنا گذر کرے کھانا نہ ملے تو پانی پی کر صبر کرے مگر خدا کی عبادت سے غافل نہ ہو اور اپنے اعمال کا ثمرہ آپ حاصل کرے۔ مصیبت کی زندگی کو بخوشی اختیار کرے اور خود دنیائے فانی کی خوشیونکو ترک کردے۔ خواہشات نفسانی کو مارے اور اولیاؤں کی صحبت مین بیٹھے۔ اور اپنی جبین نیاز کو ان کے آگے جھکائے رکھے" ؎

یک نفس بودن بہ پیش اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس مختصر نصیحت کے بعد بڑھیا نے کہا مین مرہٹن ہون اور تم میرے ہاتھ کا کھانا کھاؤگے نہین چلو مین کچا سامان دیتی ہون پکا کر کھا لو۔ مہاراج نے کہا بھوک کے مارے مجھے پکانیکی تاب نہین ہے۔ بڑھیا نے کہا اچھا شام کو اپنی گھر پر پھر جاؤ مگر پچھلے دروازے پر جاکر سوال کرنا اکثر عورتین اسطرف خیرات کرتی ہین۔ رات کو میرے گھر چلے آنا مین تمھین آرام سے سلاؤن گی چنانچہ شام کو مہاراج بھیک مانگنے نکلے اور ہر پچھلے دروازے پر سوال کیا تو واقعی ہر گھر سے کچھ نہ کچھ ملا۔ کھانا لیکر ندی پر آئے اور پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ غرض کو حسب وعدہ بڑھیا کے مکان پر گئے اوسنے بستر بچھا دیا اور مہاراج آرام سے سو گئے۔ دوسرے دن صبح تازہ دم ہوکر ناسک کی سمت

روانہ ہوئے۔ تہوڑی دیر مین وہ ناسک روڈ پر جا پہونچے۔ اور اپنے وطن شانا
کیطرف جو ناسک سے آگے اسی سمت پر واقع ہے قدم بڑہانے لگے۔ دوپہر
کے قریب آپ کا گذر ایک عجیب جگہ سے ہوا۔ اسکے داہین ہاتہہ پر ندی اور
بائین ہاتہہ پر پرانی وضع کے مہادیو کے دو مندر تہے۔ اور وسیع جنگل اور
پہاڑون کا حلقہ نہایت ہی دلکش اور نظر فریب تہا۔ مہاراج کو یہ جگہ بہت ہی
پسند آئی اور جی چاہا کہ یہان کچہہ دن قیام کیا جائے۔ چنانچہ ندی مین اشنان
کیا اور مندر مین آکر حسب دستور زمین پر پانی چہڑکا اور دہوتی مین بندہے
ہوئے چنے نکالے اور کہاکر پانی پیا اور مندر کے دالان مین آرام سے جا بیٹہے
داہنے ہاتہہ پر پہاڑ تہا اوسکی بلندی اور دلکش فضا دیکہکر جی چاہنے لگا کہ بس
اس پہاڑ پر چل بیٹہو اور اسی پر اپنی زندگی کا آخری سانس ختم کرو۔ اور
سوچنے لگے کہ گہر چلکر سب سے مل آئین اور یہان آکر بیٹہ جائین۔ لیکن اس
پہاڑ کی مقناطیسی کشش نے مہاراج کو اپنی طرف ایسا کہینچا کہ وہ گہر جانے
سے پیشتر ہی پہاڑ کیطرف روانہ ہو گئے۔ اور پانچ بجتے بجتے آپ پہاڑ کی
چوٹی پر جا پہنچے جو مندر سے چار میل تہا۔ یہان آپکو ایک طاق سا دکہائی دیا جو اسقدر چہوٹا تہا
کہ ایک آدمی بغیر حس و حرکت اس مین بیٹہ سکے۔ اسکو دیکہکر معاً آپ کے
دل مین اپنا خاتمہ کرنیکا خیال عود کر آیا اور سوچا کہ اس جگہہ سے بہتر
کوئی جگہ اس کام کیلئے موزون نہ ہوگی۔ چنانچہ طاق مین جانا چاہا مگر یہ طاق

ایسی بیڈھب وضع اور مقام پر واقع تھا کہ پہنچنا مشکل تھا۔ آخر آپ نے قریب کے درخت کی ایک شاخ پکڑی اور اس سے لٹک کر طاق مین جا بیٹھے۔ بہت خوش ہوئے کہ بغیر خودکشی جان دینے کے لئے اچھی جگہ مل گئی۔ دھوتی کھولی اور ایک ٹکڑا پھاڑ کر کمر سے باندھا اور آسن جماکر بیٹھ گئے۔ ایک تو پہاڑ۔ دوسرے طاق تیسرے ایسی جگہ جہان انسان کا گذر دشوار۔ بارہ ماہ کامل بغیر دانا پانی آپ نے گذارے۔ اس میعاد مین آپ کے دل کی حالت معمولی طور پر اس طرح بیان کی جاسکتی ہے:۔ مین مرنا چاہتا ہون۔ مین زندگی کی مطلق پرواہ نہین کرتا۔ یہ جسم۔ دنیا اور اسکی اندرونی تمام چیزین بے ثبات اور ناپائدار ہین۔ مین اس فانی راستے سے آزاد ہونا چاہتا ہون" ناظرین ایک لمحہ کیلئے گوتم بدھ کی تصویر اپنے تصور کے سامنے رکھین جب وہ بغیر کھائے پئے مصمم ارادہ کئے بیٹھا تھا کہ یا تو اب مرکر اُٹھونگا یا خدا کا وصل حاصل کرونگا۔ جیسا کہ فارسی شاعر کہتا ہے ع یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید۔ مہاراج بھی اسیطرح عزم راسخ کئے ہوئے تھے۔ مگر آپ کو صرف جان دینے کا خیال تھا حق رسی کا خیال نہ تھا۔ مگر نتیجہ دونون کا ایک ہی برآمد ہوا۔ یعنی خدارسی۔ آپ کا جسم ہڈیون کا پنجر نظر آتا تھا۔ جس سے بعض اوقات آپ خود کو الگ دیکھتے تھے اور بعض اوقات اپنے جسم کے خول مین پھر سما کر بدستور ہوش و حواس مین آجاتے۔ اسطرح کبھی وہ عالم بیہوشی مین جسم اور حواس خمسہ سے

آزاد تو کبھی بالکل ہوش مین اپنے وجود اور ارد گرد کی ہر شے سے باخبر ہوتے
اسوقت آپ کا جسم ایک پیراہن کی مانند تھا کہ جب چاہا پہن لیا اور جب
چاہا اتار کر الگ رکھدیا۔ جب ہوش مین ہوتے تو آپ جانتے کہ مین کون
ہون اور کیون یہان بیٹھا ہون۔ اور خوش ہوا کرتے کہ اب موت بہت
جلد آئیگی۔ مگر جونہی بیخودی طاری ہوتی تو خود کو ایک نرنکار حالت مین ہر طرف
اور ہر جگہ ایک وسیع خطے کے اندر موجود دیکھتے۔ کمزوری اسقدر کہ نہ زبان
ہلتی تھی نہ کسی عضو کو حرکت ہوتی تھی۔ صرف دایان ہاتھ جسکو آپ نے پہلے
ہی سے حرکت مین رکھا تھا کچھہ کچھہ کام دیتا تھا۔ تاہم بارہ ماہ گذرنے پر بھی
آپ کا جسم آپ کی حسب منشا ضایع نہ ہوا۔ اس حالت سے نکل کر مہاراج کا دل
مدعا سے خالی ہوگیا۔ نہ پہلی سی دھڑکن نہ خوف نہ یاس اور نہ کسی ذات کی امید
مگر اس میعاد مین وہ خود کو نہ بھولے گو جسم کا خیال انہین کبھی کبھی جاتا رہتا تھا
اسطرح ان کے دلکو جسم کی جدائی اور تعلق دونون کا علم ہوا کرتا تھا۔ آپ ماضی
حال اور مستقبل سب سے بیخبر تھے۔ نہ انہین جینے کی امید تھی نہ مرنے کا خوف۔
اس خلاف عادت حالت مین ایک سال گذرنے پر ایک دن جبکہ آپ ہوش
مین تھے آپ نے طاقچہ کے سرے پر دو آدمیونکو کھڑے دیکھا جو انکی طرف
نہایت خشمگین نگاہون سے دیکھہ رہے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے
اور نہایت ہی غصے اور مجنونانہ انداز سے باہم ہمکلام ہوتے تھے جس سے

مہاراج نے جانا کہ کسی نامعلوم وجہ سے وہ مجھپر خفا ہو رہے ہین اور ضرور
مجھے نقصان پہنچائینگے۔ مگر مہاراج نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی۔ شباہت
سے ان مین ایک ہندو اور دوسرا مسلمان نظر آتا تہا۔ انکی ڈراونی اور
بہیانک صورتون سے آدمی کا دل ہل جاتا۔ آخر انہون نے غصے کی آواز
مین مہاراج سے پوچہا کہ تم کون ہو؟ مہاراج نے جواب دینے کی کوشش
کی مگر برسس روز کی خاموشی نے گویائی کی طاقت سلب کر لی تہی۔ اسپر اُن
لوگون نے بگڑ کر کہا کہ جواب کیون نہین دیتا؟ اُٹہاکر غار مین پہنکدینگے۔ یہ سنکر
مہاراج کو خیال ہوا کہ شاید یہ موت کے فرشتے ہین۔ اسلئے انہون نے
دل ہی دل مین کہا کہ مین مرنے کو تیار ہون اور اگر تم مجھے اس قید ہستی سے
نجات دلادوگے تو مین تمہارا ممنون رہونگا۔ اس خاموش جواب نے
ان لوگون کے غصے کو ٹہنڈا کر دیا۔ اور محبت بہرے الفاظ مین ہنستے ہوئے
دلاسا دیا۔ اور نظرون سے غائب ہوگئے۔ غائب ہوتے ہی مہاراج پر
بارہ مہینے کے بعد یکایک پیاس نے غلبہ کیا اور وہ بہی ایسا کہ ماہی بے آب
کی طرح تڑپنے لگے۔ چنانچہ تمام خیالات کو دور کر کے آپ نے پیاس بجہانے کی
فکر کی۔ مگر جس جگہ حیوان تو کجا انسان کا بہی گذر مشکل ہو وہان ان کی پیاس
بجہانے کے لئے پانی کہان۔ یہ سخت مایوس ہوئے۔ خدا کی شان اپنے بندے
پر رحم آیا اور اللہ تعالےٰ نے موسلا دہار بارش برسادی۔ باوجودیکہ یہ طاق

پہاڑ کی چٹان اور پتھرون سے ڈہنکی ہوئی جگہ تہا تاہم تہوڑا سا پانی قطرہ قطرہ کرکے آپ تک پہنچ گیا۔ مہاراج نے اس پانی سے اپنے ہونٹون کو ترکیا پہر ذرا سا حلق مین ٹپکایا۔ اسیطرح تین روز تک اس پانی سے اپنی تشنگی بجہاتے رہے۔ تیسرے دن اتنی مدت کے بعد آپ کو نیند محسوس ہوئی اور بیٹھے ہی بیٹھے آپ ۵ منٹ تک سوتے رہے۔ اس نیند مین آپ نے ایک عجیب خواب دیکہا۔ یعنی" آپ ایک عجیب جگہ کہڑے ہوئے ہین اور قریب ہی مہادیو کی مورتی اور صاف پانی کی ایک ٹانکی ہے۔ آپ نے ٹانکی سے تہوڑا سا پانی پیا لتنے مین دو آدمی غیب سے نمودار ہوئے۔ اور بلا کچہہ کہے سنے سر سے لیکر پیر تک آپ کی کہال کہینچ ڈالی۔ جس کے اندر سے برف کی مانند سفید اور نرم اور خوبصورت بدن نکل آیا!" یہ خواب دیکہکر مہاراج نے آنکہین کہولدین اور خود کو دیکہا تو اصلی حالت مین پایا۔ اب مہاراج کو پہلے کیطرح پہر ہاتہہ پیر اور تمام اعضاء کو حرکت مین لانیکا خیال ہوا۔ اور آپ نے اپنے داہنے ہاتہہ سے تمام جسم کی مالش شروع کی لیکن برس بہر کے اکڑے ہوئے رگ پٹھے کہلنا اور از سر نو ان مین دوران خون ہونا آسان نہ تہا پندرہ روز تک آپ متواتر مالش کرتے رہے جب کہین تہوڑی سی نرمی رگون اور پٹہون مین پیدا ہوئی۔ یہان سے آپ نے ایک بڑا میدان دیکہا جسکے ایک حصے مین چند جہونپڑیان دکہائی دین آپ کو خیال ہوا کہ یہ کوئی گاؤن ہوگا اس مین

چلنا چاہیے۔ مگر اس شخص سے جو طاقت کے زمانے مین بہزار دقت اس سر بفلک پہاڑ پر چڑہا ہو کمزوری بلکہ نیم مردہ حالت مین نیچے اترنا کس طرح ممکن ہوسکتا تہا لیکن مہاراج کے پہلو مین ایک ایسا دلیر اور بہادر دل تہا جو کسی مصیبت کو مصیبت اور مشکل کو مشکل نہین سمجھتا تہا۔ آپ اپنی نیم حرکت ہاتھہ پاؤن کی مدد سے نیچے اترنے کے لئے لڑکہڑاتے ہوئے کہڑے ہوئے اترا تو نہین گیا مگر درخت کی اسی ٹہنی کو جس کے ذریعے طاق مین بیٹھے تہے پکڑ کر ہوا مین معلق لٹک گئے جب ٹہنی طاق کے منہ سے ہٹی تو آپ نے اسکو چھوڑ دیا اور پہاڑ کی ایک ڈہلوان چٹان پر گر پڑے مرنا تو آپ کو مدنظر تہا ہی کئی فٹ تک لڑہکتے ہوئے چلے گئے اور کسی پتھر کو پکڑ کے رکنے کا خیال نہ کیا۔ جسم مین سوائے ہڈیون کے گوشت کا نام تک باقی نہ تہا پتھر پر گرنے سے سخت ضربین آئین اور جگہ جگہ سے کہال چہل گئی۔ مگر آپ نے ذرا بہی پرواہ نہ کی اور ہوش و حواس قایم رکہے۔ تہوڑی دیر کے بعد آپ نے آہستہ آہستہ رینگنا شروع کیا۔ اور یہ شعر پڑہتے رہے ؎

نَرِے یاشت وبیلا پَرَوَت شِکھَراتی ٹُوٹلا کہالی
پَرِنیتو نَر بھیّا چِتی واہی نارائنا سی لاکہولی

یہ شعر ایک باخدا بزرگ پرہلاد کے متعلق ہے جسکے باپ جراسندہ نے اسکو اپنی مرضی کے خلاف وشنو کی بہگتی کرتے ہوئے دیکہکر پہلے تو بہت سمجہایا

مگر بعد مین نہ ماننے پر ایک پہاڑ سے نیچے ڈھکیل دیا۔ تاکہ اوس کا کام تمام ہو جائے۔ لیکن خدا نے اپنے سیوک کو بچا لیا۔ اور وہ زندہ سلامت پایا گیا ؎

جتنے تارے گگن مین سوا تنے دشمن ہوئے
پر کر پا ہو شری رام کی تو بال نہ بیکا ہوئے

غرضکہ کئی گھنٹے تک متواتر رینگتے رینگتے آپ نے آدھا راستہ طے کیا تھا کہ شام ہو گئی اور چارون طرف اندھیرا چھا گیا۔ مجبوراً آپ کو شب اسی پہاڑ پر کاٹنی پڑی۔ تمام شب تارے گن گن کر گذاری اور صبح کی روشنی نمودار ہوتے ہی آپ بدستور چلنے لگے دوپہر کے قریب آپ خدا خدا کر کے پہاڑ سے نیچے اترے اور میدان کیطرف بڑھے۔ آدھا راستہ طے کرنے پر آپ کو بھیل عورتون نے دیکھا اور ڈر کر بھاگنے لگین کیونکہ ان کے خیال مین بھی زندہ انسان اس ہیئت کا نہ آیا ہوگا وہ سمجھین کہ یہ ہڈیون کا پنجر قبر سے اُٹھ کر آیا ہے۔ عورتون کو بھاگتے ہوئے دیکھکر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے انکو بلایا یہ دیکھکر عورتین رکین تو سہی لیکن قریب آنے اور ان کا حال دریافت کرنیکی کسی مین ہمت نہ تھی بصد مشکل ایک کے پیچھے ایک قریب آئین اور بغور دیکھنے سے انکو یقین ہو گیا کہ یہ مردہ نہین زندہ انسان ہے اور بھوک پیاس کے صدمے سے اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔ چہارانج

نے اپنی دھیمی آواز مین ان عورتون سے کہا کہ مجھے گاؤن مین لیچلو۔ عورتون نے کہا کہ ٹہیرو ہم اپنے مردونکو بلالائین وہ تمکو اُٹھا کر لیجائینگے۔ آپ نے فرمایا اچھا مگر پہلے ذرا میرے ہاتھہ پیر دبا دو اور مالش کر دو اکڑ جانے کی وجہ سے ان مین درد ہو رہا ہے۔ خدا نے عورتون کا دل بہ نسبت مردون کے زیادہ رحم دل اور زود اثر بنایا ہے یہ حالت دیکھکر ان کا دل بہر آیا اور رونے لگین اور سب کی سب بیٹھہ کر ہاتھہ پیر دبانے لگین کسیقدر آرام پہنچنے پر آپنے فرمایا کہ مردون کے آنے مین دیر ہوگی تم ہی مجھے گاؤن تک لیچلو تو بڑی کرپا ہوگی چنانچہ عورتون نے بخوشی اُٹھایا اور گاؤن مین لاکر تیسرے جہونپڑے مین اتارا۔ مہاراج جہونپڑی کے ایک کونے مین پڑ گئے۔ اس بستی کا نام گوال واڑی ہے اور گوال لوگ یہان رہتے ہین یہ لوگ کہویا اور مکہن زیادہ بنایا کرتے اور ناسک مین جو یہان سے ۶ میل کے فاصلے پر ہے لیجاکر بیچا کرتے ہین۔ دوسرے دن بستی مین جو ان بہیلون کی جہونپڑیون سے تہوڑی ہی دور ہتی خبر ہوگئی اور لوگ دیکہنے کے لئے آنے لگے۔ حال دریافت کیا تو آپ نے پہاڑ پر جانے اور ایک برس اپاس کیحالت مین گذارنے کا سارا قصہ بیان کیا۔ جسکو سنکر لوگ آبدیدہ ہوگئے اور تسلی تشفی دی۔ ایک برہمن سنار چار دن تک پانی لا لا کر پلایا کرتا۔ پہر بستی والے ان کے لئے گرم دودہ لانے لگے۔ چند روز مین آپ کو طاقت معلوم ہونے لگی اور چند

منٹ تک کہڑے رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ تہوڑی دور چلنے کے قابل ہو گئے۔
اور دوسرون کو تکلیف نہ وہینے کے خیال سے اپنے لئے خود پانی لانے لگے۔
ایک عرصے تک آپنے محض پانی اور دودہ پر بسر کی۔ ایک دن چند لوگون نے
روٹی کہانے کی رائے دی۔ چنانچہ بجنی کے آٹے کو دودہ مین گوندہ کر خود
روٹی پکائی اور اوسمین ذرا سا ٹکڑا بڑی مشکل سے کہایا۔ روزانہ کہاتے کہاتے
لکڑی کے سہارے چلنے کی طاقت آگئی۔ اور اب آپ بذات خود بستی مین
جاکر اناج مانگنے اور بہیل عورتونکی مدد سے آٹا پیسکر اوسکی روٹی پکانے اور
کہانے لگے۔ پہر خود جنگل مین جاتے اور خود رو سبزی توڑ کر لاتے اور پکاکر کہاتے۔
جب دیکہا کہ اچہی خاصی طاقت آگئی تو آپ بہیلون کے ساتہ جنگل مین جاتے
اوران کو لکڑیان اور اپلے چن چن کر دیتے جو ناسک لیجاکر بازار مین بیچتے
اور اپنا اور اپنے بال بچون کا پیٹ بہرتے۔ چند روز بعد آپ خود بہی
لکڑیون کا بوجہا اٹہاکر ناسک جاتے اور بازار مین بیچکر اوس سے اناج
خریدتے اور اپنا پیٹ بہرتے۔ ان ایام مین آپ کے جسم پر صرف ایک
لنگوٹی ہتی جسکو ہمیشہ باندھے رہتے اور ایک پہٹا پرانا ٹاٹ کا ٹکڑا تہا جس سے
اپنا بدن ڈہانکتے۔ زنار گلے مین ہتی لیکن اسقدر میلی ہوگئی ہتی کہ کالا تاگہ معلوم
ہوتی ہتی۔ اتنے دن کی خوراک نے آپ کے جسم مین طاقت تو پیدا کر دی
ہتی لیکن گوشت کا پتہ اب بہی نہ تہا بلکہ جسم کی کہال ہی جو ہڈیون پر باقی

رہ گئی ہتی اترنے لگی ہتی۔ جسکو دیکھکر خود آپ کو اور دوسرے لوگون کو سخت
تشویش پیدا ہوگئی ہتی۔

گوال واڑی مین آپ قریباً ۳ ماہ رہے بدن مین کافی طاقت آ
جانے پر آپنے وطن کا ارادہ کیا۔ بہیلون کو آپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا
لیکن آپ کا مصمم ارادہ دیکھکر خاموش رہگئے۔ چلتے وقت بہت سی روٹیان
آپنے ساتہہ باندہ لین۔ اور چاندوڑ کے راستے سے ہوتے ہوئے پیدل وطن کی
طرف چلے ۶ دن متواتر چلے۔ شب کو چلتے اور دنکو درخت کے سایہ
مین آرام کرتے ۶ دن تک وہی ساتہہ لائی ہوئی روٹیان کہاتے رہے
جہان پانی ملتا پی لیتے ۶ دن بعد آپ کا وطن ایک میل کے فاصلے پر رہا۔
دن تہا اس لئے اسیجگہ ٹہر گئے اور ناگ پنچمی کی شب کو ۸ بجے کی قریب اندہیری مین قصبہ
مین داخل ہوئے۔ راہ مین گہر کیطرف مڑے ہی تہے کہ بڑے بہائی بالکرشنا راؤ
شاستری ملے آپ ذرا رک گئے اور یہ آگے بڑہ گئے پہر ان کے پیچہے پیچہے
ہو لئے۔ گہر مین داخل ہوتے وقت آپ نے بہائی کو پکارا۔ بالکرشنا راؤ
اپنا نام سنکر پیچہے مڑے۔ مہاراج کو کہڑے ہوئے دیکھا مگر پہچان نہ سکے
اتنے مین مہاراج خود آگے بڑہے اور کہا بالکرشنا مین نے تمہین پکارا تہا
انکی آواز پر بالکرشنا راؤ نے اپنے بہائی کو پہچانا۔ دوڑ کر گلے سے لپٹ
گئے دیکہا کہ ہڈیون کا ڈہانچہ باقی رہگیا ہے۔ مہاراج بہی بہائی سے مل کر

رونے لگے۔ بالکرشنا راؤ نے کہا بہائی تمہارا یہ حال کیا ہوا ہے صورت
دیکہکر بہی پہچاننا مشکل ہوگیا ہے خیر خدا کا شکر ہے کہ تم صحیح سلامت گہر آگئے
۱۶ ماہ کے بعد آج دیکہا خط نہ آنے سے سب لوگ آپ سے ہاتہ دہو بیٹھے
تہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ خیر جو کچہہ ہوا اچھا ہوا ابہی تو کیسکو خبر نہ کرو اور مجہے
چپکے سے گہر لیچلو۔ صبح تمہارا جو جی چاہے کرنا۔ چنانچہ بالکرشنا راؤ چپکے سے کرتہ
اور دہوتی لائے اور مہاراج کو اپنے ساتہہ گہر مین لیگئے۔ اور مہاراج کے خاص
کمرے مین جس مین مہاراج عبادت کیا کرتے تہے لٹا دیا۔ اور خود بہی سوگئے
اتفاق کی بات کہ اس دن مکان مین ان کے خاندان کے سب لوگ موجود تہے
مہاراج کے والد بہی دہولئے سے وطن آئے ہوئے تہے کیونکہ ان کے دادا
اور تمام خاندان کی مالی حالت بہت نازک ہو چلی تہی۔ صبح ہوتے ہی بالکرشنا
راؤ نے سب سے پہلے اپنے چچا کو خبر کی جو بہت خوش ہوئے اور دوڑے ہوئے
مہاراج کے پاس آئے گلے ملے اور پہر جاکر مہاراج کے والدین کو خبر کی
جنکے ساتہہ تمام خویش اقارب آجمع ہوئے۔ بالکرشنا راؤ نے مہاراج کی زبانی سنی ہوئی سفر کی
کیفیت اور برس روز کے اپاس کا حال سب بیان کیا جس کو سنکر سب لوگ انکو تپسوی کہنے
لگے۔ مہاراج سے سب تو ملے مگر مہاراج کے دادا صاحب کو ابہی تک خبر
نہین کی گئی تہی کیونکہ مہاراج کے جانے کے بعد انپر فالج گرا تہا تمام جسم
بے حس وحرکت ہوگیا تہا اور آپ اُٹھنے بیٹھنے سے بالکل معذور ہوگئے

تھے صرف بولتے سنتے اور دیکھہ سکتے تھے۔ اسی حالت مین آپ نے سنیاس اختیار کر لیا تہا۔ اسوجہ سے سبنے یہ تجویز کیا کہ مہاراج کے آنیکی خبر ان کو یک لخت نہ سنائی جائے۔ ورنہ ممکن ہے کہ شادی مرگ ہو جائے۔ چنانچہ بتدریج خبرین سناتے سناتے تیسرے روز مہاراج کے آنیکی خبر دی گئی۔ اسپر ہی مہاراج کو دیکھتے ہی گوپال راؤ شاستری چیخین مار مار کر رونے لگے۔ مہاراج اب گہر مین رہنے لگے اور سب لوگ ان کی حد سے زیادہ خاطر مدارات کرنے لگے۔ مہاراج کی حالت سے بہت سے لوگ واقف ہو گئے تھے اور سچی عظمت ان کے دلون مین پیدا ہو گئی تہی ایک روز مہاراج کو ٹاٹکے نامی ہیڈ ماسٹر کے ہان کسی تقریب پر مجبوراً جانا پڑا کیونکہ آپ جب سے آئے تہے باہر بہت ہی کم نکلتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر نے آپ سے اسقدر لاغری اور نقاہت کا سبب دریافت کیا لیکن آپ نے اصل حقیقت اپنی زبان سے بیان نہین کی اور باتون باتون مین ٹال دیا ہیڈ ماسٹر جہاندیدہ شخص تہا بالکرشنا راؤ سے کہا کہ ان کی ظاہری حالت گو خراب معلوم ہو رہی ہے لیکن چہرے کی سرخی اور مسرت باطنی حالت کے اچھا ہونیکی دلیل ہے۔ بالکرشنا راؤ نے اسپر مہاراج کی ریاضت کا تمام حال بیان کیا جس کو سنکر ہیڈ ماسٹر مہاراج کے بچپنے اور ریاضت پر رشک اور اپنے بڑھاپے اور اسکی حالت پر افسوس کرنے لگا۔

مہاراج کی والد کا انتقال

چند روز کے بعد شب کے بارہ بجے مہاراج کے والد گووندراؤ شاستری نے یکایک ہیضہ کیا اور دوسرے روز (گوکل اشٹمی کے دن) دوپہر کو بارہ بجے کے قریب اس جہان فانی سے انتقال کیا۔ ان کی علالت مین مہاراج ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے جدا نہ ہوئے اور ان کا آخری سانس مہاراج کے زانو پر نکلا۔ تمام گھر ماتم کدہ بنگیا اور اس ناگہانی انتقال نے خویش و اقارب کو سخت صدمہ پہنچایا۔ مہاراج کو اپنے والد کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا مگر آپ نے بالکل صبر سے کام لیا۔

اب مہاراج نے اپنے لئے ایک روزنامچہ تیار کیا جس کے مطابق وہ ہر روز عمل کرتے رہے۔ اشنان۔ سندھیا۔ منتر کی جپ۔ پوجا پاٹ سے بتدریج فارغ ہو کر باقی وقت گرنتھ کے مطابق حکمت کا درس لیتے۔ ان کے چچا اور دادا ان کو درس دیا کرتے۔ ان دونون عالمون کی بدولت مہاراج نے حکمت پر بہت جلد عبور حاصل کر لیا۔

مہاراج کے دادا کا انتقال

مہاراج کے دادا گوپال راؤ شاستری نے ۱۰ ماہ اپنے پوتے یعنی مہاراج

کو حکمت کا سبق دیا ایک دن ۱۲ بجے شب کو آپ نے مہاراج کی والدہ ماجدہ کو جو دوسرے کمرے مین آرام فرمارہی تہین زور سے آواز دیکر بلایا آپ گھبراکر دوڑین دیکہا تو آپ ہوش مین ہین قریب بلایا اور کہا کہ مجھے اُٹھاکر تکیے کے سہارے جس طرح مین بتاؤن بٹہادو۔ چنانچہ آپ نے سہارا دیکر اُٹہایا اور ایک خاص وضع پر جیسا کہ اُنہون نے بتایا بٹہادیا بیٹھتے ہی آپ نے قید ہستی سے نجات حاصل کی۔ مہاراج آئے اور والدہ صاحبہ کو صبر کی تلقین کی۔ تمام شب اِن کے سامنے بھجن اور کرتن کیا گیا دوسرے روز تجہیز وتکفین کی گئی۔ جنازے کے ساتھ ہزارون آدمیونکا ہجوم تہا اور ہر ایک آپ کے علم وفضل اور اخلاق حسنہ کو یاد کرکرکے رو رہا تہا۔ ندی کے کنارے خاص مقام پر سمادہی دی گئی۔ ۱۲ دن کے بعد ارادھنا اوچھو کی رسم بڑے پیمانے پر ادا کی گئی جس مین سینکڑون آدمیون نے حصہ لیا۔

مہاراج کی دوسری بیوی کا انتقال

مہاراج نے اپنے مقرر کردہ روزنامچہ پر ایک سال کامل عمل کیا۔ اس سال مین مہاراج کی دوسری بیوی نے بھی انتقال کیا۔ گویا ایک سال کے اندر والدہ۔ دادا اور بیوی یکے بعد دیگرے راہی ملک بقا ہوئے۔ ا۔

چونکہ دنیا مین اب انکے لئے کوئی لطف نہ رہا تہا اس لئے علم طب کیطرف
آپ نے کامل توجہ کی۔ تجربے کے لئے قصبے مین جو شخص بیمار پڑتا آپ اسکا
علاج مفت اور خود مریض کے گہر جاکر کرتے۔ تہوڑے دنون مین آپکی
کافی شہرت ہو گئی۔ اور چند جان بلب مریضون نے آپ کے ہاتہہ سے شفا
پائی اور آپ کی قدر و منزلت مین روز بروز ترقی ہونے لگی۔

مہاراج کی تیسری شادی

مہاراج کے چچا اور والدہ نے اب ان کی تیسری شادی کی تجویز کی۔ اور
مہاراج سے دریافت کیا لیکن آپ دنیا اور اسکی لواحقات سے کچہہ ایسے
متنفر ہو رہے تہے کہ ذاتی عیش و آرام کی مطلق پرواہ باقی نہین رہی
ہتی۔ حکمت کا مشغلہ بہی صرف خلق اللہ کی خدمت کے لئے اختیار کیا تہا ذاتی
مفاد اس سے بہی مقصود نہ تہا۔ شادی کی خبر سنکر یہ سخت متردد ہوئے
گو آپ نے صاف طور پر انکار کر دیا تہا لیکن چچا اور والدہ کا پاس ادب
حکم عدولی سے زیادہ تہا۔ جب دیکہا کہ شادیون کا مہینہ آ گیا اور اب شادی
جلدی ہو جائیگی تو آپ کسی بہانے سے پونہ اپنے بہائی بالکرشنا راؤ کے
پاس چلے آئے۔

بالکرشنا راؤ شاستری بہ نسبت مہاراج کے علم کیطرف بہت زیادہ

راغب تہے۔ ان کے دادا گوپال راؤ شاستری نے شاستروں کی تعلیم انکو پورے طور پر دی تہی۔ ذہین ہونیکی وجہ سے اپنے دادا کے زیر تعلیم انہوں نے علم شاستر مین مہارت تامہ حاصل کی تہی جسسے ان کی اچھی خاصی شہرت ہوگئی اور بڑے بڑے معتبر عالم ان سے ملنے کی خواہش رکھتے تہے۔ والد کی وفات کے بعد بالکرشنا راؤ دہو لئے گئے۔ اور اپنے والد کے ایک ملاقاتی وکیل سے سفارشی چٹھی لیکر بمبئی کے مشہور وکیل داجی آباجی کھرے کے مکان پر گئے۔ مسٹر کھرے نے ان کی ذاتی قابلیت اور خاندانی وقار کے لحاظ سے نہایت خاطر مدارات کی اور پہر مسٹر ہری نارائن آپٹے کے آنند آشرم پریس کے مینجر کی اسامی پر پونہ مین تقرر کرادیا۔ یہان آپ کے علم کی کافی سے زیادہ قدر افزائی ہوئی اور بارسوخ اصحاب نے آپ کو پونہ ٹرینگ کالج کیلئے سنسکرت کا پروفیسر بننے کی خواہش ظاہر کی اور آپ کا یہان تقرر کرادیا چنانچہ آجتک آپکا اسیجگہ پر تقرر ہے" مہاراج چند روز ان کے پاس ٹھہر کر شادیون کے مہینے کے اختتام پر واپس وطن تشریف لے آئے شادی کا مہینہ ختم ہونے کے لئے ابہی آٹھ روز باقی تھے مہاراج کا یہ خیال تہا کہ آٹھ دن مین شادی کا انتظام ہونا مشکل ہے لیکن قدرت کو جو کام منظور ہوتا ہے خواہ وہ انسانی طاقت سے برسون مین نہ ہوسکے وہ ایک پل مین کرالیتا ہے۔ مہاراج کا گہر پہنچنا ہی تہا کہ ایک معزز برہمن

جو ایک مدت سے اپنی لڑکی مہاراج سے منسوب کرنیکی آرزو اپنے دل
مین رکھتا تھا مہاراج کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ میرے گھر ایک بیمار ہے
براہ کرم ایک نظر اوسکو دیکھہ لین۔ مہاراج تو بیمارونکی خدمت چاہتے ہی
تھے فوراً ساتھہ ہولئے۔ مکان مین بیٹھکر برہمن نے کہا مہاراج آپ کی دعا
سے بیمار تو میرے یہان کوئی نہین ہے۔ بات یہ ہے کہ مجھے آپ سے بہت
ہی محبت ہے اور مدت سے آرزو ہے کہ تم کو اپنی دامادی مین لون۔ بہت
سے شریف اور مالدار گھرانون کے پیغام آئے مین نے کسیکو قبول نہین کیا
اتنے مین لڑکی بھی سامنے آگئی۔ مہاراج نے دیکھا اور گردن جھکالی۔ برہمن
سمجھہ گیا کہ انکا سکوت نیم رضا میری مراد بر آئی۔ چنانچہ آپ کے چچا جان کو
بلایا گیا۔ اور انہون نے مہاراج کو شادی پر رضامند کر لیا اور چار روز
کے اندر آپ کی تیسری شادی ہوگئی۔

ڈھائی سال کا چلہ

چند روز کے بعد مہاراج اپنی بیوی کو لیکر بالکرشنا راؤ اپنے بھائی
کے پاس پونہ آگئے۔ یہان اپنی بیوی کو چھوڑ کر سانگلی گئے۔ یہان پہنچکر آپکو
خیال ہوا کہ حکمت کے ساتھہ ساتھہ خدا کی عبادت اور عملیات سے بہی کام
لینا چاہیے اس سے آیندہ زندگی عزت اور آرام سے گذریگی چنانچہ

کرشنا ندی کے کنارے دت کے مندر مین ڈھائی سال تک قیام کیا اور
تمام وقت پوجا پاٹ اور عملیات مین گذارا۔ اس طویل عرصے مین انہون نے
پکا ہوا کہانا ترک کر دیا۔ صرف چنے میوہ اور درخت کے پتون پر گذر
کرتے رہے۔ چنے اور میوہ کبھی کبھی کہاتے اکثر نیم۔ گوندنی۔ کرڑوی اور
بیل کے پتے کہایا کرتے۔ ڈھائی سال کے بعد آپ کو گھر جانیکا خیال ہوا
چنانچہ سانگلی سے پونہ روانہ ہوئے۔

انوکھی مصیبت

چونکہ مہاراج ڈھائی سال سے مندر مین فقیرانہ زندگی بسر کر رہے
تہے سانگلی سے پونہ پیدل روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک گاؤن مین پہنچے
ایک شخص نے برہمن زائر سمجھکر انکو اپنے یہان ٹھیرایا اور کہانیکا بندوبست
کیا یعنی خام اشیار خوردنی دین کہ پکاکر کہالین آپ نے کہا اسوقت تو
میرے پاس چنے ہین دوپہر کو کہانا پکاؤنگا۔ چنانچہ چنے کہاکر پانی پی لیا
تہوڑی دیر کے بعد رفع حاجت کو گاؤن سے باہر گئے۔ قریب ہی
کولاٹی قوم کا قافلہ جو کئی روز سے یہان اترا ہوا تہا کوچ کی تیاریان کر
رہا تہا یہ کہڑے ہوکر اُنکا تماشہ دیکہنے لگے۔ اتنے مین اسی قافلہ کا ایک گدھا
ان کے قریب آیا اور تین چکر کہاکر زمین پر گر پڑا اور مرگیا۔ پیچھے پیچھے ایک

کولاٹی آیا۔ مہاراج کو دیکھکر پہچان گیا کہ یہ شخص اس گاؤن کا نہین ہے کوئی اجنبی اور مالدار اسامی ہے۔ چونکہ اس قوم کا پیشہ عام طور پر چوری اور رہزنی ہے مہاراج کو پکڑ لیا اور کہا کہ اس گدہے کو تم نے کیون مارا؟ مہاراج نے فرمایا کہ بھائی مین تو رفع حاجت کیلئے آیا تہا تمہارا سامان بندہ رہا تہا کہڑے ہوکر دیکہنے لگا یہ گدہا خود یہان آیا اور گرکر مرگیا بہلا مجہے کیا ضرورت تہی جو بیچارے بیزبان کی جان لیتا۔ کولاٹی سنگدل نے ایک لات اس زور سے ماری کہ مہاراج چارون خانے چت گر پڑے ابہی اُٹہنے بہی نہ پائے تہے کہ ایک عورت اور ایک مرد اور آگئے اور یہ بہی مہاراج کو گالیان دینے لگے اور کہا کہ پتھر مار کر گدہے کو مارا اور پہر کہتا ہے کہ ہم نے نہین مارا۔ مہاراج نے کہا کہ بہلا پتھر سے بہی اتنا بڑا گدہا مرسکتا ہے؟ جو مین نے مارا۔ پہلے کولاٹی نے کہا ہان ہان ہوسکتا ہے۔ اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو گدہے کی قیمت ادا کردو ورنہ اسی گدہے کا سامان تمہاری پیٹھ پر لادا جائیگا۔ مہاراج نے کہا تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ نہ مین نے گدہے کو مارا اور نہ پاس پیسہ کہ قیمت ادا کرسکون۔ چنانچہ کولاٹی مہاراج کو پکڑ کر لیگئے اور جہان سامان گدہون پر لادا جارہا تہا ان کی پیٹھ پر بہی لادا گیا اور ایک رسی گدہے کی گردن سے باندہکر انکی کمر سے باندہ دی گئی۔ قافلہ روانہ ہوا اور قریباً ۵ میل تک مہاراج اسی صورت سے بوجہہ سر پر رکہے ہوئے چلا کئے۔ وزن اسقدر زیادہ تہا کہ آپ سے

اُٹھہ نہ سکتا تھا اور اکثر بیہوش ہو ہو جاتے تھے مگر بیرحم اور ظالم کولاٹی انکو گالیان دیتے اور ستاتے ہوئے بڑہتے ہی رہے۔ خدا خدا کرکے ایک گاؤن کے قریب میدان مین انہون نے ڈیرا ڈالا۔ مہاراج کے سر سے بوجھہ اتارا اور جہان اور گدہے باندہے گئے انکو گلے مین بہی رسی ڈالکر ایک کہونٹی کر باندہ دیا گیا۔ کہانے کے لئے کولاٹیون نے اپنا کہانا دیا مگر مہاراج نے قبول نہ کیا۔ سب لوگ سو گئے مگر مہاراج کو رات بھر نیند نہ آئی اور سوچتے رہے کہ آخر کس خطا پر قدرت نے میرے لئے یہ ذلت وخواری اور مصیبت سے لبریز سزا تجویز کی ہے۔ اسی فکر مین صبح ہو گئی۔ اس روز بہی مہاراج سے گدہون کا سا کام لیا گیا۔ رات کو مہاراج نے کولاٹی عورتون کے سامنے الوہیت پر تقریر کرنی شروع کی اور اسقدر بلند آواز سے کہ ادہر سے گذرنے والا بہی سن سکے۔

کولاٹی مرد جہان چور اور رہزن ہوتے ہین وہان انکی عورتین بدچلن اور فاحشہ ہوتی ہین۔ جس جگہ یہ پڑاؤ ڈالتے ہین اسکے قریب کے بدکار اور بدچلن لوگ ان عورتون کے پاس آتے اور ناجایز تعلق رکہتے ہین۔ چنانچہ اتفاق سے اس رات گاؤن کا پٹیل ان عورتون کے پاس آیا ہوا تہا۔ اوکر جو مرہٹی کی عالمانہ تقریر سنی تو متعجب ہوا کہ کولاٹیون مین برہمنون کی سی صاف شستہ مرہٹی بولنے والا کون ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازین تقریر ایسی دلکش تہی

کہ پہڑک اُٹھا اور سننے کیلئے جہونپڑی کی طرف بڑہا۔ اور دریافت کیاکہ یہ کون تقریر کر رہا ہے؟ کولائی عورتون نے کہا اودہر نہ جاؤ۔ وہ بہی تمہاری طرح ایک عورت سے تعلق رکہتاہے۔ پٹیل نے سونچا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص ناجایز فعل کیلئے آئے وہ خدا کا ذکر کرے اور وہ بہی باآواز بلند یہ خیال کرکے وہ پہر آگے بڑہا۔ مہاراج کی جہونپڑی کے قریب پہنچتے ہی بہت سی عورتین باہر آگیئن اور پٹیل کو دوسری طرف لیجانے لگین۔ اسپر پٹیل کو قدرتی طور پر شک پیدا ہوگیا کہ ضرور کوئی بہید ہے۔ آخر زبردستی اسس جہونپڑی مین جا گہسا۔ دیا سلائی سلگا کر دیکہا تو مہاراج کا متین اور بدیہ چہرا دکہائی دیا۔ پاس جاکر دریافت کیاکہ تم کون ہو؟ مہاراج اسکو فرشتۂ رحمت سمجھکر رو پڑے اور سارا قصہ سنایا کہ یہ ظالم گدہے کیطرح باندہ کر مجہے یہان لائے ہین اور سخت تکلیف دے رہے ہین۔ پٹیل نے تمام کولائیونکو جمع کرکے دریافت کیاکہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کولائیون نے کہاکہ اسس شخص نے پتھر مارکر ہمارے گدہے کو مارڈالا قیمت مانگتے ہین تو دیتا نہین اسلئے ہم نے اسکو پکڑ رکہا ہے تاوقتیکہ یہ قیمت ادا نہین کرے گا ہم نہین چہوڑنے کے۔ پٹیل نے کہا اچہا اسوقت تو تم اسکو چہوڑدو کل ہم اس کا فیصلہ کردینگے۔ کولائیون نے نہ مانا۔ مجبوراً پٹیل چلا گیا۔ اور دوسرے دن گاؤن کے چار پانچ آدمی لیکر آیا۔ مقدمہ پیش ہوا۔ ایک آدمی مقام واردات پر گدہے کی لاش

کا معائنہ کرنے کے لئے بہیجا گیا۔ جسنے واپس آکر کہا کہ دیکھنے سے معلوم
ہوا کہ گدہے کے جسم پر کوئی خارجی ضرب نہین ہے اور وہ کسی بیماری سے
مرا ہے۔ جانبین کے بیانات لینے کے بعد پنچایت نے فیصلہ کیا کہ مجرم بیقصور
ہے اور مدعی جہوٹے اور دغاباز ہین اور شریف آدمی کو اپنے دام مین پہنسا کر
اوس سے روپیہ وصول کرنا چاہتے ہین۔ چنانچہ مہاراج کو رہا کیا گیا اور کولاٹیون کو
حکم دیا گیا کہ اسیوقت یہان سے چلے جائین اور دوبارہ اس سرحد مین یا اسکے
قرب وجوار مین نہ آئین ورنہ سخت سزا دی جائیگی۔ چنانچہ کولاٹیون نے اسیوقت
اپنا ڈیرا اٹہا لیا۔ پٹیل مہاراج کو اپنے ہمراہ گہر لے آیا۔ کہانے کا انتظام کیا
کہانے سے فارغ ہوکر مہاراج نے پٹیل کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوئے

علاوہ دیگر واقعات کے یہ واقعہ جو مہاراج کو پیش آیا صاف
بتاتا ہے کہ کوئی خفیہ طاقت (شاید تقدیر جو ہمارے اچھے اور برے کا فیصلہ
کرتی ہے) بچپن سے ہروقت ان کے ساتھ رہ کر انکو رفتہ رفتہ عالم قدس کیطرف
بڑہا رہی تہی۔ اور مجبوراً ان کو ایسی حالتون مین سے گذرنا پڑ رہا تہا جہان
خودی کا بالکل خاتمہ ہوجاتا ہے۔ انسان ہوکر بہیک مانگنا اور نوکرون کا
کام کرنا۔ برہمن ہوکر کولاٹیون کے لات گہونسے اور گالیان کہانا۔ اور اسپر
صبر کرنا معمولی انسان کے درجہ سے بڑہا ہوا ہے ؎

اونچا اونچا سب کوئی مانگے نیچا مانگے نہ کوئی نیچا جو کوئی مانگے تو سب سے اونچا ہوئے

پونہ مین اپنے بہائی کے گہر پہنچکر مہاراج ایک دو روز رہے اور پہر اپنی بیوی کو لیکر سلامتی سے گہر پہنچے۔ چچا نے ان کو سمجہایا کہ اب گہر چہوڑ کر نہ جانا کیونکہ تمہاری بیوی اب جوان ہوگئی ہے اور تمہین دنیا داری کا بہی حظ اٹہانا چاہیے چنانچہ مہاراج نے طبابت کا سلسلہ جاری کیا اور چند دنون کے بعد امراؤتی مین دواخانہ جاری کیا اور مریضون کا خاطر خواہ ہجوم ہونے لگا۔ یہانتک کہ دور دور سے مریض علاج کو آتے اور شفا پاتے۔ صبح سے بارہ بجے تک مطب کرتے ۲ بجے تک کہانا کہاتے اور باہر کے مریضون کا معائنہ کرتے۔ دو گھنٹے شام کو بیمارون کی خدمت کرتے۔

باوجودیکہ گہر مین کہانے کا اچھے سے اچھا انتظام ہوسکتا تہا لیکن قدرت نے انہین اپنی منشار کے خلاف ایک لقمہ بہی کہانے نہ دیا چنانچہ آپ چند روز تک ۵ عدد پیاز جو صبح سے ۱۲ بجے تک ابالی جاتی تہی کہاتے رہے اسکو بعد چند ماہ تک صرف دودہ پر گذارا کیا۔ اور پہر دن بہر مین ایک مرتبہ پانچ کیلے کہاتے۔ مطب اچہی طرح چلنے لگا تو آپ نے ہمیشہ کیلئے امراؤتی مین رہنے کا ارادہ کیا اور اپنی بیوی کو بہی اپنے ہی پاس بلالیا مہاراج کی بیوی نہایت فرمانبردار۔ بہولی اور نیک طینت تہین اور اپنے خاوند کے لئے ہر طرح باعث راحت تہین۔ مہاراج نے اس عرصے مین پیٹنٹ دوائین پلیگ۔ کالبرا وغیرہ مہلک بیماریون پر جاری کین۔ اور ان دواؤن نے

شری اپاسنی مہاراج مع اہلیہ در امراوتی

A 2871-Lakshmi Art, Bombay, 8

خلق خدا کو اسقدر فائدہ پہنچا یا کہ بازار مین کثرت سے انکی مانگ ہونے لگی۔ امراؤتی مین آپ کے دواخانے نے اعلی پیمانے پر ترقی کی اور آپ نے اسی ضمن مین ایک طبی رسالہ بھیشاج رتن مالا نامی جاری کیا۔ جس مین حروف ہجی کے تحت مین ہر مرض کا نام شناخت۔ اسباب۔ اثرات اور ان کا علاج مشرح طور پر بیان کیا جاتا تھا۔ اس رسالے نے طبی دنیا مین مہاراج کی شہرت بہت بڑھادی اور بڑے بڑے جلسون مین آپ مدعو ہونے لگے۔ ۱۰ سال تک آپ برابر ترقی کرتے رہے عزت و دولت دونون آپ کے گھر کی لونڈیان ہوگئین۔

رام اور سیتا کا ونواس

دس برس کامل دنیوی عزت و وقار اور دولت بیشمار حاصل کرنے کے بعد مہاراج کے خیالات مین پھر تغیر واقع ہوا۔ اور وہی افسردگی اور دنیائی فانی کی نفرت پھر عود کر آئی جو ابتدا سے مہاراج کے دم کے ساتھ ساتھ رہی۔ اور آپ عیش و دوروزہ پر افسوس کرنے لگے۔ دیکھنے کو تو ۱۰ برس آپ نے ظاہری عیش و آرام مین بسر کئے لیکن درحقیقت باطنی خوشی اور اطمینان آپ کو حاصل نہ تھا جسکی جستجو آپ کو در در پھراتی رہی آخر ایک دن آپ نے عروج پر آیا ہوا دوا خانہ اور رسالہ بند کر دیا اور بیوی سے کہا کہ مصیبت اور راحت

دونون کا تجربہ مین نے کیا۔ وقت دونون مین یکسان گذرا لیکن دل کو آرام اور چین کسی حالت مین میسر نہ ہوا۔ اس عارضی عزت اور آرام سے اطمینان قلب حاصل نہین ہو سکتا لہذا مناسب ہوگا کہ ہم امراوتی چھوڑکر کسی اور جگہ چلین۔ فرمانبردار اور راحت و مصیبت مین ساتھہ رہنے والی بیوی نے کہا بسم اللہ جیسی رائے ہو کیجئے۔ چنانچہ آپنے بیوی کو ساتھہ لیکر امراوتی کو خیرباد کہدیا۔ چند روز کے بعد آپ انکریشور (اہین) تشریف لیگئے دونون درشن کرنے کے بعد نربدا ندی مین اشنان کے لئے گئے اور اشنان کے بعد انکریشور پہاڑ کے گرد چکر لگانے نکلے۔

اس پہاڑ پر انکریشور مندر ہے۔ جس کی پوجا کے بعد ہر زائر اس کا چکر لگاتا ہے۔ جس کو پرادکھشنا کہتے ہین۔ اس کے گرداگرد پھرنے کے لئے چار گھنٹے صرف ہوتے ہین۔ مہاراج پہاڑ کا چکر لگا رہے تھے کہ پہاڑ کی دوسری سمت مندر اور محل کے عین مقابل نہ ٹھہریہ کے لئے ایک موزون جگہ دیکھی اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو تو کیا عمدہ جگہ ہے اور چارون طرف کیسا دلچسپ منظر ہے۔ اس سے زیادہ خلوت کیلئے دل کش جگہ اور کونسی ہوگی مناسب ہوگا کہ ہم اپنی زندگی کے باقیماندہ دن اسیجگہ گذارین اور تمام وقت یاد خدا مین بسر کرین۔ یہ جگہ ایسی متبرک اور پاک ہے کہ یہان سوا خدا کی یاد کے دل مین اور کچھہ وسوسہ آہی نہین سکتا۔ شہر۔ ندی اور مندر تینون کی

یکجائی اس مقام کو اور بھی زیادہ دل خوش کن بنا رہی ہے۔ مین اپنی زندگی
کے دن یہین گذارنا چاہتا ہون۔ لایق اور دم ساز بیوی نے جواب دیا کہ
جہان آپ رہینگے یہ کنیز بھی آپ کے قدمون مین اسیطرح بسر کریگی۔ مین
آپ کے رنج و راحت مین برابر کی شریک ہون۔ چنانچہ اس پہاڑ کا چکر
لگانے کے بعد دونون صاحب اسی گوشۂ خلوت مین آ بیٹھے۔ کئی روز تک
صرف پھلون پر گذر رہی اسکے بعد مہاراج کبھی کبھی بازار مین جاکر اشیاء
خوردنی لے آتے اور بیوی پکاتین۔ بھاجی اکثر نیم کی پکا کرتی تھی جو مہاراج
کی خاص غذا تھی اور مہاراج کے ساتھ انکی بیوی نے بھی اسیکی عادت
کرلی تھی۔ اور خاوند کے ساتھ تپشچریہ اور ریاضت مین شریک رہتی۔
اس طرح قریباً ڈھائی سال گذر گئے۔ ایک دن مہاراج مراقبے مین تھے کہ
یکایک نفس کی آمد و شد بالکل بند ہو گئی اور جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔
لیکن یہ تعجب کی بات تھی کہ ہوش برقرار رہتا۔ آپ نے اس مرض کی شناخت
اور سبب دریافت کرنے مین بہت کوشش کی لیکن اسقدر وسیع طبی معلومات
اس مرض کے سامنے بالکل بے سود ٹھیری۔ جسوقت تک اس مرض کا دورہ
رہتا دم لینا دشوار ہو جاتا۔ آخر مہاراج نے سوچا کہ یہ کوئی مرض نہین
ہے بلکہ قدرت کیطرف سے ایک آزمایش ہے جس مین تجھے ثابت قدم
رہنا چاہیے۔ کچھہ دنون بعد۔ دورہ بند ہو گیا اور چند روز تک اور

یہان قیام پذیر رہے۔ اور پھر اپنی بیوی کو لیکر پہاڑ سے اترے اور اتنے عرصے یاد خدا کرنے کے بعد دنیا کے دائرے مین قدم رکھا اور امراؤتی آئے۔ گویا رام اور سیتا نے ونواس کے بعد پھر تخت شاہی پر جلوس فرمایا امراؤتی پہنچکر مہاراج کی بیوی بیمار پڑگئین۔ مہاراج نے خود نسخہ تجویز کیا اور نہایت غور پرداخت سے ان کا علاج کیا جس سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئیں۔ چند روز آپ امراؤتی مین رہے لیکن دواخانہ بدستور بند رہا

ناراین مہاراج کی ملاقات

اسکے بعد آپ امراؤتی سے ناگپور تشریف لیگئے۔ یہان آپ اپنے کسی دوست کے مکان پر ٹھیرے۔ اتفاق سے سدگرو نارائن مہاراج جو کیڑگاؤن علاقہ پونہ مین اب تک حیات ہین ناگپور تشریف لائے ہوئے تھے آپ خبر سنکر نارائن مہاراج کے درشن کو گئے۔ نارائن مہاراج اسوقت اپنے کسی مرید کے گھر گئے ہوئے تھے اور لوگ آپ کی گدی کے سامنے کرتن اور بھجن کر رہے تھے۔ آپ بھی ایک کونے مین بیٹھکر مہاراج کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے مین نارائن مہاراج تشریف لائے اور منکسرالمزاجی اور خاکساری کیوجہ سے آپ بجائے اپنی نشست کے عام لوگون کے ہمراہ زمین پر بیٹھ گئے۔ مہاراج نے پہلے کبھی نارائن مہاراج کو نہین دیکھا تھا اسلیئے وہ ان کو مجلس مین داخل ہونے پر بھی پہچان نہ سکے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے اُٹھکر نارائن

مہاراج کے گلے مین پہولون کا ہار ڈالا۔ اسوقت یہ سمجہے کہ نارایں مہاراج یہ ہین۔ چند منٹ تک یہ ہار انہون نے گلے مین رکہا۔ پہر مجلس مین چارون طرف نظر دوڑائی اور مہاراج کو دیکہکر اپنے پاس بلایا۔ مہاراج اٹہکر قریب جا بیٹھے۔ نارایں مہاراج نے اپنے گلے کا ہار اتار کر انکے گلے مین ڈالدیا اور پہلی جگہ جا بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آدہے گھنٹے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ مہاراج ہی اپنی قیام گاہ پر آئے لیکن سخت متحیر تہے کہ اتنے آدمیون مین نارایں مہاراج نے مجہہ ہی کو ہار کیون دیا۔ دو روز تک نارایں مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ تیسرے روز نارایں مہاراج یہانسے تشریف لیگئے۔ مہاراج نے نارایں مہاراج کی تصویر خریدی اور اپنی پوجا مین اسکو شریک کرلیا

مہاراج کا مصنوعی سانس لینا

ایک دن مہاراج اچھے خاصے بیٹھے تہے کہ روح کو پہر وہی صدمہ پہنچا جو انکرنیشور مین ہوا تہا اور سانس بند ہوگیا۔ بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ اور مہلک تہا۔ اسوقت یہ اپنے آپ کو مردہ سمجہنے لگے لیکن اپنی زندگی اور اس انوکہی حالت کا بہی احساس تہا۔ اسلئے وہ اپنی زندگی قایم رکہنے کے لئے سانس لینے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ مصنوعی سانس لینا شروع کیا۔ مصنوعی طور پر سانس کا لینا گویا قدرت سے لڑنا تہا۔ اسوجہ

سے انکی جسمانی اور دماغی حالت کا بالکل خاتمہ ہو گیا تہا۔ ان کے لئے اب
صرف دو باتین رہگئی تہین۔ یا تو اس مصنوعی دم کشی سے اپنی زندگی کو
قایم رکہین یا مر جائین لیکن کوئی خفیہ طاقت ہتی جو انکو جینے پر مجبور کر رہی
ہتی ورنہ ایسا شخص جو ابتدا سے اپنی جان کا دشمن اور اسکو فنا کرنے کے لئے بہر
رہا ہو یہ تکلیف کیون برداشت کرتا۔ یہ سانس سکنڈ مین دو بار کے حساب سے
جاری تہا اور اسکو جاری رکہنے کے لئے آپ کو ہر وقت ہوشیار رہنا پڑتا تہا
اور رات دن مین کسیوقت سو نہین سکتے تہے۔ جس سے آپ کو حد سے زیادہ
تکلیف اُٹہانی پڑی۔ اس حالت کو دیکہکر آپ کی بیوی سخت پریشان
ہوتین اور گہنٹون پاس بیٹھی رہتین۔ کئی روز کے بعد ان کا دوست جس کے
مکان پر یہ ٹہیرے ہوئے تہے ایسی نازک حالت دیکہکر انکو گاڑی مین ڈال
ڈاکٹر جو گلیکر کے پاس لیگیا۔ یہ ڈاکٹر علاوہ ڈاکٹری کے یوگی بہی تہا۔ تہارا ج
کو دیکہکر کہا کہ یوگ ابھیاسی محنت شاقہ اُٹہانے کے بعد جس حالت کو پہنچتا
ہے وہ حالت اسوقت آپ کی ہے۔ اور یہ حالت خوش نصیبون ہی کو میسر
ہوتی ہے۔ آپ کی روح برہمانڈ مین جا پہنچی ہے اور ظاہرا آپ کو مرجانا چاہئے
لیکن آپ کی حالت مین ایک خصوصیت ہے جسکو مین خود بہی نہین سمجہہ سکتا۔
اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی کوشش سے سانس لیکر اپنے جسم کا
تعلق روح سے قایم رکہا ہے۔ اور آپ کی اس انوکہی حالت کیوجہ سے یوگ

کی اخیر منزل جو دائمی خوشی پیدا کرنیوالی ہے جا بجا ثابت ہو رہی ہے۔ اور
یہ خصوصیت اس منزل سے خدا جانے اور کس اعلیٰ منزل پر پہنچانے والی ہے
جو محض یوگ سے حاصل نہین ہو سکتی۔ مہاراج نے رکتی رکتی آواز مین کہا کہ جو کچھہ
بھی ہو مین اس تکلیف کو اب برداشت نہین کر سکتا۔ اگر آپ علاج کر سکتے
ہین تو کیجیے۔ ڈاکٹر تو سمجھے ہی ہوا تہا کہ دوا کارگر نہ ہو گی۔ محض دلدہی اور
اطمینان کے لئے کچھہ دوا دی۔ دو روز تک آپ نے یہ دوا پی لیکن کچھہ افاقہ
نہ ہوا۔ گھبرا کر آپ یہان سے دہولیے اپنے بہائی بالکرشنا راؤ کے پاس
جو پونہ سے تبدیل ہو کر چند روز کے لئے یہان آئے ہوئے تھے چلے آئے
بالکرشنا راؤ نے اپنے بہائی کا علاج خود شروع کیا۔ مشہور ڈاکٹرون اور
ویدونکی رائے لی مگر کسیکو مرض کی تشخیص نہ ہوئی۔ مہاراج نے ہانپتے ہوئے
کہا کہ میرا اصلی سانس رک گیا ہے اور مین نے اپنی کوشش سے مصنوعی
سانس لینا شروع کیا ہے۔ ڈاکٹرون کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ اور کہا کہ
قدرتی سانس بند ہونے پر انسان کی طاقت نہین ہے کہ وہ مصنوعی سانس
لیکر زندگی قایم رکھہ سکے۔ اب جبکہ ڈاکٹرون اور ویدون نے علاج سے
جواب دیدیا تو سوائے تکلیف برداشت کرنے اور اسی حالت مین بے
خواب و خور پڑے رہنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ والدہ۔ بہائی
اور انکی بیوی سخت متردد تھے کہ کیا کیجائے۔ جس نے جو بتایا کیا۔ صدقہ

اتار امنت مانی سب کچہہ کیا مگر بے سود۔ تہک کر بیٹھ رہے اور مشکل آسان ہونیکی دعا کرنے لگے۔ یہ حالت کئی روز تک جاری رہی۔ آخر ایک دن مہاراج نے محسوس کیا کہ واقعی وہ مر رہے ہین۔ اشارے سے کیسکو پاس بلایا اور آہستہ آہستہ گہر والونکو کہا کہ تجہیز و تکفین کی تیاری کرو۔ تہوڑی دیر کے بعد انکا جسمانی احساس بالکل مفقود ہوگیا۔ اور انہون نے خود کو جسم سے بالکل الگ دیکہا جو ایک طرف بلا حرکت پڑا ہوا نظر آیا۔ یہ بہی دیکہا کہ تجہیز و تکفین کی تیاری بہی ہو رہی ہے۔ پہر اس سے بڑہکر خود کو ایسی لسحات مین پایا کہ جہان ظاہری اور باطنی دونون وجودون کا پتہ نہ تہا۔ اس حالت مین انکے ہوش و حواس بہی گم ہو گئے تہے۔ اسوقت انکے دل کی حرکت بہی بند ہوگئی ہتی۔ اور نبض بہی ساقط ہتی۔ اور دیکہنے والون کو بظاہر مردہ نظر آنے لگے۔ تہوڑی دیر کے بعد ان کے جسم مین حرکت پیدا ہوئی اور ہوش مین آتے ہی مصنوعی دم کشی شروع کردی۔ ایسے دورے پے در پے ہونے لگے۔ اور آپ ہوش مین آتے ہی مصنوعی سانس سے خود کو زندہ رکہنے کی کوشش کرتے۔ جب ہوش و حواس سے بری ہوتے اور خود کو مردہ تصور کرتے تو تمام مُردون اور ان کے حالات پس مرگ کو دیکہہ سکتے غرض ہر طرف انہین موت ہی موت نظر آتی۔ اس سے آگے بڑہکر آپکو سمادہی کی حالت کا تجربہ ہوا۔ جسکو وہ بیان نہین کر سکتے تہے۔ مہاراج

کے عزیزون مین ایک نجومی تہا اوس نے کہا کہ اگر مہاراج کی بیوی گولر کے درخت کے گرد خاص تعداد مین چکر لگایا کرین تو ممکن ہے کہ اس مرض سے انکو افاقہ ہو جائے۔ چنانچہ گولر کا ایک چہوٹا سا درخت جڑ سمیت اکہیڑ کر منگایا اور گہر کے صحن مین لگایا گیا۔ اور مہاراج کی بیوی نے حسب ہدایت اسکے گرد چکر لگانے شروع کیے۔ روزانہ پانی ڈالکر اسکو ہرا رکہنے کی کوشش کی جاتی تہی لیکن چند روز بعد وہ خشک ہو گیا۔ اسپر لوگو نکو یقین ہو گیا کہ مہاراج کا جانبر ہونا دشوار ہے۔ لیکن انکی وفادار اور جان نثار بیوی نے اپنا کام بند نہ کیا۔ شدہ شدہ گولر کی ایک شاخ مین کونپل پہوٹی جس کو دیکہکر سب کو حیرت سی ہوئی اور امید ہو گئی کہ اب مہاراج ضرور اچھے ہو جائینگے۔ لیکن اس طواف کی میعاد ختم ہونے پر بہی مرض مین افاقہ نظر نہ آیا۔ اور معاملہ خدا کے سپرد ہو گیا۔ آخر اسی تکلیف مین مہاراج پر غنودگی طاری ہوئی۔ ابہی پلک جہپکی ہی تہی کہ دماغ اور جسم کو ایک قسم کا جہٹکا سا محسوس ہوا جس سے مہاراج پہر بیدار ہو گئے۔ اور مصنوعی دم کشی شروع ہو گئی۔ ہر طرح کے علاج سے تنگ آکر مہاراج نے گہر چہوڑنے اور تنہا رہنے کا ارادہ کیا اور گہر والون سے اسکا اظہار کیا کہ شاید ایسا کرنیسے صحت ہو جائے سبنے کہا اچھا ہم سب تمہارے ساتہ چلتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ نہین ساتہ کوئی نہ ہو یہانتک کہ اپنی دمساز و غمگسار بیوی کو بہی

ہمراہ نہ لیا اور میخواڈ کے جنگل مین رہنے کے لیئے روانہ ہوگئے۔ بالکرشنا راؤنے دو لڑکے ساتھ کیئے کہ وہان تک پہنچا آئین۔ وہو یہ سے چالیس گاؤن آکر مہاراج نے لڑکونکو واپس کر دیا اور بھائی کے تجویز کردہ راستے کو چھوڑکر بذریعہ ریل آپ مناڑ پہنچے۔ بعد مین ان کے بھائی تلاش مین چالیس گاؤن آئے اور تمام ریلوے صدر مقاموںپر تار دئے مگر پتہ نہ ملنے پر واپس لوٹ گئے

مہاراج مناڑ سے نکلکر احمد نگر آئے اور یہان سے راہوری پہنچے۔ جہان وہ ایک دن کے لئے کلکرنی مہاراج کے مکان پر فروکش ہوئے یہ صاحب بڑے زبردست یوگ ابھیاسی تھے۔ انہون نے مہاراج کیحالت کو دیکھکر رائے دی کہ وہ شیرڈی جاکر سائین باباکا نیاز حاصل کرین۔ چونکہ وہ کامل بزرگ اور معرفت کے اعلی مقام پر پہنچے ہوئے ہین تمکو خداشناسی کی راہ بتاکر کامل صحت بخشینگے۔ مہاراج نے پوچھا ان کا مذہب کیا ہے؟ جواب پاکر کہ مسلمان ہین صاف انکار کر دیا کہ مین برہمن ہوکر ایک مسلمان کے آگے ہاتھ نہین جوڑ سکتا۔ اور نہ وہ میرا دکھہ دور سکتے ہین؟ چنانچہ آپ یہان سے بجوری گئے اور خار دار گھنے جنگل مین جا بیٹھے۔ پیاس لگتی تو ناگ پھنی کے دو چار پھل کا عرق حلق مین ٹپکا لیتے۔ اگرچہ اس کا بھی حلق مین اترنا دشوار تھا۔ چند روز کے بعد پھر پہلا دورہ شروع ہوا۔ مگر اس مرتبہ آپ کو

ہر بات کا صاف صاف مشاہدہ ہونے لگا۔ احساس جسمی مفقود ہوکر خودی کا نشان بہی مٹ جاتا۔ اور صرف مہاراج ہی مہاراج براجتے نظر آتے۔ ایک معمولی انسان کو جو خواہشات نفسانی کی طرف مائل ہو اپنی خواہشات کا حظ اٹھانے کیلیے اسکو اپنے جسم کو ذریعہ بنانا پڑتا ہے۔ گویا اوسکی زندگی اور خودی اوسکی وجود ظاہری پر مبنی ہین۔ اور اس وجود کو زندہ رکہنے اور کام مین لانے کے لیے اسکو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مہاراج کیحالت اس سے بالکل برعکس تہی۔ مہاراج اس جسم کے تعلق سے بیزار تہے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے اسکو برباد کرنے کے لیے انہون نے جان توڑ کوشش کی تہی۔ اور چونکہ انکی زندگی اور خودی انکے وجود ظاہری پر منحصر نہین لہذا ان کا وجود اب انپر یعنی اصلی مہاراج پر منحصر تہا۔ اور اسی لئے غذا نہ ملنے پر اور اسکی نگہداشت نہ کرنیسے بہی وہ ضایع نہ ہوسکا۔ اور اس طرح اصلی ذات (مہاراج) مین بلکہ اس مین سما گیا تہا۔ اور وجود ظاہری اور خودی مٹ کر صرف اصلی وجود باقی رہگیا تہا۔ اس قسم کا تجربہ مہاراج کو اب گاہ بگاہ ہوتا رہتا تہا۔ اور جب وہ اس حالت مین ہوتے تو انہین دوامی خوشی کی زندگی کے سوا اور کچہہ نہ محسوس ہوتا۔ اور جب ظاہری وجود کا احساس ہونے لگتا تو وہ خود کو نہایت ابتر اور قابل رحم حالت مین پاتے۔

مہاراج اس جنگل مین تنہا بے آب و دانہ اور بے خواب چہہ ماہ تک رہے

اس سنسان اور بھیانک مقام پر ہر قسم کے سانپ بچھو اور دوسرے زہریلے جانور دن دہاڑے ان کے ارد گرد پھرتے لیکن یہ تو جان قربان کرنے پر آمادہ تھے پرواہ ہی نہ کرتے بلکہ حسرت سے انکی طرف دیکھتے تھے کہ یہ پھر رہے ہین تو قریب آکر کاٹتے کیون نہین۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک شخص کہیگا کہ ایسی دلیری اور جرأت کا اظہار بغیر کسی خاص قوت کے نہین ہوسکتا۔ اور یہ وہ قوت تھی جو آیندہ اپنا اہم کام لینے کے لئے انکو تیار کر رہی تھی اور یہ غیر محسوس طریقے پر اس قوت کے تابع کام کر رہے تھے اور یہی وجہ تھی جو مہاراج سانپ بچھوؤن کے مسکن مین اپنا مسکن بنائے ہوئے تھے ؎

گھر جارے گھر او گہرے گھر دا کھے گھر جائے
یہ ہی اچنبھا ہم نے دیکھا مڑا کال کو کھائے

یعنی جو اپنے فانی وجود کی پرواہ نہین کرتا اسکو سلامت پاتا ہے ۔ اور جو اسکی فکر رکھتا ہے اوسکو کھوتا ہے ۔ سچ ہے کہ جو مر کے جیتا ہے وہ موت پر بھی قابض ہوجاتا ہے۔ مہاراج تمام احساسات فانی سے بری تھے اور ہر وقت موت کی خواہش دل مین رکھتے تھے اس لئے ان کے دل مین خوف کا نام تک باقی نہ رہا تھا۔

چھہ ماہ بعد ایک روز بڑے بڑے آپ کو خیال آیا کہ اگر مجھے

زندہ ہی رہنا ہے تو کم ازکم اس دائمی مصیبت سے نجات ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اب خود اپنا علاج شروع کیا۔ اور اس پر نمار مقام سے نکلکر جوری گاؤن مین آئے۔ یہان ان کی ایک برہمن سے ملاقات ہوئی (یہ شخص احمد نگر کے بالا صاحب کا چچا تہا۔) اس نے انہین برہمن دیکہکر اور یہ دیکہکر کہ نہایت ہی قابل رحم حالت ہے انکو اپنے گہر ٹہیرایا۔ یہان انہون نے اپنا مجوزہ علاج شروع کیا یعنی گرم پانی پینا شروع کیا۔ برہمن کے اصرار پر تہوڑی سی گنجی بہی پی لیا کرتے۔ ایک ماہ تک اس طریقے پر چلنے سے آپکی بیماری مین نمایان فرق پیدا ہوگیا۔

نارائن مہاراج کی دوبارہ ملاقات

اس افاقہ کے بعد آپ کو نارائن مہاراج کی زیارت کا شوق ہوا۔ اور آپ یہان سے مورگاؤن گئے جہان سے سوپا ہوتے ہوئے کیٹر گاؤن پہنچنے کا ارادہ تہا جہان نارائن مہاراج رہا کرتے ہین۔ مورگاؤن مین آپ نے وٹہوبا کے مندر مین قیام کیا۔ یہان ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی جو لوگ وٹہوبا کے درشن کو مندر مین آتے مہاراج کے بہی قدم چومتے اور نہایت عزت واحترام سے پیش آتے۔ مہاراج نے ہرچند منع فرمایا کہ بہائی مین نہ بزرگ ہون نہ سد پروش میری کیون تعظیم کرتے ہو! لیکن لوگ باز نہ آئے

اور کہا کہ ہمارا دل آپ کی طرف جھکا جاتا ہے ہم کیا کریں چنانچہ تمام دن
لوگوں کا تانتا بندھا رہا اور آپ کے قدموں میں ریشمی دھوتیاں اور شلے اور
پھل پھول ڈھیروں جمع ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے گھر لیجانیکی آرزو
ظاہر کی لیکن آپنے انکار کر دیا کہ میں کل جانیوالا ہوں۔ دوسرے دن گاؤں
والوں نے ایک بیل گاڑی کا انتظام کر دیا جس میں بیٹھکر آپ سوپا پہنچے اور اس
گاؤں کے مندر میں اترے۔ گاڑیبان سے کہکر کسی برہمن کو بلوایا۔ چنانچہ ایک
برہمن آیا اور آپ کو دیکھتے ہی قدموں پر گر پڑا آپ نے اس کا سر اُٹھایا اور
فرمایا کہ تھوڑا سا نیم گرم پانی لا دو۔ برہمن پانی لایا اور آپ نے پیا خبر
ہوتے ہی سارا گاؤں الٹ پڑا اور سعد گاؤں کا نقشہ یہاں بھی ہو گیا۔ یہاں
کے لوگوں نے بھی آپ کو مدعو کیا مگر آپ نے نارائن مہاراج کی خدمت میں
حاضر ہونے کا عذر پیش کیا مگر لوگوں نے نہ مانا اور بہزار منت سماجت
آپ کو ٹھیرا ہی لیا۔ چنانچہ آپ آپا صاحب دیشپانڈے کے مکان پر ٹھیرے
یہاں کے قلیل قیام میں دو واقعات قابل تذکرہ پیش آئے جنسے عام
لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ اور درشن کیلئے لوگونکا ہجوم لگا رہتا۔

ایک مرتبہ مہاراج اور چند آدمی کسی ولی کی درگاہ پر زیارت کیلئے
گئے درگاہ میں اور اوسکی قریب کوئی حاضر نہ تھا۔ مہاراج نے ساتھیوں سے دریافت
کیا کہ آیا وہ پھول اور اگر بتی وغیرہ ساتھ لائے ہیں یا نہیں؛ لوگوں نے

نفی مین جواب دیا۔ مہاراج نے فرمایا خیر اندر جاکر دیکھو طاق مین سب سامان
ہوگا۔ چنانچہ لوگ اندر گئے دیکھا تو تمام چیزین موجود تہین۔

دوسری مرتبہ یہ لوگ شنکر کے مندر مین مہاراج کے ہمراہ گئے۔
مندر مین تہ خانے بنے ہوئے ہین۔ جس مین ایک زمانہ سے لوگون کی آمد و
رفت بند ہے اور کسی کی ہمت اندر جانے کی ہنین ہوتی۔ مہاراج نے فرمایا
چلو اندر کون چلنا چاہتا ہے۔ سب لوگ اندہیرے کے ڈرسے دبے کہڑے
رہے اور اندر اترنے کی ہمت نہ کی اسپر آپ تن تنہا آگے بڑہے کسی نے کہا
مہاراج حکم ہو تو موم بتی جلادی جائے آپ نے فرمایا کہ شنکر اپنے خادم
کو خود روشنی دکہادیگا۔ چنانچہ سب لوگون نے دیکہا کہ اندر خود بخود روشنی
ہوگئی۔ اور مہاراج اندر جاکے واپس آگئے۔ اور روشنی غائب ہوگئی۔

دو ہفتے کے قیام کے بعد آپ بصد مشکل یہان سے بیٹ کیطرف روانہ
ہوسکے جہان نارائن مہاراج قیام پذیر ہین۔ گاڑی مین اپا صاحب دیشپانڈے
(جسکے مکان پر نارائن مہاراج بہی اترے تھے) اور چند دیگر اصحاب بہی ساتہ
ہوئے۔ بیٹ پر پہنچکر معلوم ہوا کہ نارائن مہاراج اپنے کسی مرید کے گہر
بمبئی گئے ہوئے ہین۔ نارائن مہاراج کے بہگتون نے آپ کی خاطر تواضع
کی۔ مہاراج نے یہان اشنان کیا اور تہوڑا سا کہانا کہاکے تنہا کیدگاؤن
ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور بمبئی روانہ ہوئے۔ یہان اپنے کسی ملاقاتی کے یہان

اترے۔ یہان سے نارائن مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ بہت سے
آدمیون کے بیچ مین بیٹھے باتین کررہے تہے اہتی مین یہ بہی جا بیٹھے مجلس
برخاست ہونے پر آپ نے اطلاع کی کہ مین تخلئے مین کچھہ عرض کرنا چاہتا ہون
نارائن مہاراج نے انکی طرف غور سے دیکھا اور کچھہ دیر تامل کے بعد فرمایا کہ
کل ٹہیک دوپہر کو بارہ بجے آؤ۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر آپ پہنچے
نارائن مہاراج کرسی پر رونق افروز تہے اور ایک کرسی پہلو مین خالی رکہی
تہی نارائن مہاراج نے انکو بلاکر اس کرسی پر بٹہایا۔ اسوقت بہت سی برہمن عورتین
آپ کو باری باری ہار پہنارہی تہین۔ نارائن مہاراج نے ان مین سے
سب سے خوبصورت اور قیمتی ہار ان کے گلے مین ڈالا اور فرمایا کہ اب جاؤ اور
شام کو پہر آنا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے لیکن اس طرز عنایت
سے سخت متعجب ہوئے۔ حسب الارشاد شام کو پہر حاضر ہوئے اور ان
بزرگ کو اکیلا بیٹھا ہوا پایا۔ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ آپ بہت دیر سے
انتظار کررہے ہین۔ آپ نے سلام کیا اور قریب بیٹھ گئے۔ نارائن مہاراج
نے فرمایا کہ چند روز مین سب ٹہیک ہوجائیگا۔ پہر پاندان مین سے پان کی
ایک گلوری اٹہاکر انکو دی۔ انہون نے کہا کہ مین نے پان کا کبہی شوق
نہین کیا۔ نارائن مہاراج نے فرمایا کچھہ مضایقہ نہین اسکو میرے سامنے
کہالو۔ اور اچہی طرح چباکر کہاؤ۔ مہاراج نے تعمیل حکم کی۔ اسپر نارائن

مہاراج نے فرمایا کہ اب تم باطن میں کامل طور پر رنگ دئے گئے ہو۔ یہ سنکر
مہاراج نے عرض کیا کہ قصور معاف ہو میں اس جملے کا مطلب نہین سمجھا۔
نارائن مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اس کا پتہ آگے چلکر ہوگا۔ اسوقت
صرف اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ تم ایسے رنگے گئے ہو کہ اس سے پیشتر کوئی
ایسا نہین رنگا گیا۔ چنانچہ رخصت ہوکر گہر آئے دوسرے دن پہر حاضر
خدمت ہوئے اور جانیکی اجازت مانگی نارائن مہاراج نے فرمایا کہ ہان
تم جہان چاہو جا سکتے ہو۔ پہر پوچھا کہ اب دوبارہ کب نیاز حاصل کرون
آپ نے فرمایا کہ چند روز مین مین خود تم سے ملونگا۔ اور پہر ہمیشہ تمہارے
نزدیک بلکہ ساتھہ رہونگا۔ چنانچہ اسیدن مہاراج بمبئی سے رخصت
ہوکر احمد نگر اور چند روز بعد راہوری جاکر کلکرنی مہاراج کے یہان ٹہیرے
کلکرنی مہاراج نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے کہنے کے مطابق شیرڈی
مین سائین باباکیخدمت مین حاضر ہوئے یا نہین۔ مہاراج نے کہا نہین۔
یہ سنکر کلکرنی مہاراج نے استدعا کی کہ آپ کو ایسے زبردست اور خدا
رسیدہ بزرگ کی خدمت مین ضرور جانا چاہیے۔ مہاراج نے کہا اچھا جاؤنگا

سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ

آخرکار مہاراج کلکرنی مہاراج کے زور دینے پر شیرڈی جانے کے لئے تیار

ہوگئے۔ کلکرنی مہاراج نے چتلی کا ٹکٹ لیکر آپ کو روانہ کردیا۔ مہاراج
چتلی پہنچے۔ لیکن چونکہ چتلی سے راہٹا تک بیل گاڑی مین سفر ہوتا ہے اور انکو
بیل گاڑی ملی نہین۔ تین دن تک اسٹیشن پر کس مپرسی کیحالت مین پڑے
رہے اور کسی نے بات تک ہی نہ کی۔ تیسرے دن ایک اجنبی ہندو نے اسطرح
تین دن سے بہوکا پیاسا پڑے رہنے کا سبب دریافت کیا آپنے فرمایا
کہ مجہے راہٹا جانا ہے۔ راستہ معلوم نہین جو پیدل جاتا۔ اس ہندو نے
کچھہ ترمیوہ انکو کہانے کے لئے دیا اور پہر ایک گاڑی کا انتظام کرادیا۔
اور مہاراج سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہونے کے لئے راہٹا روانہ
ہوگئے

نوٹ نمبر ا

متعلقہ صفحہ نمبر ۳

مہاراج کی قسمت مین قدرت نے جو کچھہ ازل مین لکھا تھا اسکی بنا پر مہاراج نے
بچپنے ہی سے مصیبتین جھیلنی شروع کر دین۔ ان مصائب کا اپر اسقدر ہجوم ہوا کہ آپکو زندگی
تنگ وبال ہوگئی۔ ایام طفلی سے شیرڈی تک کے حالات عجیب دردانگیز اور حیرت افزا
ہین۔ اسباب دنیا سے کنارہ کشی۔ برسون کی فاقہ کشی وغیرہ وغیرہ اپنی نظیر آپ ہی
ہین۔ تنگ آکر مرنا بہی چاہا لیکن موت بہی پاس نہ آئی۔ آخر یہ ہوا کہ دنیا اور اسکی
مصیبتونکو آپ ایک خواب سمجہنے لگے۔ اور آپ پر انکشاف ہونے لگا کہ خدا اور

صرف خدا ہی دائمی خوشی کا سرچشمہ ہے۔ تاہم ان مصیبتوں کی برداشت سے آپ کا
یہ مقصد نہیں تھا کہ درجۂ ولایت ملے یا اسرار حقیقت معلوم ہوں مگر قدرت نے آپکے
شیشۂ دل کو وہ جلا بخشی کہ باید وشاید۔ ابتدا میں آپ دنیا سے بیزار ہو کے
اپنی جان دینے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر کامل ایک سال بلا خواب و خورش بیٹھے لیکن
یہاں بھی موت نہ آئی اور جسم نے انکا ساتھ نہ چھوڑا۔ اگرچہ یہاں خودی کا خاتمہ ہوگیا
یوگو اسنتھا سیو سنتھا۔ سنسکرت اشلوک ہے اسکے معنی ہیں کہ "جو خود کو
اپنے وجود سے الگ دیکھتا ہے وہ اپنی اصلی حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ صرف ونحو
کی رو سے سنسکرت زبان میں ایک ہی قسم کی بہت سی چیزوں کے مجموعے کو صیغۂ واحد میں بیان
کرسکتے ہیں۔ لفظ گوا جسم کے متفرق حصوں کے مجموعے کیلئے آیا ہے، جو صیغۂ واحد ہے
اور جمع کی بجائے استعمال ہوا ہے۔ اس شعر کے مطابق خود کو اپنے وجود سے الگ
دیکھنا حقیقت سے واقف ہونا ہے۔ اس طویل اپاس کی حالت میں مہاراج خود کو
اکثر اپنے وجود سے الگ دیکھا کرتے تھے۔ کامل ایک سال روزہ رکھنے اور جسم کے
فنا ہونے کے نکتے کو یعنی نراہار کی حالت مندرجہ ذیل بحث سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

آتما یعنی روح خواہشات اور حیات سے مبرہ ہے۔ وہ نظر سے غائب
لیکن کل میں موجود اور غیر فانی ہے۔ مگر یہ جب قالب میں قیام پذیر ہو کر خواہشات اور
حیات کے دائرے میں گھر جاتی ہے، تو اسکو جیو آتما یا دل کہا جاتا ہے یہ جیو آتما جسم
سے وابستہ ہوتا ہے اور اسی جسم کے ذریعے لاتعداد اجسام کو اپنی طرف کھینچتا ہی

یہ جیو آتما ایک ہی ہے لیکن انواع و اقسام کے رنگ اجسام اور دوائر مین حلول کرکے
لاتعداد اشکال مین محدود ہوگیا ہے ۔ چونکہ ہر مادی شے مین جیو آتما کا وجود ہے
لہذا انسانی قالب مین بھی جیو آتما ہے جو تمام دوسرے اشیا کے جیو آتما پر بلحاظ
صوری و معنوی خوبی و نوعیت ایک قسم کا فوق رکھتا ہے ۔ یہ انسانی جیو آتما جسم کی
وساطت سے لاتعداد اجسام کو اپنی طرف کھینچتا ہے لیکن جیو آتما نرنکار ہے اسلئے
ایک جسم مین سمایا ہوا نرنکار جیو آتما دوسرے جسم کے نرنکار جیو آتما کو کھینچتا ہے لہذا
ان جیو آتماؤن کی باہمی کشش انکے متعلق اجسام کو بھی ایک دوسرے کیطرف
کھینچ آنے پر مجبور کرتی ہے لیکن انسانی جیو آتما نسبتاً طاقتور ہونے کیوجہ سے دوسرے
تمام جیو آتماؤن کو اپنی جانب کھینچتا ہے اور اسی مناسبت سے انکیطرف کھنچا جاتا ہے
ان جیو آتماؤن کی باہمی کشش کا اظہار انکے مادی اجسام سے ہوتا ہے جو ایک دوسرے
کیطرف کھنچتے ہوئے نظر آتے ہین ۔ مثلاً آم کا رس حاصل کرنے کیلئے ہمین انگلیون سے
اسکے خول کو دبانا پڑتا ہے جب رس نکلتا ہے ۔ غرض تمام اشیا انسانی جیو آتما کو
اپنی طرف کھینچتی ہین لیکن اگر (دل) جیو آتما انکو اپنی طرف نہ کھینچے اور اپنے اس عزم
پر قایم اور مستقل رہے تو وہ رموز حقیقت سے آگاہ ہوجاتا ہے ۔ بجائے اسکے اگر وہ
انکو اپنی طرف کھینچتا رہے اور اس باہمی کشش سے باز نہ آئے اسوقت تک
اسکو دائمی نجات حاصل نہین ہوتی ۔ لہذا ان قیود سے نجات حاصل کرنیکے لئے جل کو
ان وضع کردہ اصول پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے جو اسے ان اشیا کو اپنی طرف

کھینچنے سے معذور رکھے۔ اس امر مین مختلف ادیان کے ہادی جو اصول ہماری ہدایت
کیلئے چھوڑ گئے ہین ان مین اپاس یا روزہ رکھنا افضل ہے جسکی وجہ سے ہم ان اشیاء
کو اپنی طرف کھینچنے کے قابل نہین رہتے لیکن افضل ترین اصول نراہار یا دائمی روزہ
رکھنا ہے جسپر عمل پیرا ہونے سے دیگر اشیاء بہی دلکو اپنی طرف مائل کرنا چھوڑ دیتی
ہین۔ اور اشیاء کو اپنی طرف نہ کھینچنا یعنی انسے حظ نہ اٹھانا ہی نراہار یا دائمی روزہ ہے
اگر دل دوسری اشیاء کو (یعنی انکے جیو آتما کو) اپنی طرف نہ کھینچے یا انسے حظ نہ اٹھائے
تو وہ خود اس سے بیزار ہوجاتی ہین اور پہر اسکو نہ وہ مائل کرتی ہین نہ اسکی طرف
مائل ہوتی ہین اگر دل انسے بالکل متنفر ہوجائے تو وہ اسکو اپنی طرف مائل نہین کرسکتین
ان لاتعداد اشیاء کے خواص بہی متفرق ہوتے ہین اور ان سے حظ اُٹہانیکیلئے قدرت
نے وجود انسانی مین متعدد راستے یا دروازے رکھے ہین اور جب دلکو کسی خاص شئے
کا حظ مدنظر ہوتا ہے تو اس شئی کا جیو آتما ان مین سے ایک مقررہ دروازے سے داخل
ہونیکو بڑہتا ہے اور دل بہی اس سے لطف اُٹہاتا ہے۔ ان اشیاء کے خواص کے
لحاظ سے دروازے مخصوص کئے گئے ہین لہذا ہر شئے اپنے خواص کے لحاظ سے مقررہ
دروازے سے دل تک اپنی رسائی کرتی ہے لیکن اسرار حقیقت سے واقف ہونے کیلئے
دلکو اپنے اوپر ان راستون یا دروازونکو بند کرلینا ضروری ہے۔ ان اشیاء کے جیو
آتما کی کشش کے باوجود اگر دل ایک عرصے تک ان سے حظ اٹھانا ترک کردے تو یہ
اشیاء دلکو خود بخود اپنی طرف راغب کرنا چھوڑ دینگی۔

وشیاوِی وَتیتے نِراہاری دیہی نہا پ ملہو رَس وَرجم رسوپیتی پرندشدہا نوژتیتے

یعنی دل جب کہانا پینا ترک کردیتا ہے تو وہ تمام خواہشات سے خالی ہوجاتا ہے انسانی وجود مین دل کے حظ اُٹھانے کیلئے قدرت نے گیارہ دروازے یار سے مقرر کئے ہین اور ان دروازون مین سے داخلہ بند کردینے کا نام نراہار یا دائمی روزہ ہے نراہار مین پہلا کام غذا کا ترک کرنا ہے۔ غذا جو منہ کے راستے پیٹ مین پہنچتی ہے تمام دروازون کو زندہ (جاری) رکہنے کا باعث ہوتی ہے یہ خواہش کو پورا کرنیوالی ہے اور اسکے نہ ملنے سے دل اور ان اشیا مین جو اسکے ذریعے پہنچتی ہین باہم کشمکش شروع ہو جاتی ہے جسکے صدمے سے وجود فنا ہوجاتا ہے۔ پیٹ کی آگ یا جٹھر اگن کیلئے غذا بطور ایندھن کے ہے جب تک ایندھن (یا ظاہری شے) بسر آتا ہے اسوقت تک یہ آگ جسم کے دروازون کو زندہ یا جاری رکہتی ہے ۔اور جب غذا بند کردی جاتی ہے تو یہ آگ جسم کے اندر کی شے یعنی خون کو اپنا ایندھن بناتی ہے اور ان دروازونکو تہوڑے دن بربا ہونے سے بچاتی ہے جٹھر اگن کی اس الٹی روش سے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ روزہ دار اس تکلیف سے بخوبی واقف ہوتے ہین۔ خون کا ایندھن ختم ہونے پر جسکو قریباً ایکماہ لگتا ہے جٹھر اگن کیلئے اب کوئی شے نہین رہتی کہ جسکو کہاکر وہ جسم کے دروازونکو زندہ رکہہ سکے اسطرح دروازونکے مسدود ہونے پر وجود کا بہی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اب یہ ظاہری اور باطنی شے (ایندھن) یعنی غذا اور خون جنپر جٹھر اگن کا دارومدار ہے اربع عناصر کہلاتے ہین اور دیگر اشیا بہی ان چار عنصرون کے متفرق مقدار مین باہم ہونے سے وجود مین آئی

ہین۔ غرض ان چار عنصروں کا جز وہر شے مین مقررہ مقدار مین پایا جاتاہے۔ جسکی کمی یا
زیادتی نے ان اشیا کو مختلف رنگ اور اشکال وخصوصیات بخشی ہین۔ لیکن یہ چار عنصر غیر
مرکب حالت مین اور غیر معین مقدار مین ہر جگہ پائے جاتے ہین بے حس اور غیر متحرک اشیار
مثلاً پتہر وغیرہ کی غذا ایہی غیر محدود مفرد عناصر ہین۔ لہذا جب جتہر اگن کو تسکین دینے
کے لئے غذا یا خون میسر نہین آتا تو وہ ان مفرد عناصر کو اپنی غذا بناتا ہے جو پتہر اور دیگر
غیر متحرک اور بے حس اشیار کی غذا ہین۔ اس غذا کی وجہ سے بدن ہی پتہر کی خاصیت اختیار
کرتاہے۔ اور اس غذا کے لگاتار ملتے رہنے سے زوال پذیر نہین ہوتا۔ لیکن جتہر اگن
ان مفرد اور غیر محدود عناصر کو بطور غذا اسوقت قبول کرتاہے جب دل وجود کی خواہش سے
آزاد ہوجاتا ہے۔ اور یہ اسوقت ظہور مین آتا ہے جب دل کا مدار جسم پر نہ ہو بلکہ جسم کا قیام
دل پر ہی ہو۔ لیکن دل اگر جسم کی خواہش رکھتا ہو اور اسی پر اسکا انحصار ہو تو وہ ان غیر
محدود مفرد (اشیار) عناصر سے متمتع نہین ہو سکتا۔ لہذا جسم کو زوال ہونے لگتا ہے
اور اس کا انجام موت ہوتی ہے۔ دلکی خواہشات کا بالکل فنا کرنا سد گرو کی امداد کے
بغیر نہین ہو سکتا۔ لہذا اس نتیجے پر پہنچنے کیلئے سد گرو کی سخت ضرورت ہے۔ جب دل
وجود کی خواہش سے آزاد ہوجاتا ہے اور خود کو وجود سے الگ دیکھنے لگتا ہے تو
وہ خود کو ہر جگہ پاتا ہے اور اسکو وجود کا مطلق دہیان نہین رہتا جو ان غیر محدود
مفرد عناصر کو بطور غذا استعمال کرکے زندہ رہتا ہے اور دلکے تابع ہونیکی وجہ سے
زوال پذیر نہین ہوتا۔ مگر یہ سب سد گرو کی عنایت اور کرم پر منحصر ہے۔ بغیر

سدگرو یہ مرحلہ طے نہین ہوسکتا۔ سدگرو اگرچہ ہر شخص کو اسکی تعلیم کرسکتا ہی
لیکن مے دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر" اسیکو یہ دولت دیتا ہے جس کا
ظرف اس کا متحمل ہوسکتا ہی۔ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ جب جسم مین پتہر کیطرح غیر محدود
مفرد عناصر کی خوراک سی متمتع ہونیکی صلاحیت آجاتی ہے تو پتہر کی خاصیت اور طاقت
بہی اس مین پیدا ہو جاتی ہے" اس حالت مین اگرچہ وہ لاغر اور ہڈیونکا ڈہیر ہی
کیون نہ ہو اس سے عجیب اور انسانی طاقت سی باہر کام صادر ہوتے ہین کہ دنیا
دیکھکر حیران رہجاتی ہے۔ خواہشات وحسیات سی الگ ہو کر جیو آتما (دل) بالکل علائق
دنیا سے پاک ہو جاتا ہی اسوقت جیو شیو ہو جاتا ہے یعنی الوہیت کا اعلیٰ مرتبہ پاتا ہے
لیکن کبہی ایسا بہی ہوتا ہی کہ اس خدائی حالت مین پہنچنے کے بعد بہی خواہشات وحسیات
کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور دنیوی بکھیڑون مین پہنسنا پڑتا ہے تاکہ اپنی گذشتہ زندگی
یا زندگیونکے سنسکار کو پورا کرکے پہر دوبارہ جنم لینے کی تکلیف سی آزادی ملے اور دائمی
نجات حاصل ہو اس حالت کو سنسکرت مین جیون مکت اوستھا کہتے ہین۔

غرض ہر ملت ومذہب کا اسپر اتفاق ہی کہ نراہار یا دائمی روزہ اس مقصد کو
حاصل کرنیکیلیے بہترین طریقہ ہے۔ نراہار یا نراشن کو اُپاس یا اوپوشن بہی کہتے ہین۔ جیسے
یہ مرکب لفظ ہین "اپوشن" اوپ اور اوشن سے بنا ہے جسکے معنی ہین "خدا کے
نزدیک بیٹھنا۔ اسیطرح اُپاس" اُپ اور آس سے مرکب ہی اسکے معنی بہی خدا کے
نزدیک رہنے کے ہین۔ لہذا خدا کے نزدیک بیٹھنا یا ٹھہرنا نراہار یا نراشن کو

اختیار کرنیسے حاصل ہوتا ہی۔ نرا ہار، نر اور آر سے بنا ہی جسکے معنی ہین کہانے پینے سے دور اور یہی معنی نراشن کے ہین جو نر اور آشن سے بنا ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا ہی وجود انسانی مین گیارہ دروازے ہین جن مین سے دنیوی خواہشات کا گذر دل تک ہوتا ہی۔ اسی مناسبت سے ہندو مذہب کے بانیون نے اپاس کیلئے ہر ماہ کی گیارہوین مقرر کی ہی۔ اس منتظم حقیقی نے جسطرح اس عالم فانی کیلئے ایک نظام قایم کیا ہی اسیطرح عالم روحانی کے کاروبار بہی چند مقررہ اصول پر مبنی رکہے ہین اور انہی اصول کے تحت مین عبادت اور بندگی کیلئے بہی خاص دن مقرر ہین جن مین عبادت کرنیسے بہ نسبت اور دنونکے زیادہ فوائد مترتب ہوتے ہین چنانچہ اپاس کیلئے ہر ماہ کی گیارہوین مقرر ہے جس مین خدا کا قرب نسبتاً جلد حاصل ہوتا ہی۔

اِکادشی دِنے یشتو گو مُوس بہکش یتیدی

سَرو پاپ وِنر مکتہا ویکنٹھ پد ماپنُو یات

یہان گو موس کے معنی گائی کا گوشت نہین ہونے بلکہ گو کے معنی اندریا (وجود کے دروازے) اور موس یعنی گوشت ہین چنانچہ گو موس کے معنی دروازونکا گوشت ہی یعنی خون۔ اور اپنے خون ہی جہتر اگن کی پرورش کرنا اپاس ہی مین ممکن ہی۔ مذکورہ بالا اشلوک سے اکادشی کی فضیلت کا ثبوت ملتا ہی۔ شاستر مین بہی اکادشی اپاس کیلئے اور دوادشی اپاس کہولنے کیلئے مقرر ہین اپاس کہولنے سے پیشتر کم از کم بارہ غریب برہمنونکو کہانا کہلانا چاہئے۔ غریب آدمی کیلئے صرف ایک برہمن ہی کو کہانا دینا کافی ہی۔ اکادشی کا اپاس روحانی فیض کیلئے مخصوص ہی۔ اور دن اپاس رکہنے سے دنیوی فوائد بہی حاصل ہوتے ہین یعنی اگر دینی فائدے کے خیال سے ہی تو دینی اور

دنیوی فائدے کیلئے ہے تو دنیوی فائدہ پہنچتا ہے لیکن اسرار حقیقت سے واقف ہونے مین مدد
نہین کرتے۔ چنانچہ شاستروں کے مطابق حقیقت سے آگاہ ہونے اور دائمی نجات حاصل کرنیکو ہر
شخص کو ۲۴۰۰۰ معمولی یا ۲۴۰۰ ۔ اکادشی کے روزے رکھنے چاہئین لیکن اس قلیل زندگی
مین ایسا کرنا ناممکن ہے اسلئے ہر اپاس خدائی دفتر مین لکھا جاتا ہے اور جب مقررہ تعداد کئی جنم
مین جاکر پوری ہوتی ہے تو اسپر بابِ حقیقت وا ہوتا ہے۔ بیماروں اور حاملہ عورتوں کیلئے
اپاس مین۔ دودھ، دہی، چھاچھ، گھی، شکر، تازہ یا خشک میوہ، بادام کشمش وغیرہ۔ سگو
دانہ، مونگ پھلی۔ راجگرہ۔ اور سنگھاڑہ کھانا جایز رکھا گیا ہے ان کے کھانیسے اپاس
مین خلل نہین آتا۔

مہاراج نے اپنی زندگی مین سب سے پہلے انکرشیوہ کے مندر مین ۱۲ روز بے آب و دانہ بسر کئے
پھر ناسک کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر ایک سال بے خواب و خور ایک ہی آسن پر بیٹھے رہے۔ پھر کرشنا
ندی کے کنارے مندر مین ڈھائی سال نیم کے پتے کھاکر کاٹے۔ پھر انکرشیور (اجین) کے پہاڑ پر
دو برس سادہ خوراک پر بسر کی جس مین دم کشی کے مرض مین ۱۱ ماہ بغیر کھائے پئے اور سوئے
گذارے۔ ۶ ماہ مجبوری کے جنگل مین بے آب و دانہ پڑے رہے۔ یہان سے شیرڈی پہنچکر
سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین قریباً ۴ برس رہے جس مین ۲ سال سے زاید آب و
دانے کا نام تک زبان پر نہ آنے دیا۔ اس چار سالہ قیام کے بعد آپ سائین بابا کی
نظر فیض اثر سے منزل مقصود کو پہنچے۔

حصۂ دوم

مہاراج شیرڈی مین

اشاڈھ سدہ پورانی پدا کا متبرک دن تہا جبکہ شری سدگرو اپاسنی مہاراج قصبہ شیرڈی مین رونق افروز ہوئے۔ آپ چتلی اسٹیشن سے مقام رہاتا تک بذریعہ بیل گاڑی اور یہان سے شیرڈی تک پیادہ پا چلکر صبح ۹ بجے کے قریب پہنچے۔ اجنبی ہونیکی وجہ سے آپ کہڑے سوچ رہے تھے کہ ٹہرا کہان جائے کہ گنو صاحب نامی آپ کے پاس آیا اور دریافت حال کے بعد کاکا صاحب دکشت کے باڑے مین قیام کی رائے دی، چنانچہ مہاراج وہان تشریف لیگئے۔ سامان رکھکر آپ دالان مین آکہڑے ہوئے، اتنے مین بوٹی صاحب، کاکا صاحب، اور مہادیو راؤ جو سائین بابا کے مقرب خادم تھے آئے۔ مہاراج کا حال دریافت کیا اور یہ معلوم کرکے کہ آپ سائین بابا کی خدمت مین شرف نیاز حاصل کرنا چاہتے ہین۔ مہادیو راؤ نے کہا کہ مناسب ہوگا کہ آپ پہلے سائین بابا کے درشن کر آئین اوسکے بعد کچہہ کام کرین۔ مہاراج نے چاہا کہ وہ پہلے اپنی مذہبی پوجا پاٹ سے فارغ ہولین تو چلین لیکن اُن

لوگون کے اصرار سے مہاراج کو پہلے سائیں بابا کے حضور مین ہی جانا پڑا۔ سائین بابا لینڈی سے "جہان وہ اکثر رفع حاجت کیلئے جایا کرتے تھے"، مسجد کو" جہان آپ قیام پذیر تھے" واپس تشریف لیجارہے تھے مہاراج وہین قدمبوس ہوئے اور سلام کر کے واپس لوٹ آئے اور اسی روز واپس وطن جانیکا ارادہ کیا۔ چلنے سے پیشتر سائین بابا کی خدمت مین پھر حاضر ہوئے اور مؤدبانہ رخصت طلب کی، سائین بابا نے فرمایا کہ کیا واقعی جانیکا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا کہ جی ہان صرف اجازت حاصل کرنے آیا ہون حکم ہو جائے تو چلا جاؤن، سائین بابا نے فرمایا کہ نہین مین تمکو حکم دیتا ہون کہ کاکا صاحب کے باڑے مین ٹھیرے رہو' یہ حکم سنکر مہاراج خاموش ہو گئے،، اس تحکمانہ لہجے نے مہاراج کے دلپر جو اثر کیا سائین بابا اوسکو تاڑ گئے اور فرمایا "اچھا جاؤ مگر آٹھ دن مین واپس آجانا" مہاراج نے جواب دیا کہ اگر موقع ملا تو ضرور آؤنگا قطعی وعدہ نہیں کرتا سائین بابا نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو تم نہ جاؤ اور کاکا صاحب کے باڑے مین بیٹھے رہو، مہاراج کسی صورت تعمیل حکم کیلئے تیار نہ ہوئے اور چہرے سے اظہار ناراضی ہو رہا تھا آخرش سائین بابا نے فرمایا کہ اچھا تم نہین رہنا چاہتے تو جاؤ ہم دیکھ لینگے،، چنانچہ مہاراج شیرڈی سے رہاٹا اور یہان سے چیتلی اسٹیشن پہنچے۔ یہان پہنچکر انکو کچھ ایسے پیچ در پیچ واقعات پیش آئے

کہ چتلی اور کوپرگاؤن اسٹیشن کے درمیان ہی سات دن بسر ہو گئے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے، آخر آٹھویں دن یہ کوپرگاؤں مین آٹھیرے یہان ایک برہماچاری سے ملاقات ہوئی مختلف باتونکے بعد برہماچاری نے دریافت کیا کہ آپ شیرڈی بھی گئے ہین ؟ مہاراج نے فرمایا کہ جی ہان ہین شیرڈی گیا ہون اور سائین مہاراج کے درشن بھی کئے ہین، اس کے ساتھ ہی تمام واقعات بھی سنائے جسپر برہماچاری نے نہایت عقیدتمندانہ الفاظ مین مہاراج کو سائین باباکی خدمت مین واپس جانیکی ہدایت کی لیکن مہاراج نے انکار ہی کیا، اتنے مین چند آدمیوں کا گروہ سائین بابا کے درشن کیلئے شیرڈی جانے والا مندر مین آکر اترا۔ اور یہ معلوم کرکے کہ مہاراج شیرڈی ہو آئے ہین ان لوگون نے مہاراج سے درخواست کی کہ "ہم لوگ راستے ناواقف اور سائین بابا کے درشن کے مشتاق ہین عنایت ہوگی اگر آپ شیرڈی تک ہماری رہبری فرمائین، مہاراج تو شیرڈی کے نام سے چمکتے تھے۔ صاف انکار کردیا کہ مین نہین چل سکتا، لیکن اُن لوگون نے کچھ ایسے جادو بھرے لفظون مین منت سماجت کی کہ مہاراج کو رہبری کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ اُس تشنہ لب قافلے کی رہبری فرماتے ہوئے پھر اُسی چشمۂ حیات پر پہنچے جہان سے بھاگے تھے؛

شام کے وقت مہاراج سائین باباکے درشن کو گئے سائین بابا نے

آپ کو دیکھکر فرمایا کہ شیرڈی سے کب گئے تھے آپ نے فرمایا کہ آج آٹھواں دن ہے، سائین بابا نے فرمایا کہ دیکھو اب بھی کہنا مانو اور باڑے مین ٹھیرے رہو، اسوقت مہاراج سمجھے کہ ؏ "کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین" آخر بہ خاطر پریشان اُٹھے اور باڑے مین بادل نالان بیٹھ گئے۔ کہانیکا انتظام ہوٹل مین کر کے معمول کر لیا کہ روزانہ سائین بابا کے درشن کر لیا کرین لیکن شیرڈی سے جانیکا خیال ہر وقت انکے ساتھ رہتا اور یہ نکلنے کے پہلو سوچتے رہتے، چند دنوں کے بعد مہاراج کو یہ محسوس ہونے لگا کہ کوئی روحانی قوت انکو پابہ زنجیر کئے ہوئے ہے

اب ایک طرف تو سائین بابا کی کشش اور دوسری طرف بیوی اور متعلقین کی محبت دونوں نے ملکر مہاراج کو دیوانہ بنا رکھا تھا لیکن سائین بابا ہمیشہ آپ کو تسلی و تشفی دیتے رہے اور فرماتے رہے کہ شیرڈی نہ چھوڑو

ایک روز سائین بابا نے مہاراج سے نذرانہ طلب کیا۔ مہاراج نے ایک روپیہ جو گھسا ہوا اور زنگ آلودہ تہا سائین بابا کو دیا۔ سائین بابا نے اُن آدمیونکی طرف جو پاس بیٹھے ہوئے تھے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو بھئی انہون مجھے اپنا سب سے زیادہ ناقص سکہ عنایت کیا ہے"؛ مہاراج اس بات سے بہت شرمائے اور مکان سے ایک چمکدار اور نیا روپیہ لاکر سائین بابا کے پیش کیا، اسپر سائین بابا نے فرمایا کہ دیکھو اب

انہون نے مجھے اپنا بہتر سے بہتر سکہ دیا ہے لہذا مین ان کے اچھے اور برے سب کو قبول کرتا ہون اور انکو مین اپنے پاس رکھوں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج جو کچھ کرتے تھے سائیں بابا اوس سے اچھی طرح واقف تھے۔

سائین بابا اور مہاراج کی ان باتون نے مہاراج کو شیرڈی مین محسود بنادیا جگہ جگہ مہاراج کے متعلق چہ میگوئیان شروع ہوگئین، یہان تک کہ بعض حاسدون نے انکو خفیہ پولیس کا آدمی مشہور کر کے آزار دینا شروع کر دیا۔ کسی نے کہا نہین کوئی بڑا بہاری مجرم ہے جو پولیس کے شکنجے سے بچنے کیلئے بہاگ کر یہان آپڑا ہے اور اس خیال کی بناپر کوپرگاؤن کے تہانے مین رپورٹ کی جہان سے چند سپاہی تحقیقات کیلئے آئے اور مہاراج سے دریافت کیا کہ وہ اپنے متعلق تسلی بخش معلومات دین لیکن مہاراج نے انہین باتون ہی باتوں میں ٹالدیا اور تسکین بخش جواب نہ دیا۔ اس سے پولیس بھی مشکوک ہوگئی اور یہ کہکر کہ مزید تحقیقات آیندہ کیجائیگی چلی گئی۔ اِس ناگوار برتاؤ سے مہاراج کو سخت صدمہ ہوا اور فوراً سائین باباکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ مین چلا جاؤن۔ سائین بابا نے فرمایا کہ ہان پولیس نے تمکو دق کیا ہوگا۔ تم اُن سے بالکل نہ ڈرو اور اگر دوبارہ

وہ تمہارے پاس آئیں تو صاف کہدینا کہ جو تمہارے جی مین آئے وہ کرو تم میرا کچھ نہین کر سکتے۔ اس سے مہاراج کو کچھ تقویت پہنچی اور وہ پولیس کا مقابلہ کرنیکو تیار ہو گئے۔ چندروز کے بعد وہان کا معاملہ دار چند سپاہیونکو ساتھ لیکر تفتیش کیلئے آیا۔ مہاراج نے اُسکے سوال پر کہا کہ اگر تم مجھے مجرم سمجھتے ہو تو پہلے اس کا ثبوت بہم پہنچاؤ اور پھر جو چاہو کر سکتے ہو اور اگر خفیہ پولیس کا شک کرتے ہو تو کسی تعارض کی تمکو ضرورت نہین مجھے اپنا کام کرنے دو تاکہ مین سائین بابا اور اُنکے چیلونکے متعلق اپنی مرضی کے موافق تحقیقات کرون۔ اسپر معاملہ دار اور پولیس کے سپاہی واپس چلے گئے۔ اس سے مہاراج کو اگرچہ کسیقدر اطمینان تو ہوا لیکن اپنے متعلق لوگون کا حسد اور ناگوار برتاؤ دیکھکر باڑے مین رہنا انکو ناگوار گذرنے لگا لیکن سائین بابا کے خلاف وہان سے ہل نہ سکے مجبوراً اسیجگہ گوشہ نشینی اختیار کر لی اور بغیر اشد ضرورت کسی سے بات چیت نہ کرتے۔ تہوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مادہو راؤ نے مہاراج کو باڑے سے چلے جانے کیلئے خود ہی کہا چنانچہ مہاراج سائین بابا کی آرتی وغیرہ سے فارغ ہو کر دس بجے شب کے قریب اپنی پوٹلی اُٹھا باڑے سے نکلے اور کھنڈوبا کے مندر مین آبیٹھے۔ سائین بابا کی مسجد سے کھنڈوبا کا مندر قریباً تین منٹ کا راستہ ہے۔ شاہراہ کی ایک جانب قصبہ شیرڈی ہے اور دوسری جانب مالی اور سنار ونکے مرگھٹ

جلانے کی جگہ ہے چارون طرف جنگل اسقدر گہنا ہے کہ دنکو بھی لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہین۔ چونکہ مہاراج کی طبیعت فطرتاً تنہائی پسند واقع ہوئی تھی یہان سے آپ سوائے سائین بابا کے درشن اور کہانا کہانے کے اور کسی وقت باہر نہین جاتے تھے۔ یہان بھی آپ کو گہر کی یاد ستاتی اور بار بار آپ سائین بابا سے اجازت طلب کیا کرتے بعض اوقات مادہو راؤ کی معرفت سائین بابا سے رخصت طلب کرتے لیکن ہمیشہ نفی مین جواب ملتا رہا بلکہ مادہوراؤ کو تو سائین بابا گہرک بھی دیتے تھے کہ بار بار یہ سوال کیون پیش کرتا ہے۔ چند روز اسیطرح گذرنے پر ایک روز سائین بابا نے مادہوراؤ کے ذریعے مہاراج کو حکم بھیجا کہ وہ تین دن کا اپاس رکہیں اور چوتھے دن کہانا کھائین اگر خواہش ہو تو صرف مونگ پہلی کہائین۔ مہاراج نے حسب الحکم اپاس رکھا پہلے روز کچھ نہین کہایا دوسرے روز صرف ایک مرتبہ چاء پی تیسرے روز پہلیان کہائین اور چوتہے دن اپاس کہولکر معمولی کہانا کہایا۔ اور پہر سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہی پرانا سوال گہر جانے کا پیش کیا۔ سائین بابا نے فرمایا کہ اچھا دو دن اور ٹہیرو اسکے بعد مین اس معاملہ کا فیصلہ کرونگا۔ دو دن کے بعد مہاراج کیطرف سے مادہوراؤ نے عرض کی کہ انکو گہر چلے جانے کی اجازت دیدیجائے

یہ سنکر مہاراج کی طرف سائین بابا نے رخ کیا اور سنبھل کر سیدھے ہو بیٹھے اور جس قدر معتقدین اور مریدین تھے سب کو مخاطب فرماکر نہایت ہی رعب دار لہجے مین فرمایا:۔

"سب لوگ جو یہان بیٹھے ہوئے ہین غور سے سنین مین اپنا جانشین مہاراج کو بنانیوالا ہون اور معرفت الٰہی کا جو مرتبہ مجھے حاصل ہوا ہے وہ انکو تفویض کرونگا ان کا مقام معرفت پر پہنچنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ انہین یہان چار برس اور ٹھہرنا پڑیگا اسکے بعد وہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرینگے جسکی مین پیشگوئی کر رہا ہون میری تمام روحانی طاقت کے یہ مالک ہونگے اور اسکے بعد مین اپنا مسکن دائمی ان کے دل مین بناؤں گا۔"

سامعین مین سے ایک شخص بولا کہ ہم نے آج اتنے سال آپ کی خدمت مین گذارے اور آپ یہ دولت جسکے ہم متمنی تھے ایک اجنبی کو بخشنا چاہتے ہین۔ کیا یہ آپ کسی تانبے کے پترے پر لکھکر حوالے کرنیوالے ہین۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مین اسوقت مسجد مین بیٹھا ہون کیا یہ مسجد جھوٹ اور دروغ گوئی کو برداشت کرسکیگی، مین پھر کہتا ہون کہ مین جو کچھ کہتا ہون وہ بالکل ٹھیک

حضرت سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ (شیرڈی)

A 2871 -Lakshmi Art, Bombay, 8

اور درست ہے میں نہ صرف تانبے کے پترے پر جو چند روز میں زنگ آلود ہو جانیوالا ہے بلکہ سونے کے پترے پر لکھکر دینے والا ہوں جو زمانے کے تغیر و تبدل سے محفوظ رہنے والا اور آفتاب کیطرح چمکنے والا ہوگا۔

چونکہ سائین بابا کا دلی منشا، مہاراج کو شیرڈی رکھنے اور اپنے بعد اپنا جانشین بنانے کا تھا اسلئے اپنے اثرات اور مہاراج اور ان کے آبا واجداد سے روحانی تعلقات اور خود مہاراج کے ایسے ایسے پوشیدہ رازوں کا انکشاف جس سے مہاراج اور خدا کے سوا کوئی واقف نہ تھا شروع کیا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا سائین بابا ہمیشہ سے ان کے ساتھ ہیں اور انہوں نے جو کام کیا سائین بابا کے ایما سے کیا ان واقعات نے مہاراج کے دل پر ایسا زبردست اثر کیا کہ مہاراج نے تمام خیالات کو دل سے نکالکر مصمم ارادہ کرلیا کہ کشتی خدا پہ چھوڑ دے لنگر کو توڑ دے۔ اور وقت موعودہ کا انتظار کرنے لگے۔

چونکہ وہ قریب قریب اپنا تمام پیسا سائین بابا کو اُن کے طلب کرنے پر دیچکے تھے اسلئے انہوں نے بہاؤ نامی بہٹیارے سے کہدیا کہ وہ آیندہ صرف جتنی روٹی کہائینگے اور اس کے پیسے بعد میں یکمشت ادا کرینگے۔ چند روز اسیطرح گذرے۔ ایک روز سائین بابا کے ایک خاص معتقد میگھراج نامی نے مندر میں جاکر عرض کی کہ آپ آیندہ دادا کیلکر کے

مکان پر کہانا کہایا کرین۔ مہاراج نے فرمایا کہ دیکہا جائیگا۔ اسی روز جبکہ وہ سائین باباکی آرتی پوجا مین تہے سائین بابا نے مہاراج سے دریافت فرمایا کہ "تم نے کہانے کا کیا انتظام کیا ہے"؟ مہاراج نے جواب دیا کہ آجتک تو مین ہوٹل مین کہاتا رہا ہون مگر آج ہی میگہراج نے دادا کیلکر کے مکان پر کہانے کی رائے دی ہے۔ سائین بابا نے یہ سنکر بآواز بلند کہا کہ اچھا کھنڈوبا کے مندر مین ٹھیرو رہو اور دادا کیلکر کے یہان کہانا کہایا کرو۔ چنانچہ مہاراج حسب الحکم مندر مین اپنا وقت مراقبے مین گذارتے رہے چند روز کے بعد مہاراج نے وہان جاکر کہانا کہانا بند کردیا اور یہ قرار پایا کہ آیندہ سے دادا کیلکر اور بالاسنار خام اشیا دے جایا کرین۔ ان خام اشیا کو سائین بابا کا ایک معتقد دکشت نامی پکاتا۔ خود بھی کہاتا اور مہاراج کو بھی کہلاتا۔ اس قرارداد کے پہلے ہی روز مہاراج نے اپنے ہاتھ سے کہانا پکایا چند روٹیان اور چاول پکاکر کہا کہ باقی دکشت تم پکالینا چونکہ شیرڈی مین قدم رکہنے کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ مین نے کہانا پکایا ہے اسلئے یہ کہانا مین سائین بابا کی نذر کرونگا۔ دکشت کی رضامندی سے یہ کہانا لیکر سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے سائین بابا نے دریافت فرمایا کہ کیا لائے ہو؟ جواب دیا کہ اپنے ہاتہہ کا پکا ہوا کہانا لایا ہون سائین بابا مسکرائے اور فرمایا کہ کہانا پکانے کے وقت تو مین سامنے ہی

بیٹھا ہوا تھا۔ وہین کیون نہ دیدیا تمہارا چکر بچ جاتا۔ خیر اب لائے ہو تو
طاق مین رکہدو۔ مہاراج نے کہانا رکہدیا اور سوچنے لگے کہ سائین بابا
نے یہ کیا فرمایا وہان تو نہین دیکہا پہر خیال آیا کہ ایک کالا کتا البتہ جبتک
مین کہانا پکاتا رہا ہون میرے سامنے بیٹھا تہا ممکن ہے اسی روپ مین
سائین بابا ہون یہ خیال آتے ہی یہ مندر کیطرف لپکے اور دکشت سے
پوچھا کہ وہ کالا کتا جو یہان بیٹھا ہوا تھا کہان گیا؟ دکشت نے کہا وہ تو آپکے
ہی پیچہے گیا تہا بعد مین تو مین نے دیکہا نہین۔ ؎

کیا کہیئے کہ کیا حال ہے مردان خدا کا
ظاہر مین کہین اور ہین باطن مین کہین اور

دو ماہ تک مہاراج اور دکشت ہاتہہ سے کہانا پکاکر کہاتے رہے اس اثنار
مین مہاراج کو عجیب واقعات کا سامنا ہوا۔ کبھی ایسا ہی ہوا ہے کہ آپ
کہانا کہا رہے ہین اور پتر ولی یا تہالی مین کہانا بڑہتا جارہا ہے اور یہ معمولی
خوراک سے زیادہ اور بہت زیادہ کہا رہے ہین اور کہانا کم نہین ہوتا
دکشت بہی بعض وقت مہاراج کو اسقدر زیادہ کہانا کہاتے دیکہکر حیرت
زدہ ہو جاتا۔ اسپر یہ طرہ کہ مہاراج جس قدر زیادہ کہانا کہاتے اسیقدر
کم رفع حاجت کو جاتے۔ اس غیر معمولی بات پر مہاراج کو خوف معلوم
ہونے لگا کہ شاید یہ مردے جلانے کی جگہ کا اثر ہے۔ دو ماہ کے بعد

کاکا صاحب کے اصرار پر سائین بابا نے دکشت اور مہاراج کو حکم دیا کہ وہ آیندہ کاکا صاحب کے یہان کہانا کہایا کرین۔ چنانچہ عرصہ تک اس حکم کی تعمیل ہوتی رہی۔

اب مہاراج نے عہد کیا کہ پیسہ اپنے پاس نہ رکہا جائے چنانچہ جو کچہہ نقدی اسوقت مہاراج کے پاس تھی سائین بابا کے حوالے کر دی۔ سائین بابا نے وہ نقدی قبول کی اور فرمایا کہ آج کئی سال کے بعد پرشرام مجہسے ملا۔ اور یہ کہکر زار زار رونے لگے۔ سائین بابا کا مہاراج کو پرشرام کہنے کا یہ معنیٰ تہا کہ آپ نے مہاراج مین پرشرام اوتار کو دیکہا۔

ایک وقت جبکہ مہاراج مندر مین بیٹھے ہوئے تہے کہ ایک ضعیف العمر شخص جسکی عمر قریباً ۷۵ سال کی ہوگی اندر آیا۔ چہرے سے آثار بزرگی اور شرافت کا معائنہ کر کے مہاراج نے تعظیم کے ساتہہ ان کا استقبال کیا اور پاس بٹھاکر دریافت کیا کہ آپ کہان سے تشریف لائے اور کس تقریب سے یہان تک قدم رنجہ فرمایا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ مین منجم اور قیافہ شناس ہون۔ عالم طفلی سے اس کا شوق ہے اور یہانتک کمال پیدا کیا ہے کہ شاہی گہرانے تک میری رسائی ہوگئی ہے لیکن مین اہل اللہ اور خدا رسیدہ لوگون کا زیادہ متلاشی رہتا ہون اور اُن کے جسم کے نشانات اور علامات سے اُن کے کامل ہونیکا اندازہ لگا سکتا ہون

مین ایسے بہت سے لوگون کی خدمت مین حاضر ہوا اور ان کے جسم کی علامات دیکھین مگر مجھے آجتک کوئی ایسا انسان نہ ملا کہ جس کے جسم پر تمام نشانات جو کہ ایک مکمل انسان کے جسم پر ہونے لازمی ہین پورے پورے موجود ہون۔ اب چونکہ مین نے سائین بابا کا شہرہ ہر جگہ سنا تھا شوق ہوا کہ چلکر نشانات دیکھون مگر ان کا دبدبہ، عظمت اور جلال بزرگانہ دیکھکر میری ہمت قدم نہین بڑھا تی کہ اپنے مقصد کا اظہار کرتا شیرڈی مین آپ کی نسبت مجھے خبر ملی ہے کہ سائین بابا نے آپکے اعلی روحانی مرتبہ پر پہنچنے کا اظہار فرمایا ہے۔ اسلئے میرے دل مین آرزو پیدا ہوئی کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوؤن تاکہ میری دلی اُمید بر آئے یہہ کہکر وہ نہایت عجز کے ساتھ مہاراج سے ملتجی ہوا کہ اپنے جسم کے معائنہ کرنیکی اجازت دی جائے۔ مہاراج نے بہتیرا چاہا کہ وہ اس خیال سے باز آئے اور کچھہ دوسرا ذکر کرے لیکن وہ اپنی دُھن کا پکا تھا ایک نہ مانی اور بار بار اُسی عاجزی سے درخواست کرتا رہا جسکو مہاراج قبول کرنے پر مجبور ہو ہی گئے اور فرمایا کہ اچھا اس بات کا فیصلہ کل کرینگے تم کل ضرور آنا حسب الارشاد وہ پیرمرد دوسرے دن حاضر ہوا اور مہاراج کو سلام کرکے وہی اپنی عرض پیش کی مہاراج نے اجازت دی کہ دیکھہ لو جو کچھہ دیکھنا چاہتے ہو۔ چنانچہ اوس نے جسم کے مختلف مقامات کی نشانیان

دیکھین اور آخر مین عضو مخصوص دیکھکر عرض کیا کہ میرا کام ختم ہوگیا ہے اگر جناب کو تکلیف ہوتی ہو تو مین مزید معائنہ موقوف کردون۔ مہاراج نے فرمایا کہ چونکہ تم نے اپنا کام شروع کردیا ہے تو اچھی طرح دیکھبھال لو اسپر اُس شخص نے خوردبین نکالی اور مہاراج کا ہاتھ اور پیرون کی نشانیان دیکھین اور دیکھکر مہاراج کے قدمونپر سر رکھدیا اور عرض کی کہ مین آج خود کو ایک برابرہمہ کے حضور دیکھہ رہا ہون۔ مین نے جناب مین وہ تمام نشانیان دیکھی ہین جو ایک مکمل بزرگ مین ہونی چاہئین۔ اور اسی سے مینے آپ کے پیر و مرشد حضرت سائین بابا کی بزرگی اور کمالیت کا بھی اندازہ کرلیا۔ لہذا آج سے مین اس کام سے توبہ کرتا اور اپنی آیندہ زندگی یاد الٰہی مین بسر کرنیکا عہد کرتا ہون، یہ کہکر وہ رخصت ہوا اور تمام شہر مین اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوا شیرڈی سے چلا گیا۔

اِنہی ایام مین سائین بابا نے مہاراج کو پنچ دشی کا مطالعہ کرنیکا حکم دیا اور اسکو سمجھنے کی تاکید کی۔ مہاراج نے مطالعہ شروع کیا لیکن اوسکے مطالب سمجھنے سے قاصر رہے۔ ایک روز کتاب ہاتھ مین لئے مطالعہ کر رہے تھے کہ عالم بیخودی طاری ہوا اور مندر سے باہر نکل اُس راستہ پر ہو لئے جسپر سے سائین بابا لیبنڈی سے مسجد کو واپس جایا کرتے۔ اچانک سائین بابا سے ملاقات ہوگئی۔ سائین بابا نے کتاب کو چھوا اور کہا کہ خدا

شناسی کے متعلق تمام باتین اس کتاب مین لکھی ہوئی ہین۔ مہاراج
نے عرض کیا کہ مین تو اس مین سے ایک لفظ بھی نہین سمجھ سکتا۔ سائین
بابا نے فرمایا کہ آج سے رفتہ رفتہ سب سمجھنے لگو گے۔

چند روز گذرنے پر مہادیوراؤ نے مہاراج سے کہا کہ مجھے کاکا صاحب
نے بمبئی سے تار بھیجا ہے جسمین لکھا ہے کہ تمہارا اور دکشت کا کھانا اوسکے
مکان سے بند کر دیا جائے۔ اس خبر سے مہاراج کے دلکو اسقدر صدمہ
ہوا کہ انھون نے قسم کھالی کہ آیندہ مین کسیکے مکان پر کھانا نہ کھاؤنگا۔ پھر
مندر مین داخل ہوکر مہاراج نے اندر سے کنڈی لگالی اور اسوقت سے
خورد و نوش یکلخت بند کر دی، اور اسیطرح شیرڈی کا آنا جانا اور لوگون سے
بات چیت تک بھی بند کر دی۔ دن مین صرف ایک وقت سائین بابا کے درشن
کو جبکہ وہ لینڈی سے واپس ہونے جایا کرتے اور سلام کرکے مندر مین واپس آتے
اور کنڈی لگا اندر بیٹھ جاتے۔ اسیطرح ایک ہفتہ گذر گیا اور مہاراج کی کسی نے
خبر نہ لی۔

شیرڈی مین سائین بابا کے معتقدین مین ایک گروہ تو ایسا تھا جو اسوقت
سے جبکہ سائین بابا نے مہاراج کو اپنا روحانی جانشین بنانے کا اعلان کیا تھا
مہاراج کی عزت کرتا اور اُن سے محبت رکھتا تھا اور دوسرا گروہ ایسا تھا جو
اس اعلانِ عطا سے ناراض ہوکر مہاراج سے بغض وحسد اور عداوت رکھتا تھا

مہاراج کو بہو کے پیاس ایک ہفتہ گذر چکا تہا کہ سائین بابا نے لوگونپر خفا ہونا شروع کیا اور کہنا شروع کیا کہ مین کئی روز سے بہوکا مر رہا ہون کوئی میری خبر نہین لیتا۔ نہ کوئی میرے لیئے کہانا لاتا ہے نہ میرے پاس کہانے کا کچہہ سامان ہے۔ اس اشارے کو مہاراج کے معتقد گروہ مین سے بہائی نامی ایک آدمی کے سوا کسی نے نہ سمجہا۔ پورے دو ہفتے گذر چکے تہے کہ یہ خالص دودہ کی کافی تیار کر کے مہاراج کی خدمت مین لیگیا۔ بہائی کو دیکہکر مہاراج کو تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ تم یہان کیون آئے ہو؟ بہائی نے جواب مین کافی کا پیالہ پیش کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بہائی تم آیندہ ایسی تکلیف نہ کرنا۔ سائین بابا نے مجہے چار برس یہان رہنے کا حکم فرمایا ہے جہانتک مجہے علم ہے اس قیام کی وجہیں دو تین ہین۔ یا تو سائین بابا کو پہلے سے اس بات کا پتہ ہے کہ میری زندگی کا پیمانہ چار برس مین لبریز ہو جائیگا اور اس عرصہ مین وہ مجہے اس دنیائے فانی کے علایق سے الگ رکہنا چاہتے ہین یا میرے ذریعے سے اس چار سالہ میعاد مین کوئی خاص کام انجام دینے کا ارادہ ہے۔ جسکے پورا ہونے پر مجہے پہر دنیوی زندگی بسر کرنے کے لئے آزاد کر دیا جائیگا۔ اور یا اس میعاد کے پورا ہونے پر سائین بابا خود اس عالم فانی کو چہوڑ کر حیات جاودانی کی طرف قدم رکہنے والے ہین اور اپنی تمام کرامت مجہے عنایت کرنے والے ہین۔ بہرحال چار برس مجہے یہان پورے

کرنے ہوں گے۔ بس اگر سائین بابا کی پیشینگوئی سچی ہے تو مین کسی طرح بہی اپنی زندگی بسر کرون مجھے یقین ہے کہ مین مرونگا نہین۔ اس لئے مین یہ دیکھنا چاہتا ہون کہ کہانا پینا مطلق چھوڑ دینا کیا رنگ لاتا ہے۔ اگر اس تجربہ مین مجھے موت آجائے تو مین ہزار جان سے مرنے کے لئے تیار ہون کیونکہ اس پر تمام معاملہ ہی طے ہوجائیگا۔ بہائی نے عرض کیا کہ سائین بابا کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مین بہوکا مر رہا ہون میری کوئی خبر نہین لیتا۔ اسپر مجھے آپ کی نسبت گمان ہوا اور یہ کافی تیار کرکے لایا ہون۔ مہاراج نے پینے سے انکار کیا۔ بہائی نے نیم کی پیٹی پر جو مندر مین رکہی ہوئی تھی کافی رکہدی اور چلا آیا۔ دوسرے دن پہر کافی لیکر حاضر ہوا دیکھا کہ کل کی کافی ویسی ہی رکہی ہوئی ہے۔ سخت افسوس کیا اور ایک آدہ بہر کر پیالہ اٹھایا اور دونون پیالے لیکر شیرڈی واپس ہوا۔ تمام شہر مین یہ خبر پہیل گئی اب باہر کے لوگ بہی جو شیرڈی آتے مہاراج کے درشن کو آنے لگے اور شیرڈی والون نے بہی رخ کیا جن مین بعض تو ایسے تہے جو مہاراج کا امتحان لینا چاہتے تہے اور بعض دل لگی اور تماشہ دیکہنے کی غرض سے اور چند ستانے اور تکلیف پہنچانے کی خاطر اور چند ایسے بہی تہے جو حقیقت حال دریافت کرنیکی غرض سے آنے لگے۔ چونکہ مہاراج ابتدا ہی سے تنہائی اور خلوت پسند تہے لوگون کے ہجوم سے بہت گہبرائے اور ان کو منت خوشامد سے منع کیا

کہ یہان نہ آئین اور مجھے نہ ستائین

کہنڈوبا کا مندر جس مین مہاراج خلوت گزین ہوئے تھے مرگہٹ کے میدان کے بیچ وسط اور سنسان جگہ پر واقع تہا۔ اس جگہ نہایت خوفناک اور روح فرسا واقعات پیش آنے سے مہاراج خوفزدہ ہونے لگے۔ رات کے وقت جب یہ سوتے تو انہین ایسا معلوم ہوتا جیسے انکے نیچے کی زمین کو بہونچال آرہا اور زمین ابہی پہٹا چاہتی ہے۔ یہ زلزلہ بند ہوتا تو نہایت ہیتبناک اور ڈراونی آوازین آنا شروع ہو جاتی تہین۔ کبہی دروازہ کھٹکہٹانے کبہی چیخنے چلانے اور کبہی کہلکہلا کر ہنسنے کی آواز آنے لگتی۔ ایک تو فاقہ کشی دوسرے یہ ہولناک واقعات مہاراج کو وحشت سی ہونے لگی۔

ایک روز حسب معمول جب وہ سائین بابا کے درشن کو گئے تو راستے مین سائین بابا نے مہاراج سے دریافت کیا کہ رات کو تمہارے پاس کوئی بہتا ہے یا نہین۔ اسپر مہاراج نے تمام واقعات سنائے۔ آپ نے فرمایا "اللہ مالک ہے۔ تم مطلق خوف نہ کہاؤ اور گہر جانے کا خیال دل مین نہ لاؤ مین بذات خود تمہین اس گہر جہان تمہین حقیقتاً جانا ہے پہنچاؤنگا۔ مین خود تمہارے لئے ٹکٹ خریدونگا اور اسپیشل گاڑی مین بٹھا کر براہ راست اخیر اور حقیقی اسٹیشن پر لیجاؤنگا۔ اور اس مسافت کے طے ہونے تک بیچ مین تمہین کسی قسم کی رکاوٹ یا تکلیف پیش نہ آئیگی"۔ ان ہمت افزا الفاظ

کو سنکر مہاراج کو کچھ اطمینان ہوا۔ اور مندر واپس آئے اور مذکورہ واقعات کیطرف جو اور کئی شب تک جاری رہے آپنے کچھ توجہ نہ کی۔ جب مندر مین رہتے دروازہ بند رکھتے جب باہر جاتے کہلا چھوڑ جاتے۔ مندر مین نہ خود کبھی جھاڑو دیتے نہ اور کوئی دے سکتا تھا جسکی وجہ سے مندر گرد سے اٹ گیا تھا

انہی دنون مین مسٹر پلے جو ناگپور کے رہنے والے اور حکمت اور گھوڑو کا علاج کرتے تھے سائین بابا کے درشن کو شیبر ڈی آئے۔ مہاراج کا ذکر سنکر یہ بھی ان کے پاس گئے۔ مہاراج کی ظاہری حالت متواتر اپاس کیوجہ سے بہت ہی نازک ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر نے نبض دیکھی اور کہا آپ کی حالت بہت نازک ہے اگر چند روز اور اسیطرح گذرے تو زندگی کی خیر معلوم نہین ہوتی۔ مہاراج نے جواب دیا کہ میری حالت بہت اچھی ہے آپ کے دیدار نے میرے حق مین دوا کا کام کر دیا اب بالکل توانا اور تندرست ہون۔ اس کے بعد ڈاکٹر پلے نے معمول کر لیا کہ روزانہ مہاراج کے درشن کر لیا کرے اور ایسا ہی کیا

مذکورہ بالا ڈاکٹر صاحب کا ایک گرو تھا گرو سوامی جی نام۔ ڈاکٹر صاحب نے دس سال تک انکی خدمت کی اور اسرار اہل اللہ سے اچھی طرح واقف تھے انہوں نے معلوم کر لیا کہ فی الحقیقت سائین بابا انہی کو اپنا جانشین بنانیوالے ہین اور اس خیال کا اظہار سب لوگون سے کیا۔ انہون نے چند آدمی مقرر کیئے جو مہاراج کے لیئے مندر مین کھانا لیجایا کرتے اور خود بھی درگا بائی اور

بھائی سنت ہمراہ جو مہاراج کے سچے خیر طلب اور غم گسار تھے اکثر کافی لیکر بت کو مہاراج کے پاس جاتے۔ لیکن مہاراج سب پیالون کی کافی ایک برتن مین جمع کر کے کتون کے آگے رکھدیتے جو اوسکو پی لیتے۔ اسیطرح ولیسوکا کا اور سگون جو سائین بابا کے معتقدین سے تھے مہاراج کے لئے کھانا لاتے، تو یہ انہین مندر مین داخل نہ ہونے دیتے اور کہتے کہ لایا ہوا کھانا کتون کو ڈالدو۔ اور انکو ایسا ہی کرنا پڑتا۔ کتونکا اسطرح کھلانا گویا معمول ہو گیا تھا۔ ان کتون مین ایک اندھی کتیا تھی جسکی طرف مہاراج کی خاص توجہ مبذول تھی۔ اگر کوئی پوچھتا کہ مہاراج اس کتیا سے اتنی زیادہ محبت کیون ہے تو فرماتے کہ یہ کتیا میری ساس ہے اور مجھے خداشناسی کا سبق سکہاتی ہے۔" ڈاکٹر پلے ہر روز صبح مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے اور مختلف مضامین پر بحث رہا کرتی ایک روز خدا جانے مہاراج کے دل مین کیا آیا کہ مندر کو چھوڑ رسید ہے مانگ واڑے مین پہنچے اور ایک وڈاری کے گہر مین جا گھسے وہان ایک عورت آٹا پیس رہی تھی آپ بھی اوسکے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔ لوگونکو جو خبر ملی تو سینکڑون کی تعداد مین آن جمع ہوئے اور اس سالک راہ طریقت کا تماشہ دیکھتے رہے۔ دوسرے روز ایک عورت درشن کو آئی آپ نے اوس سے چکی منگوائی۔ اور ہر روز لوگون سے اناج منگواتے اور اکیلے پیستے اور آٹا جمع کر کے مالک کو دیدیتے۔ کئی دن تک یہ مشغلہ جاری رہا۔ آخرش

لوگونکو خود ہی خیال ہوا کہ ایسے بزرگ سے ایسا سخت کام لینا اچھا نہین اناج دینا بند کردیا۔ اب مہاراج نے دیکھا کہ کام کچھ بھی نہین ملتا اور درشن کرنیوالونکا ہجوم بڑھ رہا ہے، تو یہ طریقہ اختیار کیا کہ جنگل مین چلے جاتے اور پھرتے رہتے یا کسی جگہ کسانون کی غلہ جمع کرنے مین مدد کرتے راستے پر کام کرنیوالے قلیون کا پتھر پھوڑنے اور انکے جمانے مین ہاتھ بٹاتے۔ کبھی کسی کھیت مین جاکر جتے ہوئے بیل مین سے ایک بیل کھولکر خود اسکی جگہ ہل مین جت جاتے اور دوسرے بیل کے ساتھ ساتھ کھینچتے رہتے۔ کبھی کھیتون مین جاکر کام کرتے۔ عورتین جو میلے کچیلے کپڑے دہویا کرتین مہاراج اُن سے لیکر خود دہویا کرتے اور وہ بھی اسقدر احتیاط اور صفائی کے ساتھ کہ عورتین دنگ رہجاتین۔ مندر کے پیچھے کچھ فاصلہ پر پانی کا نالہ بن رہا تھا وہان جاکر مزدورون کے ساتھ اُنکا کام کرتے۔ اس جگہ سے جہان پل بنانے کی تیاریان ہو رہی تھین۔ خاردار جھاڑیان صاف کرنے مین مزدورونکی مدد کرتے۔ کیفیت یہ کہ سب لوگ دستانے پہنکر کام کرتے اور یہ بغیر دستانونکے اور برہنہ پا یہ کام کرتے۔ اور اسقدر پھرتی اور محنت سے کرتے کہ تمام مزدور منہ دیکھتے رہجاتے۔ کبھی بھیلون۔ مہارون اور دیگر نیچ قومون کی بستیون مین نکل جاتے اور وہان عورتونکی اُن کے پیسنے پکانے یا کسی اور کام مین مدد کرتے۔ غرضکہ وہ ہر شخص کا اور ہر قسم کا کام جو ملجاتا با آبرو

کرتے اور نہایت خوبی کے ساتھ اوسکو انجام دیتے، اور کام کرنے وقت کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ اور یہ تمام کام اپاس کیحالت مین کرتے تھے جو معمولی انسان مہینون کہائے پیئے بغیر اس تندہی اور جفاکشی سے ہرگز نہین کرسکتا۔ یہ صرف مردان خدا ہی کا کام ہے۔

یہ بات یاد رکہنے کے قابل ہے کہ مہاراج باوجود اسقدر محنت مشقت جفاکشی اور از خود رفتگی کے اپنی مذہبی پوجا پاٹ سے کبہی غافل نہین ہوئے اور بلا ناغہ مذہبی احکامات بجالاتے رہے

ایک روز شام کو مہاراج مندر کے ایک کونے مین دروازے کی طرف رخ کئے آسن جمائے اپنی پوجا کے منتر ورد کر رہے تہے کہ مندر کی دہلیز پر اپنے دادا کو جو انتقال کرچکے تہے اور جو نہایت پرہیزگار، خدا ترس اور اپنے مذہبی احکامات کی بجا آوری مین ہمیشہ منہمک رہتے تہے اور آخر عمر مین سنیاس لے چکے تہے کہڑا ہوا دیکہا۔ نظر سے نظر ملتے ہی، اس شخص نے نہایت سریلی آواز مین "احمد نگر" "احمد نگر" کہنا شروع کیا۔ مہاراج ان الفاظ کو سمجہ نہ سکے لہذا ان کے دادا نے دوبارہ صاف لفظون مین اس لفظ کو کئی حصون مین تقسیم کرکے اسطرح کہا "احم۔ مدن۔ گر"۔ مہاراج اسپر بہی کچہہ نہ سمجھے کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ مہاراج کو اسطرح گوش بر آواز دیکہکر تیسری بار پہر اس بوڑہے بزرگ نے کہا "اَحَم۔ نَدَن۔ گر" اس طرح تین ٹکڑے صاف صاف کہہ

مہاراج کے ذہن مین اس کا مطلب اسقدر سرعت کے ساتھہ آگیا جیسے تاریک مقام مین روشنی کی کرن۔ یعنی یہ کہ " اخن ۔ مدن ۔ گر " سنسکرت زبان کا ایک جملہ ہے جسکے معنی ہین " غرور اور ہوس زہر کی مانند ہین جو اپنے چاہنے والونکو ہلاک کر دیتے ہین " وہ بوڑہا آدمی یہ معلوم کرکے کہ اس کے پوتے نے اس جملے کا مطلب سمجھہ لیا ہے نظرون سے غائب ہوگیا اس تعلیم سے مہاراج کا رہا سہا غرور اور خواہشات بالکل مٹ گئین۔ اسکے بعد لوگون نے مہاراج کو اکثر جملہ احمد نگر ویسی ہی سریلی آواز مین اکثر کہتے سنا ہے مگر انہون نے مہاراج کو دیوانہ سمجھکر یہ خیال کیا کہ چونکہ سائین بابا ضلع احمد نگر کے رہنے والے ہین انہونے احمد نگر کی پرستش شروع کی ہے۔ انکو یہ کیا معلوم تہا کہ اس جملے مین خدا رسی کا راستہ پوشیدہ ہے۔ جس طرح سائین بابا ضلع احمد نگر مین رہے اسیطرح مہاراج کو بہی اسی ضلع مین رہنے کا حکم تہا۔

مہاراج حسب دستور روزانہ سائین بابا کے درشن کو جایا کرتے۔ اور وہان سے آکر اپنی مقررہ پوجاپاٹ کیا کرتے۔ ایک روز مہاراج سائین بابا کا درشن کرکے پلٹا ہی چاہتے تھے کہ سائین بابا نے اس نیم کے درخت کی طرف اشارہ کرکے کہا جسکے سایہ مین آپ پہلے ہی پہل جبکہ شیرڈی مین تشریف فرما ہوئے تہے بیٹھے تہے " کہ مین اس درخت کے اوپر ایک علم دیکھہ رہا ہون جسکے مددگار و ہزارہا مخلوق جمع ہے۔ اور یہ تمہاری آیندہ تیاریون کا پتہ دیتی ہین

اگرچہ تمہارے جسم پر اسوقت پھٹے پرانے کپڑے ہین۔

دوسری بار اسیطرح جب مہاراج سائین بابا کا درشن کرچکے تو سائین بابا نے فرمایا کہ ایک روز مین حیدر آباد کے قصد سے روانہ ہوا۔ راستہ مین میرے پاس زاد راہ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف و مصائب کا سامنا ہوا مگر ان تمام تکالیف اور سختیون کو صبر کے ساتھ برداشت کرکے آخرش مین ایک سمندر کے قریب پہنچا جس کے دوسرے کنارہ پر اپنے خیال کے مطابق مجھے حیدر آباد بسا ہوا نظر آتا تھا۔ اب مجھے اس سمندر کے پار اترنے کی فکر لاحق ہوئی۔ لیکن اس خیال نے کہ مین اس سمندر کے پار کیسے جاسکتا ہون میرے تفکرات اور تشویشات مین بہت زیادہ اضافہ کردیا۔ کیونکہ اس سمندر سے پار اترنا قریب قریب ناممکن سا نظر آتا تھا۔ قریب ہی ایک نیم کا درخت تھا۔ بھوک سے انتڑیان قل ہواللہ پڑھ رہی تھین اسکے سایہ مین جا بیٹھا اور جھولی سے توشہ نکال کھانے لگا۔ کچھ کھایا کچھ باقی رکھا اور جھولی مین ڈال وہان سے چل نکلا۔ لیکن یہ دیکھکر مین بہت ہی پریشان ہوا کہ جس طرف مین جاتا ہون یہ درخت بھی میرے پیچھے چلا آتا ہے آخر کار ایک ہندو عورت جو بڑھیا سی تھی اچانک سامنے آئی۔ مین نے اپنی سرگذشت اسکو سنائی اوس نے سنکر کہا کہ تم باقی بچی ہوئی روٹی اور اسکے علاوہ اور جو چیز تمہارے پاس ہو اس درخت سے باندہ دو جیسا کہ

مین نے ایسا ہی کیا اور فی الحقیقت وہ درخت وہین کہڑا رہگیا۔ پہر مین دیسی عورت کی مدد سے اور کچہہ اپنی کوشش سے اس سمندر کو عبور کرنے مین کامیاب ہوا۔ مگر وہان پہنچکر مجہے سخت ناکامی ہوئی کیونکہ مین جس حیدرآباد کو جانا چاہتا تہا یہ وہ حیدرآباد نہ تہا۔ لیکن راستہ پوچہتے پوچہتے بہزار دقت وخرابی مین اپنی منزل مقصود یعنی سندہ حیدرآباد جا پہنچا۔ وہان سے مین شیرڈی آیا اور یہان اس مسجد کو ویران دیکہکر اسکو اپنے ہاتہہ سے صاف کیا اور اسکو اپنا دائمی مقام بنایا۔ یہ کہکر سائین بابا نے مہاراج کی طرف دیکہا اور فرمایا کہ تمہین بہی سندہ حیدرآباد جانا پڑیگا۔ اس کے بعد سائین بابا مسجد کیطرف روانہ ہوئے اور مہاراج مندر کی طرف لوٹے۔ اسی نہج پر قریباً ایک سال گذرگیا اور مہاراج کے روزانہ محنت ومشقت کے کام اور جنگلون مین بہوکے پیاسے پہرنا جاری رہا۔ پہٹی ہوئی دہوتی اور برہنہ پائی ہمیشہ قایم رہی دہوتی جب بالکل ہی پہٹ گئی تو آپ نے جنگل اور بیابان ہی بسا لیا۔ انہی ایام مین ہرمزدجی نامی پونہ کا باشندہ جو پہلے تین مرتبہ سائین بابا کے درشن کرچکا تہا اور قدرتی طور پر مہاراج کا بہی گرویدہ ہوچکا تہا معہ اہل واطفال شیرڈی مین چند روزہ قیام کے ارادہ سے آیا۔ یہ تمام دن مہاراج کے پاس بیٹہا رہتا اور ایک لمحہ کے لئے کہین نہ جاتا۔ زبردستی اُٹہاتے تو اُٹہتا۔ جب آتا تو چار اور میوہ وغیرہ ساتہہ لاتا مگر مہاراج

اسکو قبول نہ فرماتے اور پھکوا دیتے۔ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ مہاراج نے اسکو
اسطرح جم کر بیٹھنے پر بہت ہی بُرا بھلا کہا اور گالیان دین مگر اس نے
ان گالیونکو دعا سمجھکر ذرا بھی پروا نہ کی آخر مہاراج نے اوس سے بچنے کی
ایک نئی ترکیب یہ نکالی کہ پہلے تو اوسکو کہا کہ بھائی اسطرح سارا سارا دن
بیٹھے رہنے سے تمہارے دوسرے کامونکا حرج ہوتا ہوگا۔ جب اس
اشارہ کو بھی اوس نے ٹالدیا تو مہاراج نے تحکمانہ لہجہ مین فرمایا کہ بس
اُٹھہ چلا جا" مگر اسپر بھی وہ نہ مانا تو مہاراج خود اُٹھے اور مندر سے
باہر نکل کھڑے ہوئے اور رہٹا کیطرف جو راستہ جاتا تھا اسپر ہو لئے۔ یہ
پارسی بھی اُٹھا اور پیچھے ہو لیا۔ قریباً ایک میل تک مہاراج گئے اور پیچھے
مڑ مڑ کر دیکھتے رہے پارسی بھی مہاراج کے قدم بقدم سو قدم کے فاصلہ
سے ساتھہ رہا مہاراج تیز قدم چلے تو یہ بھی قدم اُٹھا کر چلا مہاراج آہستہ
چلے تو یہ بھی دھیمہ پڑ گیا۔ مہاراج نے جب دیکھا کہ کیسی صورت نہین ٹلتا تو آپ
سڑک سے اتر نا ہموار اور خار دار جنگل مین جا گھسے۔ یہان بھی ہرمزدجی
نے ساتھہ نہ چھوڑا۔ اب مہاراج کو یک بیک خیال آیا کہ ہرمزدجی مخملی سلیپر
پہنے ہوئے ہے۔ وہ چلتے چلتے ٹہر گئے اور ہرمزدجی بھی دو قدم کے
قریب آپہنچا۔ مہاراج نے اس سے سلیپر طلب کئے اور کہا کہ چونکہ راستہ
پر خار اور ناہموار ہے مجھے چلنے مین نہایت تکلیف ہوتی ہے" ہرمزدجی

مہاراج کے خیال مین ایسا محو تہا کہ اس بات کو نہ سمجھہ سکا کہ سلیپر کیون طلب
کیے ہین مہاراج ہمیشہ ننگے پاؤن جنگل مین پہرا کرتے ہین آج کیون ایسی
تکلیف محسوس کر رہے ہین۔ چپکے سے سلیپر اتارے اور مہاراج کو دیدئے
مہاراج سلیپر ہاتہہ مین لیکر قدم اُٹھا آگے بڑہے۔ مہاراج کا خیال تہا کہ
بغیر سلیپر کے ہرمزدجی سے اس جنگل مین نہ چلا جائیگا لیکن ہرمزدجی برابر ساتھ
رہا مہاراج نے یہ دیکھکر کہ اب بہی یہ جن پیچہا کیے ہوئے ہے ہرمزدجی
کے سامنے وہ سلیپر کنوئین مین ڈالدئے۔ اور خود وہان سے ببول بن کیطرف
روانہ ہوئے۔ یہان پہنچکر بیچارے ہرمزدجی نے ہمت ہار دی اور اسکی امید
ناامیدی سے بدل گئی۔ آخر کنوئین کے پاس آیا اور سلیپر نکالنے کی ترکیب
سوچنے لگا۔ جو لوگ یہ دوڑ دیکہہ رہے تہے ہرمزدجی کے پاس آئے اور
آپس مین کہنے لگے کہ مہاراج کا پیچہا کرکے حضرت نے اپنے سلیپر بہی کہوئے
ایسا پیچہا کرنیسے بہی کہین مہاراج ملے ہین۔ مہاراج ببول بن مین داخل ہو
ایک درخت پر چڑھ گئے اور ہرمزدجی کا تماشہ دیکہنے لگے۔ اب ہرمزدجی مہاراج
کو تو بہول گیا مندر کی دہن بندہی لوگون سے راستہ پوچھا انہون نے تالے
کے کنارے کنارے مندر تک پہنچا دیا۔ یہان پہنچکر بڑہ کے درخت کے نیچے
مہاراج کے انتظار مین بیٹھہ گیا۔ مہاراج یہ خیال کرکے کہ ہرمزدجی سائین
بابا کی آرتی کے وقت مندر مین نہین ٹہیریگا اُسیوقت واپس آئے خبر ملی

کہ ہرمزدجی ابھی ابھی یہان سے گیا ہے۔ اُسی دن دوپہر کو کہانا کہانے کے بعد ہرمزدجی نیا بوٹ پہنے ہوئے مہاراج کی خدمت مین پہر حاضر ہوا۔ مہاراج نے فرمایا کہ اس حرکت سے تم نے بہی تکلیف اُٹھائی اور مجھو بہی تکلیف ہوئی۔ اوسنے کہا کہ مہاراج میرا دلی منشا تہا کہ حضور کے ہاتہون مجھے تکلیف پہنچے کیونکہ مین اس تکلیف کو عین راحت اور باعث نجات سمجھتا ہون مہاراج نے فرمایا کہ اگر ایسا خیال تہا تو اخیر تک چھپا کرتا تہا۔ دو دن کے بعد ہرمزدجی پونہ واپس چلا آیا۔

اب جون جون دن زیادہ گذرتے جاتے تھے مہاراج کی طبیعت مین ایک قسم کی بیچینی اور بیقراری بڑہنے لگی ہمیشہ نڈہال اور سینہ مین آگ سی لگی رہتی۔ ایک روز سائین بابا نے فرمایا کہ تم اسقدر پریشان کیون ہو صبر کرو۔ تمہارے آبا و اجداد سے میرا قریبی تعلق ہے اسوجہ سے میرا فرض ہے کہ مین تمکو عالم قدس کی اعلیٰ منزل پر پہنچا ون۔ جسکا وقت قریب آچلا ہے۔ چند روز کے بعد مہاراج کی حالت مین یک بیک ایک غیر معمولی تغیر واقع ہوا۔ جسکے متعلق لوگون مین دو قسم کے خیالات پیدا ہوئے۔ وہ جو عالم قدس اور اسکی منزلون سے ناواقف تہے انہون نے سمجہا کہ مہاراج دیوانے ہو گئے ہین۔ مگر جو لوگ اہل اللہ اور ان کے اسرار سے کچہہ بہی لگاؤ رکھتے تہے وہ سمجہہ گئے کہ کشتۂ تیر نگاہِ سائین ہے۔

ڈاکٹر پلے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ہر روز صبح مہاراج کے درشن کو آیا کرتا اور اکثر کہا کرتا کہ مہاراج میرا پورا یقین ہے کہ سائیں بابا نے آپکو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ مہاراج کو اس روحانی جنون کے دورے میں شروع شروع عجیب عجیب تجربات اور مکاشفات ہوئے۔

شیرڈی آنے سے پیشتر مہاراج اپنے مذہبی احکام کی پابندی میں نہایت مضبوط تھے اور شیرڈی میں بھی کبھی پوجا پاٹ سے غافل نہیں ہوئے یہانتک کہ ہم جذب کی حالت میں ان کے دل سے اس کا خیال نہ گیا اور روزانہ دو گھنٹے تک جو آپ کا معمول تھا پوجا کے منتر رٹا کرتے تھوڑے دن کے بعد جب وہ منتر پڑھا کرتے تو انکو ایسا معلوم ہونے لگا کہ کوئی دوسرا شخص بھی ان کے ساتھ جپ کر رہا ہے۔ بہتیرا چاہا کہ دریافت کریں کہ یہ آواز کس طرف سے آتی ہے مگر پتہ نہ لگا سیدھے رخ آواز کیطرف کان لگا کر دیکھا تو الٹی طرف سے آواز آنے لگی اور الٹی طرف دیکھنے لگے تو سیدھی جانب سے آواز شروع ہوگئی۔ جب پڑھنا بند کر دیتے تو آواز بھی بند ہو جاتی۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ پڑھتے وقت صرف جبڑے ہل رہے ہیں اور الفاظ ہونٹوں سے نہیں نکلتے بلکہ آواز دماغ کے بیچوں بیچ سے پیدا ہوتی اور وہیں سے نکلتی ہے۔ ان غیر معمولی اور بعید از قیاس واقعات سے مہاراج کو سخت تشویش پیدا ہوئی۔ ان تمام واقعات کو مہاراج اب بھی

نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہین لیکن انکی علت غائی کو صاف طور پر بیان نہین فرماتے۔ اور اگر بیان بہی کرین تو عوام کی سمجہ مین نہین آسکتے
ان قطع منازل کے بعد مہاراج کی عجیب کیفیت ہوگئی۔ آدہے دن وہ بالکل ہوش مین رہتے اور کسیکو یہ گمان بہی نہ ہوتا کہ انکو کبہی جذب کی حالت ہوتی ہوگی۔ اور آدہے دن جذب کیحالت مین رہتے۔ کبہی گھنٹون روتے اور کبہی گہنٹون ہنستے۔ کبہی فلسفے کے دقیق مسائل پر نہایت مدلل اور عالمانہ بحث فرماتے۔ اور کبہی عرصہ تک عالم سکوت مین رہتے۔ کبہی گھنٹون غلاظت اور تعفن مین بیٹھے رہتے اور اردگردسے پاخانہ جمع کرکے نہایت خندہ پیشانی اور دلچسپی سے اس سے کہیلا کرتے جیسے بچے مٹی سے کہیلتے ہین۔ جو لوگ اس حالت کے باطنی اسرار سے واقف یا کم از کم کسی دیوانے کی مجنونانہ حالت سے زیادہ وقعت دینے والے تھے وہ اکثر مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوتے اور اکتساب فیض کرتے اور قصداً ان کے مشغلہ مین مخل ہوکر ان کے ہاتہہ سے مار کہاتے اور اسکو ماں باپ کی مار سے زیادہ باعث شفقت و نجات سمجھتے۔ لیکن مہاراج کی طبیعت قدرتاً کچھہ ایسی نرم اور رحمدل واقع ہوئی تہی کہ وہ کبہی کسیکو دکہہ نہ پہنچاتے بلکہ اور ونکا دکہہ خود اٹھاتے اور اسکو حتی الامکان تکلیف سے بچاتے۔ ہان جب کوئی بہت ہی ستاتا اور کہنا نہ مانتا تو آپ گالیان دیتے۔ ڈراتے دہمکاتے اور بہت مجبور ہوکر مارنے

سکے لیئے ہاتھ اُٹھاتے اور اسکو کپڑے پھاڑ ڈالتے۔ یہ حالت دن بدن ترقی کرتی گئی۔ سائین بابا کی زندگی ہی مین لوگ ان کی زیارت کو آیا کرتے اور سالانہ عرس کیا کرتے۔ عرس کے موقعہ بہت سے مسلمان بھی شریک ہوتے اور مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوتے جن مین نہ صرف شیرڈی اور اسکے قرب وجوار کے مسلمان بلکہ بمبئی۔ اورنگ آباد اور دیگر مقامات سے بھی شریک عرس ہوتے۔ اسی موقعہ پر تین چار مولوی جو سائین بابا کی زیارت کا شرف حاصل کرنے شیرڈی آئے ہوئے تھے اور جو مہاراج کو بھی اکثر بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھا دیکھا کرتے تھے مہاراج کے پاس مندر مین حاضر ہوئے اور تین چار وقت کی نماز ان لوگون نے حدود مندر ہی مین ادا کی۔ مہاراج نے ان سے فرمایا کہ یہ کھنڈوبا کا مندر ہے تم نماز یہان کیون پڑھتے ہو نماز کے لئے مسجد موجود ہے وہان جاؤ اور نماز پڑھو۔ مولوی صاحبان یہ سنکر چپ ہو رہے اور دست بستہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مندر مین آئین اور اسکے متعلق آپ سے کچھ عرض کرین۔ یا بڑ کے درخت کے نیچے تشریف لے آئین وہان اس مسئلہ کی تشریح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے کل اسکے متعلق جواب دونگا۔ چنانچہ یہ لوگ دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے مہاراج بڑ کے نیچے بیٹھے تھے ان کے آتے ہی مہاراج نے نماز کا مسئلہ دہرایا۔ ان لوگون نے چند کتابون کے حوالے سے ثابت کیا کہ نماز مندر مین ہو سکتی ہے۔ اور

کتب تصوف سے یہ بھی ثابت کیا کہ ایک کامل مسلمان بزرگ ایک ہندو برہمن کو اپنا بالکا چیلہ یا مرید بناکر روحانی فیض اوسکو پہنچا سکتا ہے"۔ پھر ان لوگون نے کہا کہ ہم نے آپ کو غور سے دیکھا اور پرکھا اور اسلام کی منشاء کے مطابق پایا"۔ اگرچہ یہ باتین مہاراج پر روشن تھین لیکن درحقیقت سائین بابا کو اس طریقے سے اس کا عام اظہار اور مہاراج کا فرید طمینان مقصود تھا کیونکہ مہاراج ایک پکے برہمن اور سائین بابا ایک سچے مسلمان تھے اور عام نظر مین ان دو کا اتحاد تعجب خیز تھا۔

مہاراج ہمیشہ بول و براز اور کیچڑ مین بسر کرتے اور جب سے وہ مندر مین داخل ہوئے کھنڈوبا کی پوجا اور تیل بتی بالکل موقوف ہوگئی تھی اور مندر کی حدود مین مسلمان آکر نماز ادا کرنے لگے تھے دوسری طرف مسجد کا یہ حال کہ ہندو لوگ سائین بابا کی پوجا اور آرتی کیا کرتے۔ اور روز کا غسل اور پاکی اور صفائی سائین بابا کے حصے مین آئی تھی غرضکہ مسجد مندر بنگیا تھا اور مندر مسجد۔ مولوی صاحبان اس بات کے مقر ہوئے کہ مہاراج مین ہم توحید کا جلوہ بوجہ اتم پاتے اور اسی لئے آپ کے قریب نماز پڑھنا بہتر سمجھتے ہین یا یون کہئے کہ سائین بابا کی وحدانیت آپ مین سماگئی اور آپ کا سارا سرور سائین بابا مین منتقل ہوگیا۔

انہی ایام مین چند کرشمہ جو مہاراج سے ظاہر ہوئے ذیل مین بیان

کئے جاتے ہین

ایک روز حسب معمول شب کو درگا بائی۔ ڈاکٹر پلے۔ بہائی اور سراج الدین
مہاراج کے درشن کو گئے۔کبھی کبھی جبکہ مہاراج کی طبیعت چہل پر ہوتی تو آپ
حقانیت پر نہایت زبردست تقریر فرماتے چنانچہ اس شب کو اسی مضمون
پر آپ نے تقریر شروع ایک تو یہ کہ نفس مضمون ہی ایسا دلکش اور دلچسپ تہا
کہ سننے والا اسی مین محو ہو جاتا تہا دوسرے آپکا طرز بیان جس نے سامعین
کو متوالا بنا دیا رات کے دو بج گئے۔کسی کو خبر ہی نہ ہوئی۔مجلس برخاست ہوئی
یہ چار آدمی شیرڈی جانے کیلئے نکلے دو لالٹین پاس۔شیرڈی کے رہنے والے اور
راستہ سے بخوبی واقف اور مندر سے شیرڈی تک صرف ۳ منٹ کا راستہ
باین ہمہ یہ چارون شخص آدہے گھنٹے تک ادہر ادہر بہٹکتے پہرے اور بجائے
شیرڈی کے کسی اور طرف جا نکلے۔بہتیری کوشش کی مگر راستہ نہ ملا۔خوفزدہ
ہوکر ایک دوسرے سے باتین کرنے لگے انکی آواز سنکر قریب ہی کوئی آدمی
سورہا تہا اسکی آنکہہ کہل گئی اور اوسنے متعجب ہوکر پوچہا کہ شیرڈی کے رہنے
والے ہوکر راستہ بہول گئے۔غرضکہ اوس نے انکو مندر کا راستہ بتایا یہ لوگ
آدہا گہنٹہ پہر کر پہر مندر مین آئے۔دیکہا تو مہاراج مندر کے دروازے پر
کہڑے ہین۔ ان لوگو نکو واپس آتے دیکہکر مہاراج ہنسے اور فرمایا اچھا اب تم
جا سکتے ہو۔راستہ بہی نہ بہولو گے اور سلامتی سے گہر پہنچ جاؤگے۔

(۲) متذکرہ بالا چار آدمی ہر روز شب کو مہاراج کے لئے کافی لایا کرتے حالانکہ مہاراج پیتے کسی دن بہی نہ تہے اور ہمیشہ کتون ہی کو پلائی جاتی ہتی لیکن انکا حسن عقیدت انکو روزانہ آنے اور کافی لانے سے بددل نہ ہونے دیتا تہا ایک روز یہ لوگ کافی لیکر آئے تو مہاراج نے خفا ہوکر کافی کے برتن اور لالٹینیں اٹہاکر پہینکدین ایک لالٹین کوئی ۵۰ قدم کے فاصلے پر گری اور وہ بہی پتہرون پر لیکن لطف یہ ہوا کہ لالٹین کی کانچ مین بال تک نہ پڑا حالانکہ کانچ کے گولے پر جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے "تار کی جالی وغیرہ کچہہ بہی نہ ہتی۔

(۳) ایک روز حسب معمول ۹ بجے رات کو مندرجہ بالا لوگ مہاراج کی خدمت مین پہنچے۔ انہون نے دیکہا کہ مہاراج مراقبہ مین بیٹھے ہوئے ہین اور ان کے سر پر ہوا مین ایک لمبا سانپ پہن پہلائے جہوم رہا ہے اور اسکی دم مہاراج کی پیٹھ پر ٹکی ہوئی ہے اور اسکی بل پر وہ کہڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ دیکہکر بہت گہبرائے اور دو تین اور آدمیونکو بلاکر اوسکو مارا۔

(۴) ایک روز شب کو مہاراج مندر مین سو رہے تہے۔ جب صبح ان کی آنکہہ کہلی تو انہون نے محسوس کیا کہ سانپ نے میری ٹانگین جکڑ رکہی ہین۔ آپ نے باہستگی تمام اپنے دہڑ کو اسطرح اٹہایا کہ ٹانگون کو جنبش مطلق نہ ہوئی دروازے کے پاس ہی سوتے تہے ہاتہہ بڑہا کر کنڈی کہولدی اور سانپ کیطرف بیٹھے دیکہتے رہے۔ بالا سنار مندر کے قریب ہی رفع حاجت کو

آیا ہوا تھا دروازہ کھلا دیکھکر مندر مین چلا آیا۔ مگر سانپ کو مہاراج کی ٹانگون مین لپٹا ہوا دیکھکر دور ہی ٹھٹک کر رہگیا۔ دیکھا کہ مہاراج چپکے بیٹھے سانپ کیطرف دیکھہ رہے ہین اور سانپ اپنے جسم کو مہاراج کی ٹانگون مین لپیٹے سر کو انکے پاؤن پر رکھے پڑا ہے۔ ہمت کرکے نزدیک آیا اور کوشش کرکے سانپ کو الگ کیا مگر مہاراج نے اوسکو زندہ رہا کروا دیا۔

(۵) ایک روز صبح کے چار بجے چار پانچ سانپ کے بچے جن مین سے ہر ایک ڈیڑہ فٹ لانبا ہوگا مندر مین آگھسے اور چارونطرف سے مہاراج کو گھیر لیا اور آپس مین کلیل کرنے لگے۔ کچھہ دیر بعد جب وہ کھیل کھیل کے تھک سے گئے چپکے چلے گئے۔

(۶) ایک دفعہ جوار کا راجہ معہ اپنی رانی اور پیشکار اور چند سپاہیون کے سائین بابا کے درشن کیغرض سے شیرڈی آیا۔ مہاراج کے مندرجہ بالا واقعات سنکر ان کے درشن کا شوق بھی اسکے دل مین پیدا ہوا۔ اپنے پیشکار اور دو سپاہیون کے ہمراہ چاندی کے تھال مین تازہ اور خشک میوہ اور مٹھائی مہاراج کے لئے بھیجی۔ مہاراج نے اندر سے دریافت کیا تم کون ہو پیشکار نے عرض کی جوار کے راجہ کا پیشکار اور حضور کے لئے نذرانہ لایا ہون آپ نے یہ سنکر پیشکار کو سینکڑون صلواتین سنائین اور جھڑکیان دین اور مٹھائی کا تھال لیکر ایسا زور سے پھینکا کہ مٹھائی بھی گری اور تھال بھی کئی جگہ سے مڑ تڑ گیا۔ پیشکار بیچارہ

سہم کر رہ گیا۔ اور بیک بینی و دوگوش شیرڑی کو واپس ہوا۔ اور اُسی شب
کو بیمار ہوا اور صبح ہوتے ہوتے مرگیا۔ درحقیقت مہاراج پر او ستاقبل
کہل گیا اور اسی لیئے مہاراج نے اُسکو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ پٹیکار کے مرنے
کے تیسرے روز راجہ خود حاضر خدمت ہوا۔ سادہ لباس اور صرف ایک نوکر
ساتھ مندر سے دور کہڑا ہو گیا۔ مہاراج نے اُسکو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اگر
اوسکے کہڑے ہوتے ہی اسکو اپنے پاس بلوالیا اور کہا کہ یہ جگہ تمہارے داخل
ہونے یا بیٹھنے کے قابل نہین ہے۔ تم صاحب حشمت و حکومت ہو اور یہ جگہ گوبر
سے بہری ہوئی۔ راجہ نے دست بستہ عرض کیا ع مایۂ محتشمی صحبت درویشان است
میری حکومت و ثروت آپ جیسے بزرگ کے آستانے کے مقابلے مین خاک
کے برابر بہی وقعت نہین رکہتی۔ مین درشن کیلئے آیا ہون تو یہ آستانہ میرے
لیئے تخت شاہی سے بڑہکر ہے۔ یہ سنکر مہاراج نے راجہ کو اندر آنیکی اجازت
دی۔ راجہ اندر گیا اور اُسی گرد آلود فرش پر بیٹھ گیا۔ ملازم دوڑکر قالین اُٹھا
لایا راجہ نے واپس کر دیا اور ملازم سے کہا کہ باہر کہڑا رہ۔ مہاراج نے ۱۰منٹ
تک اوس سے باتین کین رخصت کے وقت راجہ نے عرض کیا کہ مین یہان
چند روز قیام کر دنگا اگر حکم ہو تو روزانہ درشن کر لیا کرون۔ مہاراج نے اسکو
اجازت دی۔ چنانچہ جب تک راجہ وہان رہا روزانہ اپنی رانی کو لیکر درشن کے
لیئے حاضر ہوا کرتا۔ اور مہاراج اس صحبت مین حقانیت کے نکات بیان فرمایا کرتے

(۷) سائین بابا کے معتقدین مین تاتیا پٹیل کے تین بیویان تہین لیکن اولاد کیلئے نہ ہوئی تہی۔ عرصہ کے بعد دوسری عورت سے بچہ ہوا۔ سائین بابا کے دربار مین پٹیل نے پیڑے تقسیم کئے۔ ۱۲ دن کے بعد جو اس رسم کے لئے خاص دن ہوتا ہے "دسو ہہا گیا وتی تائی بائی" پٹیل کی پہلی بیوی پیڑے لیکر مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئی اور پیڑونکا تہال آپ کے قدمون مین رکہدیا۔ مہاراج نے دریافت فرمایا کہ یہ کس تقریب کی پیڑے ہین۔ عرض کیا کہ یہ اس بچے کی خوشی مین تقسیم کئے گئے ہین جو میرے خاوند کی دوسری بیوی سے ہوا ہے۔ مہاراج نے تہوڑی دیر ان پیڑون کی طرف دیکہا اور کہا کہ یہ پیڑے میرے کام کے نہین ہین۔ ہر چند اصرار کیا مگر آپنے ایک پیڑا بہی نہ لیا بلکہ فرمایا کہ نہ مین لونگا اور نہ یہان کیسکو دینے کی اجازت دونگا بلکہ اپنے قرب و جوار مین بہی کیسکو دینا گوارا نہین کرتا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ کہنڈو باکے قدمون مین تو ایک دو پیڑے رکہدون آپ نے اسکی بہی اجازت نہ دی۔ مجبوراً وہ عورت پیڑے لئے واپس گئی۔ اس واقعہ کے آٹھہ ماہ بعد بچہ مر گیا۔

(۸) ایک روز جذب کیحالت مین مہاراج نے ڈاکٹر پلے سے فرمایا کہ مین دیکھہ رہا ہون کہ چند روز بعد دنیا مین سب سے بڑا خونخوار جنگ شروع ہوگا۔ پہر فرمایا کہ ڈیڑہ برس بعد عالمگیر جنگ کا آغاز ہوگا جس سے تمام دنیا مین کہلبلی مچ جائیگی - اور اسکا اثر دنیا کے ہر حصے پر پڑیگا۔ اور یہ جنگ عرصہ دراز تک جاری رہے گا۔

عظیم برپا ہوگا اور تمام مخلوق مصیبت مین گرفتار ہوگی۔ اس قدر خونریزی ہوگی
کہ خون کی ندیان بہ نکلینگی۔ مرنے والے اپنے پسماندوں کو ماتم کے لئے چھوڑ نیگے
اس جنگ کا خاتمہ اسوقت ہوگا جبکہ تمام دنیوی طاقتین لڑتے لڑتے تھک جائینگی۔
اور جن اسباب کے زور پر لڑائی جاری ہے ان مین نمایان کمی واقع ہوگی
اور لوگ خدا سے دعا مانگینگے کہ وہ اس فتنۂ عظیم کو پامال کردے اور انہین اپنے
سایہ مین لے۔" ڈاکٹر پلے نے جواب دیا کہ جنگ کے ظاہری آثار تو کوئی
دکھائی نہین دیتے۔ مہاراج نے فرمایا کہ ہون نہ ہون مین جو کچھہ کہہ رہا ہون
ایسا ضرور ہوکر رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد
جنگ شروع ہوگئی اور ایسی کہ تمام دنیا کو اس سے صدمہ پہنچا۔ اس پیشگوئی
سے ڈاکٹر پلے ششدر رہ گئے۔ اور یہ واقعہ کاکا صاحب بوٹی صاحب
اور سائین بابا کے دوسرے بھگتون کے سامنے سنایا۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ گاہے گاہے کوئی شخص آتا اور کہہ
جاتا کہ عنقریب سائین بابا کی جانشینی کا فخر مہاراج کو حاصل ہونیوالا ہے۔
ایک دفعہ ایک مسلمان آیا اور مہاراج کے روبرو بیٹھا اور کہنے لگا کہ سائین
بابا چلے گئے اور سوامی جی آئے۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا جس سے لوگون کو
یہ خیال ہوگیا کہ سائین بابا اب اس دنیائے فانی سے پردہ کرینگے اور
مہاراج اُن کے جانشین ہونگے۔

اب مہاراج نے ایک نیا رویہ اختیار کیا یعنی تمام دن ایک ٹوکری لیے ہوئے گوبر جمع کرتے پہرتے اور پہر اوسکے اپلے تہاپتے۔ ان کے ہاتہہ کے بنے ہوئے اپلے دوسرے اپلوں سے بالکل مختلف نمونہ کے ہوا کرتے اور دوسرے اپلون مین انکی شناخت ہوجاتی تہی وہ ان اپلون کا ڈہیر مندر کے ایک کونے مین لگائے رکہتے اور کسیکو چہونے تک کی اجازت نہ تہی۔ لوگ اکثر کہا کرتے کہ یہ اپلیان مہاراج خواہ مخواہ جمع کر رہے مین۔ کہانا تو پکاتے نہین۔ مہاراج فرماتے کہ یہ اپلیان مین نے اپنے جلانے کے لئے بنائی ہین جس کو سنکر لوگ خاموش ہوجاتے۔

ایک دفعہ بہساول کا ایک باشندہ مہاراج کا نیاز حاصل کرنے کے لئے شیرڈی آیا اور مندر کے کونے مین ان اپلون کا ڈہیر دیکہکر خیال کیا کہ اگر ان مین سے چند اپلے مہاراج مجہے عنایت کرین تو مین ان کو تبرک سمجہکے اپنے پاس حفاظت سے رکہون۔ مہاراج نے اس کا دلی مقصد معلوم کرکے اسکو چار اپلے عنایت کئے۔ اور کہا کہ یہ اپلے نہایت قیمتی ہین بہت حفاظت سے رکہنا اور تا وقتیکہ اشد ضرورت نہ ہو ان کا استعمال نہ کیجو۔ کیونکہ ان اپلون مین کسیکو نجات دلانے کی طاقت ہے۔ وہ شخص اپلے لیکر روانہ ہوا۔ گہر پر وہ ہمیشہ ان اپلون کی پوجا کیا کرتا۔ چند روز کے بعد اسکی مان سخت بیمار ہوئی۔ مرتے وقت

بیٹے سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ میری لاش مہاراج کے دئے ہوئے اپلون مین جلائی جائے مجہے یقین ہے کہ اس سے میری نجات ہو گی۔ پہر کہا کہ دیکہو بہولنا نہین یہ کہکر وہ بڑہیا مر گئی۔ لڑکے نے حسب وصیّت اپنی مان کی لاش اُن اپلون سے جلائی۔ صرف اتنا ہی نہین کیا بلکہ جلی ہوئی ہڈّیان بذریعہ پوسٹ پارسل مہاراج کی خدمت مین روانہ کر دی اور تمام حقیقت لکہکر یہ بہی لکہا کہ یہ جانکر کہ تمام تیرتھ اور دیوآپ کے قدمونکے پاس ہین مین نے اپنی مان کی ہڈّیان آپ کی خدمت مین ارسال کی ہین تاکہ اسکو دائمی نجات حاصل ہو۔ اسیطرح آپ کے دیگر ہندو معتقدین اپنے مرے ہوے خویشون اور رشتہ دارونکی ہڈیان بجائے بنارس اور دیگر تیرتھ بہیجنے کے مہاراج کے پاس بہیجدیتے ہین اور اسکو باعث نجات جانتے ہین۔ بعدمین مہاراج نے یہ اُپلے اپنے سچّے معتقدین مین تقسیم کر دئے۔

مہاراج کا انکسار اسقدر بڑہگیا تہا کہ درگابائی جو کہانا لاتی اسکو سورونکے آگے ڈلوادیتے جنکو کہاکر وہ اسقدر ہل گئے تہے کہ مہاراج اور درگابائی کے قریب آبیٹہتے اور کبہی مہاراج خود اُن مین جابیٹہتے۔

ایک دفعہ جبکہ مہاراج اِن سورون کے بیچ مین بیٹہے ہوئے تہے یکایک ایک معتقد جو دولت مند آدمی تہا اُن کے درشن کے لئے آیا اور مہاراج کو ڈنڈوت کرکے ان کے روبرو ایک بڑی رقم کا نوٹ نذر

کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تو نے مجھے ڈنڈوت نہین کی اِن سور دن کو کی ہے لہذا یہ نوٹ بھی انہی کی نذر کرنا چاہیئے یہ کہکر وہ نوٹ رسّی مین باندہ ایک سور کے گلے مین لٹکا دیا جسکو وہ خدا جانے کہان لیگیا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک مادہ خوک حمل سے تہی وضع حمل کے دن قریب تہے مندر کے قریب آکر لیٹ گئی درد زہ شروع ہوا۔ شدّت تکلیف سے دو دن تک نہ کہایا نہ پیا چلاّیا کی۔ تیسرے دن بیہوش ہوکر درخت کے نیچے گر پڑی۔ مہاراج اور دو تین شخص دیکہہ رہے تہے کہ اوسکے جسم سے بچہ آدہا باہر نکلا ہے اور آدہا اندر ہے وہ بہتیری کوشش کر رہی ہے مگر آدہا بچہ باہر نہین آتا۔ مہاراج اُٹھے اور اپنے ہاتہہ سے بچہ باہر نکالا اور اسیطرح اوسکے تمام بچے دائی کی طرح جنوائے جب وہ فارغ ہوئی تو اوسکو نہلایا اور اس جگہ کو جو خون وغیرہ سے خراب ہوگئی ہتی اپنے ہاتہہ سے صاف کرکے دہویا۔

مندر مین اور مندر کی دہلیز مین مہاراج کو راتدن چلم کے دہوئین کی بو معلوم ہوا کرتی اور اُن کے دل مین ہمیشہ یہ گمان رہتا کہ سائین بابا چھپے ہوئے چلم پی رہے ہین۔

سائین بابا کبہی کبہی اپنے معتقدین کو مہاراج کے پاس کسی نہ کسی بہانے بہیجتے اور اُنکے ہاتہون اِن لوگون کو پٹواتے تاکہ مہاراج سے انکو

دعائین ملین۔ یہان یہ بتلانے کی ضرورت نہین ہے کہ اس طریقے سے
سائین باباکی خفیہ طاقتون کابھی اظہار ہوا کرتا تہا۔ ذیل مین سائین بابا
کے چند خاص معتقدین کی مہاراج کے ہاتہون مار کہانے کی تفصیل لکہی جاتی
ہے۔

ایک دفعہ کاکا صاحب دکشت پونہ کا ایک نو وارد مہمان کو لئے ہوئے
مہاراج کے پاس پہنچے۔ اسوقت مہاراج کے پاس چکی رکھی ہوئی ہتی اسکو
دیکہکر یہ ہنس پڑے۔ مہاراج نے کاکا صاحب سے دریافت کیا کہ وہ بہی
کبہی آٹا پیستے ہین۔ کاکا صاحب نے کچھہ مذاقیہ پہلو سے جواب دیا۔ مہاراج
نے اس جواب پر کاکا صاحب اور ان کے مہمان کو خوب مارا۔

اسیطرح ایک اور وقت نانا صاحب چاندولکر کے داماد کو جو سائین
باباکے ممتاز معتقدین مین سے تہا اور بوٹی صاحب کے داماد کو بہی یعنی
گنپت راؤ نرکے کو جو پونہ مین پروفیسر تہا۔ خوب پیٹا۔ مذکورہ بالا تمام صاحبان
و نیز بوٹی صاحب کے لڑکے مہاراج کے بہت معتقد اور اپنا ہر ایک
کام ان کی صلاح سے کیا کرتے ہین۔

سکہارام جوگ عرف باپو صاحب جو ابہی تک حیات ہین اور
سائین باباکے سچے معتقدین سے ہین اور سائین باباکی حیات مین آرتی
پوجا وغیرہ کرنیکا شرف انکو حاصل تہا۔ مہاشیو راتری کے دوسرے

روز جو پارنا یعنی اپاس کہولنے کا دن ہوتا ہے۔ باپو صاحب نے مہاراج کے لئے جو سال بہر سے بغیر کہائے پیئے زندگی بسر کر رہے تہے کہانا لیجانے کا ارادہ کیا اور سائین بابا سے اجازت مانگی۔ سائین بابا نے کچھہ دیر سوچکر فرمایا کہ تم خود وہان کہانا لیجاؤ گے یا مہاراج تمہارے گہر کہانے آئینگے۔ باپو صاحب نے کہا مین خود مندر مین لیجاؤنگا۔ سائین بابا نے فرمایا اللہ مالک ہے (یہ آپ کا تکیہ کلام تہا) چنانچہ باپو صاحب ایک تہالی مین برہمن طریق پر پکایا ہوا کہانا لیکر گئے۔ مہاراج نے اندر سے دروازہ بند کر رکھا تہا۔ دستک دینے پر مہاراج نے دریافت کیا کون ہے؟ جواب دیا۔ باپو صاحب آپ کے لئے نیوت کا کہانا لایا ہے۔ مہاراج نے جواب دیا ہمین کہانے وانے کی ضرورت نہین ہے۔ یہان سے چلے جاؤ۔ باپو صاحب نے بگڑ کر کہا جب تک تم نہ کہاؤ گے مین ہرگز نہ جاؤنگا۔ یہ کہانا مین سائین بابا کی اجازت سے لایا ہون۔ یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ بھیا بائی بہی آنکلی اور اوس نے بہی عرض کیا کہ مہاراج ۲۱ مہینے گذر گئے کہ آپ نے دانہ تک منہ مین نہین ڈالا کہانا آیا ہے تو کہا لیجے۔ یہ سنکر مہاراج مندر سے باہر آئے اور عورت کے ایک تہپڑ رسید کیا۔ بیچاری ڈر کر بہاگ گئی۔ پہر باپو صاحب کو گالیا دین یہ بہی دور جا کہڑے ہوئے اور وہین سے سخت سست کہنے لگے۔ اسپر مہاراج نے اس زور سے ایک پتھر رسید کیا کہ شانہ زخمی ہو گیا

جھلاکر بولے خبردار جواب مجھے مارا ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا۔ مہاراج نے فرمایا مین جو سزا دینی چاہتا تہا دیچکا اب نہین مارنیکا۔ اتنے مین دو آدمی وہان آنکلے۔ اِن دو آدمیو نکی مدد سے باپو صاحب مہاراج کو پکڑکر اپنے گہر لے گئے اور رسی سے باندہ دیا۔ مگر تہوڑی دیر کے بعد رسی کہولدی اور پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے۔ کشان کشان سائین بابا کے حضور انکو لیگئے۔ باپو صاحب نے اپنی فریاد دائر کی۔ آپ نے فریادسنی اور مہاراج کو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ پہر فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر خاموش کیون نہین بیٹھتے۔ اتنا سُنکر مہاراج اُٹھے اور سیدہے مندر مین آکر بیٹھ گئے۔ اسی دن دوپہر کو باپو صاحب اپنے دوستو نکے ہمراہ پہر آئے اور مہاراج سے کہاکہ ٹہیرو تو سہی مین ابہی پولیس مین جاتا ہون اور تمہاری بدمعاشی اور دوسرو نکی مارپیٹ کا حال سارا کہہ سناتا ہون۔ مہاراج نے زبان تک نہ ہلائی اور خاموش بیٹھے سناکئے۔ شام کو مادہوراؤ نے سائین بابا سے مہاراج کی مارپیٹ کی شکایت کی اور کہاکہ اگر آپ اجازت دین تو مہاراج کو پولیس کے حوالے کردون۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مہاراج کا تعلق اور نسبت ایسے بزرگ سے ہے کہ مین انکے متعلق نہ کچہہ بول سکتا ہون اور نہ کچہہ کرسکتا ہون۔

(۳۰) ایک ہندوستانی عیسائی جو سوامی کے نام سے مشہور تہا کاکا صاحب

کی دوستی کے ذریعے سائین بابا کی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرتا۔ اُن
تبلیغ عیسائیت چھوڑ کر ظاہرا سائین بابا کا معتقد بنا ہوا تہا۔ ایک دن بمبئی
سے واپسی پر سائین بابا سے بے ادبانہ اور رندانہ انداز سے جیسا کہ بازاری
لوگونکا طریق گفتگو ہوتا ہے مزاج پرسی کرنے لگا۔ سائین بابا نے جواب
مین کہا کہ مجھے اسوقت دو۲سو روپے کی سخت ضرورت ہے تم فوراً مہاراج
کے پاس جاؤ اور اُن سے دوسو روپے میرے نام سے مانگ لاؤ
چنانچہ سوامی جی مہاراج کے پاس پہنچے اور کہا کہ سائین بابا نے آپ سے
۲۰۰ روپے مانگے ہین اور فرمایا ہے کہ بہت ہی اشد ضرورت ہے فوراً
دے دو۔ شام کے چھ۶ بجے کا وقت تہا مہاراج مندر کے سامنے بڑ کے
درخت کے نیچے بیٹھے لوگون سے باتین کر رہے تہے۔ مہاراج نے اسکی منہ
کی طرف دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو پیٹنا شروع کر دیا جب مار کہاتے کہاتے
ادہموا سا ہو گیا تو فرمایا کہ کیا اور زیادہ روپون کی ضرورت ہے؟ وہ
بیچارہ حواس باختہ دُم دبا کر بہاگا اور سائین بابا کے قدمون مین گر گیا
اور اپنے گستاخانہ انداز کو چھوڑ کر سچی عقیدت اور تعظیم کیا نہ سائین بابا
کے پاس آتا رہا۔ درحقیقت یہ سائین بابا کی آزمایش کرنا چاہتا تہا۔

(۵) ایک دفعہ ایک انسپکٹر پولیس معہ چند مسلمان سپاہیون اور جمعدار
پولیس مہاراج کے درشن کو آیا۔ ابہی مندر کی دہلیز ہی پر قدم رکہا تہا

کہ مہاراج نے گالیان دینا شروع کین اور اسقدر لوچہاڑکی کہ بیچارہ پیچہے ہٹ گیا۔ مہاراج اُٹہکر آئے اور اوسکو ہاتہون کے روبرو ایسی ایسی سنائین کہ غریب شرم کے مارے سر نہ اُٹہا سکا۔ پہر آپ نے آہستگی سے کہنا شروع کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ برہمن ہوتے ہوئے بہی تمکو اتنا خیال نہین کہ جوتہ پہنے ہوئے مندر مین نہین جانا چاہیے۔ اور پہر مذہبی معاملات پر نہایت نرمی اور سہولیت سے تقریر کی اور مذہب کی ضرورت اور اوسکی حقیقت اوسکو سمجہائی۔ جسکو سنکر انسپکٹر قائل ہوگیا اور مہاراج کے قدمون مین گر گیا۔

ایک دفعہ سائین بابا نے ہر قسم کے جُلّاب منگوائے اور اُنکو ایک بڑے برتن مین ڈالکر یکجا کر دیا۔ اور جو لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تہے سب کو ایک ایک پیالہ پلایا اور آخر مین خود بہی ایک پیالہ پی لیا۔ اب تماشہ دیکہیے کہ پینے والون کو تو اسکا اثر ہوا نہین مہاراج کو دوسرے دن سے جلاب شروع ہو گئے۔ حالانکہ برس سے زیادہ ہو چکا تہا کہ آپ کے پیٹ مین سوائے انتڑیون کے اور کچہہ باقی نہ تہا۔ چنانچہ ہر چہہ سات دن کے بعد ایک دن آپ کو دست آیا کرتے اور یہ سلسلہ بہت دن تک جاری رہا۔

سائین بابا کے حضور مین جو باتین ہوتین ڈاکٹر پلے کی زبانی مہاراج

تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سائین بابا نے لوگون کو جلاب پلایا اور خود بھی پیا۔ درحقیقت سائین بابا کا طریق عمل مہاراج کی تعلیم کے لیئے تہا کہ دوسرونکی تکلیفون مصیبتون اور گناہون کا خمیازہ بھی خود اُٹھانا چاہیئے اور انکی آزادی کیلئے خود کو مقید بھی کرنا چاہیئے۔

مہاراج منشیات سے اتنے ہی دور تھے جتنی آسمان سے زمین اسپر بھی انکو بعض اوقات اس قدر نشے اور خمار مین دیکھا گیا ہے کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ لوگونکے خیال سے مہاراج نے ڈاکٹر پیلے کو اسکی وجہ بتائی۔ کہ جس طرح جلاب کی دوا دوسرون نے کھائی اور جلاب ہوئے مجھے اسیطرح آجکل مخلوق خدا بے انتہا شراب اور دیگر منشیات کا استعمال کر رہی ہے جس کا اثر انپر ہونیکی بجائے میری طرف منتقل ہو رہا ہے اور جون جون لوگون مین نشہ کا زیادہ استعمال ہوگا یہان خمار زیادہ ہوتا جائیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گذشتہ چار پانچ سال مین لوگون نے شراب اور منشیات کا بہت ہی زیادہ استعمال کیا۔ اور کلالون نے عام طور پر ان لوگونکی ناعاقبت اندیشی سے بہت زیادہ فائدہ اُٹھایا۔ یہانتک کہ بڑی بڑی حویلیون اور باغات کے مالک بنگئے۔ ان ایام مین مہاراج دنرات مخمور اور بدمست رہا کرتے تھے۔ آخرش مہاراج نے یہ منزل طے کی اور مہاراج کا نشہ اترگیا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ شراب کے خلاف صدا

بلند ہوئی اور چاروں طرف دھڑلّے سے پکٹنگ شروع ہوئی۔ اور یہ اسوقت تک جاری رہیگی جب تک کلال اور شرابی اپنی اپنی اصلی حالت پر نہ آجائین یعنی کلالونکی امیری اور دولتمندی، اور شرابخورونکی غریبی اور مفلسی مین بتدریج تغیر واقع نہ ہوے۔ اسکے بعد یہ پکٹنگ خود بخود بند ہو جائیگی۔

یہان یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک سدگرو یعنی پیر مغان کو اپنے حلقے کے تمام لوگون کے ہر ناقص فعل کا ذمّہ دار بننا اور اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اور اسطرح وہ اپنے حلقے والون کو سنسکار سے نجات دلاتا ہے۔ اور عالم قدس کی اس منزل تک لیجاتا ہے جہان وہ خود ہے۔ حلقے کے لوگ وہ ہوتے ہین جنکا تعلق پیر مغان سے روز ازل سے چلا آتا ہے۔ اور جو ہر تکلیف اور آرام کیحالت مین اوسکے شریک جان نثار رہتے ہین اگرچہ ان کو اس تعلق کا احساس کچھہ نہین ہوتا۔ لیکن ایک قدرتی طاقت ہوتی ہے جو انکو اپنے پیر مغان کیطرف بلا ارادہ کھینچے لئے جاتی ہے اور انسان اپنے ارادہ کے خلاف کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دراصل یہی خوش قسمت ہستیان ہین جو اپنے پیر مغان کے ساتھہ ساتھہ اس عنایت کی مستحق ہوتی ہین جو پیر مغان کو حاصل ہے۔ پورے طور پر سمجھانے کے لئے ہم دو (۲) مثالین دیتے ہین جس سے اچھی طرح بات ذہن نشین ہو جائیگی۔

(۱) فرض کرلو کہ کاغذ کے ایک بڑے ٹکڑے سے چھوٹے چھوٹے بہت سے ٹکڑے چسپان ہین گو وہ ٹکڑے رنگ روپ اور قد و قامت مین جدا ہون صاف شفاف ہون یا میلے کچیلے۔ خوشبو دار ہون یا بدبودار جب یہ بڑا کاغذ ہوا مین اُڑے گا تو لازمی طور پر چھوٹے ٹکڑے ہر جگہ ہر وقت اور ہر ایک حالت مین اوس کے ساتھ رہینگے۔ دشوار سے دشوار اور آسان سے آسان ہر منزل مین بڑے ٹکڑے کا ساتھ رہیگا۔ بڑا ٹکڑا ایسا ہے جیسے پیر مغان اور چھوٹے ٹکڑے حلقۂ پیر مغان جنکا تعلق روز ازل سے پیر مغان کے ساتھ ہے۔ اِن ٹکڑونکو بڑے ٹکڑے سے وابستہ کرنے والی شئے اہل حلقہ کی محبت و عقیدت، صدق دلی (بہاؤ بھگتی) اور جان نثاری کا مادہ ہے جو اول ہی سے اِن میں موجود ہے۔ اِن ٹکڑونکے متفرق رنگ و روپ حلقہ والون کے مذاہب اور ادیان ہین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بڑا ٹکڑا یعنی پیر مغان خواہ کسی جگہ کیون نہ جائے چھوٹے ٹکڑے یعنی اہل حلقہ بیخبری کے عالم مین اوسکو ساتھ جانے پر مجبور ہونگے اسباب اور وجوہات سے انکو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بلکہ اہل حلقہ کی حالت اس شعر کے موافق ہوگی ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

دوسری مثال:- فرض کیجے کہ ایک انجن پونہ سے اپنے ساتھ کئی ڈبے لیکر بمبئی جاتا ہے۔ ان ڈبون مین ایک ڈبہ نہایت قیمتی اور نفیس اشیا سے بھرا ہوا ہے۔ دوسرے مین بالکل ناقص اور خراب چیزین ہین۔ تیسرے مین طرح طرح کے خوشبودار پہول اور قیمتی عطر کے کنٹر بہرے ہین۔ چوتہے مین سڑی بسی ترکاریان اور بدبودار مچھلیون کا ڈہیر ہے۔ جو ڈبہ کہ قیمتی اشیا سے بھرا ہوا ہے وہ انجن سے ملا ہوا لگا یا گیا ہے اور اسیطرح حسب مراتب سامان کے ڈبے لگاکر سب سے آخر بدبودار مچھلیون کا ڈبہ لگایا ہے تاکہ ڈرائیور کو اوسکی بو نہ آوے۔ پونہ سے بمبئی تک انجن پہاڑون مین ہوتا ہوا میدانون مین پہنچتا ہے کبہی جنگلو اور خاردار جہاڑیون سے گذر کر سبزہ زار اور پرفزا مقام پر جاتا ہے۔ کبہی موسلا دہار بارش اسپر پڑتی ہے تو کبہی ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا کے جہونکے کہاتا ہے۔ غرضکہ زمانہ کا ہر گرم و سرد جو اسکو چکھنا پڑتا ہے ہر ایک ڈبہ اسمین اس کا ساتہہ دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ جس قدر تیز جاتا ہے ڈبے بہی اسی تیزی سے چلتے ہین آہستہ چلتا ہے آہستہ جاتے ہین اور جب ٹہرتا ہے تو یہ بہی ٹہر جاتے ہین الغرض انجن جس وقت منزل مقصود پر پہنچتا ہے تو ڈبے بہی اس کے ساتھ لگے ہوئے وہان پہنچتے ہین۔ روانگی کے وقت اسٹیشن ماسٹر اس کا انتظام کرلیتا ہے کہ کونسا انجن کسوقت روانہ کیا جائے اور کون کون سے ڈبے اوسکے ساتھ

لگائے جائیں اور انکو کس مقام پر بہیجا جائے۔ خالی ڈبے جنکی ابہی ضرورت نہین ہے وہ بدستور اپنی جگہ پڑے رہتے ہین۔ اور جب تک اُن کا وقت نہین آتا وہ سفر سے محروم رہتے ہین۔ اب دیکہیئے کہ خدا مثل اسٹیشن ماسٹر کے ہے۔ مقام روانگی پونہ، دنیا۔ مقام مقصود یعنی بمبئی عالم قدس کی اخیر منزل۔ انجن پیر مغان۔ ڈبے حلقہ پیر مغان۔ ڈبون کو انجن سے جوڑنے والی کڑی حلقے کے لوگونکی محبت و سچی عقیدت (بہاؤ بہگتی) یہ بات بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جس طرح انجن کے ساتہہ ہر قسم کے اچھے برے ڈبے ایک ساتہہ اور ایک ہی حالت مین مقام مقصود پر پہنچتے ہین اسیطرح حلقے کے آدمی اونچی ذات کے ہون یا نیچی ذات کے ہندو ہون یا مسلمان۔ آتش پرست ہون کہ عیسائی۔ ظاہر و باطن مین پاک ہون یا ناپاک۔ نیک ہون یا بدغرض کیسے ہی کیون نہ ہون پیر مغان کے ساتہہ رہتے ہین۔ اور پیر مغان کے ساتھ عالم قدس کی سیر کرتے ہین

اب ہم اپنے مضمون پر واپس آتے ہین اور بتاتے ہین کہ مہاراج جس حالت مین تھے اس حالت مین انہین کیسے کیسے عجیب ترین اور حیرت انگیز معاملے ہوئے جس سے معلوم ہوگا کہ سائین بابا کی روحانی طاقت نے مہاراج کو کیسے کیسے منظر دکہائے۔

ایک دن مہاراج ایک کنوین پر پہنچے جو مندر سے پاؤ میل کے

فاصلے پر ہوگا۔ اور مسلمانان شیرڈی اس مین تعزیہ ٹھنڈے کرتے ہین
ایک درخت کے سایہ مین آپ بیٹھ گئے۔ کنوین سے ایک فرلانگ کے
قریب پانی کی نالی بہہ رہی تھی آپ اسکی جانب دیکھنے لگے۔ یکایک
ایک سوار دکھائی دیا جو نالی کی طرف آرہا تھا۔ نالی پر پہنچکر اوس نے
گھوڑے کو روک لیا اور اتر کر گٹھری کھولی جو زین سے بندھی ہوئی تھی
گھوڑے کو کھلا چھوڑدیا اور گٹھری لیکر نالی کے قریب جا بیٹھا۔ مہاراج کے
دل مین یکبیک خیال پیدا ہوا کہ اوس کے قریب پہنچکر اوسکو دیکھنا
چاہیے اس خیال کو جون جون مہاراج روکتے تھے اور زیادہ بڑھتا تھا
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دل کے اندر بیٹھا ہوا مہاراج کو مجبور کررہا ہے
کہ اس سوار کے قریب جاکر اوس کا حال دیکھین۔ چنانچہ مہاراج اُٹھے اور
نالی کے دوسری طرف سوار کے بالمقابل جا بیٹھے اور اوسکی حرکات کو غور
سے دیکھنے لگے۔ یہ شخص جذامی تھا جس سے اوس کا چہرہ نہایت بدنما اور
گھناؤنا ہورہا تھا۔ ہاتھ اور پیر کی انگلیان جھڑ گئی تھین بدن پر ہر جگہ
زخم پڑے ہوئے تھے۔ جن مین سے خون اور پیپ بہہ رہا تھا۔ اس لئے
پہلے نالی مین ہاتھ دہوئے پاؤن دہوئے۔ اور پھر غسل کرکے اپنے پیپ
آلودہ کپڑے دہونے شروع کئے۔ اس کی حالت زار پر مہاراج کو بہت
ہی رحم آیا اور نہایت ہی ترحمانہ نظرون سے اوسکو دیکھنے لگے۔ اسوقت

ایک ادہیڑ عورت جو شادی شدہ معلوم ہوتی تھی آئی اور نالی کی دوسری طرف مہاراج کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور مہاراج کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جاکر اس نالی سے خون آلودہ پانی پی۔ پہلے تو مہاراج کو ذرا تامل ہوا پھر یہ خیال آتے ہی کہ شاید سائین بابا ہی عورت کی شکل مین مجھے حکم دے رہے ہون۔ اُٹھے اور چلو سے پانی پینے لگے۔ سوار اس قدر منہمک تھا کہ اوس نے مہاراج اور بڑھیا کیطرف دیکھا بھی نہین۔ مہاراج جب پانی پی چکے تو پھر اس عورت کی طرف دیکھا۔ اوس نے پھر اشارہ سے کہا کہ اس گدلے پانی مین غسل کرو۔ مہاراج نے فوراً تعمیل کی اور اس خندہ روئی سے غسل کیا جیسے گنگا اشنان کر رہے ہون۔ اتنے مین اس جذامی کا گھوڑا جو کھلا ہوا کھڑا تھا چھلانگ مارکر مہاراج کے قریب آیا اور چاہتا تھا کہ مہاراج پر حملہ کرے مہاراج نے فوراً اس عورت کیطرف دیکھا۔ عورت نے اشارہ کیا کہ خاموش بیٹھے رہو۔ مہاراج بیٹھے رہے گھوڑے نے آگے بڑھ کر مہاراج کی پیٹھ پر تھوتھنی مارنی شروع کی۔ مہاراج برداشت کئے بیٹھے رہے۔ اسکی آواز پر جذامی چونکا اور گھوڑے کو غصے مین گالیان دیتا ہوا آکر پکڑلیا۔ مہاراج نے پھر عورت کیطرف دیکھا اب کے اوس نے اشارہ کیا کہ اس جذامی کی ڈنڈوت کرو۔ مہاراج اُٹھے اور زمین پر لیٹ کر جذامی کے قدمون پر اپنا سر رکھدیا۔ جذامی بھی اس کے جواب مین ڈنڈوت کے لئے مہاراج

کے قدمون پر گر گیا۔ اس رسم کے بعد مہاراج نے پہر عورت کیجانب رخ کیا۔ دیکہا تو عورت ندارد ہے۔ مہاراج وہان سے اُٹہکر مندر مین آئے

ایک دفعہ مہاراج حسب معمول مندر مین داخل ہوئے اور بائین کونے مین جا بیٹھے۔ یکایک دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ بارہ بجے دن کا وقت اور سورج اپنی پوری روشنی سے چمک رہا تہا۔ لیکن مہاراج نے دیکہا کہ ان دو آدمیون کے اندر آتے ہی مندر مین اندہیرا چھا گیا اور صرف ان آدمیون کے گرد نور کا ہالہ تہا جنکی وجہ سے وہ خود صاف نظر آرہے تہے اور انکی ہر ایک حرکت کا پتہ لگتا تہا۔ اس نور کے ہالے سے عام روشنی کیطرح کرنین نہین پڑتی ہین۔ گویا روشنی حلقے مین مقید تہی اور اسیوجہ سے چارونطرف تاریکی چھائی ہوئی معلوم ہوتی تہی۔ یہ دونون آدمی جس سمت جاتے یہ ہالے انکے ساتہہ رہتے۔ مہاراج نے غور سے انکی طرف دیکہا تو معلوم ہوا کہ ان مین سے ایک مسلمان ہے اور ایک ہندو۔ دونون کی صورتین نہایت کریہہ تہین۔ جسم پر کہدر سے بہی موٹے اور ناملایم کپڑے تہے۔ اور ان کا بدن سرتاپا غلاظت سے بہرا ہوا تہا۔ انکی داڑہی لمبی اور سر کے بال بکہرے ہوئے تہے اور ان مین معلوم ہوتا تہا کہ مدتون کا میل جما ہوا ہے۔ ان کا جسم موٹا اور کہردرا تہا۔ نہایت قوی الجثہ اور آدم خور وحشی انسانون کے مشابہ تہے۔ دونون کے پاس ایک ایک گٹہری تہی۔ مندر مین داخل ہو کر یہ مہاراج کے

بالکل سامنے زانو پر زانو رکھکر بیٹھ گئے۔ اور بہت دیر تک باہم گفتگو کرتے رہے۔ مگر مہاراج کی سمجھ مین ایک لفظ بھی نہ آسکا۔ کیونکہ زبان اجنبی تھی باتین ختم کر کے انہون نے اپنی گٹھریان کھولین۔ ایک نے اپنی گٹھری سے موٹی اور بھاری بھاری روٹیان نکالکر ڈھیر کر دین اور دوسرے نے اپنی گٹھری سے ایک چھری ایک رکابی اور گڑ نکالکر باہر رکھا۔ مہاراج یہ تمام منظر خاموش بیٹھے ہوے دیکھا کئے۔ اس مدت مین مہاراج کیحالت کا نقشہ عجیب ہوگیا۔ اطمینان اور گھبراہٹ دونون کی کشاکش نے مہاراج کو عجب مخمصے مین ڈال رکھا تھا۔ جب یہ لوگ گٹھری مین سے ضروری چیزین نکال چکے تو انہون نے مہاراج کیطرف توجہ کی اور ان مین سے ایک نے ہاتھ بڑھاکر مہاراج کو اپنی طرف جھٹکا دیکر کھینچا۔ مہاراج لڑھک کر ان دونون کے سامنے آپڑے۔ ان دونون نے ایک دوسرے کی مدد سے مہاراج کا گلا کاٹا اور سر کو تن سے جدا کر دیا۔ مہاراج اپنے سر کو اپنے تن سے جدا ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور زور زور سے چلا رہے تھے کہ ارے یہ میرا سر ہے تم نے اسکو کیون الگ کر دیا میرا سر مجھے واپس دو۔ تم کون جدا کرنیوالے۔ تم کو کیا اختیار ہے۔ مگر ان کی آہ و بکا پر انہون نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور سر کو اٹھاکر زمین پر دے مارا اور توڑ ڈالا۔ پھر ایک نے ناریل کے ٹکڑے سے کھوپری سے بھیجا نکالنا شروع کیا۔ اور رکابی مین رکھکر

گڑ ملایا اور دونون نے روٹی کے ساتھہ مزے لیکر کہانا شروع کیا اور
سارے کا سارا ہضم کر گئے۔ مہاراج یہ دیکھکر یہی چلائے کہ ارے وشنیو
یہ میرا بھجا ہے میرا سر ہے مجھے واپس دو یہ کیا کر رہے ہو مگر انہون نے
ایک نہ سنی کہا پی کر چیزین بدستور گٹھری مین باندہ روانہ ہو گئے۔ قدم
باہر رکھنا ہی تہا کہ اجالا ہو گیا۔ اور مہاراج نے اسی کونے مین اپنے آپکو
صحیح سالم بیٹھے ہوئے پایا جس مین آکر بیٹھے تہے۔ اور وقت بہی وہی تہا
جسوقت یہ واقعہ شروع ہوا۔ اسپر لطف یہ کہ مہاراج یہ نہ سمجھہ سکے کہ گردن
کٹا چیخ کیسے سکتا ہے۔ اس روز سے مہاراج کے عادات واطوار مین ایک
بین فرق آگیا۔ اور لوگ خیال کرنے لگے کہ مہاراج کے دماغ مین خلل آگیا
ہے اور یہ دیوانے ہو گئے۔ کیونکہ اس دن سے مہاراج ہر وقت کہنے لگو
میرا سر کہان ہے۔ میرا سر مجھے واپس دو۔ کبہی دنکی روشنی مین چلانے لگتے
کہ لوگو بالکل اندھیرا ہو گیا مجھے مطلق دکہائی نہین دیتا۔ چراغ کیون نہین
جلاتے۔ اور یہ حالت اس قدر بڑہی کہ لوگونکو انپر رحم آنے لگا۔

ایک دن مہاراج بہتے پانی کی نالی پر بیٹھے غسل کر رہے تہے دیکہا
کہ ان کا پیٹ پانی مین بہا چلا جا رہا ہے۔ گہبرائے اور پکڑنے کے لئے دوڑے
لیکن وہ چشم زدن مین نظرون سے غائب ہو گیا۔ مہاراج کو یقین ہو گیا کہ اُن کا
پیٹ بہہ گیا۔ اس دن سے سر کے ساتھہ پیٹ بہی شریک ہو گیا اور فرمایا کرتے

کہ میرا سر کہان ہے میرا پیٹ کہان ہے۔

ایک دن مہاراج نے دن کے وقت بیٹھے بیٹھے یہ محسوس کیا کہ وہ ایک گول اور چکنے پتھر ہین۔ اور احساس جسمی بالکل باقی نہ رہا پھر دیکھا کہ یہ گول پتھر اپنے ہی ارد گرد پھر رہا ہے۔ اور اس گردش سے اس کا جسم بجائے گول کے لمبا ہوتا جاتا ہے۔ پھر دیکھا کہ اس کا بیچ کا حصہ گردش کیوجہ سے پتلا ہوتے ہوتے بال کی مانند رہگیا ہے اور اگر یہ گردش قایم رہی تو یہ دو ٹکڑے ہو جائیگا۔ یہ حالت قریباً ۷ منٹ تک ہی ختم ہوئی پر آپ نے اپنے آپکو اصلی حالت مین بدستور بیٹھے دیکھا۔ اور وقت کا ایک لمحہ بہی نہین گذرا تھا۔

ایک دفعہ آپ رفع حاجت کو بیٹھے ہوئے تھے۔ یہان آپ نے دیکھا کہ ہر چیز حتی کہ دنیا چکر کہا رہی ہے اور وہ دنیا سے الگ ہوکر گویا دنیا کی اس بے انتہا گردش کا نظارہ کر رہے ہین۔ پھرتے پھرتے وہ اس قدر چھوٹی نظر آنے لگی کہ ایک نقطہ سا باقی رہگیا۔ اور پھر یہ بہی غائب ہوگیا

ایک دفعہ آپ نے یکایک اپنے گرد تین نور کے ہالے دیکھے ہر ایک ہالہ چوڑان مین ایک فٹ کے قریب تہا اور ایک کے اوپر ایک تین تین فٹ کے فاصلے پر مہاراج کے گرد بڑی تیزی سے چکر لگا رہے تہے۔ یہ ہالے بہی ویسے ہی تہے جیسے پہلے بیان ہو چکے ہین۔ اور ان ہالون کے درمیان اور اطراف تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تہی۔ یہ مشاہدہ اکثر دن مین

کئی کئی مرتبہ ہوا کرتا۔ اور کئی دن جاری رہتا۔

چند روز گذرتے پھر ایک عجیب وغریب مشاہدہ ہوا۔ آپ نے ایک روشن ہالہ دیکھا جسکے ارد گرد تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور اس ہالے مین خدارسیدونکا ایک بہت بڑا گروہ نظر آیا۔ جن مین برہما چاری سنت اولیا۔ قطب اور سدپروش تھے۔ یہ بزرگ بیٹھے ہوئے دنیا اور اسکے انتظام کے مسئلہ پر غور کر رہے تھے مگر نتیجے پر کوئی نہین پہنچتا تھا۔ ان کی بحث مہاراج کو اچھی طرح سنائی نہین دیتی تھی۔ آخر یہ سب بزرگ سائین بابا کا انتظار کرنے لگے جو ابھی تک نہین آئے تھے۔ کچھہ دیر توقف کر کے ان مین سے ایک بزرگ مراقبے مین گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ سائین بابا کا جسم (ظاہر) شیرڈی مین ہے اور روح (باطن) کہین اور ہے پھر دوبارہ مراقبہ کیا گیا تاکہ روح کا پتہ لگائین معلوم ہوا کہ سائین بابا کی روح کاشی مین عالم قدس کے کسی پیچیدہ معاملے کے سلجھانے مین مصروف ہے۔ مگر انکو اس مجلس کے انعقاد اور وقت کی اطلاع ہے۔ قریباً ۵ منٹ کے بعد سائین بابا تشریف لائے اور نہایت خندہ پیشانی سے پوچھا کہ مسئلہ حل ہوگیا یا نہین۔ ان بزرگون نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم نے اس سوال کا حل آپ پر چھوڑ رکھا ہے آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا۔ یہانتک ہی مشاہدہ ہوا۔ اور پھر مہاراج اپنی اصلی حالت مین ہو گئے۔ ان تمام باتون کو ایک لمحہ

بھی نہین لگا۔

ایک مرتبہ روشنی کا ہالہ پہلے کی مانند نمودار ہوا۔ اور اسکے درمیان کئی بزرگ تھے جنکے بیچ وسط مین سائین بابا تشریف فرما تھے ایک طرف بہت بڑی ترازو ٹنگی ہوئی تھی جس کے قریب ایک بزرگ کھڑے تھے۔ یکایک سائین بابا اُٹھے اور ترازو کے ایک پلڑے مین جا بیٹھے۔ یہ دیکھکر اُن بزرگون مین سے ایک بزرگ اُٹھے اور دوسرے پلڑے مین جا بیٹھے مگر سائین بابا کے برابر وزن نہ ہوا۔ اسپر دوسرے اور پھر تیسرے غرضکہ یکے بعد دیگرے سب کے سب ملکر بیٹھے مگر سائین بابا کا پلڑا ہلا تک نہین۔ سائین بابا نے مسکرا کر فرمایا کہ تم سب ملکر میرے برابر نہین آسکتے۔ اتنے مین راستے پر مہاراج جاتے ہوئے نظر آئے۔ انکو دیکھکر سائین بابا نے ان بزرگون مین سے چند کو کہا کہ جاؤ اوسکو پکڑ کر ادھر لے آؤ۔ چنانچہ مہاراج وہان لائے گئے پھر سائین بابا نے سب کو الگ کر دیا اور مہاراج کو دوسرے پلڑے مین بٹھا دیا۔ دیکھا تو دونون پلڑے برابر ہو گئے۔ سائین بابا خوش ہوئے اور فرمایا کہ آخر مجھے برابر کی جوڑ ملگئی۔ اب اس معاملہ کو ختم کرو چنانچہ ہالہ اور اوسکے تمام بزرگ غائب ہو گئے اور مہاراج اوسیجگہ حسب معمول بیٹھے ہوئے تھے

ایک دفعہ مہاراج عادت کے موافق کہنی کا ٹیکہ لگائے ہوئے مندر مین بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ یکایک معلوم ہوا کہ ان کے مرحوم آبا واجداد مرد

زن ایک ایک کرکے ان کے دل مین سے نکل رہے ہین۔ اور ہر ایک کے گرد نور کا ایک ہالہ ہے۔ اور سوائے ان ہالون کے تمام عالم مین اندہیرا ہوگیا ہے۔ مہاراج یہ منظر بہت دیر تک دیکھتے رہے لیکن اختتام پر معلوم ہوا کہ پلک بہی نہین جہپکی تہی۔

ایک دفعہ دن کے وقت ایک عجیب مشاہدہ ہوا۔ مہاراج نے خود کو سائین بابا کے قریب اپنے مرحوم آباواجداد کے ہمراہ موجود پایا۔ ا نکے ایک ہی ہالہ نور کا ان سب کو گھیرے ہوئے تہا۔ جسکے باہر سخت تاریکی کا عالم تہا سائین بابا نے مہاراج کو حکم فرمایا کہ ان لوگونکو جان سے مار ڈالو۔ مہاراج نے فوراً تعمیل حکم کی اور ایک ایک کرکے سب کو ہلاک کر دیا۔ اسکے بعد فوراً ہی یہ منظر آنکھون سے غائب ہوگیا۔

چند روز کے بعد پہر ایسا ہی ایک مشاہدہ ہوا جس مین انہون نے اپنے انہی آبا واجداد کو سائین بابا کے پاس دیکہا جنکو وہ اپنے ہاتہون ذبح کر چکے تہے۔ ان کے گرد ہالہ بدستور تہا۔ ان سبہون نے ایک ہی وقت مین سائین بابا سے گلے ملنے کا ارادہ کیا اور ایک دوسرے کے آگے بڑہنے کی کوشش کرنے لگا۔ سائین بابا نے اپنے ہاتہ پہیلائے اور ان سبہونکو اپنی آغوش مین لیکر اسقدر زور سے بہینچا کہ وہ سائین باباکے اندر سما گئے۔ سائین بابا اور یہ سب لوگ کپڑے پہنے ہوئے تہے۔

ایک دفعہ پانچ بجے دن کے قریب مہاراج مندر مین بیٹھے ہوئے تھے اور بالکل بیداری اور ہوش کے عالم مین تھے کہ انہون نے دیکھا کہ سائین بابا نمودار ہوئے۔ اور مہاراج کے قریب پہنچکر بولے کہ میرے ہمراہ چلو جب مہاراج سائین بابا کے ہمراہ چلے تو سائین بابا کے گرد نور کا ہالہ پیدا ہوگیا جسکے باہر ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک پرانی حویلی دکھائی دی۔ سائین بابا مہاراج کو اس حویلی مین لیگئے۔ اندر پہنچکر وہ ایک بہت بڑے وسیع کمرے مین داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہوئے چپ و راست دو چبوترے بنے ہوئے تھے۔ بائین طرف کے چبوترے کے مقابلے مین باہر جانیکے لیئے ایک دروازہ تھا۔ دوسرے سرے پر کمرے کے کونے مین فرش بچھا ہوا تھا۔ فرش پر گدا۔ اور گدے پر ایک بہت ضعیف سفید پوش اور سفید ریش جلوہ افروز تھے۔ یہ دونون اس چبوترے پر بیٹھ گئے۔ مہاراج نے سائین بابا سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہین؛ سائین بابا نے فرمایا کہ یہ شخص مقام توحید مین ہے اور اسیطرح ایک ہزار سال سے یہان بیٹھا ہوا ہے۔ میرا دوست ہے۔ کبھی کبھی ملنے کے لئے یہان آیا کرتا ہون۔ پھر سائین بابا نے مہاراج سے کان مین کچھ کہنا شروع کیا مہاراج کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص ان کے بازو مین بیٹھا ہوا باتین کررہا ہے۔ مڑکر جو دیکھا تو اپنے ہی پتلے کو پایا۔ جسکو دیکھکر مہاراج دم بخود

ہو گئے۔ اور اسکی طرف کچھ ایسے منہمک ہوئے کہ سائین بابا کی بات ہی نہ سن سکے۔ سائین بابا نے اس پتلے کیطرف دیکھنے سے مہاراج کو منع کیا۔ مہاراج نے گردن موڑی ہی تہی کہ اس پتلے نے مہاراج کا شانہ ہلایا اور کہاکہ میری طرف مخاطب رہو اور میری بات بغور سنو۔ اسپر سائین بابا نے پھر روکا اور منع کیاکہ ادہر دہیان نہ دو۔ غرض اسیطرح تین مرتبہ منع کیا لیکن اسپر بہی پتلے نے اصرار کیا تو سائین بابا آگ بگولہ ہو گئے۔ اور غصے مین بہرے ہوئے چبوترے سے اترے اور اس پتلے کا ہاتھہ پکڑ کر میدان مین لیگئے اور وہان جاکر خوب مارا۔ اور مہاراج کو کہتے رہے کہ تم نہ ڈرو۔ جب خوب اچھی طرح گت بنا چکے تو اوسکو پکڑ کر مسان مین لیگئے وہان ایک بڑی بہاری چتا سلگی ہوئی تہی اس مین جھونک دیا اور مہاراج کو ساتھہ لیکر اسی حویلی مین واپس آئے۔ آتے ہی یہ تمام منظر چھپ گیا۔ اتنے واقعات دیکھنے پر بہی وقت وہی تہا جو شروع کا تہا۔ اس مشاہدے کے بعد مہاراج اکثر آہ وزاری کیا کرتے اور لوگ انکی دیوانگی پر یقین کرتے جاتے۔

ایک بار مہاراج نے خود کو مندر سے نکل کر بہت دور جاتے ہوئے دیکھا۔ چلتے چلتے ایک اجڑے ہوئے قصبے مین پہنچے۔ وہان ایک شخص سے انہون نے دریافت کیا کہ یہان آرام کرنے کے لئے کوئی سرا یا مندر ہے؟ جواب مین اس شخص نے کہاکہ قریب تو نہین البتہ تہوڑے فاصلے پر ایک

مندر ہے وہان تم تہوڑی دیر ٹہر سکتے ہو۔ پتہ لیکر مہاراج اس طرف چلے
یہان پہنچکر آپ نے دیکہا کہ یہ مندر زمین پر اوندہا گردش کر رہا ہے۔ یعنی
اس کا کلس زمین پر ٹکا ہوا ہے اور بنیاد اور اسکے ساتہہ کی زمین کلس کی
جگہ آسمان کا نظارہ کر رہی ہے گویا لٹو کیطرح پہر رہا ہے۔ مہاراج حیران
تہے کہ اس پہرتے ہوئے مندر مین کس طرح جاؤن۔ ایک راہگیر پر نظر پڑی
اوس نے کہا کہ ٹہیرو اس مندر کا پجاری ابہی آئیگا اوسکے ہمراہ تم جا سکتے ہو۔
پجاری آیا۔ مہاراج نے اندر لیجانیکی درخواست کی۔ اوس نے کہا اچہا میرے
پیچہے پیچہے چلے آؤ۔ مندر کے قریب پہنچکر پجاری نے مندر کے ایک کونے
کو ہاتہہ لگایا۔ فوراً گردش بند ہوگئی۔ مہاراج اندر داخل ہوئے۔ اور مندر
پہر پہرنا شروع ہوگیا۔ اندر دیکہا کہ دوسرا ایک مندر پہلے کیطرح گردش کہا
رہا ہے مگر چہوٹا ہے۔ مگر اسکی گردش پہلے مندر کی گردش سے برعکس ہتی۔
پجاری کی مدد سے مہاراج اس مین بہی داخل ہوئے۔ اسیطرح اس کے احاطے
مین تیسرا مندر دیکہا جو پجاری نے بدستور ہاتہہ لگا کر روکا۔ مہاراج نے پوچہا
تم کسطرح اسکو روک لیتے ہو۔ جواب دیا کہ مندر میرا دوست ہے۔ یہ دوسرے
مندر کے برعکس گردش کر رہا تہا۔ یہ خواب کا سا عالم دیکہکر مہاراج کو خیال
ہوا کہ کہین مین خواب تو نہین دیکہہ رہا اور چارونطرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کر
دیکہنے لگے معلوم ہوا کہ بیداری ہی کا عالم ہے اور سچا منظر پیش نظر ہے اب

اب مہاراج اس مین داخل ہوئے۔ دیکہا کہ بہت سے برہمن پوجا پاٹ کر رہے اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا آج کوئی خاص دن پوجا کا ہے جو اس قدر خلوص سے پوجا ہو رہی ہے۔ مہاراج بہی ان کے ساتہہ پوجا مین شریک ہو گئے۔ یہان منظر ختم ہو گیا۔

ایک دفعہ دیکہا کہ آپ مندر سے نکلکر دور جا رہے ہین اور آخر ایک شہر مین پہنچے۔ اس شہر مین فقط مردے بستے تہے جو دنیا سے مر کر یہان آبسے تہے اور کام بالکل زندون کیطرح کرتے تہے۔ جونہی مہاراج اس شہر کی حد مین پہنچے چند آدمی ان کے پیچہے دوڑے تا کہ انکو پکڑ کر مار ڈالین اور اپنے مین شامل کر لین۔ مہاراج گہبرا کر بہاگے تا کہ ان لوگون کے ہاتہہ سے بچین۔ مگر یہ لوگ برابر انکا تعاقب کرتے رہے۔ آخر مہاراج کا دم پہول گیا اور ایک بڑہیا کے گہر مین گہس گئے۔ اور ایک کمبل کو اوڑہ کر گٹھری سے بنے اور زمین پر پڑ گئے۔ وہ لوگ بہی آپہونچے اور گہر مین گہس آئے۔ بڑہیا نے کہا کہ یہ شخص مر چکا ہے اور اب اسکو مارنے سے حاصل۔ مگر انکو اطمینان نہ ہوا اور اپنا شک رفع کرنے کے لئے لکڑیون سے مہاراج کی خوب خبر لی۔ اور یہ سمجہکر کہ آپ بہ سچ مچ مر گیا ہے اور ہم لوگون مین رہنے کے قابل ہو گیا ہے۔ وہان سے چلے گئے۔ یہ بڑہیا موٹی موٹی چار روٹیان لائی اور مہاراج سے کہانے کے لئے کہا۔ اس دن سے بڑہیا دن مین تین بار اس مقررہ تعداد مین روٹیان

لاکر مہاراج کو دیا کرتی تھی۔ اور مہاراج اس کے عوض مین دوسرے لوگون کے ساتھ جاکر کام کیا کرتے۔ اس بستی کا دستور تہا کہ ہر شخص متفرق کھیتون مین جاکر کام کیا کرتا۔ مگر ان تمام کھیتون کا غلہ ایک ہی گودام مین جمع کیا جاتا۔ اور یہان سے ہر شخص کو برابر حصے مین غلہ تقسیم ہوا کرتا تہا۔ مہاراج نے اس حالت مین کئی دن بسر کیئے۔ لیکن جب حالت بدلی تو ایک لمحہ کا وقفہ بھی نہ گذرا تہا۔

ایک دن مہاراج اپنی معمولی حالت مین مندر سے نکلکر شیرڈی سے رہاتا کیطرف چلے راستے مین سرراہ ایک بزرگ کا مزار ہے یہان سے آگے بڑہنا چاہتے ہی تھے کہ خود کو ایک کھلے میدان مین دیکھا۔ آپ کی نظر دو سیزدہ سالہ لڑکیو نپر پڑی جو انکی طرف آرہی تھین۔ ان دونون لڑکیون نے آکر مہاراج کے دونون ہاتہہ پکڑ لیئے۔ اور ایسے مضبوط پکڑے کہ مہاراج نے ہرچند کوشش کی مگر نہ چھڑا سکے۔ کیونکہ طویل اپاس سے مہاراج یون ہی بہت کم زور ہو چکے تھے۔ یہ لڑکیان مہاراج کو بہت دور کھینچکر لیگئین یہ زمین بالکل بنجر تہی۔ یہان دو فٹ کے قریب موٹا مٹی کا ایک ستون تہا اس ستون کے دونون سرے غائب تھے۔ نہ کسی چیز کا بنا ہوا معلوم ہوتا تہا نہ ہاتہہ لگانیسے ہاتہہ کو محسوس ہوتا تہا۔ اس ستون سے لڑکیون نے مہاراج کو باندہ دیا۔ گو مہاراج اس عرصے مین ان سے ہردم پوچھتے رہے کہ تم کون ہو

مجھے یہان کیون لائے ہو۔ باندہا کیون ہے مجھے چھوڑ دو۔ مگر انھون نے
ان کی آہ وزاری پر توجہ نہ کی۔ اور نہ زبان سے کچھہ کہا۔ تھوڑی دیر کے
بعد لڑکیون نے مہاراج کو ایک بٹوہ دیا۔ اور کہا کہ ہم سب باری باری
تمھین کہانیان سناتے ہین تم ان کہانیون کو اس بٹوے مین جمع کرتے
جاؤ اور نہایت ہی حفاظت سے رکھنا۔ مہاراج کو تعجب ہوا کہ کہانیان
بٹوے مین کس طرح جمع ہونگی۔ لڑکیون نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین تمکو معلوم
ہوجائیگا کہ کہانیان بٹوے مین کیسے جمع کیجاتی ہین۔ پھر انہون نے یکے
بعد دیگرے کہانیان کہنا شروع کین۔ مہاراج نے تمام کہانیان سنکر
بٹوہ مین جمع کین اور اپنے ہاتھہ سے اوسکے منہ پر مہر لگائی۔ مہاراج اکثر
فرمایا کرتے ہین کہ وہ بٹوہ ابتک میرے پاس سربمہر موجود ہے اور اس
مین تمام کہانیان محفوظ ہین۔ وہ ایسی عجیب وغریب اور سبق آموز کہانیان
ہین کہ جنکے سننے ہی سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ مین ان کہانیونکے
لیئے ہمیشہ بیچین رہا کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ سناؤن مگر مجھے آجتک
کوئی شخص ایسا نہین ملا جو سننے کی قابلیت رکھتا ہو۔ الغرض وہ لڑکیان کہانیان
کہکر رخصت ہوئین اور وہان سے کچھہ فاصلے پر دوسری لڑکیون کے غول
مین جاملین جو وہان قسم قسم کے کھیل کھیل رہی تھین۔ اس گروہ مین پارسی
عیسائی۔ برہمن۔ مرہٹے وغیرہ تمام مذاہب کی لڑکیان موجود تھین۔ یہ

لڑکیان ہر روز یہان جمع ہوا کرتی تہین۔ اور تمام دن کہیل کود کر شام کو
اپنے اپنے گہر چلی جاتی تہین۔ کئی دن اسیطرح گذرے مگر مہاراج کو کسی نے آزاد
نہین کیا۔ تین بار دو لڑکیان مہاراج کے پاس آئین اور آپ نے اپنی آزادی کے
لیئے اُن سے منت سماجت کی مگر وہ ہنسکر وہان سے چلی گئین۔ چوتھے بار دوسری
لڑکیان مہاراج کے قریب آئین اور مہاراج کی گریہ وزاری پر انکو رحم آیا اور
انہون نے کہا کہ اگر تم ہماری ایک شرط قبول کرو اور اسپر کاربند رہنے کا وعدہ
کرو تو ہم تمہاری رہائی اپنے ذمہ لیتے ہین ورنہ نہین۔ مہاراج نے منظور کرلیا
چنانچہ وہ انکو اپنے گروہ مین لے گئین۔ مہاراج کو دیکہکر ہر طرف سے لڑکیون نے انکو
آن گہیرا۔ اور مہاراج ان کے بیچ مین بیٹھ گئے۔ مہاراج سے لڑکیون نے اپنے
ساتھ کہیلنے کیلئے کہا آپ نے کہا مین مرد ہون اسلیئے مین لڑکیون کے کہیل نہین جانتا
انہون نے کہا نہین جانتے تو کیا ہوا ہم سکہائینگے پہر تم کہیلو ورنہ ہم تمہین آزاد
نہین کرینگے۔ پہر کہا کہیل تو کہیل آزادی کیخاطر تمہین عورت بننا پڑیگا۔ مہاراج نے
قبول نکیا۔ پہر انہون نے کہا کہ اچھا تمہین بنگڑیان پہننی ہونگی۔ یہ شرط مجبوراً قبول
کرنی پڑی۔ لڑکیان کئی قسم کی چوڑیون کا گچھا اٹھا لائین اور اس مین سے چار
چوڑیان مہاراج کو دکہا کر کہا کہ یہ پہنتے ہی ٹوٹ جائینگی۔ پہر دوسری چار دکہا کر
کہا کہ یہ ایک دن تک نہ ٹوٹینگی۔ پہر اور چار دکہا کر کہا کہ یہ ایک ہفتہ تک سلامت
رہینگی۔ اس کے بعد پھر چار چوڑیان دکہا کر کہا کہ یہ ایک سال تک اور دوسری چار

چوڑیان لیکر کہا کہ یہ ۱۰۰ سال تک قایم رہینگی اس کے بعد چار چوڑیان دکہائین اور کہا کہ یہ ہمیشہ قایم رہنے والی چوڑیان ہین۔ ان تمام چوڑیونکو سامنے رکہکر اُنہون نے مہاراج سے پوچھا کہ اب بتاؤ تم ان مین سے کونسی چوڑیان پسند کرتے ہو۔ مہاراج نے پہلی مرتبہ کی دکہائی ہوئی چوڑیان پسند کین۔ مگر انہون نے کہا نہین ہم اخیر مین لائی ہوئی چوڑیان تمہین پہنائینگے جو کبھی ضایع ہونے والی نہین ہین۔ پہر انہون نے یہ چوڑیان مہاراج کے ہاتہہ مین پہنائین۔ اسکے پہنتے ہی یہ تمام سین نظرون سے غایب ہوگیا اور مہاراج نے خود کو شیرڈی کی سڑک پر اسیطرح سوچ مین کہڑا ہوا پایا جیسے کہ وہ اس واقعہ سے ایک لمحہ پہلے کہڑے تھے۔ مہاراج گھبراکر مندر مین چلے آئے۔

ایک دفعہ اور عجیب مشاہدہ ہوا۔ کہنڈوبا کے مندر کیجانب ایک درخت پیپل کا ہے اور اسکے بالمقابل بڑ کا درخت ہے۔ اسکی جنوب مین پلپل اور نیم کا درخت ہے اور داہنی جانب مندر سے کچھ فاصلے پر ایک کنوان ہے۔ ساکوری مین بھی درخت اور کنوان اسیطرح بالمقابل واقع ہین اور یہ مطابقت بالکل صاف طور پر معلوم ہوتی ہے اور اس مطابقت مین ایک راز سربستہ ہے۔ مہاراج نے دیکہا کہ مین تنہا اس درخت کے پاس کہڑا ہون۔ پہر دیکہا کہ بار بار چڑہتا اور اترتا ہون اور چڑہکر

اخیر سرے تک پہنچ جاتا ہون اسیطرح تین دن تک سلسلہ جاری رہا تجربہ ختم ہوا تو وہی حالت تھی جو پہلے تھی مگر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز مین وہ درخت خشک ہوگیا۔

ایک روز مہاراج نے اسوقت جبکہ وہ پورے جذب کیحالت مین بھی نہ تھے دیکھا کہ مین سراپا عورت بنگیا ہون اور تمام زنانہ آثار نمایان ہین اور حرکات وسکنات بھی عورتون کے سے ہین۔ اس لئے وہ قرب جوار کے لوگون سے جو انکے درشن کو آتے چوڑیان اور زیورات طلب فرماتے اور بڑی خوشی سے انکو پہنتے۔ اسوقت مہاراج کی حالت ابتدائی جذب کی تھی۔ پھٹی پرانی دھوتی پہنے ہوئے سائین بابا کے درشن کو جایا کرتے تو سائین بابا یہ حالت دیکھکر آبدیدہ ہوجاتے۔ اس جذب کی حالت مین مہاراج کو یہ معلوم ہوتا رہا کہ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کوئی نہ کوئی ہندو یا مسلمان شناسا یا اجنبی ان کے ساتھ رہتا اور انکے تمام حرکات وسکنات کا چربہ اتارتا ہے۔ جب وہ رفع حاجت کو جاتے تو دیکھتے کہ کوئی نہ کوئی ان کے ساتھ ہے۔ اور ہر ایک حرکت انہی کی طرح کررہا ہے۔ ان لوگون مین اکثر مہاراج کے جاننے والے ہوتے تھے

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ کھنڈوبا کا پتھر کا مجسمہ جسکے مندر مین آپ مقیم تھے ان سے بات چیت کرتا۔ اور باہر جاتا اور جاتے ہوئے کہتا کہ

مین ابھی واپس آتا ہون۔ اور حسب وعدہ واپس آتا اور اہی جگہ جابیٹھتا
اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ جو چیز اُن کے سامنے پیش کیجاتی اوس کے
تمام حالات اول سے لیکر اخیر تک ان پر منکشف ہو جاتے
ایک دفعہ اچانک مہاراج کے دل مین خیال آیا کہ شیرڈی کے
باشندے جنسے وہ بخوبی واقف تھے اِنکو جان سے مارنے کی فکر کررہے
ہین۔ اس خیال نے ان کے دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ وہ ایک مدت
تک ایک لمحہ کے لئے بہی اسکو نہ بہولے۔ ایک دن ایک سنار جسکو مہاراج
جانتے ہیں اور وہ عقیدتمندانہ حاضر خدمت ہوا کرتا تہا۔ آپ کے پاس آیا۔ چونکہ
مہاراج کے دل مین مذکورہ خیال بسا ہوا تھا سمجھے کہ یہ شخص مجھے مارنے آیا ہے
جو سوال و جواب آپس مین ہوئے اُن کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوگا کہ
آپ اس وحشت افزا خیال مین کس قدر ڈوبے ہوئے تھے۔ سنار نے
مہاراج کو دیوانہ سمجھکر ان کے ہر ایک سوال کا جواب اثبات مین دیا:۔
مہاراج:۔ تو پہر تم اپنے کام کو انجام دینے کے لئے یہان آئے ہو؟
سنار۔ جی ہان مہاراج
مہاراج۔ تو پہر تم اپنا کام کب کروگے؟
سنار۔ جب آپ مناسب سمجہین۔
مہاراج۔ تو تم مندر کی بائین طرف اس کام کو انجام دوگے؟

سنار۔ جی ہان مین ایسا ہی کرونگا۔

اس سوال و جواب کے بعد سنار چلا گیا۔

ایک روز مہاراج مندر کی دیوار سے ٹیکا لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ خود کو ایک لمحہ کے لئے اُٹھتا دیکھا۔ اور پھر مندر سے باہر نکلکر ایک جانب روانہ ہوتے دیکھا دور جانے کے بعد وہ ایک عجیب مقام پر پہنچے۔ یہان ایک نہایت عالی شان عمارت دکھائی دی۔ اس کے دروازے پر عورتین پہرہ دے رہی تہین۔ ایک عورت سے آپ نے اس عمارت کا حال دریافت کیا اوس نے بتایا کہ یہ ایک خاص کتب خانہ ہے۔ اور اس مین کسی غیر اور اجنبی شخص کو جانے کی اجازت نہین ہے۔ مہاراج کو یہ سنکر اندر جانیکا شوق ہوا۔ قدم آگے بڑہایا ہی تہا کہ آپ اندر داخل ہو گئے۔ سامنے ایک بارہ دری دکھائی دیا آپ اس کے اندر داخل ہوئے۔ اس مین چارون طرف الماریان لگی ہوئی تہین اور ان مین ہزارہا کتابین ترتیب وار دہری تہین۔ ہر الماری کے پاس ایک عورت پہرہ دے رہی تھی۔ چونکہ یہان مرد کوئی نہ تہا اس لئے خیال ہوا کہ یہان کا تمام انتظام عورتونکے ہی سپرد ہے۔ کمرے کے عین وسط مین ایک عورت نہایت متانت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تہی سامنے چوکونی میز رکھی تہی۔ عورتون کا بناؤ سنگار۔ دلربایانہ حرکات و سکنات سے کتابون کا باقاعدہ رکہنا وغیرہ ایک نہایت ہی نظر فریب منظر تہا

مہاراج کہڑے ہوئے بڑی دلچسپی سے نظارہ کرتے رہے۔ عورتون نے جو مہاراج کو دیکہا تو چند عورتین خود بخود الماری سے کتابین لائین اور مہاراج کودین۔ اوران کتابونکے خاص خاص مضامین پڑھنے کا اشارہ کیا۔ مگر مہاراج کے چہرے سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابین نہین پڑہ سکتے۔ اسپر کرسی نشین عورت مہاراج کے قریب آئی اور خادمہ عورتون سے کہا کہ الماری سے فلان کتاب لاؤ۔ کتاب آنے پر اوس عورت نے ایک دوسری عورت کو وہ کتاب دی اور حکم دیا کہ فلان شعر پڑہکر اوسکا ترجمہ کرے۔ یہ کتاب سنسکرت زبان مین علم ہندگی کے متعلق ہتی چنانچہ اس عورت نے مندرجہ ذیل شعر پڑہا

آتمار ہنم سکہتیارا داسیم وندلن مرحیسنم

پادانج سیتونم وشنو سمرنم کرتنم شرو تیہا

معنی بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ شعر بہگوت گیتا مین اس کے بالکل برعکس لکہا ہوا ہے اور ہندو مذہب کے تمام ماننے والے اس شعر کو الٹے طریقے سے پڑہتے ہین اور اسپر عمل پیرا ہین۔ بہگوت گیتا مین یہ شعر اس طرح لکہا ہے

شراونم کرتنم وشنس سمرنم پادسیونم

ارچنم وندنم داسیم سکہیما تمار نویدنم

مذکورہ بالا شعر پڑہکر اوس عورت نے کہا کہ تم نے اصل اور نقل شعر کے مطلب کو سمجہا؛ درحقیقت اصل شعر کے مطابق اگر کوئی عمل کرے تو وہ بہت جلد

منزل مقصود کو پہنچ جائے ۔ بھگوت گیتا مین لکھے ہوئے شعر کے موافق عمل کرنیوالے کو پہلے شراون بھگتی یعنی شریعت سے شروع کرنا پڑتا ہے مگر یہ پہلی منزل جسکی بھاگوت گیتا مین تشریح کی گئی ہے ۔ منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے ایک دور دراز کا راستہ ہے جس مین سے گذرنے کے لئے عمر کافی نہین ہے ۔ اور بھگوت گیتا کی رو سے جب تک کوئی شخص اس پہلی منزل مین سے نہ گذرے دوسری منزل مین قدم رکھنے کے قابل نہین ہوسکتا ۔ چہ جائیکہ وہ درمیانی منزلین طے کرکے اخیر منزل یعنی حقیقت ربانی تک پہنچے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اختتام عمر تک بھی وہ اس قابل نہین ہوسکتا کہ اخیر منزل مین قدم رکھے ۔ اور اسکی نجات کا سوال ایک غیر معین مدت کے لئے ملتوی ہو جاتا ہے ۔ مگر ہماری کتاب مین لکھے ہوئے شعر کے مطابق عمل کرنے سے مرتبۂ حقیقت تک بہت جلد اور آسانی سے پہنچ سکتا ہے ۔ اگر آپ اس مضمون پر نظر غائر ڈالینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آتما رپنم جو بھاگوت گیتا کے مطابق اخیر منزل ہے ۔ اگر ہماری کتاب کے موافق پہلی منزل تصور کیجائے اور اسکے مطابق عمل کیا جائے تو پھر درمیانی منزلون مین سے جو بھاگوت گیتا مین بتائی گئی ہین گذرنے کی کوئی ضرورت باقی نہین رہتی ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود اکثر کہا کرتے ہین (دستتا چے گھراچی الٹی کھون) کہ سنت کے گھر کی

نشانی الٹی ہوتی ہے۔ اور اہل اسلام کا قول بھی ایسا ہی ہے۔ یعنی "فقیر کی ریت الٹی"۔ دونون کے قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے راہ مین جانیکا راستہ اہل دنیا کے راستے سے بالکل خلاف ہوتا ہے۔ آپ ہمارے اس کلیئے کو تسلیم کرلینگے اگر آپ اس کا کسی تمدنی اصول کے ساتھہ مفصل طور پر موازنہ کرکے اسکی صداقت کا اندازہ لگائین۔ وہ شخص جو تلاش حق مین سرگردان ہو اگر شروع مین اس کلیئے کو نہ مانیگا تو تجربہ کے بعد اخیر مین اسکو تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ اگر ہم ایک ایسے شخص کے حالات پر فرداً فرداً غور کرین جو خدارسیدہ ہو اور جسکے لئے نجات کا دروازہ کھل گیا ہو تو ہمین معلوم ہوگا کہ آخر وہ تمام الٹے طریقے جو اس کتاب مین شرح و بسط کے ساتھ درج کئے گئے ہین اور بھگوت گیتا مین اسکے برعکس ہین۔ اختیار کئے ہین۔ عام لوگ ایسے لوگونکو دیوانہ سمجھتے ہین لیکن درحقیقت وہ خود دیوانے ہین۔ دنیا کے تمام کاروبار عقل پر مبنی ہین اور انسان ہر مشکل حالت مین اور ہر پیچیدہ مسئلہ مین اسکو اپنا رہبر تصور کرتا ہے۔ مگر ایک حالت ایسی بھی ہے کہ جب یہ انسان پر وارد ہوتی ہے تو طائر عقل کا کوسون پتہ نہین رہتا۔ اور وہ حالت عشق ہے جس مین عقل کا بالکل دخل نہین۔ اب یہ بھی امر مسلم ہے کہ عشق ہی ایک ایسی حالت ہے جو انسان کو خدا سے ملاسکتی ہے۔ عقل کے ذریعے خدا تک پہنچنے کی کوئی مثال نہین ہے۔ عقل کی رسائی صرف دنیوی کاروبار تک ہی ہے

اسی کیفیت کو مد نظر رکھکر حضرت اقبال فرماتے ہین ؎

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

یعنی دنیوی کاروبار مین تو عقل و خرد کی ضرورت ہے اور اُس سے مدد لینی چاہیے لیکن جب اس عالم سے نکلکر دوسرے عالم یعنی عالم حقیقی کی طرف قدم بڑہے تو عقل کو چھوڑ دو اور اس راہ مین عشق سے کام لو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عقل و شعور جب عاشقان خدا کیطرف عقل کی دوربین لگاکر دیکھتے ہین تو انکو عقل کے خلاف پاتے اور دیوانہ سمجھتے ہین ؎

سر حق نے دیا ہے کہ رہے عشق کا سودا
دیوانہ اُسے کہیے جو دیوانہ نہین ہے

درحقیقت ہماری زندگی کا مقصد خداشناسی ہے اور خداشناسی بغیر عشق معلوم۔ اور عشق عقل کا دشمن۔ جہان عقل ہے وہان عشق نہین۔ جہان عشق ہے وہان عقل نہین۔ اسلئے لازم ہوا کہ اہل عقل و اہل عشق باہم مخالف ہون اور جبکہ خداشناسی کا ذریعہ عشق ہے تو ہمکو عقل کی حد سے نکلکر عشق کی راہ اختیار کرنا چاہیئے۔ عقل اور اہل عقل کی باتون اور انکی مخالفت کی مطلق پرواہ نہین کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اس راہ سے جو انکی عقل کی تعلیم کردہ راہ سے بالکل متضاد ہے ناواقف اور بے خبر ہین اور انکی راہ سے اُلٹی راہ کو جو

درحقیقت منشار حیات کی سیدھی اور سچی راہ ہے، وہ الٹا سمجھتے ہین۔ جو انکی دوربین عقل کا فتور ہے۔ جس طرح اہل عقل اپنا رہبر بھگوت گیتا کو بنلاتے اور اسکے احکامات پر عمل کرتے ہین اسیطرح خداشناسی کے طالبونکو اپنی رہبری کے لیئے ایک مرشد کامل یا سدگرو کی ضرورت اور اسکے احکام کی تعمیل فرض ہے۔ مرشد کامل کی تعلیم کے بغیر اس راستے مین قدم رکھنا بالکل بے سود ہے۔ اور جو بغیر مرشد کامل تنہا اس راستے مین چلنے کی کوشش کرتا ہے وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔ لہذا جب تک کوئی مرشد کامل نہ ملے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے مذہبی اصول کے مطابق جو اسکی مذہبی کتابون مین بتلائے گئے ہین کامل طور پر عمل کرتا رہے۔ خواہ وہ بھگوت گیتا ہو۔ انجیل ہو یا کوئی اور مقدس کتاب ہو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہی اس کا تعلق کسی مرشد کامل سے ہوسکتا ہے۔ اور جب ایک دفعہ رشتہ قایم ہوگیا پھر بلا خوف و خطر اس اسلئے طریقے پر جو اس کتاب مین درج ہین چلکر نجات حاصل کرسکتا ہے

اب ہم آتم اربنم کے مفہوم پر غور کرینگے اور اس حالت کو سمجھنے کی کوشش کرینگے۔ آتم اربنم کے معنی ہین خود کو کسی کے حوالے کردینا۔ آتم اربنم جو بھگوت گیتا مین اخیر منزل بتلائی گئی ہے بندگی کی اعلیٰ ترین حالت ہے جس مین تمام درمیانی حالتین ضم ہوجاتی ہین۔ اور طریق عشق مین خود کو کسی کے حوالے کرنے کے معنے ہین اپنی خودی کو مرشد کامل کے سپرد کرنا اور بالکل

تابع فرمان مرشد بجانا - اور کامل یقین کے ساتھ یہ سمجھ لینا کہ میری ہستی کوئی شے نہیں ہے اور جسم کا ذرہ ذرہ اور جان و ایمان تک کا مالک مرشد کامل ہے۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جب طالب اس طرح اپنے آپ کو مرشد کامل کے سپرد کرتا ہے تو مرشد بھی خود کو یعنی اپنی روحانی طاقتوں کو طالب کے سپرد کرتا اور کلیتہً اپنے میں جذب کر لیتا ہے۔ یعنی مرید کا باطن مرشد کے باطن سے ملجاتا ہے۔ اور یہی مرتبہ خدا شناسی اور یہی جگہ خدارسی کی ہے۔ اور اس بات کے لئے پہلے طالب کو کامل خلوص اور محبت مرشد سے ہونی چاہئے۔ کیونکہ خلوص اور محبت دینی اور دنیوی ہر کام کے لیئے لازمی اور ضروری شے ہے۔

اب ہم دنیوی معاملات میں آتم ارپن کی ضرورت تمکو دکھاتے ہیں "دیکھو ہر ایک شخص اپنے راز کو پوشیدہ رکھتا ہے اور کہتا ہے تو اُس شخص کو کہتا ہے جو اُس کا سچا دوست ہو اور سچی محبت و خلوصیت رکھتا ہو" اسی طرح عورت و مرد کے معاملے سے آتم ارپنم کی حالت کا موازنہ ہو سکتا ہے۔ رسم شادی کی بنیاد اسی اصول پر قایم کی گئی ہے۔ اس کی مثال سے پہلے یہ جاننا لازمی ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک

ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری حالت کا تعلق مایا یعنی دنیا سے اور
باطنی حالت کا تعلق خدا سے ہوتا ہے۔ عورت و مرد کے تعلقات قایم ہونے
کے لئے اول باہمی محبت درکار ہے اور اسکے بعد ظاہری طور پر وصل ہوتا
ہے۔ یعنی عورت پہلے خود کو حوالے کرتی ہے۔ پھر مرد۔ اور پھر ظاہری
محبت ہوتی ہے اور پھر وصل جس کا ظاہری نتیجہ اولاد کی شکل مین پیدا
ہوتا ہے۔ باطنی حالت بھی بعینہ ایسی ہی ہے جیسی ظاہری یعنی پہلے
طالب خود کو مرشد کامل کے حوالے کرتا ہے پھر مرشد۔ پھر خلوص و محبت
پھر باطنی وصل اور باطنی وصل کا نتیجہ خدا حاصل ہوتا ہے۔ اب اس بات
مین کوئی شبہ نہین رہا کہ آتم اربپنم کا رشتہ دنیوی کاروبار اور دینی معاملات
دونون کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ہمارے مذکورہ انکشافات سے
اس کا پتہ بخوبی چلتا ہے کہ ظاہری کاروبار کو انجام دیتے ہوئے ہم باطنی
معاملات کو بھی کمال کو پہنچا سکتے ہین۔ اور شادی مین یہی حکمت متصور
ہے۔ مگر دنیا کی نظر ابھی اتنی وسیع اور باریک نہین ہوئی۔ اہل دنیا نے
باطنی رشتونکو بالکل دل سے بھلا دیا اور اس معاملے مین وہ گویا بالکل
اندھے بنگئے۔ اور ظاہری رشتونکے غلام بنگئے۔ اور سمجھ بیٹھے کہ یہی سب
کچھ ہے اور اسکے سوا کچھ نہین۔ اب آپ پر یہ امر بخوبی روشن ہو گیا
ہوگا کہ جو طریقہ ہماری کتاب مین مرقوم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے

وہ عورت اپنی تقریر مین اس اخیر فقرے پر آئی ہتی کہ یہ منظر یک بیک نظر سے محو ہوگیا- اور دیکھا تو وقت کا ایک لمحہ بہی نہین گذرا تہا-

اس قسم کے صدہا مشاہدات مہاراج کو ہوتے رہے جو اپنی گوناگون کیفیات اور حیرت انگیز حیثیت مین ایک دوسرے پر سبقت لیجانے تہے ان مشاہدون مین مہاراج کو گہنٹون بلکہ دنون تک مصروفیت رہتی ہتی لیکن مشاہدے کے ختم ہونے پر معلوم ہوتا تہا کہ ایک لمحہ بہی وقت نہین گذرا اور نہ ظاہری حالت مین فرق آیا- نہ تجربہ یا مشاہدے کی درمیانی حالت مین کوئی تغیر واقع ہوا- اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ نے دنون کی منزلین چشم زدن مین طے کی ہین- دور دور کے مقامات کی سیر کرتے اور ایک مدت اس مین بسر کرتے مگر جب اصلی حالت پر عود ہوا تو وہی جگہ وہی وقت اور وہی حالت- درحقیقت یہ سب کچھہ سائین بابا اپنی اس کتابِ معرفتِ الٰہی کا مطالعہ کرا رہے تہے جسکی اخیر مین مہاراج کو تعلیم کی-

اب ہم چند واقعات ایسے لکہتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ طالب اپنی خودی مٹانے اور وصال باطنی یعنی خدا کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرتا ہے جنکا کچھہ ذکر پہلے ہی ہو چکا ہے-

ایک سنار شیرڈی مین مرا اور اسکی لاش مندر کے قریب والے

مسان مین لاکر جلائی گئی۔ مہاراج تمام شب جلتی ہوئی راکھ کے قریب بیٹھے رہے۔ لوگون نے پوچھا تو فرمایا کہ سردی معلوم ہوتی تھی۔ سینکنے کیلیے بیٹھا رہا۔

شیرڈی کے لوگون نے مندر کے سامنے مرا ہوا گھوڑا ڈالدیا تین دن کے بعد اسکی انتڑیان باہر نکل پڑین تعفن اس قدر تہی کہ تمام لوگ پریشان ہوتے تھے آپ نے دیکھا تو پہنچے اور تمام انتڑیان اپنے ہاتھ سے باہر نکال کے جمع کین اور اُن سے تکیہ لگاکر بیٹھ گئے۔

کہنڈوباکا مندر جہان آپ رہا کرتے تھے کوڑے کرکٹ سے بہرا رہتا تہا۔ اور کبہی اوسکو صاف نہین کیا جاتا تہا۔ مندر کے اردگرد بہی لوگ پاخانہ پہرتے تھے۔ مگر مہاراج ہمیشہ اُسی کوڑا کرکٹ مین بیٹھے رہتے جب مندر سے باہر بیٹھتے تب بہی گندی اور میلی جگہ پسند کرتے کہنڈوبا کے مندر کا احاطہ بہت وسیع ہے اور مندر ویرانے مین ہونے کی وجہ سے لوگ اکثر اوقات اس احاطہ مین رفع حاجت کرتے۔ آپ جاتے اور تازہ تازہ گو اُٹھالاتے اور نہایت ہی بے تکلفی سے کہیلا کرتے اور اسکو اپلے تہاپ کر رکہتے۔ نہ صرف انسان کا فضلہ جمع کرتے بلکہ بدجانورون کا فضلہ بہی جمع کرتے۔ مذکورہ بالا واقعات سے پورا ثبوت ملتا ہے کہ مہاراج نے اپنے احساس جسمی کو فنا کر دیا تہا۔ جس سے غرور کی بیخ کنی مقصود ہوتی ہے

مہاراج کبہی غسل نہین فرماتے تہے جسکی وجہ سے جسم پر میل کی ایک موٹی تہ جم گئی ہتی۔ لوگ درشن کو آتے تو آپ انہین فضلے کے سوکہے ڈہیلے اٹھا بطور تبرک دیا کرتے جسکو معتقدین بڑی خوشی سے قبول کرتے۔

ایک مرتبہ سگون جو ابہی تک حیات ہے اور شیر ڈی سے ہمیشہ رات کے وقت کہانا لایا کرتا تہا۔ مہاراج کے لئے طشتری بہرکر کہانا لایا۔ مندر مین گہستا ہی تہا کہ دیکہا کہ دروازہ کے قریب کی زمین گو سے لپی ہوئی ہے۔ اس نے قدم روک لیا کہ مبادا مہاراج خفا ہون کہ لپی ہوئی زمین پر قدم کیون رکھا۔ اگر دور کہڑا رہا تو خیال کرینگے کہ گو سے پرہیز کرتا ہے اسی سوچ مین تہا کہ مہاراج نے خود فرمایا کہ بہلا نگ کر چلا آ۔ وہ اندر گیا اور کہانا بدستور کتون کے آگے ڈالدیا گیا۔

جذب کی حالت مین فضلے سے کہیلنا اور اوسکو کہانا معمول ہوگیا تہا۔ جو لوگ کہانا لاتے اُن سے لیکر آپ اسکو اتنی دور پہینکتے کہ وہ فضلے مین گرکر ذراسا بہی کسیکے کام کا نہین رہتا تہا۔ اور اکثر کہا کرتے کہ کیا میرے لئے گو لایا ہے۔ اور یہ کہ کیا صرف تیرا ہی گو ہے یا تیرے بچون کا بہی۔

اس حالت مین گاؤن کے بچے جن مین اکثر مسلمان لڑکے زیادہ ہوتے ادہر ادہر سے سوکہا ہوا گو اُٹہا لاتے اور پوچھتے کہ تمکو گو چاہیئے۔ آپ فرماتے ہان تو یہ لڑکے اس گو کو مہاراج کے منہ مین ڈالتے اور منہ

اُڑاتے۔ مہاراج بڑی رغبت سے اس گو کو کہاتے۔ کبہی وہ خود ہی منہ کے احاطہ سے گو جمع کرتے اور کہاتے۔ اگر عورتین دریافت کرتین کہ ہم کہانا پکاکر لائین تو آپ فرماتے کہ ہمارے لئے گو کا کہانا لاؤ

آپ ترکِ آب وخورش سے اس قدر زار ونحیف ہو گئے تہے کہ جسم مین ہڈیان ہی ہڈیان رہ گئی تہین۔ اٹہنا بیٹہنا دشوار تہا لیٹتے تو سخت زمین پر ہڈیان چبہتین۔ اس لئے آپ نے ایک دن مٹی جمع کی اور اوپر ٹاٹ بچہاکر لیٹے۔ مٹی گیلی تہی دیمک لگ گئی اور ٹاٹ کو چاٹکر مہاراج کے پاؤن پر آن پہنچی مگر مہاراج کو خبر تک بہی نہین ہوئی۔

ایک دفعہ مہاراج اسی کس مپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تہے کہ بمبئی کا ایک پارسی دہنجی شاہ نامی جو سائین بابا کے پاس آیا کرتا تہا۔ مہاراج کے درشن کو آیا۔ یہ حالت جو دیکہی تو رونے لگا اور کہا کہ آپکو اس تکلیف مین نہین دیکہہ سکتا۔ اگر قبول فرمائین تو مین ایک نرم بستر بہجوادون آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ بہائی مین تم سے کچہہ نہین چاہتا مجہے اپنی حالت پر چہوڑ دو۔ لیکن دہنجی شاہ نے بہزار وقت ہرن کی کہال کے لئے مہاراج کو رضامند کر لیا۔ اور یہ بہی عرض کیا کہ آپ کبہی کبہی دودہ پی لیا کیجے مین اوس کے گرم کرنے کے لئے چولہا بہیجو نگا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مجہے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے تاہم اوس نے بمبئی پہنچتے ہی مذکورہ چیزین اور

شہد کی بوتلیں اور کچھ فروٹ بھجوایا۔ آپ نے تمام چیزیں تقسیم کر دیں۔ اس سخت آزمائش کے وقت مہاراج کے پاس صرف ایک پرانا کمبل تھا جس میں لاکھوں سفید جوئیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور شیرڈی سے روانہ ہونے تک یہی ایک کمبل رہا۔

مہاراج کو ترک غذا کئے ہوئے دو سال گذر گئے تھے۔ اگرچہ درگا بائی وغیرہ انکے لئے کافی وغیرہ ہر شب کو لایا کرتے مگر مہاراج اسکو کبھی ہاتھ نہ لگاتے اور یہ سب کتوں کے نذر کیجاتی۔ انہی ایام میں سائیں بابا نے ڈاکٹر پلے کے ہاتھ ایک آم بھیجا۔ مگر مہاراج نے کہانے سے انکار کیا۔ ڈاکٹر پلے نے کہا مہاراج یہ سائیں بابا نے آپ کے لئے ہی بھیجا ہے آپ کو کہانا ہی پڑے گا۔ متواتر اصرار پر مہاراج نے کہا اچھا رات کو آنے والی پارٹی سے رائے لیکر دیکھا جائیگا۔ ڈاکٹر پلے آم لئے ہوئے لوٹ آئے رات کو ٹولی کو ہمراہ ڈاکٹر پلے پھر آئے۔ اور مہاراج کو آم پیش کیا اور بہزار منت و سماجت مہاراج کو کہانے پر آمادہ کیا۔ مہاراج نے ایک قاش آم کی کھائی تمام لوگ خوش ہو گئے۔ مہاراج نے فرمایا ڈاکٹر صاحب اس میں اچھا بُرا کسی طرح کا مزہ نہیں آیا۔ ڈاکٹر نے جو فقیروں کی صحبت اُٹھائے ہوا تھا کہا ہاں جب حقیقی مزہ حاصل ہو گیا تو پھر دوسری کوئی چیز کیوں مزہ دینے لگی۔ مہاراج نے یہ فقرہ سنکر سنسکرت کا یہ اشلوک پڑھا ہے

وِشَیاوِنی وَرتَنَّنہ رَزا ہارَشّی دیہی نہا
رَس ورَجم رسوپیسی پَرتَندشدہا نورتَتے

جسکے یہ معنی ہین کہ روح کہانا پینا بالکل چہوڑ دینے سے تمام چیزون کے
مزے سے نابلد ہوجاتی ہے۔ کیونکہ خدا کو دیکہنے سے جو لذت حاصل ہوتی
ہے اسکے مقابلے مین ظاہری غذا اور لطیف چیزونکی لذت خاک ہوجاتی
ہے۔ اگر ہم غور سے کام لین تو معلوم ہو سکتا ہر کہ انسان کو مختلف اعضا
مختلف اشیا کے استعمال کے لئے اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائے ہین۔
پس اگر کوئی اعضا بیکار ہوجائے یا اوس سے کوئی کام نہ لیا جائے
تو لازمی طور پر شئے متعلقہ عضو بیکار اور اوسکی ضرورت معدوم ہوجائیگی
اور اسی قطع تعلق سے اوس شئے کی حقیقت یا لذت بہی بہول جاتی ہے۔
مہاراج نے آم کی قاش کہائی تو کافی کا ایک چمچہ بہی آپکو دیا گیا۔ اس دن سے
آپ نے ہر دو دن یا تین دن بیچ تہوڑی سی کافی پینی شروع کی۔ کبہی
کبہی ڈاکٹر پلے ان کے لئے تازہ پہلون کے ٹکڑے لاتے جو اکثر رات کو مہاراج
کہایا کرتے اور دن بہر روزہ رکہتے۔ شیرڈی سے تشریف لیجانے تک
یہی روش رہی۔

ہندو مذہب کے مطابق برس مین چار راتونکو دوسری تمام راتو نپر شرف
حاصل ہے۔ ان راتون مین عالم روحانی مین بڑے بڑے کارنمایان طے پاتے
ہین۔ لہذا ان خاص راتون مین جو لوگ ہندو شاستر کے مطابق منتر اور
دوسرے امور کی انجام دہی پورے طور سے کرتے ہین وہ اپنی ان تمام
کوششون کا انجام بہت جلد حاصل کرلیتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان
راتون مین سدگروؤن کے عملیات کا زور شور رہتا ہے۔ لہذا ان
بزرگون کے عملیات کے اثر سے مذہبی امور کے مطابق عمل کرنے والونکے
عمل کا نتیجہ بہت جلد برآمد ہوتا ہے۔ ذیل کی مثال سے مذکورہ بالا تحریر کا
مطلب صاف طور پر سمجھ مین آجائیگا۔
ہر محکمہ مین خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری اگر کسیکو کوئی خاص

کام انجام دینا ہو تو سب سے پہلے اوسکو ایک عرضی اس خاص محکمہ مین جسکے متعلق یہ کام ہوگا گذارنی پڑیگی۔ اور اسکی جواب کا انتظار کرنا پڑے گا اس کا آخری جواب دینے سے پیشتر وہ عرضی متعدد ہاتہون مین سوالات ضروری کے حل کرنے کے لئے جاتی ہے اور جب سب جوابات مہیا ہو جاتے ہین تو اخیر مین اس کا جواب ایک عرصہ دراز کے بعد ہاتہہ آتا ہے۔ اس طرح اسکو مطالب کی تکمیل مین غیر معمولی دیر لگتی ہے۔ لہذا مطلب کو جلدی حاصل کرنیکا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عرضی بجائے اس محکمے کے براہ راست اس افسر خاص کے ہاتہہ مین دی جائے جسکو فوری فیصلہ کرنیکا حق حاصل ہو۔ اور جو سال مین تین چار بار دیہات یا شہرون مین ایسے فیصلے دینے کی غرض سے دورا کر رہا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ افسر ان اختیارات کے زور پر جو ایسے معاملات فیصل کرنے کے لئے اسکو دئیے گئے ہین فوراً اسی مقام پر تفتیش کر کے یا براہ راست سوالات کے جواب لے کر فیصلہ سنا دے گا۔ اور اس طرح آناً فاناً مین مطالب حاصل ہو جائینگے۔

اسی طرح ہر عالم روحانی کے خاص افسر سدگرو یا اولیا ہوتے ہین اور جو ان چار راتون مین عالم روحانی مین اپنے عملیات یا اختیارات کو لئے دورہ لگاتے ہین۔ لہذا مذہب کے ماننے والے

اس موقع کو غنیمت سمجھکر اپنی عرضی (مذہبی احکامات کی تعمیل) ان چار راتون مین پیش کرتے ہین۔ اور اس کا فوری اور تشفی بخش جواب پاتے ہین۔ یعنی جس قدر اعتقاد اور تندہی کے ساتھہ یہ مذہبی احکامات کی تعمیل ہوگی اسی کے تناسب سے اسکا فائدہ انہین حاصل ہوگا۔ ہندو مذہب کے مطابق چار راتین حسب ذیل ہین

کال راتری یا اشون بدی چتردشی۔ جو دیوالی کے ایکدن پیشتر شروع ہوتی ہے۔

مہاراتری یا ماگہہ کرشن چتردشی۔ جسکو مہاشیوراتری بھی کہتے ہیں

موہ راتری یا سراون کرشن اشٹمی۔ جو کرشن جنم اشٹمی کے نام سے بھی مشہور ہے۔

درونا راتری یا اشون شدہ اشٹمی جو دسہرے سے ایکروز پیشتر واقع ہوتی ہے۔

نوٹ نمبر۲

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۲

مہاراج کی زندگی شیرڈی میں پہنچکر ابتدا سے یعنی سائین بابا کے درشن کے زمانے سے لیکر شیرڈی چھوڑ کر ناگپور اور کہڑکپور وغیرہ کے سفر تک ایک گناہگار قیدی کی زندگی کے موافق تہی یا بالفاظ دیگر سائین بابا نے انکو چار برس قید سخت کی سزا دی تہی۔

سائین بابا کا پہلا فرمان مہاراج کے نام یہ تہا کہ مہاراج چار برس تک شیرڈی مین ٹھہرے رہین۔ اور اس چار برس کے قیام مین مہاراج کو کامل یقین رہا کہ وہ مرینگے نہین۔ نیز اس کا بہی انکو علم ہو چکا تہا کہ اس مدت کے اختتام پر سائین بابا کے فرمان کے مطابق وہ انکی جگہ مقرر ہونیوالے ہین۔ لہذا مہاراج نے اس مدت مین اپنی زندگی اپنے مجوزہ اصول کے مطابق عمداً سخت مصائب و تکالیف مین گذاری۔ یہ ایسی کٹھن اور دشوار زندگی تھی کہ دنیا کا سب سے زیادہ جفاکش اور دلیر مجرم بہی اسکی سختیون اور عذاب سے جانبر نہین ہو سکتا تہا۔ انہون نے اپنی خوشی سے سخت ترین سزائین جھیلتین اور انکے بہگتنے اور صبر و شکر کے ساتھہ سہنے مین کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ مگر انکی ایسی سزائین بخوشی برداشت کرنے مین جو راز تہا عام لوگ اُس سے

واقف نہین تہے۔ اہل نظر ہی اس رمز کو خوب سمجہہ سکتے ہین۔ ناظرین کی وسعت معلومات اور انکشاف حال کے لیئے اس مضمون کے متعلق چند نکات بیان کیئے جاتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ اس طرح سزا بہگتنے سے کونسے فوائد مترتب ہوتے ہین۔

" وہ تمام سزائین جو گورنمنٹ نے مقرر کی ہین (مگر خود جن سے واقف نہین ہے کہ کیا کیا فوائد ان سزاؤن سے مقصود ہین۔ کیونکہ ان سزاؤن سے اس کا مدعا صرف مجرم کا ارتکاب جرم سے باز آجانا اور دیکہنے والونکے لئے عبرت ملنا ہے) دراصل ذریعے ہین جنکی مدد سے ایک مبتدی (عالم قدس کی راہ کا متلاشی) عالم قدس کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچتا ہے۔ اور جو اس راستے مین قدم رکہتا ہے وہ ایسی سزائین اپنے لئے خود تجویز کرتا ہے اور انکو پورے طور پر بہگت کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ اکثر ایسی سزائین ایک سدگرو (پیر مغان) روحانی طاقت سے اپنے چیلے کے ہاتہون تجویز کراتا ہے جنکو وہ چیلا بہگت کر عالم قدس کیطرف پرواز کرنا شروع کرتا ہے اور یہ سزائین جو ایک چیلے کو بہگتنی پڑتی ہین دراصل گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزاؤن سے بالکل مشابہ ہین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ چیلا ان سزاؤن کو بہگت کر سدگرو بنتا ہے اور مجرم تکلیف اٹہاتا اور اپنی ہی جگہ پر رہتا ہے زیادہ واضح طور پر یون کہا جاسکتا ہے کہ کسی چیلے کے سزا بہگتنے مین اور

مجرم کے سزا بھگتنے مین یہ فرق ہے کہ چیلا حق کی تلاش مین یہ تمام سزائین خود تجویز کر کے خوشی خوشی اُٹھاتا ہے حالانکہ وہ کسی گناہ کا مجرم نہین ہے جسکے بدلے وہ ایسی سزا بھگتے۔ مگر ایک مجرم اپنے جرم کے بدلے مین سزا بھگتا ہے مزید برآن یہ کہ اوسکو چیلے کیطرح تمام سزائین مکمل طور پر نہین بھگتنی پڑتین۔ اسکو تو صرف گناہ کے تناسب سے کم یا زیادہ مقدار مین سزا دی جاتی ہے اور اسلیئے وہ سزا صرف گناہ کا بدلہ ہوتی ہے جس سے مجرم کو کوئی مزید فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ کیونکہ سزا بھگتنے پر وہ صرف گناہ کا خمیازہ ادا کرتا ہے اور اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے مگر یہ سب اس کے لئے ہے جس نے جان بوجھکر گناہ کیا ہو۔ لیکن اگر کسی شخص نے انجان پن مین گناہ کیا ہو اور اسکے گناہ کرنے مین کوئی دہوکہ یا اوسکی اپنی ذاتی غرض نہو بلکہ کسی قابل تعریف کام اور نیک مطلب مثلاً اپنے دیس کی بھلائی کیخاطر یا اپنے مذہب کے لئے یا خلق اللہ کی بہبودی کے واسطے گناہ صادر ہوا ہو اور اسکے عوض مین اسکو سزا جھیلنی پڑے تو ایسی حالت مین وہ اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ زمانہ مستقبل مین اسکو اسکا پھل ملے۔

اگر کوئی آدمی جان بوجھکر گناہ کرے یہ سمجھکر کہ سزا اونکے بھگتنے سے وہ حق شناس بنجائیگا کیونکہ سزا اور تکلیف برداشت کرنیسے دائمی خوشی کا رستہ ملتا ہے تو حقیقتاً وہ گمراہی مین پہنسا ہوا ہے اسکو

ہرگز حق کا پتہ نہین چل سکتا۔ کیونکہ وہ صرف اپنے کیئے ہوئے گناہونکی سزا
اُٹھاتا ہے اور اِس حالت مین اسکو نفع نقصان کچھہ بہی نہین ہوتا۔ اسیطرح
اگر ذاتی غرض کے لیۓ مثلاً دولت اور نام حاصل کرنے کے لیۓ یا انتقام کی
غرض سے یا دغابازی سے سلطنت کو الٹ دینے کے ارادہ سے کسی نے گناہ
کیا اور اسکے لیۓ سزا بھگتی تو بہی وہ کوئی ترقی نہین کرسکتا۔ کیونکہ اُسنے جرم
کے بدلے مین سزا بھگتی ہے۔ لیکن اگر بغیر کوئی خطا کیۓ یا کسی نیک کام کیخاطر کسی
کو سزا بھگتنی پڑے تو ایسی سزا کا بھگتنا گویا اسکے لیۓ خداشناسی کی پہلی سیڑہی
کا کام دے گا۔

یہان چیلے کی خود تجویز کردہ سزا مین جسکو وہ خود مکمل طور پر بھگتتا
ہے اور ایک شخص کے بیگناہ سزا بھگتنے مین جسکو وہ اپنے لیۓ خود تجویز نہین
کرتا نمایان فرق معلوم ہوتا ہے۔ اس دوسرے شخص کا اس طرح سزا بھگتنا اسکو
آیندہ زندگی مین حق شناسی کے لیۓ وہ تمام سزائین (جو ایک چیلا اپنی زندگی
مین سدگرو بننے کے لیۓ اُٹھاتا ہے) خود اپنے ہاتھون تجویز کرکے چیلے کیطرح
بھگتنے کے لیۓ تیار کرتا ہے۔ کیونکہ نادانستہ گناہ کرکے جاہل گرد کے
ہاتھون مجبوراً سزا بھگتنا اسکو اسی قسم کی یا اس سے بہی سخت سزائین آیندہ
زندگی مین سب جاننے والے سدگرو کے ہاتھون چیلے کی حیثیت مین بھگتنے
کے لیۓ مستحق بنا دیتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس کا اسطرح سزا بھگتنا

گویا اپنا نام خداشناسی کی فہرست مین آیندہ زندگی مین چیلے کیطرح سزا
بہگتنے والونکی حیثیت مین لکہواتا ہے

اب ہم اس بات پر غور کرینگے کہ گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزائین
کس طرح حق شناسی کا ذریعہ ہوسکتی ہین۔ جو ایک چیلا اپنی خوشی سے
سدگرو بننے کے لئے بہگتتا ہے۔

اس ضمن مین ہم پہلے جیل کو لیتے ہین۔

جب کوئی سزا بہگتنے کے لئے (جیلخانے) قیدخانے مین بہیجا جاتا ہے تو اس
مین گورنمنٹ کا صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ اسکو عیش وعشرت سے ماں باپ
بیوی بچون اور دوست احباب اور آزادی سے الگ رکہا جاوے۔
یا بالفاظ دیگر میعاد مقررہ تک دنیا سے اسکا تعلق قطع کیا جاوے۔
ایک سدگرو کا اپنے چیلے کو دنیا ترک کرنیکا حکم دینا گویا اسکو جیلخانے
بہیجنا ہے کیونکہ ایسا کرنے کیلئے اسکو مذکورہ بالا تمام تعلقات کو قطع کرنا
لازمی ہے

تاریک گھر

ایک قیدی بطور سزا کے تاریک کوٹہری مین بند کردیا جاتا ہے۔
خداشناسی کے لئے بہی تاریک کوٹہری مین حالت مراقبہ مین بیٹھنا خود کو
بہولنے کے لئے اور خدا کا وصل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے اور

ایسا کنج تنہائی جیل کی تاریک کوٹھری سے بہتر نہین ملسکتا۔

درصل خود کو بہولنے کے معنی ہین خود کو نہ دیکہنا۔ خود کو نہ دیکہنے کے لیئے ہمکو اپنی آنکہین بند کرنی چاہئین۔ مگر صرف آنکہین بند کرنا خود کو بہولنے کے لیئے کافی نہین کیونکہ آنکہین بند کرنے پر بہی ہم اپنے حواس اور اپنے جسم کو چہوکر خود کے موجود ہونے کا پتہ لگاسکتے ہین۔ لہذا خود کو بہول جانیکیلئے ہمکو اپنے حواس گم کردینے چاہئین۔ اور حواس کے گم کرنے کے معنی ہین کہ آنکہین کہلی ہوئی ہونے پر بہی کچہہ نہ دکہائی دے۔ ہم معمولی حالت مین جب آنکہین کہلی رکھتے ہین تو ہمین اپنے آس پاس کی تمام چیزین نظر آتی ہین۔ اور جب آنکہین بند کرتے ہین تو بھی ہمین کوئی چیز نظر آتی ہے۔ اور وہ چیز تاریکی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درصل آنکہین دیکھتی نہین۔ بلکہ دیکھنے والا کوئی دوسرا ہے۔ جو آنکہون مین سے دیکھ رہا ہے اور آنکہین محض اسکے دیکہنے کے لئے کہڑکیان یا دریچے ہین۔ ہم یہ بہی بخوبی محسوس کرتے ہین کہ دوئی کا جال ہرطرف پھیلا ہوا ہے اور ہر شئے مین دوئی کا ظہور ہے۔ یعنی جہان تاریکی ہے وہان نور کا ہونا ضروری ہے اور جہان قدرتی نور ہو وہان مصنوعی یعنی اوسکی ضد بھی موجود ہونی چاہیئے۔ قدرتی نور کے معنی خدا ہین جسکے مقابلے مین مصنوعی نور ہے جسکے معنی۔ ہمارا جسم سورج۔ چاند۔ ستارے اور ہر وہ چیز جو ہم اپنی ظاہری آنکہون سے دیکھ

سکتے ہین۔ اسیطرح قدرتی تاریکی اور مصنوعی تاریکی ایک دوسرے کے مقابلے
مین موجود ہین۔ اب یہ چارون حالتین یعنی قدرتی نور۔ قدرتی تاریکی مصنوعی نور
اور مصنوعی تاریکی ہر جگہ اور ہر شے مین موجود ہے۔ علاوہ ازین یہ بھی مانی ہوئی
بات ہے کہ جب ہمین روشنی دیکھنا ہو تو ہمین تاریکی مین ہونا چاہئے یعنی
روشنی سے بالکل الگ۔ مثلاً فضلہ کہ باوجود پیٹ مین موجود ہونے کے
دکھائی نہین دیتا اور جب پیٹ سے باہر آتا ہے تو ہم اوسکو دیکھتے اور
کہتے ہین کہ یہ فضلہ ہے۔ قدرتی تاریکی ہمیشہ قدرتی روشنی کو بلا توقف دکھا
کرتی ہے اور اسیطرح مصنوعی تاریکی مصنوعی روشنی کو۔ ہر انسان مین یہہ
چارون چیزین ہین یعنی قدرتی روشنی اور قدرتی تاریکی مصنوعی تاریکی اور مصنوعی
روشنی" مصنوعی تاریکی سے ہمارا مطلب خودی ہے۔ یہ خودی ہر
اُس شے کو جو مصنوعی ہے بلا توقف دکھا کرتی ہے۔ اور قدرتی روشنی
دیکھنے کیلئے یعنی خدا کو دیکھنے کیلئے ہم کو اپنی خودی کو بالکل مٹا دینا چاہئے
اور اس حالت مین مصنوعی روشنی یعنی تمام وہ چیزین جو ظاہری دنیا سے
متعلق ہین آپ ہی آپ گم ہوجاینگی اور صرف قدرتی تاریکی اور قدرتی اجالا
باقی رہجاتا ہے۔ اس مضمون کے متعلق مہاراج سے سنی ہوئی ایک کہانی
درج کیجاتی ہے جس سے پڑھنے والونکو اس مضمون کے سمجھنے مین بہت
مدد ملیگی۔

ایک دفعہ مین ایک مدت دراز کے لئے قید خانہ مین بہیجدیا گیا اور وہان مین ایک تاریک کمرے مین بند کیا گیا۔ یہ کمرہ اور تین کمرون کے اندر گہرا ہوا تہا۔ یعنی اس تاریک مکان مین کل چار کمرے تھے جس مین سب کے اندر والے کمرے مین مجھے بند کیا گیا۔ جو سب سے زیادہ تنگ اور تاریک واقع ہوا تہا۔ ان کمرون مین ہوا کے داخل ہونے کے لئے چھوٹے دریچے اس طریقے پر واقع تھے کہ صرف ہوا کا اس مین سے گذر ہو سکتا تہا روشنی کی ایک کرن بہی اندر داخل نہین ہو سکتی ہتی۔ میرے سب سے اندر والے کمرے مین تو اس غضب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ تاریکی ظلمات بہی اس کے سامنے ہیچ ہتی۔ دوسرے کمرے مین جو میرے کمرے کو گہیرے ہوئے تھا ایک اور بدنصیب قیدی کو رکھا گیا تہا۔ اس قیدی نے دربان سے یارانہ پیدا کر کے اور قید سے رہائی پر انعام کا لالچ دیکر اس کمرے مین روشنی کا انتظام کرا لیا تہا۔ وہ دربان ہر روز ایک موم بتی اس کے لئے لایا کرتا۔ اس دربان نے مجھسے بہی کہا کہ اگر تم کہو تو مین تمہارے لئے بہی ہر روز موم بتی مہیا کر سکتا ہون۔ مگر مین نے قبول نہ کیا اور اس سے کہا کہ یہ مصنوعی روشنی کب تک کام دیگی۔ مین اس قدرتی تاریکی کی صحبت مین بڑی راحت اور آرام سے گذار سکتا ہون۔ یہ سنکر دربان چپ چاپ رخصت ہو گیا۔ اور پہر کبہی مجھسے اس بارے مین دریافت نہین کیا۔ اسوقت سے

مین اکیلا اس تاریکی کے دامن مین اپنا منہ چھپائے پڑا رہتا اور اپنے وجود (مصنوعی روشنی) کو یا اوسکے کسی حصے کو مطلق نہ دیکھہ سکتا تہا اسیطرح رفتہ رفتہ مین اپنے اس جسم خاکی کو بہولتا گیا یہانتک کہ مجھے اپنے وجود کی ہستی کا مطلق خیال نہ رہا۔ وجود تو اس طرح مفقود ہوگیا مگر مین خود یعنی (مصنوعی اندھیرا) باقی رہگیا۔ جو ہمیشہ تاریکی کی صحبت مین رہا کرتا تہا۔ اس صحبت دیرینہ کیوجہ سے ہم دونون کی آپس مین محبت بڑہ گئی۔ کیونکہ جون جون وہ مجہہ مین سماتا گیا مین بہی اس مین سماتا گیا اور اس کشش نے آپس مین اسقدر ترقی کی کہ ہم دونون نے متفق ہوکر آخر ایک دوسرے سے شادی کرلی۔ اور اب وہ (قدرتی تاریکی) اور مین (مصنوعی تاریکی) ایسے متحد ہوگئے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہوگیا۔ دوئی کا پردہ بیچ سے اُٹہہ گیا اور ہم ایک ہوگئے یا یہ کہئے کہ دونون نے آپس مین ایک دوسرے مین ملکر اپنی جداگانہ ہستی کو فنا کردیا۔ اورجب ہم فنا ہوگئے تو صرف قدرتی روشنی کا وجود باقی رہگیا۔ غرض ہر طرف نور ہی نور تہا اور کچہہ نہ تہا۔ ایک عرصے تک مین اس تجربے مین رہا جب مین خود کو (مصنوعی تاریکی) کو محسوس کرتا تو خود کو قدرتی تاریکی کے آغوش مین پاتا۔ اورجب ہم دونون آپس مین متحد ہوکر فنا ہوجاتے تو پہر نور ہی نور رہجاتا۔

ایک مدت دراز کے بعد میری قید کی میعاد ختم ہوئی اور مجھے آزاد

کردیا گیا۔ قید خانہ سے آزاد ہوکر مین باہر آیا مگر میرا دائی معشوق جس سے
مین نے شادی کرلی تہی میرے ساتہہ ہی رہا۔ اور اسی لیئے جب مین قید خانہ
سے نکلا تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی تھی - اور یہ واقعہ لوگون کو
مین نے سنایا مین نے اُن سے کہا کہ ابہی رات کا وقت ہے اور اندہیرے
مین مجھے کچہہ سوجہتا نہین۔ حالانکہ وہ دن کا وقت تہا اور ہر جگہ اجالا
ہی اجالا تہا۔ لوگون نے یہ خیال کیا کہ میری قوت بصارت جاتی رہی ہے۔
اسلیئے وہ مجہے ڈاکٹر کے یہان لیگئے ڈاکٹر نے میری آنکہون کا امتحان کر کے
کہا کہ یہ اندہا نہین ہوا ہے۔ بلکہ ایک مدت تک تاریکی مین رہنے کیوجہ سے
میری آنکہون مین وہی تاریکی چہا گئی ہے اسی لئے باہر کا اجالا تاریک
نظر آتا ہے۔ اور جون جون یہ آنکہون مین سمائی ہوئی تاریکی کم ہوتی جائیگی
آنکہین بہی رفتہ رفتہ روشنی قبول کرتی جائینگی۔ اور جب یہ تاریکی آنکہون
سے بالکل مفقود ہو جائیگی تو روشنی اوسکی جگہ آجائیگی - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رفتہ
رفتہ میری آنکہون مین روشنی آگئی - مگر مین اپنی معشوقہ یعنی قدرتی تاریکی
کو بہولا نہین اور ہمارا عشق آپس مین ویسا ہی قایم رہا۔ جب مین چاہتا تہا
اپنے اس وفادار اور غمگسار رفیق سے ملتا تھا۔

اب ہم پہر اپنے مضمون کیطرف لوٹتے ہین اور بتلانا چاہتے ہین
کہ گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزائین خداشناسی کے لیئے کیسی کار آمد

ثابت ہوتی ہین۔ سخت مزدوری۔ پتھر پھوڑنا۔ آٹا پیسنا۔ گڑھے کھودنا
اور ایسے ہی دوسرے ذلیل کامونکے لیے سخت محنت درکار ہوتی ہے اور یہ
سزا قیدی کو بھگتنی پڑتی ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا غرور ٹوٹتا ہے
اور خود کو بہت ذلیل اور گرا ہوا سمجھنے لگتا ہے۔ اس سخت محنت سے اسکا
جسم بھی لاغر ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا شناسی مین عجز و انکسار کی سخت ضرورت
ہے اور خیال تن پروری کو ترک کرنا لازمی ہے۔

سادہ اور ایک ہی قسم کی غذا

جیل مین جو غذا قیدیونکو دی جاتی ہے وہ بالکل
سادہ ہوتی ہے۔ اس سے گورنمنٹ کا منشا ر
ایذا رسانی اور مختلف ذائقون سے محروم رکھنا ہے
لیکن غور سے جب دیکھا جائے تو کھلتا ہے کہ ایک ہی قسم کی غذا کھانے سے
انسان کی قوت ذایقہ بالکل مفقود ہو جاتی ہے اور متفرق اقسام کی
لذیذ اور مزیدار غذائین کھانے کی خواہش کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ خواہشات
نفسانی کی رفتہ رفتہ جڑ کٹتی جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ سزا بھی ایک قسم کا تخت
روزہ ہے اور نفس امارہ کے زیر کرنے کے لئے بہت کارآمد ہے اور خدا
شناسی کے لیے نفس امارہ کو مارنا شرط لازمی ہے۔

جرمانہ

مجرم سے سرکار جرمانہ وصول کرتی ہے جس سے اس کا
مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجرم بطور سزا اپنی محبوب ترین چیز

دولت سے محروم کیا جائے۔ اور اسکی چھن جانے سے عزت اور خیال
خود داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان خود کو بالکل حقیر سمجھنے لگتا ہے
اور نامعلوم طور پر اسکی فخر و غرور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور فخر و غرور کو مٹا
اور عجز و نیاز پیدا کرنا طالب حق کے لئے لازمی ہے۔

سادہ لباس و بستر

جیل مین مجرم کو بہت ہی کم قیمت سادہ اور ضروری لباس مہیا کیا جاتا ہے
ویسے ہی اسکے آرام کرنے کے لئے ایک کھردرا نا ملائم بستر ایک ناقص کمبل
کی صورت مین دیا جاتا ہے۔ دراصل اسکو بالکل سادہ زندگی بسر کرنے پر مجبور
کیا جاتا ہے۔ اور سادہ زندگی بسر کرنا مردان حق کے لئے ناگزیر ہے

سزائی تازیانہ

مجرم کو تازیانے اس لئے لگائے جاتے ہین کہ وہ سخت درد محسوس کرے
لیکن اگر اس سزا اور اسکے اثرات پر پوری طور سے غور کیا جائے تو مندرجہ
ذیل نتایج بر آمد ہونگے۔

جسم پر ضرب لگتے ہی دلکو یکبارگی شدید صدمہ پہنچتا ہے اور اس
قلیل ترین عرصے تک جس مین ضرب لگتی ہے دل گویا کند پڑجاتا ہے اور
اسکی معمولی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اور ایسی شدید ضربین پے درپے لگنے پر
انسان بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور دلکی حرکت کو بند کرنا یا بالفاظ دیگر دل کو

قایم کرنا رہرو منزل حقیقت کے لئے ضروری شرائط مین سے ایک شرط ہے۔

ہتکڑی اور بیڑی

مجرم کو ہتکڑی اور بیڑی اس لئے پہنائی جاتی ہے کہ وہ جیل کی حدود سے نکل کر باہر کی دنیا سے نہ جا ملے۔ یہان جیل کی حدود کو حدود عالم قدس سے اور دنیا کو حدود مایہ سے تشبیہ دیکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جیل کی حدود مین سے مجرم کو دنیا کی طرف آنے سے روکا جاتا ہے اسیطرح مردان خدا کو حدود عالم قدس سے نکل کر حدود مایہ مین داخل ہونے سے روکنا ضروری ہے تاکہ وہ منزل مقصود کو پہنچے۔

پھانسی کی سزا

جب پہانسی دینے کے لئے کسی مجرم کے گلے مین رسی باندہکر لٹکایا جاتا ہے تو اس کا دم رک جاتا ہے اور جب اس دم کی رکاوٹ اپنی اخیر حد پر پہنچتی ہے تو (پران وایو) نفس اور (اپان وایو) ریح ایک مقام پر آکر آپس مین ملجاتی ہین اور انکے آپس مین ملتے ہی سمادہی کی حالت رونما ہوتی ہے۔ مگر وہ دیر تک نہین رہتی۔ کیونکہ نفس اور ریح کے اچانک تصادم سے جسم کو ایک زبردست صدمہ پہنچتا ہے۔ جسکی وجہ سے پہانسی پر لٹکایا ہوا آدمی مرجاتا ہے برخلاف اسکی یوگی رفتہ رفتہ نفس اور ریح کو ایک مقام پر لانے کی کوشش کرتے ہین اور جب ایک عرصے کے بعد ان دونون کو ایک جگہ

ے آتے ہین تو وہ سمادہی کی حالت مین آجاتے ہین۔ مگر وہ اس حالت مین پہنچکر مرتے نہین کیونکہ انہون نے بتدریج ان دونون کو ملایا ہے غرضکہ پہانسی پر چڑہا ہوا آدمی اور یوگی دونون کو سمادہی کی حالت نصیب ہوتی ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ اس حالت مین یوگی قایم رہتا ہے۔ اور بدقسمت پہانسی والا آدمی سمادہی کی حالت مین آتے ہی دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے!!

مہاراج نے اپنے شیرڈی کے قیام مین ان تمام سزاؤن کو بلکہ ان سے بہی بدتر سزاؤنکو خود تجویز کرکے بوجہ احسن بہگتا۔ گویہ سزائین دراصل سدگرو سائین بابا کی روحانی طاقت کیوجہ سے مہاراج نے تجویز کی تہین مگر جسکو وہ سمجھے نہین تہے۔

مہاراج کی سزائین بہگتنے کا مختصر بیان ذیل مین ناظرین کی معلومات کے لیئے لکہا جاتا ہے۔

ناظرین کو پہلے یہ بات معلوم کرائی گئی ہے کہ سائین بابا کے حکم سے مہاراج نے اپنی بیٹھک کہنڈوبا کے مندر مین جو مرگہٹ کے قریب واقع تہا مقرر کی ہتی۔

شیرڈی کے مسان کے حدود اور اطراف کے جنگل سے بدتر جیل کہین نہین ہوسکتی جسکو چہوڑکر ۲ برس تک مہاراج کہین نہین گئے۔

اور اسی مین طرح طرح کی سزائین جھیلتے رہے۔

کہنڈوا کے مندر سے زیادہ خراب کوئی اور تاریک کمرہ نہین ہوسکتا اس سنسان اور بھیانک مندر مین مہاراج راتونکو بغیر روشنی کئے عرصے دراز تک رہے بستی سے الگ جنگلون مین گہرے ہوئے مندر مین جو سانپون اور بچھوؤنکا گہر بنا ہوا تہا مہاراج کا بخوشی قیام کرنا اور رات دن ہولناک واقعات کا پیش آنا مثلاً زمین ہلنا۔ خوفناک آوازین آنا اور دیگر سینکڑون واقعات کا ہونا اور ہرایک واقعہ کو بلا خوف و ہراس دیکہتے رہنا اور ان کے اثرات کو محسوس نہ کرنا مہاراج جیسے دل و جگر والے ہی کا کام تہا۔ جیل کی تاریک کوٹھری مین ان تجربات کا گمان ہی نہین ہوسکتا۔ اور اس مین محبوس ہونا اور سزائین اُٹھانا طالب حق کی اختیار کردہ سزاؤن سے ہزار درجہ ہیچ ہین۔

پتھر پھوڑنا۔ آٹا پیسنا۔ گڑہے کھودنا۔ کہیتون مین ہل چلانا۔ برہنہ پا راستون مین سے کانٹے الگ کرنا۔ کپڑے دہونا۔ برتن مانجھنا۔ جھاڑو دینا اور ایسے صدہا کام مہاراج نے اسی حدود مین رہکر انجام دئے۔ اور یہ سب کام اُن ایام مین کئے جب کہ آپ قریباً ڈہائی سال تک اپاس کیجاتے مین رہے اور اپاس بہی ایسا کہ اناج تو کجا پانی کا قطرہ تک حلق سے نہین اتارا۔ اور گوشت پوست گہل کر ہڈیون کا ڈہیر رہ گیا تہا اور پہر

یہ طرہ کہ توانا اور تندرست پیٹ بہرے مزدوروں سے جلدی اچھا اور بہت زیادہ کام کرتے تہے۔

مہاراج کی سادگی غذا کے متعلق بہی ہم یہ ضرور کہینگے کہ دنیا مین آپ کی مثال مشکل سے ملیگی۔ اول تو مدت تک روزہ دار رہے۔ پہر ایک عرصہ تک کیچڑ مٹی اور فضلہ کہاتے رہے جسکی مفصل کیفیت اس جلد کے اخیر مین درج کی گئی ہے۔ سادگی لباس وغیرہ مین بہی مہاراج سے کوئی سبقت نہین لیجا سکتا۔ عرصہ تک ایک پہٹی ہوئی دہوتی پہنے رہے۔ پہر ایک میلی کچیلی اور بوسیدہ گہونگڑی (ٹاٹ کی بوری) جس مین لاتعداد جوئین بہری ہوئی تہین کمر سے باندہے رہتے۔ جب یہ بہی نہ رہی تو آپ نے برہنگی اختیار کرلی۔ آپ ہمیشہ۔ پتہریلی۔ ناہموار۔ اور گندی جگہ بیٹہا کرتے اور اس انداز سے جیسے کوئی امیر شاہانہ فرش پر بیٹہا ہے۔

نوٹ نمبر ۳

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۱۵۶

جاننا چاہئے کہ دنیا اور اس کے تمام ظاہری اسباب وکیفیتین حقیقی نہین ہین۔ ہمارا جسم خاکی۔ ہماری بول چال۔ کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا غرضکہ عالم اسباب کی تمام اشیاء اور کیفیات مثل ایک خواب کے ہین۔ اس عالم ظاہری کے علاوہ ایک اور عالم ہے جسکو عالم قدس کہتے ہین۔ یہ وہ خاص عالم ہے جہان پہنچکر خدا کا وصل حالت بیداری مین حاصل ہوتا ہے۔ خدا سے بیداری مین وصل حاصل کرنے کے لئے پانچ حالتون مین گذرنا پڑتا ہے۔

پہلی حالت

جس حالت مین اسوقت ہم ہین اور عالم اسباب کی تمام چیزون کو سمجھتے ہین اور محسوس کرتے ہین یعنی حالت بیداری اور یہین سے ہم اور حالتون کا تجربہ حاصل کرتے ہوئے عالم قدس تک جو آخر حالت ہے پہنچ سکتے ہین۔

دوسری حالت

پہلی حالت سے گذر کر جب ہم نیند (جو تیسری حالت ہے) کی طرف سفر کرتے ہین تو ہمین بیداری اور نیند کے وسط مین ایک اور حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے جسکو سپنا کہتے ہین یہی دوسری حالت ہے۔

تیسری حالت

دوسری حالت یعنی سپنے سے گذر کر ہم نیند کی حالت یعنی حالت سوم مین پہنچتے ہین تو ہم اپنے وجود بلکہ خود کو بھی بھول جاتے ہین۔ یہ بے خبری کا عالم ایسا ہے کہ اس مین سے واپس لوٹ کر ہم اسکی کیفیت بیان نہین کر سکتے۔ اس عالم مین یا اس حالت مین ہم خدا سے واصل ہوتے ہین مگر بیخود ہونیکی وجہ سے ہم اسکی حقیقت بیان کرنے سے قاصر ہین اسی کا نام تیسری حالت ہے۔

چوتھی حالت

تیسری حالت تک تو عام لوگونکی حالت ہے۔ اس سے آگے جو حالتین ہین وہ خاص لوگون کے لئے ہین۔ خاص لوگ جب تیسری حالت سے عالم قدس کی اخیر حالت کیطرف رجوع کرتے ہین تو انہین ایک اور حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے جسکو ہم حقیقی سپنا یا حالت چہارم کہتے ہین۔ اور اس حالت سے گذر کر وہ عالم قدس تک پہنچتے ہین جو اخیر منزل ہے۔

پانچوین حالت

حالت چہارم یعنی حقیقی سپنے کی حالت سے گذر کر عالم قدس تک پرواز ہوتی ہے جو اخیر حالت یا حالت پنجم کہلاتی ہے۔ اس حالت مین پہنچکر مردان خدا بیداری کی حالت مین خدا کا وصل حاصل کرتے ہین یا یہ کہئے کہ بیداری کیحالت مین نیند کی کیفیت حاصل کرتے ہین۔ جو خود نیند کی حالت مین پہنچا ہوا نہین کر سکتا

اور بیداری مین نیند کا تجربہ حاصل کرنا ہی خدا سے ملنا ہے۔

ان پیچیدہ حقایق و معارف کے طریق کو صاف طور پر سمجھانے کے لئے ذیل مین ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس مین نمبروار یہ تمام حالتین بتلائی گئی ہین۔ اور اسکے بعد ہم یہ بتائینگے کہ اس پہلی حالت سے پانچوین حالت مین پہنچنے کے لئے کیا کیا کیفیات پیش آتی ہین۔

نقشہ

وہ حالت جسمین بیداری مین نیند کا تجربہ ہو جیتی نیند اری	۵	سچی حالت
اولیا کی حالت ـ حقیقی سپنا	۴	سچی حالت
نیند	۳	نیند
سپنا	۲	جھوٹی حالت
بیداری	۱	جھوٹی حالت
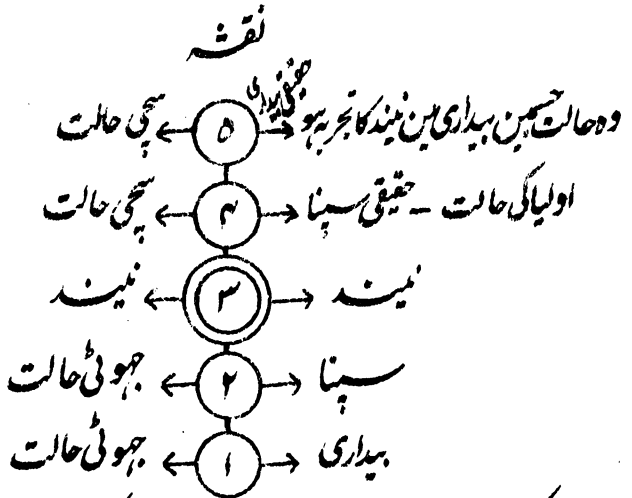
بیداری کی حالت یعنی حالت اول سے جب ہم نیند کی حالت یعنی حالت سوم کیطرف جاتے ہین تو ہمین ایک درمیانی حالت یعنی حالت دوم سے گذرنا پڑتا ہے جو سپنے کی حالت ہی جو ان دونون حالتون یعنی بیداری اور نیند کی حالتون کے عین وسط مین واقع ہے۔ اس سپنے کیحالت مین جو درمیانی حالت ہے ہم نصف بیدار اور نصف خواب یا نیند کی حالت کا تجربہ لیتے ہین۔ اس نیم خواب حالت مین ہم اگرچہ سوتے ہین۔ مگر خود کو بیداری کے تمام کام کرتے ہوے دیکھتے

ہین۔ اب اس حالت دوم مین پہنچکر اگر بیداری یعنی حالت اول کی زیادہ کشش ہوتی ہے اور نیند یعنی حالت سوم کی کم ہوتی ہے تو ہم زیادہ دیر تک سپنا دیکھتے ہین۔ اور اسکو یاد بھی ا کہتے ہین۔ اور اگر نیند کی حالت یعنی حالت سوم کی زیادہ کشش ہوتی ہے، اور بیداری یعنی حالت اول کی تھوڑی تو ہم قلیل عرصے تک سپنا دیکھتے ہین۔ لہذا ہم یا تو اس سپنے کو بھول جاتے ہین یا اسکی کچھہ کچھہ باتین یاد رہتی ہین۔ اور بعض اوقات تو ہمین یہ بھی خیال نہین رہتا کہ ہم نے سپنا دیکھا بھی تھا یا نہین۔ مگر نیند کی حالت مین پہنچنے کے لئے سپنے کی حالت مین سے گذرنا لازمی بات ہے۔ اب اگر حالت بیداری کی کشش لگاتار ہو تو ہم سپنے کی حالت ہی مین رہتے ہین اور نیند کی حالت تک نہین پہنچتے۔ بلکہ سپنے کی حالت سے لوٹکر واپس بیداری کی حالت مین آجاتے ہین۔

جب ہم حالت سوم یعنی نیند کی حالت مین پہنچتے ہین تو ہم وہان کچھہ نہین پاتے اور ہمین کسی قسم کا تجربہ حاصل نہین ہوتا۔ اور اس حالت سوم کی طرف سے حالت اول کیطرف لوٹتے ہوئے پھر ہمین حالت دوم یعنی سپنے کی حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور اگر اس واپسی مین نیند یعنی حالت سوم کی کشش زیادہ ہوتی ہے تو ہم حالت دوم مین زیادہ دیر تک رہتے ہین اور اسلئے ہمین سپنا یاد ہوتا ہے۔ اور اگر حالت سوم یعنی نیند کی حالت کی کشش کم اور حالت اول یعنی بیداری کی حالت کی کشش زیادہ ہوتی ہے تو حالت دوم یعنی سپنے

کی حالت زیادہ دیر قایم نہین رہتی اور سپنا کم یاد رہتا ہے یا بالکل یاد
نہین رہتا- اور ہم بہت جلد حالت اول یعنی بیداری کی حالت مین آجاتے ہین
یکیفیت ہم ایک معمولی انسان کی حیثیت مین دیکھتے ہین۔ مگر خدارسیدہ لوگ
جو اس حالت سوم سے آگے بڑہنے کی استعداد رکہتے ہین- اس حالت سوم سے
بجائے واپس حالت اول کو لوٹنے کے آگے بڑہتے ہین- اور انہین بہی اس
مسافت مین ایک سپنے کی حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہ سپنے کی حالت
یعنی حالت چہارم جو دو قسمون کی نیند کے ٹہیک بیچ مین واقع ہے- یعنی حالت
سوم اور حالت پنجم کے درمیان ہے- اس بیان سے ناظرین سمجہہ سکتے ہین
کہ حالت سوم اور حالت پنجم یہ دونون نیند کی حالتین ہین- مگر حالت سوم
نیند کی حالت مین نیند ہے اور حالت پنجم بیداری کی حالت مین نیند ہے-
اور نیند ہی دوسرے لفظون مین خدا یا حق ہے- اسلیئے حالت سوم اور
حالت پنجم کے درمیان جو چہارم حالت ہے اس مین ہم حقیقی سپنا دیکھتے
ہین- یعنی خدا سے واصل ہونے کا تجربہ حاصل کرتے ہین کیونکہ اس حالت مین
ہم نیند (جو خدائی حالت ہے) کی طرف ہی کہنچے جاتے ہین- اور اسلیے ہم اسکو
حقیقی سپنا یا خدا کا سپنا کہینگے- اور یہ حالت صرف اولیا اللہ کو نصیب
ہوتی ہے مرہٹی زبان مین اس حالت کو تریا کہتے ہین- اب اس
حالت چہارم یعنی حقیقی خواب سے گذر کر حالت پنجم یعنی حقیقی بیداری کی حالت

مین پہنچتے ہین۔ حالت سوم (نیند) اور حالت پنجم (حقیقی بیداری) دونون خدائی حالتین ہین لیکن پہلی خدائی حالت نیند مین اور دوسری خدائی حالت حقیقی بیداری مین ہے۔ مگر چونکہ خدائی حالت مین خدائی حالت کا تجربہ نہین ہوتا اور یہ اس لیئے کہ جب ہمین کسی چیز کو دیکہنا ہوتا ہے تو اوس چیز سے جدا ہو کر دیکہا جاتا ہے اسواسطے خدائی حالت کا تجربہ صرف حالت چہارم یعنی تریا حقیقی سپنے کی حالت مین پہنچکر ہی ہو سکتا ہے۔

ہم یہ بتلا چکے ہین کہ حالت سوم یعنی نیند خدا ہے مگر نیند کی حالت مین اسکو ہم نہین سمجہہ سکتے اور صرف حالت پنجم یعنی حقیقی بیداری اسکے لیئے ضروری ہے لہذا خدا کو جاننے یا پہچاننے کے معنی نیند کو جاننے کے ہوئے مگر حقیقی بیداری کیحالت مین۔ یعنی جاننے والا نیند کو جانتا ہے یا دوسرے لفظون مین وہ خود نیند ہو جاتا ہے۔ اور نیند کے معنی ہین روشنی مگر نیند کی حالت مین اس روشنی کا تجربہ نہین ہوتا۔

نیند مین یعنی حالت سوم مین سوا اندہیرے کے کچہہ نہین ہے مگر اس اندہیرے کا ہمین تجربہ نہین ہو سکتا اسیطرح حقیقی بیداری یعنی حالت پنجم مین سوا روشنی کے کچہہ نہین اس لیئے ہم روشنی کا تجربہ حاصل نہین کر سکتے۔ مگر درمیانی حالت یعنی حالت چہارم یا حقیقی سپنے کی حالت مین نیند کی دونون حالتون کا یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کا ہمین تجربہ ہوتا ہے۔ یعنی روشنی اور تاریکی دونوکو

ہم درمیانی حالت مین پہنچکر دیکھ سکتے ہین۔

یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونون حالتون کا تجربہ یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کا تجربہ اس شخص کو جو ان دونون حالتون مین فرداً فرداً رہا ہو کیون حاصل نہین ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حالتون مین پہنچکر وہ شخص اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے، اور خود یا تو تاریکی بنجاتا ہے یا روشنی جس حالت مین کہ وہ پہنچا ہو۔

اب چونکہ تمام دنیا اور اسکی کاروبار اور ہمارا ان مین حصہ لینا جسکو ہم حالت اول یا بیداری کی حالت کہتے ہین ایک سپنا ہے لہذا حالت دوم جسکو ہم سپنا کہتے ہین وہ اس سپنے مین سپنا ہے۔ مگر اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ حالت اول یعنی بیداری کی حالت دراصل سپنا ہے ہمین حالت چہارم یعنی حقیقی سپنے کی حالت مین پہنچنا چاہئے۔ جہان ہم خود کو اپنے وجود سے دنیا سے اور اسکی کاروبار سے بالکل الگ پاتے ہین۔ اور یہ حالت چہارم تھی جو سائین بابا کے فیضان سے مہاراج کو عطا ہوئی۔ مندر مین تنہا بیٹھے ہوے یک بیک وہ خود کو مختلف مقامات پر متفرق کاروبار مین مصروف پاتے تھے۔ نہ تو وہ نیند کی حالت مین ہوتے تھے نہ سپنے کی پھر بھی یہ تمام منظر اپنی آنکھون سے بیداری کی حالت مین دیکھتے تھے۔ ہم پوچھتے ہین کہ یہ دیکھنے والا کون تھا۔ اسکا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ وہ حقیقی مہاراج

مہاراج تھے۔ غرض اسطرح مہاراج اپنے وجود۔ دنیا۔ اور اسکی کاروبار سے
الگ ہوکر خود کو ان کاروبار مین حصہ لیتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اور یہ سب
بیداری کی حالت مین دیکھتے تھے۔ جسکے معنی یہ ہین کہ وہ حالت چہارم مین تھے
ہمارے (حقیقی ہم کے) دو وجود ہین ایک ظاہری دوسرا باطنی مگر
اسکے جاننے مین ہمین دقت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دونون وجود ایک دوسرے
سے ایک کڑی کے ذریعے سے جوڑے ہوئے ہین۔ اور ہم اپنی حقیقی ہستی کا
تجربہ نہ ہونیکی وجہ سے سمجھتے ہین کہ ہمارا صرف ظاہری وجود ہے اور اسکی سوا
کچھ نہین۔ اور اسلئے ہمین اصل سپنے کی حالت بیداری کی حالت دکھائی دیتی ہے اور
اصل سپنے مین سپنے کی حالت صرف سپنے کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

اب جب ہم سوتے ہین تو ہمارا ظاہری وجود ایک ہی جگہ بغیر حرکت کئے
پڑا رہتا ہے۔ مگر ہمارا باطنی وجود سپنے مین سپنے کی حالت یعنی حالت دوم مین پہنچتا ہے
اور اس حالت مین باطنی وجود کو سب تجربہ حالت بیداری (یعنی سپنے کی حالت)
کا ہوتا ہے۔ مثلاً چلنا پھرنا۔ کھانا پینا وغیرہ وغیرہ۔ اس مین نکتہ یہ ہے کہ ہمارا
ظاہری وجود بالکل معطل ہے اور پھر بھی ہم خود کو چلتا ہوا بھاگتا ہوا۔ اور
لڑتا ہوا دیکھتے ہین۔ ایسی حالت مین ہمارا ظاہری وجود بستر پر ہوتا ہے اور باطنی
وجود سپنے مین نظر آتا ہے۔ اسپر یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ دیکھنے والا تیسرا کون ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنے والا دوسرا کوئی نہین ہوتا بلکہ وہ حقیقی ہم ہوتا ہے

یعنی سپنے کی حالت مین ہم اپنے ظاہر اور باطن دونون وجودون سے الگ ہوتے
ہین۔ ظاہر وجود بستر پر ہوتا ہے اور باطنی سپنے مین کام کرتا ہے اور ہم ان
دونون سے الگ ہو کر تماشہ دیکھتے ہین اور یہی تماشہ سپنا ہے اسی سپنہ کا
تجربہ اگر ہمین بیداری کی حالت مین ہو تو یہ سدہ پروش ہونیکی علامت ہے۔
اور اسی حالت کا تجربہ مہاراج کو اچھی طرح ہوا کرتا تھا جبکہ وہ مندر مین مقیم تھے
معلوم ہوا کہ حقیقی ہم کو حالت چہارم مین پہنچکر اپنا ظاہری وجود۔ دنیا اور
اوسکے تعلقات خواب یا سپنا نظر آتے ہین اور اپنے باطنی ہم کو جو دنیا اور
اوسکے کاروبار مین خواب یا سپنے مین خود کو مصروف پاتا ہے خواب در خواب
کی حالت مین دیکھتا ہے اور اس حالت چہارم مین نیند کا تجربہ بیداری
کی حالت مین حاصل کرتا ہے۔ القصہ وہ اس حالت چہارم مین دنیا کا اور
خدا کا دونون کا تجربہ حاصل کرتا ہے اور ان دونون حالتون کا تجربہ حاصل
کرنے کے بعد یہ اسکے اختیار مین ہوجاتا ہے کہ جس حالت مین چاہے رہے
اور اس کی کیفیت معائنہ کرتا رہے۔ اس خواب کی حالت یعنی حالت
اول مین پہنچکر وہ بندہ بنتا ہے یعنی تاریکی محض۔ اور حالت پنجم مین پہنچکر
خدا بنتا ہے یعنی روشنی یا نور محض۔ اور حالت چہارم مین پہنچکر وہ حالت
اول اور حالت پنجم دونون کا تجربہ حاصل کرتا ہے یعنی ع

کبھی بندے بنے اپنے کبھی اپنے خدا ٹھیرے

(معمولی حالت مین باطنی وجود ظاہری وجود سے تعلق ہونے کی وجہ کر)
اس حالت بیداری مین (جو در اصل سپنے کی حالت ہے) پہنچکر سپنے کی حالت
کا بیداری کی حالت کی حیثیت مین تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اور جب ظاہری
وجود بالکل خاموش پڑا رہتا ہے (نیند کی حالت مین) تو خواب در خواب
کی حالت کا تجربہ سپنے کی حالت کی حیثیت مین حاصل کرتا ہے۔ اور نیند کی
حالت مین پہنچکر اسمین متحد ہو جاتا ہے اور یہان کوئی تجربہ نہین ہوتا۔
مگر اولیاؤن کا باطنی وجود چونکہ ظاہری وجود سے الگ ہو سکتا ہے اس لئے
خواب کی حالت اور خواب در خواب کی حالت سے گذر کر حقیقی خواب کیحالت
مین پہنچتے ہین۔ جہان وہ بیداری مین خواب دیکھتے ہین اور پھر نیند یعنی حالت
پنجم مین پہنچکر حقیقی بیداری کا تجربہ حاصل کرتے ہین۔

نوٹ نمبر ۴

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۹۰

ان ایام مین جبکہ مہاراج کا قیام کھنڈوبا کے مندر مین تہا حالت ہمہ اوست آپ پر طاری تھی۔ ہر چیز۔ ہر شے۔ ہر رنگ اور ہر مذہب آپ کو ایک ہی جلوہ دے رہے تھے۔ آپ کے ہر قول و فعل سے شان وحدت ٹپکتی تھی دوئی کا نشان تک باقی نہ تہا۔ عام لوگ جس طرح مٹھائی شوق ورغبت سے کہاتے آپ فضلہ اسی رغبت سے کہاتے بلکہ اسطرح جیسی تمام دنیا کی نعمتون کا مزہ اس مین مل رہا ہے اور اسی بے تکلفی اور کشادہ دلی سے اسکو ساتھ کہیلتے۔ زمین لیپتے۔ اُپلے تہاپتے اور سوکہے گُہ کو کہاتے کہ بہنگی بہی جو رات دن اس سے سروکار رکہتے ہین ایسی بے تکلفی کا اظہار نہین کر سکتے۔ اسیطرح آپ نے باوجود برہمن ہونے کے اتحاد کا وہ نمونہ بنکر دکہایا کہ وہیڑ اور بہنگی بہی نہین کرسکتا۔ آپ نے ہر نیچ سے نیچ قوم کے ساتھ ملکر انکی خدمت کی ان کا ہر ایک کام کاج کیا اور برہمن اور بہنگی مین کوئی امتیاز باقی نہ رکہا درحقیقت آپ نے ایسی ہی جگہ قدم رکہا تہا جہان رنگ روپ مذہب وملت رنج وراحت اور موت وحیات غرضکہ فانی عالم کی فانی چیزون مین سے کسی کا پتہ

نہ تہا۔ فضلے کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان کیا تہا جو ناظرین کی وسعت معلومات کے لیئے درج کیا جاتا ہے جو مہاراج کی اس جداگانہ روش کا راز معلوم کرنے مین آپکو مدد دیگا۔

فضلے کا عجیب و غریب قصہ

ایک دفعہ مہاراج نے بیان فرمایا کہ کسی گاؤن مین ایک غریب دہقان رہتا تہا۔ بیچارہ مال و دولت کے لحاظ سے بہی مفلس اور عقل و خرد سے بہی بے بہرہ اور ہر طرح کہ ہمچومن دیگرے نیست۔ اسکو خیال پیدا ہوا کہ اگر اللہ میان میرا نام اپنے خاص بندونکے دفتر مین لکہے اور میری رسائی اُس تک ہوجائے تو کیا ہو۔ اور رفتہ رفتہ یہ خیال اسقدر بڑہا کہ وہ ہر وقت اور ہر شخص سے اس خیال کا اظہار کرنے لگا۔ گاؤن کے لوگ بیچارے کیا جانین کہ خدا تک جو آسمانون مین رہتا اور ہم سے لاکھون کوس دور ہے کس طرح رسائی ہوسکتی ہے وہ اسکے خیال کا مضحکہ اُڑاتے اور ازراہ تمسخر خدا تک پہنچنے کے رستے عجیب عجیب بتاتے جنپر یہ بہولا بہالا مگر خوش اعتقاد عمل کرتا اور آخر مین خفت اُٹہاتا جو مولوی یا ملا آتا اوس سے دریافت کرتا کہ جناب مجہے خدا تک پہنچنے کا رستہ بتائیے۔ وہ لوگ بہی اسکو بیوقوف سمجہکر جو کچہہ چاہتے پڑہنے کے لیئے بتادیتے یہ اوسکو سچ سمجہکر اسپر عمل کرتا۔ تہوڑے دن بعد دیکہتا

کہ میں تو اُسی گاؤن مین ہون جس مین پیدا ہوا تھا اور ایک قدم بھی خدا
تک پہنچنے کے راستے پر نہین پڑا تو پڑھنا چھوڑ دیتا اور کہتا کہ یہ لوگ کچھ
نہین جانتے خواہ مخواہ مجھے حیران کیا اب کسی اور گرو کو ڈھونڈنا چاہیئے
غرضکہ ایک مدت تک جو آیا اس سے پوچھا اور اسپر عمل کیا اور ناکام ہوکر
چھوڑا کیا۔ اتفاق سے اہنی کے بھائی ایک نیم ملا گاؤن مین تشریف لائے
اور وعظ و نصیحت سے لوگونکو گرویدہ بنالیا۔ شدہ شدہ انکو بھی خبر ملی کہ
ایک مولوی صاحب تشریف لائے ہین اور ایسی ایسی باتین بتاتے ہین کہ
تمام گاؤن انکے پاس جاتا ہے۔ یہ بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ اس شخص
سے اپنا کام بنیگا اور اب ہم خدا تک پہنچ کر اوسکے خاص بندون مین جا ملینگے
چنانچہ نہا دھو کپڑے بدلے اور ہزارون خیالات کے لاؤ لشکر کے ساتھہ
مولوی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اس قدر محنت و ریاضت کے
طفیل گاؤن کے لوگ آپ کو صوفی بابا کہنے لگے تھے۔ مولوی صاحب
وعظ مین مشغول اور یہ مودبانہ اُن کے سامنے بیٹھا وعظ سننے مین مصروف
مگر ستم رسیدہ عاشق کیطرح بیقرار کہ کب مولوی صاحب وعظ ختم کرین
اور کب مجھے خدا کے گھر کا رستہ بتائین۔ خدا خدا کر کے مولوی صاحب نے وعظ
ختم کیا اور انکی طرف متوجہ ہوئے۔ انہون نے دل کھولکر اپنی داستان
سنانی شروع کی کہ مین خدا کا طالب ہون اور چاہتا ہون کہ اوس تک پہنچ

جاؤن۔ اسکے لئے مین نے سینکڑون آدمیون سے رستہ پوچھا کسی نے ٹہیک ٹہیک
پتہ نہ دیا۔ فلان فلان وظیفے پڑہے فلان فلان چلے کرے مگر سب کا سو
ایک ہی کام کا نہ نکلا۔ اب آپ کو خدا نے یہان بہیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ
میرے خدا نے خاص میرے لئے بہیجا ہے کچھ ایسی راہ بتائیے کہ میرا مطلوب
مجھے ملجائے"۔ مولوی صاحب نے دیکھا کہ یہ تو بڑا بہاری جن لپٹا یہ رستہ
تو مجھے خود نہین معلوم اسکو کیا بتاؤن اگر بتاتا تو بہی کچھہ جو یہ کرچکا ہے
خیراب کچھہ نہ کچھہ تو بتانا ہی چاہئے ورنہ مولویت مین فرق آیگا۔ یہ سوچکر مولویصاحب
نے دہقان سے کہا کہ صوفی بابا آپ کو مین کیا بتاؤن جو کچھہ مین جانتا تہا
وہ تو آپ کر چکے اور آپکو رستہ نہین ملا۔ اور درحقیقت یہ راستہ ہی بہی
بہت مشکل برسون بہٹکتے پہروجب بہی نہین ملتا۔ خیر گھبراؤ نہین اللہ مالک ہے
مین تم کو ایک ایسا رستہ بتاؤنگا جو آجتک تمہین کسی نے نہین بتایا ہوگا۔ اگر
اسپر تم نے کامل طور پر عمل کیا تو یقین رکھو کہ ضرور خدا سے جاملوگے۔ مین خود
وہ عمل کرنا چاہتا تہا لیکن میرا دل بہت کمزور واقع ہوا ہے۔ ہو نہین سکتا
اسکے لئے نہایت مضبوط دل والا آدمی چاہئے۔ اگر تمہارا دل واقعی مضبوط
ہے اور تم ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو تو مین تمہین بتاتا ہون ورنہ
نہین یہ کہہ مولوی صاحب دوسری طرف متوجہ ہوگئے۔ بہولے بہالے
کسان نے جو یہ لمبی چوڑی تقریر سنی تو بوکہلا گیا اور طرح طرح کے خیالات

اوسکو دماغ مین چکر لگانے لگے۔ ہا اندازہ لگاکر کہ میرا دل نہایت قوی ہے
اور مین ہر ایک مشکل برداشت کرسکتا ہون خوش ہوتا۔ اور کبھی یہ سوچکر کہ
مبادا مولوی صاحب مجھے اس لایق نہ سمجھین اور کمزور دل والا خیال کرین
اور وہ رستہ جو یقین دلاتا ہے کہ ضرور مجھے خدا تک پہنچا دیگا مجھے نہ بتائین
غمگین اور اگر بالفرض انہون نے نہ بتایا تو پھر مین کیا کرونگا اور کس سے اپنے
پیارے خدا کے ملنے کا رستہ پوچھونگا۔ مولوی صاحب جب دوبارہ اسکی
طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ غریب دہقان سر کو دونون گھٹنون مین جھکائے
بیٹھا کچھہ سوچ رہا ہے۔ اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے آپ نے زور سے
اللہ ہو کا نعرہ مارا۔ اللہ کا نام جو دہقان کے کان مین پہنچا تو فی الحقیقت
اوسکو ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ گویا خدا اوسکے سامنے بیٹھا ہے۔ گردن
جو اُٹھائی تو وہی مولوی۔ مولوی صاحب نے اسکو مغموم دیکھکر پوچھا
کیون بھئی آخر اسقدر پریشان کیون ہوتے ہو اگر تمہارا شوق صادق ہے
تو خدا مل ہی جائیگا ہمت شرط ہے۔ دہقان نے چونکہ وہ خدا سے سچا عشق
رکھتا تھا اور اسیکے خیال مین محو بیٹھا تھا آنکھون سے آنسوؤن کے تار
باندھ دئے اور ہجوم یاس نے تاب گفتار باقی نہ رکھی آخر تسلی تشفی کے بعد
زبان کھولی اور کہا کہ مولوی صاحب خالی تسلی سے تو کچھہ کام نہین چل سکتا
مجھہ غریب کی آرزو پوری کیجے اور جلدی وہ رستہ بتلائیے جو آپ بتانا

چاہتے ہین ہین نہایت قوی دل ہون اور ہر مصیبت جو اس راہ مین حائل ہوگی
بصد شوق برداشت کرونگا۔ مولوی صاحب بیچارے کہنے کو تو کہہ گئے
کہ ہم تمکو رستہ بتائینگے گر ع پیر خود در ماندۂ شفاعت کرا رہبری کند" اس
کوچہ کے رخ سے بہی ناآشنا کیا بتاتے اور خود دہقان کیطرح گردن جہکاکر
دریائے فکر مین غوطہ مارنے لگے۔ دہقان نے جو حالت دیکہی کہ مولوی
صاحب میری طرح گہٹنون مین سر دئے بیٹھے ہین اور اب پہر اللہ ہو کا نعرہ
لگائینگے اور جس طرح پہلے نعرہ پر مجھے میرے خدا کی جہلک دکہائی دی تہی
اب بہی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ اب تو مین آنکہین کہلی رکہتا ہون دل بہر کر اللہ
میان کو دیکہہ لونگا۔ یہ خیال کر مولوی صاحب کیطرف ٹکٹکی لگا بیٹھ گیا یہان
مولوی صاحب کو فکر دوسری ہی تہی۔ دہقان سمجھ رہا ہے کہ مولوی صاحب
خیال ایزدی مین سرتاپا محو ہین اور اپنے آپے کی بہی خبر نہین۔ مولوی صاحب
سوچ رہے ہین کہ چال کیا چلون اور کونسا رستہ بتاؤن غرضکہ تہے اپنے
اپنے خیال مین دونون محو۔ آخر کب تک مولوی صاحب نے مراقبہ سے سر
اُٹھایا۔ اور نہایت غور سے دہقان کو دیکہہ کر کہا کہ بہائی مین پہلے ہی کہہ
چکا ہون کہ یہ راہ کٹھن ہے تم اس خیال سے باز آؤ۔ اگر مستعد ہی ہو تو خیر اَو
مین تم کو ایک راز کی بات بتاتا ہون جو مین نے ایک پنڈت جی کی زبانی سنی
ہے مگر انہون نے مجھے قسم دی ہے کہ مین کسیکو نہ بتاؤن اور اس راز کو اپنے

ہی سینے مین جان کیطرح پنہان رکھون۔ مگر نہین معلوم میری زبان کیون کھلی جارہی ہے اور خود بخود جی چاہ رہا ہے کہ تم کو وہ راز بتاؤن جو آج تک مین نے چھپائے رکھا اور کسی فرد بشر کو نہین بتایا۔ خیر اس مین بھی شاید اللہ تعالےٰ کا بھید ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ تمہارے ہی لئے میرے سینے مین محفوظ ہو اگر تم خوش قسمت ہو تو اس ترکیب پر جو مین بیان کرونگا عمل کرکے ضرور کامیاب ہوجاؤگے اور اپنی نجات کا رستہ پالوگے۔

دہقان غریب اس لمبی چوڑی تقریر کو سنتے سنتے تھک گیا اور عرض کیا کہ "ترکیب بھی تو ارشاد ہو" اسپر مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہان سنو مگر دیکھو غور سے سننا اور یاد رکھنا۔

اثنار سفر مین ایک دن گاؤن کی ایک سرائے مین اترا سرائے پرانی اور شکستہ حال تھی صاف سی جگہ دیکھہ کر زمین پر ہی بستر لگا لیٹ گیا۔ اتنے مین ایک پنڈت جی آئے۔ انہون نے بھی میرے قریب ہی بستر جما لیا اسکے بعد ایک جٹا دھاری فقیر آیا۔ پنڈت جی کی غالباً اس فقیر سے شناسائی ہوگی جو پنڈت جی نے دیکھتے ہی اُٹھکر سلام کیا اور اپنے پاس ان کا بستر لگا لیا تھوڑی دیر کے بعد ان دونون مین باتین شروع ہوئین جنکو مین ذرا دور ہونیکی وجہ سے اچھی طرح نہین سن سکا تاہم کام کی کچھہ کچھہ باتین میرے کانون تک ضرور آتی رہین جن سے مین سمجھہ گیا کہ یہ باتین خداشناسی کے

کے متعلق ہین۔ اس گفتگو مین ساد ہو جی کی زبان سے دو چار بار فضلے اور گُہ
کا ذکر بہی مین نے سنا۔ اور یہ سنکر مجھے سخت تعجب ہوا کہ خداشناسی کے ذکر مین
ان چیزون کا نام کیون۔ خیر یہ باتین ختم ہوگئین وہ دونون لوگ سو گئے ادہر
مین بہی سو گیا۔ صبح اُٹھا دیکہا کہ ساد ہو جی تو رخصت ہو گئے ہین پنڈت جی
ہین رات کی باتون کا خیال شب بہر مجھے ستاتا رہا اور مین بیچین رہا کہ کب صبح ہو
اور کب مین اسکے متعلق اطمینان حاصل کرون۔ چنانچہ مین اُٹھا اور پنڈت جی
سے باتون کا سلسلہ جاری کیا۔ اور دریافت کیا کہ پنڈت جی رات کو ساد ہو جی
سے کیا باتین ہو رہی تہین؟ پنڈت جی نے ہنسکر کہا کہ فقیر فقیری ہی کی باتین
کرتے ہین اور اسی سے کرتے ہین جو فقیر ہو یا فقیر منش ہو آپ مولوی آپ کو
ان باتون سے کیا غرض۔ اور یہ باتین ایسی ہوتی ہین کہ اگر غیر فقیر سے کہی
جائین تو وہ انکو باور نہ کرے بلکہ اُن باتونکو دیوانگی یا لامذہبی پر محمول کرے
اس لیئے فقیر ان باتونکو کسی پر ظاہر نہین کرتے۔ مین نے کہا پنڈت جی یہ
جو کچھہ آپ نے فرمایا بجا اور درست فرمایا لیکن یہ خیال عام لوگون کی نسبت
تو خیر کسی حد تک درست ہے لیکن مولویون کی نسبت یہ درست نہین ہو سکتا
کیونکہ خداشناسی کے طالب یہ بہی ہوتے ہین اور یہ بہی اپنے اپنے طریق
پر چلکر خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہین اور پہنچتے ہین اور بہت اچہی
طرح پہنچتے ہین۔ پنڈت جی نے کہا جی ہان یہ درست ہے بیشک مولوی

جو کام کرتے ہین وہ انکو خدا تک پہنچا سکتا ہے لیکن آپ دیکھتے ہین کہ
آج کل کے پنڈت اور مولوی کس قماش کے ہین اور اُن کا مقصد و مدعا
کیا ہوتا ہے۔ مولوی اور پنڈتون کی نماز اور پوجا پاٹ محض دنیا اور حصول
زر کے لیئے ہوتی ہے۔ خدا اور اوسکے راستے کی سچی طلب تو فقیرون ہی کو
ہوتی ہے جو اس سنسار مین رہکر ماسوا اللہ تمام دنیاوی لذتون اور
راحتون سے دست بردار ہوتے اور معشوق حقیقی یعنی خدا کی طلب مین
اپنی ہستی کو فنا کر دیتے ہین۔ اور اچھی اور بُری ہر شے مین اُسی ایک ذات
کا جلوہ دیکھتے ہین۔" آخر کار پنڈت جی نے وہ بات جو درحقیقت عام لوگون سے
نہین کہنی چاہیئے کہی اور کہا کہ دیکھو خبردار جو یہ بات تم نے کسی سے کہی چنانچہ
مین نے بھی وعدہ کر لیا کہ ہرگز کسی سے نہ کہونگا۔ بات درحقیقت بالکل
سچی ہے اور مین نے چاہا کہ اسپر عمل کر کے خدا تک پہنچ جاؤن لیکن مین پہلے
ہی تم سے کہہ چکا ہون کہ میرا دل اسقدر قوی نہین ہے۔ یہ کام قوی دل کا
ہے۔" دہقان بیچارہ چلّا اُٹھا کہ خدا کے واسطے آپ بتایئن تو سہی کہ ساد ہو
جی نے کیا فرمایا پھر دیکھین کہ مین کرتا ہون یا نہین مین تو انتظار ہی انتظار
مین مرا جا رہا ہون اور آپ ہین کہ وعظ و نصیحت مین وقت ٹال رہے
ہین۔ للہ دیر نہ کیجے اور فرمائیے کہ وہ کونسا نکتہ باریک ہے جو خدا کو
اپنے مین چھپائے ہوئے ہے۔ اور مجھہ غریب کو نہین دکھائی دیتا۔ مولوی

صاحب نے فرمایا کہ اچھا ہی تو سنو۔ سادہو جی نے فرمایا کہ آدمی بغیر گم کہئے
خداشناس نہین بن سکتا اور یہ کام بادی النظر مین بہت آسان معلوم
ہوتا ہے لیکن درصل بہت دشوار ہے!! پنڈت جی کی اس بات پر مجھے
یقین نہ آتا اگر مین خود اپنے کان سے گوکا ذکر سادہو کی زبان سے نہ سنتا
اب تم مین اگر ہمت ہے تو اسپر عمل کرو اور منزل مقصود کو پہنچو۔

بہولا بہالا دہقان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بس پالا مارلیا
ساری عمر بہٹکتے بہٹکتے اب پتہ ملا اور وہ بہی کیسا نزدیک کا اور کیسا سہل
خدانے چاہا تو اب بہت جلد مین اپنی مراد حاصل کرونگا۔ یہ سوچکر دہقان اٹھا
اور مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرکے اپنی جہونپڑی کیطرف روانہ ہوگیا۔ راستہ
مین اس طریقے پر عمل کرنے کے متعلق طرح طرح کے خیال دوڑا رہا تہا اور
دل ہی دل مین اپنی خوش نصیبی اور خوش بختی پر خوش ہوتا جاتا تہا۔ جہونپڑی
پہ پہنچکر سوچا کہ اب تو رات ہوگئی سو جانا چاہیئے اور کل صبح خداشناسی
کی راہ مین قدم رکہینگے۔ ایک مدت کے بعد آج وہ شادان اور فرحان نظر
آتا تہا۔ خوشی کے آثار اوسکے چہرہ سے نمایان تھے۔ کہانا کہایا اور سونے
کے لیئے لیٹا مگر صبح کی خوشی مین رات بہر کروٹین بدلتا رہا اور نیند نہ آئی
کچھہ تو خوشی اور کچھہ گم کہانے کا خیال دونون کی کشمکش نے غریب کو شب
بہر پریشان رکہا۔ اب جون جون صبح نزدیک آنے لگی اسکے خیالات

مین تلاطم پیدا ہونے لگا۔ تاہم صبح ہوتے ہی یہ اُٹھا اور ع ہرچہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم کہکر گھر سے باہر نکلا۔ اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا اور گُھ کہلنے اور خدا سے ملنے کے لئے کہان جانا چاہئے۔ اگر گاؤن کے قریب کہین گُھ کہایا تو ممکن ہے کہ لوگ دیکھین اور دیوانہ خیال کر کے گاؤن سے نکال دین تو پھر رہونگا کہان۔ کبھی محض گُھ کا خیال اور اسکو کہانیکا تصور اوسکے رونگٹے کہڑے کر دیتا۔ غرض گونا گون خیالات کو لئے ہوئے گاؤن سے باہر گُھ کہاڑی پر جا پہنچا اور ادہر اُدہر دیکھ کر لپکا کہ جلدی سے انگلی بہر کر چاٹ لون مگر قریب پہنچنا ہی تہا کہ گُھ کی بدبو نے اس کا دماغ پہٹا دیا اور یہ چکرا کر واپس لوٹا۔ تہوڑی دیر ٹہر کر پھر بڑہا پھر گُھ کی پہد پہداہٹ دیکھکر اس کا جی متلایا اور یہ ابکائیان لیتا ہوا پلٹا اب اس کا سر چکرانے لگا۔ بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ واقعی جس قدر دیکھنے مین آسان معلوم ہوتا ہے کرنے مین اوس سے کہین زیادہ دشوار ہے اب یہ بیٹھا ہوا کبھی فضلے کیطرف دیکھتا ہے اور کبھی اپنی حالت پر غور کرتا ہے یکایک اسکو اپنی کمزوری کا احساس ہوا اور یہ خیال کر کے کہ مین اس نفرت سے کہین خدا کے ملنے سے محروم نہ رہجاؤن آنکہین بند کر کے گُو کیطرف دوڑا اور ہاتہ بڑہا کر گو اُٹھا ہی لیا اور دل کڑا کر کے منہ کیطرف ہاتہ اُٹھایا مگر پھر جی متلایا اور ہاتہ رُک گیا۔ غرضکہ ہاتہ مین گو لئے کہڑا ہے اور بار بار

ہمت کرتا ہے کہ کہاے مگر ہاتھ رک رک جاتا ہے۔ اس حالت مین اسلی
جان آفت مین پہنسی ہوئی ہتی۔ یہانتک کہ اس تلخ تجربہ نے اسکی ہمت پست
کردی اور ایسی نجات سے ہاتھ دہونیکا ارادہ کر لیا۔ مگر پہر خیال آیا کہ نجات
کے کنارے بیٹھ کر یا خدا کے ملنے کے راستے پر آکر پلٹ جانا سخت نادانی
بلکہ حماقت ہے۔ یہ سوچکر اوس نے جہٹ گو کا ڈہیلہ منہ مین ڈال ہی لیا
اور چاہا کہ نگل جائے لیکن گو کہین آسانی سے اترنے والا تہا حلق مین جاکر
رک گیا۔ اس خیال سے کہ شاید منہ سے نکل پڑے اس نے دونون ہاتہون
سے منہ کو بند کر کے بہیچ لیا مگر توبہ توبہ خدا کہین آسانی سے ملتا ہے ہزار
کوشش کی مگر ایک ہی ابکائی کیساتہ گو کا ڈہیلا باہر نکل پڑا۔ بدبو نے پہلو
ہی اس کے عزم راسخ کے قلعہ کی بنیاد کو ہلا دیا تہا اب اسکی بدمزگی اور غلاظت
کے احساس نے جوڑ ہی ڈہیلے کر دئے اور وہ ناامیدی اور غصے کیحالت
مین بیٹھا ہوا خود پر نفرین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر اسیطرح گو کہانے سے
کوئی سدگرو بنتا ہے تو مین اپنی سات پشت کے دشمن کو بہی سدگرو بننے
اور خدا سے ملنے کی رائے نہ دونگا۔ چلو اٹہو اور اپنے گہر کی راہ لو۔ ان باتون
مین کیا رکہا ہے۔ لیکن اُٹھنے سے پیشتر پہر خیال نے پلٹا کہایا کہ جاتا کدہر ہے
گو کہانا ہی پڑے گا اب نہین تو کسی اور زندگی مین ورنہ نجات مشکل ہے یہ سوچکر
یہ پہر بڑہا کہ خیر اب کے اور کوشش کر دیکہو اور گو کا ڈہیلہ اٹہا لیا دہڑ سے

ہاتھہ سے ناک بند کی اور تعفن اور غلاظت کا خیال دور کرکے گو کا ڈھیلا منہ مین ڈالتے ہی نگل گیا۔ اور گھبراکر آنکھین کھولدین اور چارونطرف دیکھنے لگا۔ دیکھا کہ محکمہ صحت کا افسر کھڑا ہوا اسکی ان مجنونانہ حرکات کو دیکھہ رہا ہے اتفاق سے یہ افسر جیساکہ ظاہری صفائی کے محکمہ کا افسر تھا ولکی صفائی بھی اسکو حاصل تھی۔ غریبون اور محتاجون کی ہردم خبرگیری کرتا تھا۔ اسکی ہمدردانہ روش نے گاؤن مین ہردلعزیز بنا رکھا تھا۔ اور لوگ اسکو دیوانجی کہا کرتے تھے فقیرون اور درویشون کی صحبت بھی اسکو حاصل تھی۔ دہقان یہ دیکھکر کہ آخر اسکا راز فاش ہوگیا نہایت ہی خفیف ہوا اور مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور اپنی آیندہ ذلت وخواری کا نقشہ اسکی آنکھون مین کھنچ گیا افسر صفائی نے جسکو ہم اب دیوانجی کے نام سے یاد کرینگے اشارہ سے دہقان کو بلایا۔ دہقان اب تو اور بھی گھبرایا کہ دیکھئے اب یہ کیا حکم دیتا ہے۔ بادل ناخواستہ اُٹھا اور شرمایا گھبرایا ہوا پہنچا۔ چہرہ کا رنگ فق حواس باختہ گردن جھکا کھڑا ہوگیا۔ دیوانجی نے پوچھا کہ بھائی گھبرا نہین اور یہ بتا کہ یہ تو کیا کر رہا تھا اور کس غرض سے کرتا تھا۔ دہقان نے جو دیوانجی کا نرم برتاؤ دیکھا اور یہ کہ راز فاش ہو ہی گیا چھپانے کی فائدہ نہین اصل حقیقت بیان کردی اور وہ بھی اس انداز سے کہ گویا مین نے نجات حاصل کرلی۔ دیوانجی نے سنکر کہا کہ بیوقوف تو نے اسطرح گو کھا کر نجات حاصل نہین کی بلکہ الٹا عذاب

مول لے لیا۔ یہ سنکر دہقان کے اوسان خطا ہو گئے۔ کہ اسقدر جانکاہ اور تلخ
تجربے کے بعد بہی نجات سے بے بہرہ رہا۔ ہائے قسمت کہ سر کو دونون ہاتہون سے
تہام کر بیٹھ گیا۔ آنکہون سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ ذرا ہوش آیا
تو کہا دیوانجی مین نے تو یہ سب نجات دائمی کے لئے کیا تہا آپ نے تو الٹا عذاب
بتادیا مین تو خوش ہوا تہا کہ نجات حاصل ہو گئی یہ گناہ کیونکر ہوا؟ دیوانجی نے
کہا بیوقوف نجات اس طرح نہین ہوتی دنیامین ہر ایک آدمی نجات کا طالب
ہے۔ چنانچہ مین بہی تیری طرح اسی کا طالب ہون۔ اسکی تلاش مین بہت سرگردان
اور پریشان رہچکا ہون۔ فقیرون اور سادہوون کی صحبت مین رہ چکا ہون
ان کے طریقون اور انکی خوبیون سے خوب واقف ہون۔ انہی طریقون مین گو
کہانا بہی ایک طریقہ ہے مگر وہ تیری طرح نہین۔ تو ہی دیکہہ کہ تجکو ذرا سے
گو کہانے مین کسقدر تکلیف نفرت اور کراہیت معلوم ہوئی ہے۔ مردان خدا
اس طرح گو نہین کہاتے۔ انکو گو مین مٹہائی کا مزہ آتا ہے۔ کیون؟ اس لئے
کہ وہ دنیا کی تمام چیزون کے مزے۔ رنج و راحت اور خوشبو اور بدبو سب کو
دل سے بہلا دیتے ہین اور ہر چیز مین خدا کا نور پاتے ہین۔ اس لئے گو اور مٹہائی
ان کے لئے دونون برابر ہو جاتے ہین۔ اس حالت مین پہنچکر گو کہائے تو البتہ
نجات ہو سکتی ہے ورنہ زبردستی گو کہانے سے تو عذاب ہی ہوگا۔ اور عذاب
بہی یہ کہ دوسرے جنم مین تو بد جانور کی صورت مین جنم لیگا۔" یہ سنکر بیچارہ

دہقان بہت سٹ پٹایا اور حلق مین انگلیان ڈالکر قے کرنیکی کوشش کرنے لگا۔ دیوانجی یہ دیکھکر بیساختہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ بیوقوف اب لنگانیز سے کہین کہایا ہوا فضلہ نکل جائیگا۔ اتنی دیر مین تو کچھہ حصہ ہضم ہی ہوگیا ہوگا اور اس کا خون بنکر جسم مین بہی پہیل گیا ہوگا۔ یہ بہی نہ ہی اگر ایک ذرہ بہی فضلہ تیرے پیٹ مین رہ گیا تو تو عذاب سے نہین بچ سکتا۔ دہقان بیچارہ دیوان جی کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا "تو اب آپ ہی اس کا علاج فرمائین۔ دیوان جی نے کہا اسکا علاج تو یہ ہی ہوسکتا ہے کہ تو اب کسی ایسے سدگرو کی تلاش کر جو خود فضلہ کہاتا ہو۔ یہ سنکر وہ دہقان اٹھا اور گہربار کو خیرباد کہہ سدگرو کی تلاش مین نکل کہڑا ہوا۔ تین برس کے بعد ایک سدگرو کا پتہ ملا۔ یہ گیا اور سلام کرکے کہا۔ کیا آپ سدگرو ہین۔ سدگرو نے جواب دیا کہ ہان۔ دہقان نے کہا کہ مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون میری مدد فرمائیے لیکن پہلے یہ فرمائیے کہ کیا آپ نے گو کہا کر خدا کو پایا ہے سدگرو نے جواب دیا کہ نہین اس کا موقع تو مجھے نہین آیا۔ مگر اس سے تمہاری مراد کیا ہے۔ دہقان نے کہا کہ میری غرض اس سوال سے یہ ہے کہ آیا بغیر فضلہ کہائے بہی کوئی حق تک پہنچ سکتا ہے؟ بزرگ نے جواب دیا کہ بہائی اس کے یہ معنی نہین کہ بغیر فضلہ کہائے حق شناسی نہین ہوتی بہت سے اور بہی طریقے ہین۔ دہقان نے کہا خیر آپ سدگرو ہونگے مگر

مجھے آپ جیسے سدگرو کی ضرورت نہین ہے۔ یہ کہہ روانہ ہوا۔ اور تدبیر بڑی
اوراسیطرح جنگل جنگل بھٹکتا پھرا اور ہزارون قسم کے مصائب اٹھاتا پھرا۔ ایک
سدگرو کی خدمت مین پہنچنا نصیب ہوا۔ جو زنانہ طریق پر رہا کرتا تھا
اسکی ظاہری چال ڈھال اور ناز و انداز سے کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ مرد ہے
دہقان نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ فقیر حالت
توحید مین ہے اسلئے اس کے دل سے مرد و عورت کی الگ الگ ہستی کا خیال
مٹا ہوا ہے اور دونون مین کوئی فرق نہین رہا۔ پھر دہقان خدمت مین حاضر
ہوا اور سوال کیا کہ جناب کیا آپ سدگرو ہین؟ اثبات مین جواب پاکر
کہا کہ مین مدت سے سدگرو کی تلاش مین ہون اور چاہتا ہون کہ اپنے
درد دل کا علاج کراؤن مگر اجازت ہو تو ایک سوال پیش کرون۔ جواب ملا
پوچھو بھائی کیا پوچھتے ہو۔ دہقان نے ان سے بھی وہی سوال کیا کہ کیا
آپ نے گو کھا کر حق حاصل کیا ہے؟ جواب ملا کہ بھائی گو کھایا تو نہین لیکن
اگر تو چاہتا ہو تو کھا سکتا ہون کیونکہ گو اور دنیا کی تمام نعمتون مین میرے
نزدیک کوئی فرق نہین ہے۔ دہقان نے کہا خیر آپ سدگرو ہون گے
مگر میرے کام کے نہین مجھے تو ایسے سدگرو کی تلاش ہے جو گو کھاتا ہو۔
یہ کہکر رخصت ہوا۔ اور تین برس تک اور بدستور پھرتا رہا۔ دیر و حرم
جنگل و پہاڑ سب چھان مارے۔ ہزارون آفتون کا سامنا۔ بھوک پیاس

کے صدمے سب سہے مگر ارادے سے منہ نہ موڑا۔ سو کہہ کر کانٹا ہو گیا مگر
قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ آخرش پھر ایک سدگرو کا پتہ ملا۔ یہ بزرگ راج یوگی تھا
امیرانہ ٹھاٹھ اور عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ دہقان پہنچا دیکھتا ہے کہ
ایک شخص مسند پر شاہانہ ٹھاٹھ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ قسم قسم کے میوے
سامنے رکھے ہین۔ جو مرغوب خاطر ہوتی ہے کہاتا جاتا ہے۔ اسکو شک ہوا
کہ مجھے غلط خبر ملی ہے فقیری کو اس ٹھاٹھ اور شان شوکت اور میوہ خوری
سے کیا کام۔ سدگرو ہونے کے واسطے گو خوری لازمی ہے۔ خیر دبتے دبتے
آگے بڑھا سلام کیا بیٹھا۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ فرمائیے کیسے تشریف لانا
ہوا۔ دہقان نے عرض کی کہ مجھے سدگرو کی تلاش ہے اور مین نے سنا ہے
کہ آپ سدگرو ہین۔ بزرگ نے جواب دیا کہ جو آپ نے سنا ہے وہ سچ ہے
فرمائیے کیا کام ہے! دہقان نے کہا پہلے مین ایک بات دریافت کرنا
چاہتا ہون اگر آپ نے جواب دیا تو اپنی بپتا بھی عرض کرونگا۔ کہا کیا بات
ہے پوچھو۔ دہقان نے وہی پرانا سوال کیا کہ کیا آپ گو کہا کر سدگرو بنے
ہین؛ بزرگ نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ میوے اور مٹھائی وغیرہ میرے سامنے
رکھے ہین سب گو ہین۔ تمہاری نظرون مین مٹھائی معلوم ہوتے ہین۔ دہقان نے
کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مٹھائی گو ہو۔ جواب دیا کہ جو کچھ ہم کہاتے ہین وہ
آخر گو بنتا ہے یا نہین؛ دہقان نے کہا کہ سچ ہے یہ سب گو ہونیوالا ہے۔

لیکن مین تو یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا آپ نے کبھی ان چیزون کا فیصلہ بھی کیا ہے یا نہین۔ بزرگ نے کہا۔ ایسا موقع تو نہین آیا۔ دہقان نے کہا کہ بس تو آپ سدگرو ہوا کرین میرے درد کی دوا آپ کے پاس نہین ہے مین تو ایسا سدگرو ڈہونڈتا ہون جو گو کہاتا ہو یہ کہہ رخصت ہوا۔ اور جنگل جنگل بہٹکنا شروع کیا یہانتک کہ اور تین سال گذر گئے۔ اب یہ تنگ آیا تہا۔ درخت کے سایہ مین بیٹھا گذشتہ واقعات پر غور کر رہا تہا کہ بارہ برس گذر گئے خدا خدا کرتے لیکن خدا تو خدا کا پتہ بتانیوالا سدگرو بہی نہ ملا۔ آخر اس کا پتہ ملنا ممکن ہے یا نہین بہتر ہے کہ اب قصہ ہی ختم کردیا جائے۔ یہ اس قسم کے خیالات مین ہی تہا کہ سامنے سے ایک راہگیر قریب آیا اور اسکی پریشان صورت دیکہکر کہا بہائی اسقدر پریشان کیون ہو! دہقان نے کہا جاؤ بہائی اپنا راستہ لو تمکو ہماری پریشانی سے کیا واسطہ۔ اُسنے پہر کہا۔ انسان کی دوا انسان ہی ہوتا ہے۔ ایک کا کام دوسرے کے بغیر نہین چل سکتا۔ راستہ بہولا ہوا بغیر کسی سے پوچھے آگے نہین بڑہ سکتا ممکن ہے کہ مین تمہارے کام آسکون۔ کہو تو سہی بات کیا ہے۔ یہ سنکر دہقان نے کہا خیر تو بہی سن لے دیکہون تو کیا کرتا ہے یہ کہہ ابتدا سے انتہا تک ساری حقیقت سناوی اور کہا کہ اب مین گو کہانے والے سدگرو کی تلاش مین پہر رہا ہون اگر اب بہی نہ ملا تو بس فیصلہ ہوگیا زندگی مین جب نجات کی کوئی

صورت نہ بنی تو مرکر معلوم۔ خداشناسی تو رہی درکنار دنیا فکر یہ لاحق ہوا ہے

س ابتو گھبرا کے یہ کہتا ہون کہ مرجاؤنگا
مرکے بہی چین نہ پایا تو کدھر جاؤنگا

مسافر نے کہا صبر کر و صبر خدا کی ذات سے مایوسی اور ناامیدی اچھی نہین۔ لوہا گہستے گہستے آئینے کی مانند چمکنے لگتا ہے تمہاری محنت و ریاضت بیکار نہین جاتی۔ آؤ مین تمہین ایسے سدگرو کا پتہ بتاؤن جو تمہاری مقصد برآری کریگا۔ دہقان نے جو یہ سنا تو باچھین کہل گئین اور بیتاب ہو کر پوچھنے لگا للہ بتائیے کہ وہ نجات دلانیوالی ہستی کہان ہے؟ مسافر نے کہا کہ وہ فلان گاؤن مین ہے مین نے اسکو گوکہاتے دیکہا ہے۔ لوگ تو اسکو دیوانہ کہتے ہین مگر مجھے یقین ہے کہ وہ سدگرو ہے۔ وہ گاؤن کی گوکہاڑی مین بیٹھا گوکہایا کرتا ہے۔ یہ دوڑا اور گوکہاڑی کا پتہ پوچھا تو ان لوگون نے جو باطنی حالات سے ناواقف ہوتے ہین مذاق اڑانا شروع کیا کہ لو ایک دیوانہ تو گوکہا ہی رہا ہے دوسرا ہی آیا۔ خیر پتہ بتا دیا یہ پہنچا۔ دیکہا کہ ایک شخص ننگا دہڑنگا گو مین لت پت پڑا ہوا گوکہا رہا ہے اور نہایت بے تکلفی سے۔ بہت خوش ہوا کہ ہان اب حکیم ملا ہے یہ ضرور علاج کرے گا۔ آخر جوئندہ یابندہ پا ہی لیا۔ نزدیک گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین؟ جواب ملا کہ مین وہی ہون جو تو خیال کریگا۔ پہر پوچھا کہ صاف صاف بتائیے کہ آپ کون ہین معمہ سے کام نہین چلتا پہر جواب ملا کہ

اگر جاہلوں اور نادانون کی طرح تو مجھے دیوانہ سمجھتا ہے تو مین دیوانہ ہون
سدگرو خیال کرتا ہے تو سدگرو ہون۔ اور اگر شیطان خیال کرتا ہے
تو شیطان ہون۔ دہقان نے کہا کہ اس گوخوری سے آپ کو نفرت نہین
معلوم ہوتی کہا نہین۔ پھر کہا بدمزہ بھی نہین معلوم ہوتا اور اسکی بدبو بھی
تمہارے دماغ مین نہین آتی کہا مطلق نہین۔ مین تو اسکو مٹھائی کیطرح
مزے لے کر کہاتا ہون۔ تیرا جی چاہتا ہے تو کہا کر دیکھ۔ دہقان نے
کہا مہاراج مین نے ایک دفعہ کہایا تہا لیکن خدا کی پناہ کیا عرض کرون
جو حالت ہوئی ہے خدا ہی خوب جانتا ہے بیان کرنے سے روح کانپتی ہے
چونکہ اسوقت مین نے گو اپنی طبیعت اور رغبت کے خلاف کہایا تہا مجھپر
کہا گیا کہ اس سزا مین میرا آیندہ جنم سُور کے بَرن مین ہوگا۔ اور میری مکتی
اور نجات دشوار ہے۔ اس لئے مین اپنے آپ کو اب آپ کے حوالے کرتا
ہون اور ونتی کرتا ہون کہ مجھے اس عذاب سے نجات دلوائیے۔
سدگرو نے کہا کہ اگر تم مجھکو سدگرو سمجھتے اور مجھپر بھروسہ رکھتے ہو تو
جیسا مین کہون ویسا کرنا پڑے گا۔ دہقان نے کہا ہزار جان سے کرونگا
بزرگ نے گو کا ایک ڈھیلا اُٹھایا اور دہقان کو دیا کہ لو اسکو کہا جاؤ۔ دہقان
نے نہایت شوق سے دست تمنا بڑہایا اور ڈھیلا ہاتھ مین لیتے ہی چاہا کہ نوش جان
کرجائے لیکن دودہ کا جلا چہاچھ کو پہونک پہونک کر پیتا ہے۔ ہاتھ روک لیا۔

اور سوچنے لگا کہ مبادا یہ شخص سدگرو نہ ہو اور مین ایک عذاب کے بدلے دوہرے عذاب مین گرفتار ہو جاؤن اور ایک مرتبہ کی بجائے دو مرتبہ سور کے برن مین جنم لینا پڑے ساتھ ہی اسکو گو سے نفرت اور کراہیت بہی جو انسانی طبیعت کا خاصہ ہے بیچ مین حائل تہی۔ یہ دیکھکر کہ اسکو گو کہانے اور میرا حکم ماننے مین تامل ہے بزرگ نے دوبارہ کہانے کا حکم دیا کہ سوچتا کیا ہے۔ کیا ابہی اور کچہہ شک باقی ہے۔ یہ سنکر دہقان چونک پڑا اور ہرچہ بادا باد کہہ کر گو کا ڈہیلا منہ مین ڈال ہی لیا۔ گو کا منہ مین پڑنا ہی تہا کہ دہقان کے ہوش وحواس ٹہکانے آگئے اور بجائے گو کے مزے کے مٹھائی کا مزہ لینے لگا۔ اور مزہ بہی وہ مزہ کہ ہونٹ چاٹنے لگا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ دوبارہ حکم ہو اور مین جی بہر کر گو کہاؤن۔

القصہ اس بزرگ نے دہقان کو چند روز اپنے پاس رکہا اور اسی طرح اس کو گو کہلاتے رہے اور آخر کار طالب حق دہقان کو حق سے ملا دیا۔ اور بارہ برس کے بعد وہ اپنی مراد کو پہنچا۔

یہان یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہقان نے اس بارہ برس کے دوران مین ریاضت عبادت اور نفس کشی کے تمام مراحل بوجہ احسن ادا کر لئے تھے یعنی جنگلون پہاڑون اور دربدر بہٹکنے سے حق ریاضت سدگرو اور طلب حق مین مقدس مقامات اور ساد ہو سنتون اور فقیرون کے ملنے سے حق عبادت اور سخت سے سخت تکلیفین اور اذیتین اور

بہوک پیاس کے صدمے برداشت کرنے سے حق نفس کشی ادا ہوگیا
اور اس قابل ہوگیا تہا کہ کوئی سدگرو ایک ہی نظر مین اوسکو کامل
بناکے واصل حق کردے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بغیر ناک چنے چبائے
نجات حاصل کرنا اور بغیر تکلیف اُٹہائے حق سے ملنا دشوار ہے۔

شیرڈی سے روانگی

ناظرین گذشتہ واقعات سے جان سکتے ہین کہ شیرڈی مین آنے کے بعد مہاراج اپنے دل کے مالک نہ رہے تھے بلکہ انہون نے خود کو کسی اور کے سپرد کر دیا تھا اور انکی حیثیت اس شخص کی مانند تھی جو اپنی ملک بیچ ڈالتا ہو اور پھر اس ملک پر اس کا کوئی حق نہ رہا ہو۔ یا اس آدمی کی سی جو اپنی دختر کو دوسرے کے نکاح مین دیکر اسکے متعلق تمام اختیارات سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہو۔ چنانچہ مہاراج نے خود کو بلا کم و کاست سائین بابا کے حوالے کر دیا تھا۔ اور چونکہ وہ آپ اپنے بیچنے والے تھے اسلئے انہین خود پر کوئی اختیار نہ تہا۔ اور خریدنے والا اپنے دل کے مطابق ان سے کام لیا کرتا۔ جہانتک افعال و اقوال سے تعلق ہے اب مہاراج پہلے

مہاراج نہ تھے۔ چونکہ اب اُن مین سائین بابا قیام پذیر ہو کر اپنا روحانی کام کر رہے تھے لہذا مہاراج کے افعال و اقوال مین سائین بابا کی منشأ کے مطابق ہوا کرتے تھے۔

سائین بابا کے حکم کے مطابق مہاراج کو اب شیرڈی مین قیام پذیر ہوئے چار برس کے قریب ہو چکے تھے کہ گنپت راؤ پنڈت نامی ڈاکٹر کا تبادلہ قصبہ شندی کو ہوا (ڈاکٹر صاحب ابھی حیات ہین) شندی جاتے ہوئے یہ صاحب سائین بابا کے درشن کیلئے شیرڈی آئے۔ انہون نے ابھی تک مہاراج کو دیکھا نہ تہا نہ انکے حالات سنے تھے۔ ڈاکٹر پلے سے انکی دوستی تہی جو سائین بابا اور مہاراج کے روحانی تعلقات سے واقف تہا اور مہاراج کی خدمت مین اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ انکی زبانی ڈاکٹر گنپت راؤ نے مہاراج کی تمام کیفیت سنی اور یہ سنکر کہ سائین بابا نے اپنی جانشینی کے لئے مہاراج ہی کو مختص کیا ہے مہاراج کی زیارت کا انکو شوق ہوا اور ڈاکٹر پلے کے ہمراہ کہنڈوبا کے مندر مین مہاراج کے درشن کو گئے وہان جاکر دیکھا تو مہاراج مٹی دہول مین بیٹھے ہوئے ہین مگر چہرے پر ایک نور برس رہا ہے جسکو دیکھکر گنپت راؤ بہت متاثر ہوا اور آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ مہاراج کو سلام کر کے یہ دونون صاحب بیٹھ گئے تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئے۔ مکان پر آکے گنپت راؤ نے ڈاکٹر پلے سے کہا کہ چونکہ مہاراج برابر ہما حالت مین ہین اور میرے خیال سے انکی ظاہری جسمانی حالت قابل

اور لوگونکی ہر وقت کی ایذا رسانی کیوجہ سے ابتر ہو رہی ہے اور اگر کچھہ دن
اور یہی حالت رہی تو ممکن ہے زیادہ تکلیف ہو۔ اور چونکہ سائین باباکے ارشاد
کے موافق چار سالہ میعاد قیام بہی قریب اختتام ہے مہاراج اگر میرے ہمراہ
شنڈی تشریف لیچلین تو مین آپ کے لیے ہر طرح کے اسباب راحت مہیا کرونگا
وہان آپ کو تخلیہ بہی ملیگا اور مین علاج بہی کرونگا۔ ڈاکٹر پلے نے اس خیال
کی تائید کی مگر مہاراج کے مزاج سے واقف تہا ہان نہ کر سکا۔ چنانچہ بدستور
یہ دونون ڈاکٹر دو وقتہ درشن کو جاتے رہے۔ گنپت راؤ نے اس عرصے
مین دو ایک باتین ایسی دیکہین جنسے اسکو کامل یقین ہو گیا کہ سائین بابا اور
مہاراج واقعی ایک جان دو قالب ہین اور اب اسکا اشتیاق بہت اور بہی
اضافہ ہو گیا۔ چہٹی کا صرف ایک دن باقی رہگیا تو گنپت راؤ نے ڈاکٹر پلے
سے کہا کہ مہاراج تم سے محبت رکہتے ہین اور مجہے یقین ہے کہ تمہاری بات
کبہی نہ ٹالینگے اسلیے آج تم مہاراج سے ضرور ذکر کرو چنانچہ دونون صاحب
ملکر مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئے ڈاکٹر پلے نے گنپت راؤ کی خواہش
بیان کی اور گنپت راؤ نے بہی عرض کیا کہ مین آپ کی خدمت کو موجب سعادت
سمجہونگا۔ مہاراج خاموش بیٹہے سنا کیے اخیر مین فرمایا کہ یہ کب جانیوالے ہین
ڈاکٹر پلے نے کہا کہ کل جانا چاہتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچہا کل صبح مین جواب
دونگا۔ چنانچہ دوسرے روز صبح دونون صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ مہاراج نے

ابہی تک کوئی رائے قایم نہین کی ہتی بڑی منت سماجت سے وعدہ کیا اور فرمایا
کہ میرے شیرڈی سے جانے اور شندی مین آنے کی خبر کسیکو نہ کیجائے ورنہ
مین نہین چلنے کا - چونکہ ڈاکٹر پلے واقف تہا کہ مہاراج اپنے قدمو نپر لوگونکے جہکنے
اور بوسہ دینے کو برا سمجہتے اور اس حرکت سے بیزار ہو کر اکثر رویا کرتے تہے اقرار
کیا کہ شیرڈی مین کسیکو خبر نہ ہونے دونگا اور گنپت رای نے بہی وعدہ کیا کہ مین
شندی مین کسیکو آپ کی آمد کی خبر نہ کرونگا - چنانچہ مہاراج کے حکم کیموافق راتکے
دو بجے گاڑی منگوائی گئی اور مہاراج کہنڈوبا کے مندر سے گاڑی مین سوار ہوئے
ڈاکٹر پلے چونکہ مہاراج سے سچی عقیدت اور محبت رکہتا تہا رخصت ہوتے ہوئے
رونے لگا مہاراج بہی اسوقت آبدیدہ ہوئے اور گلے لگا کر رخصت کیا - راستے
مین مہاراج نے گنپت راؤ سے کہا کہ دیکہو تم مجہے لے تو چلے ہو لیکن راہ مین تمکو
سخت دشواریان واقع ہونگی - ریل مین اور نیز گہر پر تمکو میری بڑی احتیاط
اور فکر رکہنی پڑیگی - راستے مین اگر کوئی پوچہے تو کہنا کہ یہ شخص میرا دوست ہے
علاج کیلئے مین اسکو اپنے گہر لئے جا رہا ہون گنپت راؤ نے ہر ایک بات کا
اقرار کیا اور ہر طرح کی خدمت کا وعدہ کیا - شراون شدہ کی پانچوین تاریخ
تہی کہ مہاراج شیرڈی سے روانہ ہو کر قریب ۶ بجے صبح کے اسٹیشن پر پہنچے
اترنے سے پہلے گاڑی بان کو ہدایت کردی کہ وہ شیرڈی مین کسی سے
مہاراج کی روانگی کا ذکر نہ کرے - چونکہ برسات کا موسم تہا رات بہر بارش

ہوتی رہی اور مہاراج بھیگ گئے تھے۔ گنپت رائے منہ دھونے گئے اور
مہاراج پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ چونکہ مہاراج حد سے زیادہ لاغر اور کمزور
ہو گئے تھے ٹھنڈی ہوا کی تاب نہ لا سکے اور تمام جسم سر سے پیر تک ورم
کر آیا۔ ۹ بجے منماڑ جانیوالی گاڑی آئی۔ گنپت رائے نے دوسرے درجہ کا
ٹکٹ لینا چاہا لیکن مہاراج نے فرمایا کہ میں نرم گدیلو پر بیٹھنا نہیں چاہتا تیسرے
درجہ کا ٹکٹ لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور سوار ہو کر ۱۱ بجے منماڑ پہنچے۔
شنڈی جانیوالی گاڑی نکل چکی تھی اس لئے آپکو ۵ بجے تک دوسری گاڑی
کا انتظار کرنا پڑا۔

شیرڈی میں مہاراج کی تلاش

اب ہم ایک نظر شیرڈی پر ڈالتے ہیں۔ مہاراج نے رات کے دو بجے
شیرڈی سے کوچ کیا تھا جبکہ سب لوگ سو رہے تھے اس لئے دوسرے دن
شام تک کسیکو آپ کے جانیکی خبر نہ ہوئی اور آنے جانیوالے خیال کرتے رہے
کہ حسب معمول کہیں چلے گئے ہونگے۔ شام کو جب درگا بائی۔ بھائی صاحب
اور ڈاکٹر پلے وغیرہ معمول کے موافق کافی لیکر حاضر ہوئے تو مہاراج کو
نہ دیکھکر سخت متردد ہوئے۔ ڈاکٹر پلے حسب وعدہ راز چھپائے رہے اور
سب کے ساتھ انجان بنے رہے اور کہا مہاراج ہی تو ہیں ادھر اُدھر

کہین ہونگے۔ بیٹھے رہو آپ ہی آجائینگے۔ لیکن چونکہ مغرب کے بعد مہاراج کبھی مندر سے باہر نہین رہے اس سے لوگ بہت پریشان تہے۔ ایک گھنٹہ انتظار کرکے کافی کتونکو پلادی گئی اور سب لوگ رخصت ہو گئے۔ دوسرے دن بہی مہاراج کا پتہ نہ ملا اور کافی کتونکو ڈالدی گئی۔ چوتہے دن درگا بائی نے جو مہاراج کی بیحد معتقد ہے سب لوگون سے کہا کہ "بلا سبب مندر سے باہر رہنے والے نہین ہین۔ خدانخواستہ یا تو وہ کہین گر کر مر گئے ہونگے یا کمزوری کیوجہ تہک کر بیہوش پڑے ہونگے ہمکو دوسرے ہی دن تلاش کرنا چاہئے تہا۔ اسپر بہائی نے کہا کہ چلو مین ساتہہ چلتا ہون ادہر ادہر تلاش کرینگے ڈاکٹر پلے نے کہا اب رات ہو گئی ہے اندہیرے مین کیا پتہ چلیگا کل صبح دیکہا جائیگا۔ دوسرے دن صبح ڈاکٹر پلے خود سائین بابا کی خدمت مین بیٹھے رہے اور معاملہ رفت گذشت ہوگیا۔ اس عرصے مین سگون اور واسو کا ہر روز کہانا لایا کئے اور کتونکی نظر ہوتا رہا رفتہ رفتہ تمام شیرڈی مین یہ بات پہیل گئی کہ مہاراج مندر سے غائب ہو گئے۔

ایک دن سائین بابا کی مجلس مین جہان درگا بائی۔ بہائی اور ڈاکٹر پلے وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے مہادیو راؤ نے سائین بابا سے کہا کہ کئی دن سے مہاراج کا پتہ نہین ملتا خدا جانے کہان چلے گئے۔ سائین بابا نے فرمایا کہ یہ سب ڈاکٹر پلے کی شرارت ہے۔ انہون نے انکو کہین چہپا رکہا ہے اور ہر روز

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871 - Lakshmi Art, Bombay, 8

ان سے ملنے جاتے ہین۔ لوگون نے خیال کیا کہ سائین بابا نے مذاق سے ڈاکٹر پلے کا نام لیا ہے اور اصل حقیقت کو جو سائین بابا نے اپنی روشن ضمیری سے بیان کی تھی نہ سمجھے۔ غرضکہ ایک عرصہ تک ڈاکٹر پلے نے اس راز کو پوشیدہ رکھا۔

مہاراج کا شندی مین ورود

ہم نے ڈاکٹر گنپت رای اور مہاراج کو منماڈ اسٹیشن پر پانچ بجے کی گاڑی کے انتظار مین چھوڑا تھا۔ ٹھیک پانچ بجے گاڑی آئی۔ مہاراج اور ڈاکٹر تیسرے درجے مین سوار ہو کر بھساول ہوتے ہوئے دوسرے دن صبح شندی پہنچے۔ شندی اسٹیشن سے بذریعہ بیل گاڑی مہاراج اور ڈاکٹر دواخانے پہنچے چونکہ ڈاکٹر گنپت رائو یہان بالکل اجنبی تھا اسلئے مہاراج کو دواخانے کے احاطے مین بٹھا کر خود ڈاکٹر سے ملنے کیلئے اندر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مہاراج کو دالان مین ایک چارپائی پر بٹھا دیا اور ڈاکٹر گنپت راؤ اپنے کام مین مصروف ہوا بعد ازان مسلمان ڈاکٹر جس سے گنپت راؤ چارج لے رہے تھے گنپت رائی کے ساتھ آیا اور چند منٹ مہاراج کے سامنے کھڑے ہو کر چلا گیا۔ دوسرے دن چارج کا کام ختم ہوا اور گنپت رائی نے مذہبی طریق پر کمرون کو پاک کیا اور کمپاؤنڈر کے کمرے مین مہاراج کو اتارا۔ اسوقت مہاراج کو خیال آیا جو بجائے خود نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ یعنی مہاراج شیرڈی سے

دیکر اوس جگہ آئے جہان ایک مسلمان ڈاکٹر ہندو برہمن ڈاکٹر کو چارج دے رہا ہے جو سائین بابا اور مہاراج کے تعلق سے پوری مناسبت رکہتا ہے۔ یعنی سائین بابا مسلمان تھے اور مہاراج برہمن۔ مہاراج نے سائین بابا سے روحانی شفاخانے کا چارج لیا تہا اور یہان جسمانی شفاخانے کے ہندو ڈاکٹر نے مسلمان ڈاکٹر سے چارج لیا۔"

چار روز تک دواخانے کی صفائی ہوتی رہی اور مہاراج اور گنپت رائے کمپاؤنڈر کے کمرے مین قیام پذیر رہے۔ اتنے عرصے مین گنپت رائے کی والدہ اور بیوی بچے بہی آگئے۔ یہ لوگ بہی مہاراج سے نہایت عزت و احترام سے پیش آئے چونکہ مہاراج ایک عرصے سے نہائے نہین تہے اور سر اور داڑہی کے بال بہی بہت بڑہ گئے تہے ایک حجام کو بلاکر حجامت بنوائی اور ڈاکٹر اور اسکی والدہ نے بہزار منت سماجت اپنے ہاتہ سے مہاراج کو نہلایا۔ اور ایک صاف کپڑے کا ٹکڑا لنگوٹی کے لئے دیا تاکہ مہاراج اسکو باندہ لین۔ بدقسمتی سے ڈاکٹر کی بیوی ڈاکٹر کی اجازت لیکر مہاراج کا جوؤن بہرا کمبل جو مہاراج نے نہاتے وقت اتار کر الگ رکہہ دیا تہا دہوبی کو دیدیا مہاراج نے نہاتے ہی وہ کمبل مانگا۔ یہ سنکر کہ وہ دہوبی کے یہان دہلنے کیلئے دیدیا گیا بہت بگڑے اور غصے کے مارے اپنی کمر سے بندہی ہوئی لنگوٹی بہی کہول کے پہینکدی۔ اور ڈاکٹر اور اسکی بیوی اور مان بیگانیونکی

بو چہاڑ کر دی۔ اور کمبل کا اسقدر تقاضہ کیا کہ انکا کہانا پینا حرام کرا دیا۔
خدا خدا کرکے شام ہوتے کچھہ مزاج درست ہوا اور آپ لے سامنے
پڑے ٹاٹ کے دو تہیلے اُٹھائے ایک کو بچھایا اور ایک کو اوڑھ کر
لیٹ گئے۔ تمام کمرے صاف ہونے پر ایک کمرہ مہاراج کو دیا گیا جہان
آپ تمام دن مست پڑے رہتے۔ دو ہفتے گذرے ہونگے کہ ڈاکٹر پلے
بہی شیرڈی سے آن پہنچے۔ کمبل کا واقعہ سنکر یہ بہی بہت خفا ہوئے اور
مہاراج کو ناگپور لیجانا چاہا گنپت راؤ نے بہت کچھہ کہا مگر یہ نہ مانے
آخر یہ قرار پایا کہ جب میراجی چاہے گا مین ناگپور سے مہاراج کو شندی
لے آؤنگا۔ مہاراج نے بہی اس شرط کو قبول کر لیا۔

مہاراج ناگپور مین

ممکن تہا کہ مہاراج یہان سے نہ جاتے لیکن چونکہ گنپت راؤ اور انکی
والدہ دن مین دو تین مرتبہ کہانے کیلئے مہاراج کو مجبور کیا کرتے تہے اس
سے بچنے کیلئے آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ڈاکٹر پلے کے ہمراہ
ناگپور روانہ ہوگئے۔ شندی سے ناگپور دو تین اسٹیشن ہے۔ ڈاکٹر
پلے نے مہاراج کو سیتا برڈی مین اپنے گہر پر اتارا۔ مکان کی پہلی منزل
مہاراج نے اپنے رہنے کی جگہ پسند کی۔ ناگپور مین ویدھیا وکیل اور

مراٹھے نامی دو شخص ڈاکٹر پلے کے دوست تھے اور انکے کہنے ہی سے یہ
دونوں شخص سائین بابا کے درشن کو شیرڈی گئے تھے اور کہنڈوبا کے مندر
مین مہاراج کے درشن بھی کیئے تھے۔ ڈاکٹر پلے نے انکو خبر کی یہ بڑے اشتیاق
سے حاضر ہوئے اور اپنی بیویونکو بھی ہمراہ لائے چونکہ برہمن تھے یہی مہاراج
کے لئے کافی بہی لاتے۔ مہاراج کے کمرے سے لگا ہوا ایک دوسرا کمرہ تہا
جس مین پرانا سامان بے ترتیبی سے بکہرا پڑا تہا ایک دن آپ اس مین
جا نکلے تمام چیزین باقاعدہ رکہین اون مین سے ٹاٹ کے دو تہیلے آپنے
نکالے اور انکو ملا کر سینے لگے۔ اتفاق سے اسوقت مذکورہ بالا دونون
عورتین آنکلین اور بمنت سماجت مہاراج کے ہاتہ سے ٹاٹ لئے اور
دونون نے ملکر اوسکی ایک چادر تیار کی جس سے مہاراج کا جسم ڈہنک
سکتا تہا۔ مہاراج نے ڈاکٹر پلے سے کہکر یہ کمرہ اپنے لئے خالی کروالیا
اور اسمین جا ٹہیرے اور اسیدن سے آپ نے ٹاٹ کا استعمال شروع
کیا اور آجتک آپ ویسا ہی ٹاٹ زیب تن فرماتے ہین۔

دو ہفتے کے بعد ڈاکٹر گنپت راؤ اور اسکی بیوی ناگپور آئے۔
گنپت راؤ نے عرض کیا کہ مہاراج جس دن سے یہان تشریف لائے ہین
مجہے نیند مطلق نہین آتی اور نہ کام پر جی لگتا ہے۔ اب مہاراج شندی
تشریف لیچلین تو بڑی نوازش ہوگی۔ ڈاکٹر پلے نے باصرار تمام مہاراج کو

گنپت راؤ کے ہمراہ شنڈی جانے پر آمادہ کیا۔

مہاراج کے شنڈی واپس آنے کے تین دن بعد گنیش چترتی تھی اور ڈاکٹر کی سالگرہ کی تاریخ بھی وہی واقع ہوئی۔ ڈاکٹر کی والدہ نے تاریخ سے ایک روز پہلے مہاراج کو سالگرہ کے دن تناول طعام کیلئے اصرار کیا مگر مہاراج نے منظور نہ فرمایا۔ ڈاکٹر نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر مہاراج اس دن کھانا تناول نہ فرمائیں تو کھانا پکانا ہی نہیں۔ تاوقتیکہ مہاراج کھانا نہ کھائینگے میں ایک لقمہ بھی نہ کھاؤنگا۔ مہاراج یہ سنکر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اگر تم لوگ اس دن کھانا پکا کر نہ کھاؤ گے تو میں ایک لمحے کیلئے بھی تمہارے یہاں نہ ٹھہرونگا۔ لہذا ڈاکٹر کو اپنی ضد سے باز آنا پڑا۔ اور ڈاکٹر کی والدہ نے سالگرہ کے دن کئی قسم کے کھانے تیار کئے۔ پھر ڈاکٹر نے مہاراج کی پوجا کی اور نویدلا کر سامنے رکھا اور مہاراج سے استدعا کی کہ وہ ہر کھانے میں سے ایک ایک لقمہ لیں۔ چنانچہ مہاراج نے انکی خوشی کیلئے چند لقمے لئے لیکن ان چند لقموں سے مہاراج کو سخت تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹر گنپت راؤ نے یہ سمجھہ کر کہ شاید کم کھانے کے سبب مہاراج کو تکلیف ہوئی ہے دوسرے دن زیادہ کھانا کھانے پر مجبور کیا جس سے آپکو اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی اور تین روز تک رفع حاجت کو نہیں گئے۔ ڈاکٹر نے قبض خیال کر کے امونیا ویدیا لیکن اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ ساتویں روز

بواسیر ہوگئی اور مہاراج کو بہت زیادہ تکلیف برداشت کرنا پڑی اسی
عرصے مین ڈاکٹر پلے ناگپور سے آگئے اور مہاراج کی یہ حالت دیکھکر اپنے ساتھ
ناگپور لیگئے۔ اور مہاراج کو رای دی کہ چونکہ اب آپنے کہانا شروع کر دیا ہے
اسلئے مناسب ہوگا کہ اب بند نہ کرین اور اگر آپ حکم دین تو ویدھیا اور
مراٹھے کے ذریعے کہانا تیار کرنیکا انتظام کرلون۔ آپ نے فرمایا اگر کہانا
ضروری ہی ہے تو دوسرونکو تکلیف دینا اچھا نہین مین خود پکالیا کرونگا
چنانچہ تین روز تک آپ اپنے ہاتھ سے پوے اور ناریل کے دودہ کی
کہچڑی وغیرہ پکاکر کہاتے اور اپنے معتقدین کو تبرکاً دیتے رہے۔

تیسرے روز آپ کو خیال ہوا کہ اس طرح بہی ڈاکٹر پلے اور انکے گہر
والونکو تکلیف ہوتی ہوگی لہذا بہیک مانگ کر کہانا بہتر ہے۔ ڈاکٹر پلے نے
ہرچند منع کیا کہ مہاراج اب آپ یہ تکلیف نہ فرمائین ہم لوگ آخر آپ کی کیا
خدمت کرین۔ مگر مہاراج نے ایک نہ مانی اور بہیک مانگ کر کہانا کہانے
لگے۔ ہر گہر کا کہانا ایک ہی برتن مین جمع کرکے لاتے خود کہاتے اور اپنے
معتقدین کو بہی دیا کرتے۔ ایک دن آپ بہیک مانگ رہے تہے کہ ایک برہمن
نے آپکو اٹہائی گیرہ سمجھہ کر خوب مارا آپ نے اُف بہی نہ کی اور بدستور ہر
در پر سوال کرتے رہے۔ ویدھیا اور مراٹھے کی بیویان بہی اپنے حسن عقیدت
سے دو وقتہ کہانا لاتی رہین مگر مہاراج اپنے بہیک کے ٹکڑون پر ہی رہے۔

ایک روز آپ بہیک مانگنے نہ گئے اور اتفاق سے ویدھیا کی بیوی کو بہی کہانا لانے مین دیر ہوگئی۔ جب وہ اپنے خاوند کے ساتھ کہانا لیکر آئی تو مہاراج اسپر بہت خفا ہوئے اور عورت کو خوب مارا۔ دوسرے روز آپ نے پہر پہیری شروع کردی۔

لطیفہ

برہمنوں کے لڑکے آپکو دیوانہ سمجھکر بہت ستایا کرتے تہے ایک دن آپ اُسی محلے مین رات کو بہیک مانگنے پہنچے جس مین مار پڑی تہی۔ لڑکون نے مذاق مین بجائے کہانے کے بید برتن مین ڈالدی آپ نے اندہیرے مین دیکہا نہین اور آگے بڑہکر دو چار گہر سے اور کہانا مانگا اور اُسی برتن مین لیا۔ گہر آکے اُس مین سے آدہا کہانا خود کہایا اور آدہا حسب دستور پہلے کے گہر والونکو دیدیا۔ گہر والے تو اس کہانیکو تبرک سمجہتے تہے جونہی نوالہ اُٹہایا بید کی بُو سے دماغ بہنا گیا دیکہا تو کہانے مین بید ملی ہوئی ہے۔ مہاراج سے کہا تو مہاراج خوب ہنسے۔

مہاراج کہڑگپور مین

اسی اثنا مین ڈاکٹر پلے کا بہائی چنا سوامی پلے کہڑگپور سے ناگپور آیا اور مہاراج کو دیکہکر ایسا گرویدہ ہوا کہ مہاراج کو اپنے ساتہہ کہڑگپور

لیجانے پر مصر ہوا۔ ڈاکٹر پلے نے مہاراج سے عرض کیا۔ آپ نے قبول فرمایا چنانچہ آپ چناسوامی کیساتہہ ایک دن شام کے پانچ بجے گاڑی سے روانہ ہوکر دوسرے دن صبح آٹہہ بجے کہڑگپور پہنچے۔ چلتے وقت ڈاکٹر پلے نے اپنے بہائی کو مہاراج کے متعلق تمام ضروری ہدایات کردی تہین۔ جسپر وہ ہمیشہ کاربند رہا

چونکہ مہاراج کے حکم کے موافق چناسوامی نے آپکے آنیکی خبر کسیکو نہین دی تہی اسلیئے یہان آپکو کچھہ تخلیہ ملا۔ آپ جس کمرے مین ٹہیرے تہے اوسکی زمین مین نمی تہی اور مہاراج اسی پر آرام فرماتے تہے۔ بڑی مشکل سے چناسوامی نے ٹاٹ کے تہیلے بناکر بچہائے۔ چناسوامی کی بیوی چونکہ مدراسی تہی اور مرہٹی زبان سے بالکل نابلد تہی ہمیشہ مہاراج کی خدمت مین خاموش کہڑی رہتی اور مہاراج اشارے سے اُٹہنے بیٹھنے کا حکم دیا کرتے۔ چناسوامی کی والدہ اور سیتارام (جو چناسوامی کیساتہہ ناگپور گیا تہا اور مہاراج کے ساتہہ واپس کہڑگپور آیا تہا) کی والدہ اور بیوی اردو اور مرہٹی سے واقف تہے اسلیئے یہ لوگ ہر وقت آپ کی خدمت مین حاضر رہتے اور آپ کی ہر ضروریات کا خیال رکہتے۔ سیتارام ایک نہایت ہی خوش اعتقاد اور پیر پرست شخص تہا اور وقت کا زیادہ حصہ مہاراج کی خدمت مین گذارتا تہا۔

یہان آکر مہاراج کو بواسیر کی شکایت ہوگئی۔ چناسوامی نے

انکے لئے زمین قند کا مربہ تیار کیا۔ مہاراج ہر روز تہوڑا سا کہاتے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مہاراج اپنا کہانا آپ ہی پکایا کرتے تہے جب بواسیر سے زیادہ تکلیف ہونے لگی تو چہوڑ دیا اور بہیک مانگ کر کہانے کا ارادہ کیا۔ چونکہ برہمنونکا محلہ معلوم نہ تہا اسلئے پہلے روز خالی ہاتہ آنا پڑا دوسرے روز وہ ایک برتن ہاتہ مین لئے نکلے اور پہلا گہر جہان انہون نے سوال کیا باجی راؤ نامی مرہٹے کا تہا۔ گہر مین سے اسکی عورت نے جواب دیا کہ یہ برہمن کا گہر نہین ہے۔ ایک مکان چہوڑ کر برہمنون کے مکانات ہین۔ آپ یہ سنکر آگے بڑہے اور اب جس مکان پر سوال کیا وہ واسو وینکٹیش کہاسبنس نامی برہمن کا تہا۔ اسکی بیوی علیل تہی اور یہ شخص اپنے ہاتہ سے کہانا پکایا کرتا تہا۔ اسوقت کہانا پکا۔ پوجا پاٹ سے فارغ ہو نوالہ منہ مین ڈالنا چاہتا ہی تہا کہ مہاراج نے سوال کیا۔ خدا ترس آدمی تہا فقیر کی آواز سنکر نوالہ ہاتہ سے رکہدیا۔ مگر برہمنی دستور کے مطابق وہ اپنی جگہ سے اُٹہہ نہ سکتا تہا اور ادہر لکشمی بائی اسکی بیوی بستر پر پڑی تہی۔ مہاراج نے یہ حالت دیکہکر کہا خیر مین دوسرے گہر جاتا ہون۔ مگر اس برہمن کو یہ گوارا نہ ہوا کہ فقیر واپس لوٹ جائے۔ نہایت لجاجت کے لہجے مین مہاراج کو اندر بلایا۔ مہاراج اندر گئے لکشمی بائی بدقت تمام اُٹہی اور آپ کے لئے ایک چوکی بچہائی۔ کہاسبنس نے مہاراج کو کہا کہ اپنے ہاتہ

سے کہانا لے لین - چنانچہ مہاراج نے کہانا لیا اور کہانا شروع کیا - اتنے مین لکشمی بائی نے سوجی کا حلوہ تیار کیا اور مہاراج کے سامنے رکہا - غرضکہ کہانے سے فارغ ہوکر کہاسیبنس دفتر گیا اور مہاراج واپس مکان پر چلے آئے - تین دن تک یہی معمول رہا - چوتہے دن سے مہاراج نے پہر اپنے ہاتہہ سے کہانا پکانا شروع کر دیا -

دیوالی کے تہوار مین اماوس سے ایکدن پیشتر چنا سوامی نے اپنے مکان پر روشنی کا انتظام کیا تہا - مہاراج اسوقت اپنا کہانا پکانے مین مصروف تہے کہ یکایک اُٹہے اور چنا سوامی اور اسکے گہر والونکو زور زور سے گالیان دینے لگے - اتفاق سے کہاسیبنس جو مہاراج کی نہایت عزت کرتا تہا اور اسکی بیوی نے دیوالی کے دن مہاراج کو مدعو کرنیکی خواہش اس سے ظاہر کی تہی چنا سوامی کو آواز دی - مہاراج نے اسکو بہی ہزارون صلواتین سنائین چنا سوامی نے ڈر کے مارے پچھلے دروازے سے آکر پوچہا کیا کہتے ہو ؟ کہاسیبنس نے مہاراج کو مدعو کرنیکا شوق ظاہر کیا - چنا سوامی نے کہا اسوقت تو نہین کل آکر کہنا - مہاراج آدہ گھنٹے تک گالیان دیتے رہے - پہر یکایک کمرے کا دروازہ کہولکر اپنا پکایا ہوا کہانا باہر پہینکدیا - اور گہر کے تمام چراغ گل کر دئے - چنا سوامی اور گہر کے تمام آدمیونکو باہر نکالدیا اور خود بہی باہر نکل آئے - اور چوک مین پانی کے نل پر دوڑے - راستے پر انڈا سیندور اور لیمون

کا صدقہ دیکہکر گا یونئی بوچہار دلنی کردی۔ اور ہٹو کرسے ان چیزونکو تتربتر کر دیا۔ پہران تمام اشیار کو جمع کرکے قریب ہی ایک چشمے مین ڈالدیا۔ اور راہ چلنے والونکو بہی گالیان دینے لگے۔ اور کہا کہ یہان کے لوگ بہت خراب ہین یہ اپنے ہم جنسونکو جان سے مارنا چاہتے ہین۔ اسکے بعد آپ گہر آئے چنا سوامی نے جرأت کرکے پہر چراغ جلائے اور کہا نا لیکر گہر کے تمام لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ مگر آپنے کچہہ نہ کہا یا۔ اس روز سے یہ حالت ہو گئی کہ کبہی کہاتے کبہی بہوکے رہتے اور کبہی کافی ہی پر گذر کرتے

چونکہ موسم سرما کا تہا مہاراج ہر روز صبح ایک درخت کے نیچے جو گہر کے سامنے تہا دہوپ مین بیٹہا کرتے۔ بابو راؤ کی لڑکی جسکی عمر ۹ برس کی ہو گی ہر طوطے کا پنجرہ ہاتہہ مین لٹکائے ہوئے پانی کے نل پر مہاراج کے سامنے سے جایا کرتی تہی۔ ایک روز مہاراج نے اسکو روکا اور اوس طوطے کا حال پوچھا۔ اسکے بعد یہ لڑکی مہاراج کے پاس اکثر آیا کرتی مہاراج بہی اسکے ساتہہ اچہی طرح باتین کیا کرتے۔ ایک روز مہاراج کہانا کہا رہے تہے کہ یہ لڑکی آنکلی آپنے کہانے کے لئے بلایا۔ لڑکی نے کہا۔ بغیر پوچہے کہاؤنگی تو امان مارینگی۔ مہاراج کے بار بار کہنے پر آخر لڑکی نے کہانا کہایا اور گہر جاکر اپنی مان سے ساری حقیقت بیان کی۔ اسکی مان نے کہا ایک دن مہاراج کو دعوت دیکر گہر لے آ۔ چنانچہ لڑکی اکثر کہا کرتی کہ

میرا بائی
۱۲

مہاراج آپ ہمارے یہاں کہانے کو چلیں۔ مہاراج روز کہدیتے کہ ہاں
ایک دن ضرور تیرے یہاں آئینگے۔

اب پہر کہانا پکانے سے مہاراج کی طبیعت اکتائی اور آپنے بہیک
مانگنا شروع کر دیا۔ ہیرا بائی اکثر آپکو برہمنوں کے گہر بتایا کرتی۔ دنکو آپ
اکثر شہر کے باہر تشریف لیجایا کرتے تہے۔

عجیب راز

حسب دستور ایک روز آپ شہر سے باہر گئے اور معمول سے ایک میل زائد
آگے بڑہ گئے۔ یہاں آپ نے ایک سبزہ زار دیکہا اور قریب جاکر اوسکی سیر
کرنے لگے۔ تالاب کے کنارے بیل کے درخت تہے اسطرف جو نظر گئی تو
کنارے پر ایک شخص کو دیکہا جو قریباً ۲۰ سال کی عمر کا ہوگا اور سوکہ کر کانٹا
سا بنگیا تہا۔ جسم پر کپڑے پرزہ پرزہ ہوگئے تہے۔ کم طاقت اتنا کہ کروٹ
تک لینا دشوار تہی۔ اس سنسان اور اُجاڑ جگہ پر اسکو دیکہہ کر آپ کو
بڑا تعجب ہوا۔ قریب پہنچے اور اس سے اوس کا حال دریافت کیا۔ مگر اوسنے
کچہہ جواب نہ دیا۔ کہانے کیلئے پوچہا تو بہی اوس نے انکار کیا البتہ ایک گلاس
شربت کی خواہش ظاہر کرکے کہا کہ اگر یہ پلاؤ تو مہربانی ہوگی۔ مہاراج فوراً
گہر واپس آئے۔ دو لیمو۔ کچہہ شکر اور لوٹا بہر پانی اور مانگ کے لایا ہوا

کہانا لیکر پہنچے۔ وہان پہنچکر آپنے ایک لیمو کا شربت تیار کیا اور اسکو اُٹہا کر پلایا اور کچھہ کہانے کیلئے کہا۔ کہانے سے اوسنے انکار کیا اور شربت کا ایک اور گلاس مانگا۔ آپ نے اسیوقت دوسرا گلاس بنا کر دیا جسکو پی کر وہ پہلے کیطرح بیخود ہوکر لیٹ گیا اور کوئی بات نہ کی آخر مہاراج واپس آئے۔ رات کو خواب مین دیکہا کہ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرشد اور وہ لاغر شخص ایک جگہ بیٹھے ہین اور ان کے بیچ مین خود ہی بیٹھے ہوئے ہین۔ اور اسوقت نظر آنیوالے مہاراج نے ان سے کہا کہ تم نے شربت دونونکو دیا مگر مجھے نہ دیا۔ مہاراج نے اس سے کہا کہ آخر میرا ہی تو خیال کر وین نے بہی تو نہین پیا" دوسرے دن مہاراج شربت کا سامان اور کہانا لیکر پہنچے مگر وہان اس کا پتہ نہ پایا البتہ اُن کا لایا ہوا کہانا اور اوسکے پہنے ہوئے کپڑے پڑے تہے۔ مہاراج کو سخت تعجب ہوا اور حیران و پریشان واپس لوٹے چناسوامی دفتر سے آکر بیٹھا اخبار پڑہ رہا تہا۔ مہاراج نے ایک تکیہ اُٹہا! اور چناسوامی اور اوسکی بیوی کو خوب مارا اور اپنے کمرے مین چلے گئے۔

چناسوامی نے ڈاکٹر پلے کو مہاراج کی غیر معمولی مجنونانہ حرکات کے متعلق لکہا جسکے جواب مین ڈاکٹر پلے نے آپ کی بزرگیت کا یقین دلاکر لکہا کہ خبردار گہبرانا نہین جو کچھہ مہاراج کرینگے اوس سے کیسکو نقصان نہین ہوگا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر گنپت راؤ کے مکان پر مہاراج کو

بواسیر کی شکایت ہوگئی تھی۔ اب اس نے نہایت خطرناک صورت اختیار
کی۔مسوں سے اسقدر خون بہنے لگا کہ کمرے کی تمام زمین خون آلود ہوگئی
اور مہاراج انتہا سے زیادہ لاغر ہوگئے۔ سب لوگ گھبرا گئے۔ تیسرے روز
اسقدر نازک حالت ہوئی کہ زندگی کی اُمید نہ رہی اور ڈاکٹر کو بلانا چاہا
آپ نے سب کو دلاسا دیا کہ روتے کیوں ہو اور ڈاکٹر کو کیوں بلاتے ہو
مین تو خود ہی اچھا ہو جاؤنگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چوتھے روز یعنی کہنے
کے دوسرے روز خود بخود خون بند ہوگیا۔ بیماری کیحالت مین چناسوامی
نے مہاراج کی اجازت سے شیورام سیٹھ اور اُن کی بیوی جانکی بائی سے
آپ کے کہانے کا انتظام کیا۔ صحت پانے پر آپ اکثر انکے گھر جاکر کہانا
کہا آتے۔ چند روز کے بعد کہانا بند کر دیا اور بہیک مانگ کر کہانے لگے۔
مگر آپ اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ چناسوامی آپ کی اس روش کو برداشت
نہ کر سکا اور پہر منت خوشامد سے رضامند کر کے کسی دوسرے برہمن کے
یہان کہانے کا بندوبست کر دیا اور آپ اکثر اوسکے گھر جاکر کہانا کہا یا کرتے
مہاراج کو کہڑگپور آئے ہوئے قریباً ایک ماہ ہوا تہا کہ ناتال کا زمانہ
آیا اور چناسوامی مہاراج سے اجازت لیکر ناتال کی چھٹیوں مین سائیں بابا
کے درشن کو شیرڈی آگیا۔ مہاراج اب اکثر درخت کے نیچے بیٹھے رہا کرتے
ایک بنگالی پترا بابو نامی ہر روز آفس جاتے ہوئے آپکو سلام کر کے جاتا

اور دن بدن مہاراج کی عظمت اوسکے دل مین بڑہنے لگی۔ میرا بائی
اور لکشمی بائی بہی آپ کے درشن کو آیا کرتین۔ لکشمی بائی نے ایک روز آپکو
مدعو کیا آپ نے وعدہ کیا کہ اچہا کسیدن آؤنگا۔ چنانچہ ایک روز پہنچے
لکشمی بائی اور تین چار عورتین چکی پیس رہی تہین آپکو دیکہہ کر تعظیماً کہڑی
ہوگئین آپ چکی پر گئے اور سارا اناج پیس ڈالا۔

چنا سوامی اور سیتا رام ایک ہفتہ بعد شیرڈی سے واپس آگئے
مہاراج کا کمرہ جو خون سے خراب ہوگیا تہا چنا سوامی کی بیوی نے دہویا۔
آپ یہ دیکہکر اسی کمرے مین پاخانہ پہرنے لگے اور اپنے ہاتہہ سے اُٹہاکر قریب
کی پانی کی نالی مین ڈالدیا کرتے ۔ اسوقت آپ بالکل ننگے گہر سے نکلا کرتے
تہے۔ رات کو اپنے کمرے کا دروازہ بند کرلیا کرتے اور صبح آٹہہ بجے تک
نہ کہولتے اور اگر کوئی آواز دیتا تو اوسکو گالیان سناتے۔ اکثر سوکہا ہوا
فضلہ ادہر ادہر سے جمع کرتے اور اوسکو جلا کر گھنٹون ہاتہہ پیر تاپتے رہتے
اب اکثر لوگو نکو مہاراج کے بزرگ ہونیکا یقین ہوگیا اور شام کے وقت
چنا سوامی کے مکان پر درشن کیلئے حاضر ہوا کرتے اور آپ کی حکمت آمیز
باتون سے فائدہ اُٹہاتے۔ مہاراج ہمیشہ فرماتے کہ مین تو ایک بیمار اور نیم وحشی
آدمی ہون اور اس قابل بالکل نہین ہون کہ میری تعظیم کیجائے۔ تم لوگ
میری حالت سے واقف نہین ہو۔ مگر اس کہنے کو کون یقین کرنیوالا تہا۔

دنکو ہوتو لگا اور شام کو مردو نکا ہجوم ہونے لگا۔ اور یہ تعداد رفتہ رفتہ
اتنی بڑہی کہ مہاراج کا کمرہ لوگوںکے لئے ناکافی ہونے لگا اور لوگ کمرے
سے باہر دور تک بیٹھنے اور باتین سننے کے لئے مشتاق رہنے لگے۔ آپ کی
گفتگو عوام کے لئے مجذوب کی بڑ ہوا کرتی لیکن سمجھدارون کے لئے ان بے
جوڑ فقرون مین الوہیت کے دقیق نکات مضمر ہوا کرتے۔ لیکن آپ رہ رہ کر
یہی ارشاد فرماتے کہ مین سدگرو یا ایشور اوتار نہین ہون اور تمہارا اسطرح
میرے پیچھے پڑنا میرے اور تمہارے دونون کے لئے باعث تکلیف ہے۔

چنا سوامی مہاراج کے مزاج سے واقف تہا لہذا وہ حتی الامکان
لوگونکو مہاراج کی جانب سے بہکاتا اور آنے سے روکنے کی کوشش کرتا
مگر اس سے ہجوم عاشقان اور بڑہتا گیا۔ بعض اوقات مہاراج ان آنیوالونکو
دہمکی دیتے کہ اگر تم آنا بند نہ کروگے اور مجہے تکلیف دوگے تو مین تمہین مارونگا
کیونکہ مین دیوانہ ہون اور دیوانے کے قول فعل اختیاری نہین ہوتے

اب ستورات مین باہم یہ قرار پایا کہ ہر جمعرات کو مہاراج کو نہلایا جایا کرے
اور سب نے ملکر مہاراج سے اجازت لے لی۔ نہاتے وقت آپ بالکل برہنہ رہتے
لکشمی بائی اور کہاسینس کے دل مین مہاراج کی عزت اورون سے زیادہ
تہی اور یہ دونون مہاراج کو دت اوتار سمجھتے تہے۔ ایک جمعرات کو صبح کے
وقت وہ مہاراج کو اپنے گہر لیگئے اور پہر انکو ایک چوکی پر بٹھا کر انکے تمام

جسم کی تیل سے مالش کی اور پھر نہلایا اور پوجا کی۔ یہ دیکھکر دوسرے برہمنوں نے بھی اپنے گھر لیجانے اور نہلانے کی آرزو ظاہر کی مگر آپ نے جواب دیدیا کہ مین یہان تمہاری دعوتین کہانے نہین آیا ہون۔ کہاسینس کے یہان ہی کسی خاص تعلق کیوجہ سے گیا تہا۔ لوگون کے ہجوم کیوجہ سے آپ راؤصاحب نایک راؤ کے گہر کہانے کے لئے نہ جا سکتے تہے اسلئے وہ ہر روز دوپہر کو کہانا یہان ہی بہجوادیا کرتے مہاراج نے یہ دیکھکر ونایک راؤ کو منع کیا کہ اب کہانا نہ بہیجا کرو لیکن انہون نے نہ مانا اور کہا مین تو کہانا بہجواؤنگا آپ خواہ کہائین یا پہینکدین۔ چنانچہ مہاراج نے دنکو کہانا ہی چہوڑ دیا اور یہ کہانا میرابائی کو دیدیا کرتے۔ اور صرف رات کو لکشمی بائی یا دوسری عورتونکی لائی ہوئی کافی پیتے اور کہانا ہوتا تو تہوڑا سا کہاتے۔

اب مہاراج کا جمعرات کا غسل ایک معمول ہوگیا تہا۔ لہذا ہر جمعرات کو عورتین ایک ایک گہڑا پانی لاتین اور تیل کی مالش کے بعد نہلایا جاتا۔ ایکدن شائد ان عورتون مین سے کسی عورت کے دل مین ناپاک خیال آیا اور مہاراج نے گالیان دینی شروع کین اور تمام پانی پہینک دیا اور قریب کی نند ن نالی مین جا بیٹھے اور اسکی ناپاک پانی سے نہانے لگے۔ اور فرمایا کہ یہ پانی اس صاف پانی کے مقابلے مین جو ناپاک ہاتہون سے لایا گیا ہو گنگا جل ہے۔

ایک دن بہاگو نامی ایک مہار عورت کپڑے دہو رہی تہی کپڑے تیل

سے اسقدر چلنے تہے کہ وہ عورت صاف کرتے کرتے تہکی جارہی ہتی آپنے
اوس سے کپڑے لیکر خود دہونا شروع کئے اور صاف کرکے اوسکی حوالے کئے۔
ایک مرتبہ مہاراج عورتون مین بیٹھے پند و نصائح بیان فرمارہے
تھے کہ جانکی بائی نامی ایک بیوہ عورت جو ہمیشہ مہاراج کے درشن کو آیا کرتی
اور بغیر کسی سے بات چیت کئے واپس چلی جاتی ہتی۔ مہاراج کے درشن کو آئی
اور اپنے تمام کپڑے باہر کے دالان مین اتار کر رکہدئے اور برہنہ اندر داخل ہوئی
اور مہاراج کے سر اور پیر پر پہول رکہے اور پہر انکے پاؤن دہوئے اور باقاعدہ
پوجا کی۔ اور واپس چلی گئی۔ اس عورت نے کسی کتاب مین پڑہا تہا کہ برہنہ ہوکر
سدگرو کی پوجا کرنا حصول نجات کیلئے ضروری ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ جانکی
بائی کا فعل دنیوی حیثیت سے قابل اعتراض ہے۔ اگرچہ شاستر کی رو سے یہ فعل نجات
کیطرف رہبری کرنیوالا بتلایا گیا ہو تاہم اوسکو آداب مجلس ملحوظ رکہنا چاہیے تہے۔
مہاراج اکثر بہنگیونکے محلے مین پہرا کرتے جہان میرا بائی بہی ہمراہ ہوتی
مہاراج اکثر گیتا کے اشلوک پڑہکر انکے اصلی معنی اپنے معتقدین کو سمجہایا کرتے
تہے ایک روز دامودر پنت نامی ایک شخص آیا اور اپنی جیب سے بہاگوت گیتا نکالی
اور مہاراج سے استدعا کی کہ اُسے چند مضامین سمجہادین۔ مہاراج اوسکی باطنی ارادہ
سے واقف ہوگئے۔ اور طعن آمیز لہجے مین کہا کہ گیتا کیا ہے؟ کوئی عورت ہے
یا کتاب!۔ یہ سنکر اوس شخص نے کہا کہ مہاراج آپ سدگرو ہین اور کائنات

کے ذرے ذرے سے باخبر ہین آپ اس بات کو ہنسی مین اُڑاتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ گیتا کس نے اور کس کے لئے تصنیف کی۔ اُس نے جواب دیا کہ کرشنا نے تصنیف کی اور ارجن کیلئے۔ اسپر مہاراج نے فرمایا کہ ایسی حالت مین اسکا سمجھانے والا کرشنا کی حیثیت کا اور سننے والا ارجن کی حیثیت کا ہونا چاہیئے۔ مین خود کو کرشنا کی برابری کا نہین پاتا۔ لہذا مین تجھے گیتا کسطرح سمجھاؤن۔ اس نے کہا مہاراج مجھے یقین ہے کہ آپ کرشن اوتار ہین۔ مہاراج نے جواب دیا کہ بالفرض مین کرشن اوتار ہون تو اسکے سمجھنے کیلئے ارجن کو آنا چاہیئے۔ کیا تم خود کو ارجن کی حیثیت کا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا نہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر تم ارجن نہین ہو تو مین بھی کرشنا نہین ہون اس شخص نے کہا کہ اگر آپ کرشنا اور مین ارجن نہ ہوا تو کیا گیتا کے معنے سمجھے یا سمجھائے نہین جاسکتے؟ مہاراج نے فرمایا کہ تم ارجن کیحالت پیدا کرلو تو تمہین گیتا سمجھانے کے لئے کرشنا خود کہین نہ کہین سے اور کسی نہ کسی صورت سے تمہارے پاس آئیگا۔ اوس نے کہا کہ کرشنا نے ارجن کو گیتا اسلئے سمجھائی کہ وہ کرشنا کا زبردست معتقد تھا مجھے بھی ایک ادنی بھگت ہونیکی حیثیت سے کچھہ معنی سمجھنے چاہیئن۔ اور اس قلیل معلومات کی نسبت سے ارجن کی حیثیت کا کچھہ حصہ مجھہ مین منتقل ہونا چاہیئے۔ مہاراج نے جواب دیا کہ صرف بھگتی کیوجہ سے ارجن پر گیتا کا انکشاف نہین ہوا۔ ورنہ پانچ پانڈو بھی

برابر کے بہگت تہے۔ مگر ہم دیکہتے ہین کہ صرف ارجن کو ہی گیتا کا حال بنایا گیا حالانکہ پانچون بہائی حاضر تہے اس خاص عنایت کیوجہ کیا تہی؛ اسکی وجہ یہ تہی کہ اِن سب مین ارجن ہی ایک ایسا شخص تہا جو اس راز کو سمجہنے کا اہل تہا۔ اس کا ظرف اس قابل تہا کہ اس تعلیم کا متحمل ہوسکے۔ اور وہ بہگتی جو گیتا کے پوشیدہ معنی جاننے کیلئے لازمی ہے۔ اس کا مجملاً ذکر مین تمکو سنائے دیتا ہون۔" عالم قدس کی منزل مین پانچون پانڈوں کے الگ الگ مراتب تہے۔ اور انکے نام انکے مراتب کا پتہ دیتے تہے۔ ارجن کے معنے سنسکرت مین بیکار سوکہی گہاس کے ہین۔ اور اسی نام کے مطابق اسکے افعال۔ حالت اور مرتبہ تہا۔ اس نے اپنے دلکو ایسی تعلیم دی تہی کہ وہ خود کو واقعی بیکار سوکہا گہاس سمجہنے لگا تہا۔ اور اس خیال نے اسکی خودی کا بالکل خاتمہ کر دیا تہا۔ اور جہان خودی نہین وہان خدا ہے اور جہان خدا ہے وہان گیتا کا راز کہلجاتا ہے۔ خودی کے مفقود ہونیسے ارجن اپنی جنگجو طبیعت اور چہتری ہونیکے مسلک کو ہی بہولگیا تہا۔ اسلئے میدان جنگ مین اپنے دشمنون کے لئے اسکے دل مین رحم پیدا ہوا اور رحم بہادری کی ضد ہے۔ وہ اپنے وقت کے سب سے اعلی شاہی خاندان مین پیدا ہوا تہا۔ اور سورماؤن مین یکتائی زمانہ تہا مگر وہ خود کو ایسا بہولا کہ اس نے مردمی کو بہی آق کر دیا اور عورت کی حیثیت اور حالت اختیار کی جو مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ اس زنانہ حالت کا تجربہ دوسرے پانڈونکو نہین ہوا۔ یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ ویراٹ نگر مین وہ ایک سال تک

تک عورت کی شکل مین رہا۔ اور ان سب باتون کے علاوہ ارجن کرشنا کا بہت
عزیز بھگت تہا۔ اسلیئے جب تمہارے دل کی حالت ارجن کی مانند ہوجائیگی ہو تو
اگر مین کرشنا نہ بہی ہوا تو مجہہ مین کرشنا کی روح داخل ہو کر تمہین گیتا کے پوشیدہ
راز پورے طور سے سمجہا دیگی"۔ اسپر بہی یہ شخص اپنی ضد سے باز نہ آیا اور وہی پہلا
سوال پہردہرایا۔ کہ آپ سدگرو ہین جس طرح چاہین سمجہا سکتے ہین۔ مہاراج
نے فرمایا کہ اگر تو مجکو عالم سمجہتا ہے تو میرا کہنا مان اور جس سے مین نے سیکہا ہے اس سے
جاکر سیکہہ۔ اشارے سے بتایا کہ دیکہہ وہ بہنگن کہڑی ہے وہ میری استاد ہے
وہ تجہے بہی درس دیگی"۔ اس نے کہا کہ اوس نے آپکو سکہا دیا آپ مجہے سکہا دین
مہاراج نے فرمایا کہ میری آنکہون سے دکہائی نہین دیتا اسلیئے مین پڑہ نہین
سکتا پہلے تو اس گیتا کو اس نالی کے پانی مین غوطہ دے اور پہر میرے پاس
لا تو مین پڑہا سکونگا اور جو کچہہ بہنگن سے سیکہا ہے وہ تجکو سمجہا دونگا۔ یہ
سنکر وہ چکرایا اور قدم بوس ہو کر رخصت ہوگیا۔

حکیم کا قصہ

اس شخص کے جانے کے بعد مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ کتابین پڑہکر
پنڈت یا مولوی تو بنجاتے ہین مگر حقیقت دریافت کرنیکا خیال ان مین سے
لاکہون مین کسی ایک کو ہوتا ہے۔ مین ایک حکیم کا قصہ سناتا ہون"۔ کسی شہر

مین ایک حکیم صاحب کے پاس ایک طالب علم طب پڑہا کرتا تہا۔ درس ختم ہونیکے بعد اوسکو خیال ہوا کہ مین نے اب طب کی تمام کتابین پڑہ لین اور اس علم سے اچہی طرح واقف ہوگیا ہون بہتر ہوگا کہ اب وطن جاکر خود مطب کرنا شروع کردون۔ چنانچہ اپنے استاد سے اجازت مانگی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ بہائی کتابین تو تم نے پڑہ لین مگر ابہی تجربہ باقی ہے اور جب تک تم میرے پاس رہکر پورا تجربہ حاصل نہ کرلوگے اسوقت تک صرف پڑہا ہوا کند تلوار کے موافق ہوگا۔ اور تم اس علم سے کسیکو فائدہ نہ پہنچاسکوگے۔ شاگرد نے کہا استاد مین نے تین برس مین حکمت کے تمام مسئلے حل کرلئے ہین اور انکی اصلیت سے بخوبی واقف ہوگیا ہون۔ حکیم صاحب نے مجبوراً اجازت دیدی۔ چنانچہ یہ اپنے وطن آیا مطب جاری کردیا۔ مریض آنے شروع ہوئے۔ اپنے علم کیموافق امراض کی تشخیص اور نسخونکی تجویز مین کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکہا لیکن کسی بیمار کو فائدہ نہوا اور رفتہ رفتہ بیمارونکا آنا بہی بند ہوگیا۔ اسوقت اسکو خیال ہوا کہ واقعی استاد کے ارشاد کے موافق صرف پڑہا ہوا کافی نہین ہوسکتا۔ چنانچہ دوبارہ استاد کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساری حقیقت بیان کی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ مین نے تو پہلے ہی تم سے کہا تہا کہ بغیر تجربہ حاصل ہوئے علم کام کا نہین خیر اب جاؤ اور میرے دواساز کے ساتہہ رہکر تجربہ حاصل کرو۔ یہ دواساز علم طب سے بالکل ناواقف تہا۔ لیکن حکیم صاحب جو نسخہ مریض کیلئے لکہتے وہ اسکو

نہایت احتیاط سے تیار کرتا۔ اور اسکی ذریعے اوسکو اتنی معلومات حاصل ہوگئی
تہی کہ حکیم صاحب کی عدم موجودگی مین وہ انکی جگہ کام چلاتا تہا۔ چند روز کے
بعد حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا اور دواساز اُنکا جانشین قرار پایا اور طالب علم
نے دواساز کی جگہ لی۔ دواساز کی وفات پر کام طالب علم کے ہاتہہ آیا جو
اب کافی تجربہ حاصل کرچکا تہا۔ اور اس قابل ہوگیا تہا کہ مریضون کا علاج کرسکے۔
چنانچہ ایسا ہی حال ہر ایک فن کا ہے تجربہ جب تک نہ ہو کوئی علم یا فن کام کا نہین
مہاراج کی زبردست اور پر اثر تقریرون کو سنکر آدمی بیخود ہوجاتے
اور ہر وقت یہی آرزو ظاہر کرتے کہ کچھہ فرمایا جائے جس سے مہاراج تنگ آکر
کہین چلے جاتے اور اکثر مزدورون قلیون کی امداد کرتے پائے جاتے کبہی
قلیون مین ملکر انکے ساتہہ کوئلے اُٹہاتے کبہی معمارون کے ساتہہ اینٹین اُٹہاتے
کبہی پتہر پہوڑتے۔ اور کبہی بہاگو مہارنی کے گہر جا بیٹھتے اور اوس کا خاوند
سامنے بیٹھکر کبیر کے دوہے اِک تارے پر بنایا کرتا۔ ایک تو آواز سریلی
دوسرے اوسکی بہی دل مین درد یہ دونون باتین ملکر مہاراج کو کبیر کے دوہے
گھنٹون رُلایا کرتے۔ معتقدین نے یہان بہی انکا پیچھا نہ چھوڑا جس سے آپ
دق ہوکر فرمایا کرتے کہ تم لوگون نے مجھسے گہر تک چھڑا دیا دہوپ مین
بہٹکتا پہرتا ہون اور تم کو رحم نہین آتا کسیوقت آرام سے بیٹھنے نہین دیتے
یمونا بائی ایک برہمن عورت آپ کی نہایت ہی سچی معتقد تہی اور

روزانہ دودہ کا ایک پیالہ آپ کے لئے لایا کرتی اور آپ اس کا خلوص دیکھکر کبھی انکار نہ کرتے۔ مہاراج اپدیش کرتے وقت اوسکی طرف اور اسکی خاوندکی طرف زیادہ متوجہ رہتے اور فرماتے کہ پروردگار عالم کی قدرت کے کرشمے عجیب ہین۔ وہ ہر ایک نیک و بد کا مالک ہے وہ حاضر و ناظر ہے۔ اور اوسکو سب کی بہتری منظور ہے۔ وہ کسی کی برائی نہین چاہتا۔ ہماری بھلائی کیلئے جو طریقے وہ اختیار کرتا ہے ہم انکو سمجھنے سے قاصر ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی بات ہمارے خلاف ہوتی ہے تو ہم غلط فہمی کیوجہ سے اسپر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہماری بربادی کے سامان کر رہا ہے۔ حالانکہ وہی بات آخر مین ہماری بہبودی کا باعث ہوتی ہے۔ یقیناً انسان کی عقلِ ناقص اسکی قدرت کے عقدۂ لاینحل کے سلجھانے کے قابل نہین۔ ہماری مثال اوس بچے کی سی ہے جسکو جوا کھیلنے کا شوق ہوا ور اسی کو اپنی بہبودی کا رستہ جانتا ہو۔ لیکن اوس کا باپ جوجوے کو اوسکی بربادی کا باعث دیکھتا ہو اوسکو اس سے باز رکھتا ہو۔ حالانکہ باپ اپنے بچے کی بھلائی کر رہا ہے لیکن بچہ باپ کو دشمن سمجھتا ہے۔

دوسری مثال مین ایک ایسی لڑکی پیش کیجا سکتی ہے جسکے کان چھیدے جا رہے ہون اور وہ رو رہی ہو۔ کیونکہ لڑکی یہ نہیں جانتی کہ ان کانون مین اگر چھید نہ ہون تو وہ قیمتی زیور نہین پہن سکتی۔ لہذا ہمین ہر وقت یہی سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ خدا کرتا ہے وہ ہماری بہتری کے لئے ہے اور

اوسکی رحمت سے کبھی نا اُمید نہ ہونا چاہیئے۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو رنج و راحت اپنے ورثے مین لاتا ہے (اگرچہ یہ دونون چیزین جھوٹی اور فانی ہین۔) تاکہ ان کے ذریعے سے اس ابدی خوشی پر اسکا خیال جمے جو سچی اور غیر فانی ہے۔ اسلئے اگر کوئی دل سے ابدی خوشی کا خواہان ہے تو اوسکو چاہیئے کہ پہلے رنج و تکلیف برداشت کرے۔ رنج و راحت دونوں کا تجربہ حاصل کئے بغیر کوئی شخص انکے پنجون سے نجات حاصل کرکے دائمی اور بے انتہا خوشی کی حد مین قدم نہین رکھہ سکتا۔ اس لئے اگر خدا تمہین ظاہری تکلیف مین رکھے تو اوسکو بڑی خوشی سے برداشت کرو مین جو کچھہ کہتا ہون اوسکو یاد رکھو اور اوسکو اپنی زندگی کا دستور العمل بناؤ مین اب تمہین ایک قصہ سناتا ہون جس سے تمہین میرے بیان کی صداقت کا پتہ چلیگا۔

شنکر اور پاربتی کا قصہ

ایک مرتبہ اثنائی گفتگو مین پاربتی نے شنکر سے کہا کہ یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ جو آپ سے محبت کرے اور آپ کی پوجا کرے وہ ہمیشہ مصیبتون مین گرفتار رہے۔ اور جو آپ سے نہ محبت کرے نہ آپ کی پوجا کرے وہ ہمیشہ خوش و خرم اور عیش و آرام مین رہے۔ شنکر نے کہا کہ جو کچھہ مین کرتا ہون وہ بالکل انصاف ہوتا ہے۔ کل صبح تم میرے ساتھہ چلنا مین اسکا ثبوت بھی تمکو دونگا۔

دوسرے دن صبح ہوتے ہی شنکر اور پاربتی دونوں غریب میاں بیوی کا بہیس بدلکر دنیا کے ایک شہر مین آئے ابہی دکانین کہل ہی رہی تہین کہ ایک بنئے کی دکان پر بہیک مانگنے گئے۔ بنئے نے دوچار گالیان دیکر دہتکار دیا کہ ابہی بوہنی بہی نہین ہوئی کہ یہ کمبخت آموجود ہوئے۔ گالیان کہاکر یہ ایک غریب برہمن کے گہر پہنچے اور بہیک مانگی۔ غریب برہمن نے رات کی بچی کہچی روٹی لاکر دی اور کہا معاف کرنا تازہ کہانا پکنے کو دیر ہے۔ یہ کہانا لیکر چلے آئے۔ اس دن بنئے کی توبکری زیادہ ہوئی اور برہمن کا لڑکا بیمار پڑ گیا۔ دوسرے دن پہر بنئے کی دکان پر پہنچے اور سوال کیا اوسنے پہر جہڑک دیا۔ یہان سے برہمن کے یہان پہنچے اور اوسنے خوشی سے کہانا دیا۔ اس دن بہی بنئے کی بکری زیادہ ہوئی لیکن بیچارے برہمن کا لڑکا مر گیا۔ تیسرے دن یہ پہر دکان پر پہنچے اور بنئے کی گالیان کہاکر برہمن کے گہر پہنچے۔ بیچارے غمزدہ برہمن نے آج بہی انہین روٹی دی۔ اور دوسرا لڑکا بہی کہو بیٹہا برعکس اسکے بنیا فائدے مین رہا۔ غرض اسیطرح کئی دن تک ہوتا رہا۔ بنیا ہمیشہ صلواتین سناتا رہا اور برہمن خیرات دیتا رہا یہانتک کہ بیوی بہی مرگئی اور خود بہی بستر مرگ پر لیٹ گیا۔ اخیر دن یہ دونوں برہمن کے مکان پر پہنچے۔ برہمن نے کہا کہ مین بیمار ہون تم خود اندر آؤ اور الماری مین چنے رکہے ہوئے ہین لیجاؤ۔ یہ اندر گئے اور چنے لیکر رخصت ہوئے۔ ادہر برہمن نے جان دیدی۔ اس جانکاہ منظر سے متاثر ہوکر پاربتی نے اپنے شوہر

سے کہا کہ آقا کیا یہ بے انصافی نہین ہے کہ برہمن جسنے ہمیشہ نیک سلوک کیا وہ تو موت کے حوالے ہوا۔ اور کمینہ دل اور پر نخوت بنیا جو درشتی اور سختی سے پیش آتا رہا اوسکو اور زیادہ دولت دی گئی شنکر نے جواب دیا کہ ہان یہ سب ظاہری منظر ہے چلو اب ذرا جنت کی سیر کرو۔ وہان پہنچکر پاربتی نے دیکھا کہ برہمن اور اسکی بیوی اور بچے جنت کے مزے لوٹ رہے ہین۔ شنکر نے کہا دیکھا پاربتی اوسکی خیرات کا یہ بدلہ ہے جو دائمی اور بے حساب ہے۔ بنئے کو جو کچھہ ملیگا اس سے اوسکا تم خود اندازہ لگا لو۔ پاربتی نے کہا واقعی جو کچھہ ہوا عین انصاف ہوا۔ جو دنیا مین رنج و مصیبت سہتا ہے اسی کو عاقبت مین سچی اور دائمی خوشی میسر ہوتی ہے۔

القصہ اسی مضمون کو مہاراج مختلف پیرائے مین یمونا بائی کے ذہن نشین کرتے رہتے اور دیگر سامعین کو بھی جو اس وقت انکے قریب ہوتے اس مضمون کیطرف توجہ دلاتے۔ یہ پند و نصائح مہاراج وقتاً فوقتاً ایک ماہ تک کرتے رہے۔ اس تقریر کے چار پانچ روز بعد یمونا بائی کا خاوند بیمار پڑا۔ اس عرصے مین مہاراج کا مزاج بھی بگڑا رہا۔ اور اسی غصے کیحالت مین مہاراج نے چنا سوامی کے یہان کا رہنا چھوڑ دیا اور بھاگو مہارنی کے گھر جا ٹھیرے۔ بھاگو اور اُس کا خاوند مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے کیونکہ انکی ایک مدت سے دلی تمنا تھی کہ مہاراج ہمارے یہان قیام فرمائیں

جس جھونپڑی مین بہاگو کی گائے بندھتی تھی اوس مین آپ نے قیام فرمایا اور ڈہائی ماہ تک رہے۔ سردی کا موسم۔ جھونپڑی کھلی ہوئی ہوا سنّاٹے کی اور مہاراج ٹاٹ اوڑہے پڑے رہتے

شام کو چناسوامی دفتر سے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ مہاراج یہان سے چلے گئے اور بہاگو کے یہان ٹھیرے ہین۔ میان بیوی ملکر گئے اور مہاراج سے واپس چلنے کی ہزار منت و خوشامد استدعا کی لیکن آپنے ایک نہ مانی اور بے تکلف اس کیلئے چھپر مین پڑے رہے۔ معتقدین نے یہان بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور بدستور ہجوم رہا۔ اسپر مہاراج اکثر برہمن معتقدین پر آوازے کسا کرتے اور فرماتے "ارے برہمن ہوکر مہارکے گھر آتے ہو تمہارا دہرم بھرشٹ نہین ہوتا" مگر آنیوالے ہمیشہ آتے رہے۔

ایک بار عورتون نے شکایت کی کہ مہاراج ہم تو آپ کو آٹھوین دن نہلا دہلا کر صاف کرتے ہین اور آپ کیچڑ مٹی مین لوٹ کر پھر پہلے جیسے ہو جاتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے تم سے کب کہا تہا کہ مجھے نہلایا کرو اگر تمکو تکلیف ہوتی ہو تو آیندہ سے بند کردو۔ مین تو تمہارے فائدے کیلئے اپنے بدن کو میلا کرتا ہون اگر جسم پر میل نہ جمے تو نہانے کی ضرورت ہی کیون پڑے اور تمہاری سیوا بند ہو جائے۔ یہ سنکر عورتون نے معافی چاہی اور جمعرات کا غسل مہار کے گھر پر بھی بدستور جاری رہا۔

اس نئی جگہ قیام پذیر ہونے کے بعد ایک کرتن کرنیوالا برہمن پنڈت مسمی ہرداس باشندۂ پاؤلی کہڑگپور آیا۔ یہ ایک باعلم اور نوعمر شخص تہا۔ اس نے وید اور شاستر پر کامل عبور حاصل کیا تہا۔ اور مذہبی نکات سے بخوبی واقف تھا اور ذات خداوند کا عشق اوسکے دل مین اسقدر موجزن تہا کہ ہمیشہ وعظ و پند اور حمد خدا مین وقت گذارتا تہا۔ اور لوگونکو خدا کیطرف جہکنے کی تعلیم و تلقین کیا کرتا تہا۔ مہاراج کا ذکر سنا تو دو تین آدمیونکو ساتہہ لیکر مہار کی جہونپڑی مین آیا۔ مہاراج اپنی عادت کے موافق برہنہ پڑے ہوے تہے۔ ہرداس کو دیکہکر فرمایا کہ حکیم صاحب کہئے مریضون کے لئے نسخے تجویز کرنیکا کام اچہی طرح چل رہا ہے نا؛ ہرداس اس جملے کے معنی سمجہہ گیا اور یہ بہی سمجہہ گیا کہ واقعی روشنضمیر بزرگ ہین۔ عرض کیا کہ مہاراج کام تو مین صدق دلی سے کر رہا ہون مگر اس کا پورا کرنا آپ کے ہاتہہ مین ہے۔ آپ کی دعا کر میرا دوائی دینے کا کام بخوبی چل رہا ہے۔ تہوڑی دیر بیٹہہ کر رخصت ہوا۔

جن دنون مین مہاراج چنا سوامی کے گہر رہتے تہے تو اکثر شام کیوقت وہ سرکاری دواخانے کے قریب بیٹہا کرتے جو کہاسینس کے مکان کے پیچہے کے رخ واقع تہا۔ کبہی بیمارون کے کمرے کے پیچہے یا اوسکے قریب غلیظ جگہ پر تشریف رکہتے۔ اور جب کبہی آپ زیادہ دیر تک یہان بیٹھے رہتے تو کہاسینس کی بیوی اور دوسری عورتین وہین کہانا لایا کرتین۔ ایکدن

آپ اسی دالان جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ عورتین حسب معمول کھانا لیکر آئین۔ ان مین سیتارام کی والدہ بہی تہی۔ جسکو آج نیم کے پتونکی چٹنی اور جو کی روٹی لانے کا حکم پہلی ہی مرتبہ دیا تہا۔ کہانے کیوقت آپ اکثر قریب بیٹھنے والونکو اٹھا دیا کرتے تہے آج سب کو بیٹھے رہنے دیا۔ اور نیم کی چٹنی ہاتھہ مین لیکر کہا کہ مین برہمن نہین ہون۔ مین مہارن کے گہر مین رہتا ہون اسلئے بالکل بہرشٹ ہوگیا ہون لیکن آج میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھہ سے تمکو کچھہ کہانے کیلئے دون۔ مگر تم لوگ برہمن ہو کیون لینے لگے؟ سب نے جواب دیا کہ ہم سب اسی بات کے منتظر ہین کہ آپ ہمین کچھہ عنایت کرین۔ یہ سنکر مہاراج نے ہر ایک کو تہوڑی تہوڑی چٹنی دی اور کہا کہ کہاؤ۔ سبنے کہالی۔ پہر آپ نے پوچھا کہ لذت کیسی ہے؟ کڑوی ہے یا میٹھی سبنے کہا کہ اسکی تو لذت ہی کچھہ اور ہے جو تمام لذتون سے نرالی اور بڑھکر ہے یہ سنکر آپ نے سیتارام کی والدہ کو کہا کہ تو نے میرے حکم کے موافق چٹنی نہین بنائی یہ کہکر اوسکو بہی چٹنی دی۔ چونکہ وہ خود بنا کر لائی تہی اسلئے اوسکو کڑوی معلوم ہوئی مہاراج نے پہر سب سے کہا کہ یہ نیم کی چٹنی تہی جسکو تم لوگ مزے دار بتا رہے ہو۔ باقیماندہ چٹنی مہاراج نے جو کی روٹی سے کہالی۔ مہاراج کبہی خاص طور پر پکا ہوا کہانا نہ کہاتے تہے۔ اور کہا کرتے کہ جسکا دل میٹھا ہو اوسکے ہاتھہ سے ملی ہوئی کڑوی چٹنی بہی مجھے میٹھی معلوم ہوتی ہے۔

ایک روز مہاراج اسی دالان مین تشریف فرما تہے کہ ڈاکٹر نے جو اس

دوا خانے کا انچارج تہا اور ہمیشہ مہاراج کو یہان پڑا ہوا دیکہا کرتا تہا اور یہ
ہی دیکہتا تہا کہ تمام لوگ مہاراج کی عزت کرتے ہین مگر خود پرست اور دہریہ
ہونے کے سبب خود کبہی متوجہ نہین ہوتا تہا۔ مہاراج کو کونے مین پڑا دیکہکر
کہا کہ ارے دیوانے یہان کیون پڑا ہے اُٹہہ جگہ خالی کر۔ مہاراج یہ سنکر اٹہہ
بیٹہے اور ڈاکٹر سے کہا۔ واہ صاحب ڈاکٹر ہوکر دیوانے آدمی کو اپنے یہان سے
نکالتے ہین آپ کو تو چاہیے کہ دیوانے کا علاج کرین اور اوسکو رہنے کا بندوبست
کرین تاکہ دیوانے سے دوسرونکو ضرر نہ پہنچے۔ علاوہ ازین دیوانہ دوا خانہ
چہوڑکر کہان جائے۔ ڈاکٹر نے کہا علاج کرانا ہے تو پاگلخانے جا۔ مہاراج نے
فرمایا کہ بہلا دیوانہ خود پاگل خانے جا سکتا ہے جو مین جاؤن۔ یہ تو آپکا فرض
ہے کہ یا تو میرا خود علاج کرین یا پاگل خانے بہجوائین یا پولیس کے حوالے کرین
ورنہ آپ پر الزام آئیگا کہ آپ نے اپنی خدمت پوری طرح ادا نہین کی
اتنے مین آپ کے معتقد آگئے اور ڈاکٹر کو سب نے ملکر دیوانہ بنا دیا بیچارہ
شرمندہ ہوکر چلا گیا۔ اور مہاراج نے پند و نصائح شروع کر دئے۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ یمونا بائی کا شوہر چند روز سے بیمار تہا اب یہ
انتقال کر گیا۔ اس حادثے کے ایک ماہ پیشتر سے مہاراج یمونا بائی کو مختلف
پیرایے مین اس واقعے کی خبر دے رہے تہے۔ انتقال کے دن صبح کو مہاراج
نے یمونا بائی سے کہا کہ آج کا دن میرے لئے سخت مصیبت اور رنج کا دن

ہے۔میری کمر ٹوٹ گئی۔اور آنکھون مین اندھیرا چھا گیا ہے" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاراج کو اس کا علم پہلے سے تہا اور اپنی تقریر سے بیوتا بائی کے دلکو پہلے سے مضبوط کر رہے تہے۔ اپنے خاوند کے انتقال کے دو دن بعد بیوتا بائی درشن کو حاضر ہوئی۔اسکو دیکھکر مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ اس غریب عورت کا خاوند اس سے چہین لیا گیا۔رشتۂ نکاح نے جسکے ساتھ اسکو متصل کیا تہا آج وہ اس سے علیحدہ کر لیا گیا۔ مگر ہمکو ہر وقت صبر اور شکر سے کام لینا چاہئے۔مجھے اسوقت نکاح کے متعلق ایک قصہ یاد آیا ہے۔غور سے سنو۔

شادی کا راز

ایک غریب بے مایہ مسافر نے کسی شہر مین بھوک سے بیتاب ہو کر کسی سے پوچھا کہ کہانا بھی اس مسافر کو کہین ملیگا۔ایک نے کہا کہ ہان فلان جگہ شادی ہے وہان جاؤ مسافر پہنچا دیکہا کہ ہندو رسم کے موافق نکاح ہو رہا ہے۔مگر یہ دیکھکر اوسکو بڑا تعجب ہوا کہ دولہا ۱۲ برس کا اور دلہن ۴۰ سال سے زاید عمر کی۔نکاح کے بعد کہانے کا انتظام ہوا۔اور یہ دولہا دلہن کے سامنے ہی کہانے کیلئے بیٹھا سب لوگ تو کہانا کہا رہے تہے لیکن یہ اس بے جوڑ جوڑے کو دیکھہ دیکھہ کر مسکرا رہا تہا۔لوگون نے دریافت کیا تو کہا کہ مین اس بات پر مسکرا رہا ہون کہ یہ خلاف قانون جوڑا کیسا کہ دولہا تو ۱۲ برس کا اور دلہن ۴۰ برس کی ایسا دستور تو کہین نہین دیکہا۔لوگون نے کہا کہ شاید تم اس شہر مین نئے

آئے ہو جو اس شادی پر تمکو تعجب معلوم ہو رہا ہے۔ یہان کا یہی دستور ہے
وہان سے روانہ ہو کر کسی دوسرے شہر مین پہنچا۔ دور سے ایک عالیشان مندر
نظر آیا۔ قریب جا کر دیکہا تو آدمیونکا اسقدر ہجوم کہ تل دہرنے کی جگہ نہین جون
تون کرکے اندر پہنچا۔ دیکہا کہ ایک ستر سالہ بڑہیا بیٹھی پوران کے مضامین بیان
کر رہی ہے لیکن یہ پوران دوسرے پورانون سے بالکل مختلف ہے۔ یہ بہی
بیٹھ کر غور سے سننے لگا۔ اسوقت شادیون کے مروجہ طریق بیان ہو رہے
تہے جسکو سنکر یہ بہت خوش ہوا کہ شاید اُس انوکہی شادی کا حال بہی اس
مین ہوگا۔ چنانچہ اس عورت نے آخر اسکی منشا رکیموافق اپنی تقریر کے دوران
مین اس نرالی شادی کا ذکر شروع کیا لیکن ادہورا چہوڑ کر کہڑی ہو گئی اور
مندر سے روانہ ہو گئی۔ اس عورت کا حکم تہا کہ مندر مین خواہ میری کتنی ہی
تعظیم کیجائے لیکن باہر مجہسے کوئی سروکار نہ رکہے۔ اور نہ میرے ساتہ میرے
مکان پر آئے۔ اس نیک مائی کا نام پورانک بائی تہا۔ اسکی تقریر سنکر
مسافر دنگ رہگیا۔ اور شادی کا ادہورا مطلب پورے طور پہ سمجہنے کیلئے
پیچہے پیچہے ہو لیا۔ ایک میل چلکر وہ مسان مین سے ہوتی ہوئی ایک جہونپڑی
پہ پہنچی اور قفل کہول اندر داخل ہو گئی اور کنڈی لگالی۔ یہ بیچارہ بڑا پریشان
ہوا کہ اب کیا کیا جائے۔ آخر ہمت کرکے جہونپڑی کے قریب پہنچا اور دروازے
کی ورزمین سے جہانک کر دیکہنے لگا۔ بڑہیا نے پہلے ایک صندوق کہولا

اور اس مین پوران رکھدیا۔ پھر نہا کر بھوجن تیار کیا۔ رات کے آٹھہ بجے کا
وقت تہا کہ بڑھیا نے پتروں پر کہانا چنا اور دروازہ کہولکر آواز دی کہ کوئی
بہوکا آدمی یہان ہو تو آئے۔ مسافر نے چاہا کہ آگے بڑھے لیکن ہمت نہ پڑی
دوسری مرتبہ بڑھیا نے پھر آواز دی اسپر بہی یہ نہ بڑھ سکا جب تیسری
مرتبہ آواز دی تو یہ آگے بڑہا اور کہا ہان مین بہوکا ہون۔ بڑھیا نے پوچھا
کہ تو شہر کا رہنے والا ہے یا مسان ہی مین رہتا ہے مسافر نے کہا کہ میرا قیام
مسان ہی مین ہے۔ بڑھیا اوسکو اندر لیگئی اور کہانا سامنے رکہا مسافر نے
سارا کہانا ختم کر دیا اور کہا کہ ابہی میرا پیٹ نہین بہرا۔ بڑھیا نے اپنا حصہ
بہی دیا۔ یہ بہی کہا کر مسافر کا پیٹ نہ بہرا۔ اسپر بڑھیا نے کہا کہ اچھا اب اسکا
دوسرا علاج کیا جائیگا۔ اب تو سو جا۔ جب یہ سو گیا تو بڑھیا نے اپنی قوت
باطنی سے ایسا اثر ڈالا کہ یہ تین دن تک سوتا رہا۔ اس عرصے مین بڑھیا نے
اپنا کام جاری رکہا۔ چوتھے دن اسکو بیدار کرکے پوچھا کہو کیا حال ہے مسافر
نے کہا خیریت ہے۔ اور کہا کہ مین نے خواب مین اُن تمام شادیونکو دیکہا جو
تم نے مندر مین بیان کی تہین اور اس شادی کا نمونہ بہی دیکہا جسکی حقیقت
دریافت کرنیکے لئے مین یہانتک آیا ہون۔ اور اپنا سارا قصہ بہی بیان
کر دیا۔ اور کہا کہ ایک بات عجیب دیکہی جو میری سمجھہ مین نہین آئی یعنی
مین نے تمکو اپنے نکاح مین لاتے ہوئے دیکہا۔ اس کا مطلب براہ کرم

مجھے سمجھایا جائے۔ بڑ ہیا نے کہا کہ اگر تو پہر سو جائے تو اس کا مطلب ہی مجہپر واضح ہو جائیگا۔ چنانچہ مسافر پہر سو گیا۔ اور پہلے کیطرح تین دن تک سوتا رہا۔ ان تین سونوں میں اسکا شادی کا نتیجہ اور کیفیت بخوبی ظاہر ہوگئی اور چوتھے روز جب وہ بیدار ہوا تو خود کو بوہم گیانی پایا۔

اس قصے سے شادی کا مقصد اچہی طرح سمجھہ میں آسکتا ہے کہ شادی درحقیقت دوئی سے یگانگت پیدا کرنیوالی شے ہے اور وحدانیت حاصل کرنے کیلئے لازمی ہے۔ مذکورہ مسافر کی شادی میں ہی دوئی کے تعلق کو یگانگت سے بدلا گیا لیکن چونکہ یہاں ہوس مفقود تہی اس لئے حواس ظاہری سے نجات ملی اور حالت وحدانیت پیدا ہوگئی۔

اس قصے کو ختم کرکے مہاراج نے حسب ذیل تقریر کی: "خدا بڑا عادل ہے اور وہ جو کچہہ کرتا ہے ہماری بہتری کیلئے ہی ہوتا ہے۔ ہندو شاستر کی رو سے عورت کا مرد سے پہلے مرجانا بہتر مانا گیا ہے۔ لیکن ایک دوسرا نکتہ یہاں نہیں کیا گیا جو میں تمہیں سناتا ہوں: یہ مسلم بات ہے کہ عورت اپنے خاوند کو خدا کا اوتار سمجھے اور اوسکی راحت اور آسایش کیلئے حتی الامکان کوشش کرے۔ خاوند چاہے اچہا ہو یا برا۔ پرہیزگار ہو یا شرابی۔ شریف ہو یا بدمعاش غرضکہ کیسا ہی کیوں نہ ہو عورت کا فرض ہے کہ اوسکی خدمت کرے اور زمین پر اوسکو اپنا خدا سمجھے۔ مگر اس کا فرض یہاں ہی ختم نہیں ہوتا

چونکہ وہ اسکو خدا سمجھتی ہے اس لئے اسکو اپنے طرز عمل سے دنیا کے سامنے بھی خدا کی حیثیت مین دکھانا چاہئے۔ بلکہ اوسکی روش ایسی ہونی چاہئے کہ خدا بھی اسکو اپنے سے جدا نہ سمجھے۔ اسکے لئے عورت کو لازم ہے کہ وہ اسوقت تک اسکی خدمت کرتی رہے جب تک کہ وہ عالم قدس کی اعلی ترین منزل پر نہ پہنچ لے۔ لیکن یہ بہت ممکن ہے کہ وہ اپنا مذکورہ فرض اپنی زندگی مین پورے طور سے انجام نہ دیسکے اور اسطرح وہ نجات سے محروم رہ جائے۔ لیکن اگر اگر اوسکو خدا کی مہربانی سے کسی سدگرو (جو خدا کا اوتار ہوتا ہے) کے بھگت ہونیکا موقع ہاتھہ آجائے تو وہ سدگرو پوشیدہ طریقون سے اسکے خاوند کو مذکورہ بالا درجے تک پہنچا سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ تمہارے معاملے مین ایسا ہی ہوا ہو۔ اس لئے صبر کرو اور جانو کہ جو سدگرو یا بالفاظ دیگر خدا کرتا ہے وہ تمہاری بہتری کیلئے ہوتا ہے۔ اسکے کام گو پہلے ہماری منشا کے خلاف نظر آتے ہین مگر بعد مین معلوم ہو جاتا ہے کہ سدگرو پر ہمارا سچا اعتقاد ہونے سے ہمارا دل خدا سے متحد ہو جاتا ہے اور یہ بالکل صحیح بات ہے۔ اور اگر تمہین نہ معلوم ہو تو مین اپنے تجربے سے تمہین کہتا ہون اور بالکل سچ بات کہتا ہون کہ جب کوئی انسان مرتا ہے تو اوسکی روح اس مقام پر جاتی ہے جہان اوسکی سب سے عزیز اور پیاری چیز ہوتی ہے۔

یمونا بائی تجکو اپنے خاوند سے بہت محبت تھی اسلئے اوسکی روح

مرنے کے بعد تیری روح سے متحد ہونی چاہئے۔ اسلئے اگرچہ وہ بظاہر مرگیا ہے مگر اوسکی روح تجھہ مین آبسی ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ تو اسوقت تک اپنے خاوند کے فرض سے بری نہین ہوسکتی جب تک کہ وہ نجات حاصل نہ کرے اور نجات جب تک نہین ہوتی جب تک روح گناہون سے پاک نہ ہو اور ان گناہونکی پاداش مین پوری سزا نہ بھگت لے۔ لیکن اب چونکہ اوسکی روح تجھہ مین متمکن ہے لہذا اوسکے حصے کی سزائین بھی تیرے ذمہ ہونگی۔ غرض تیرے قالب مین اب دو جانین قیام پذیر ہین۔ اور تیرے قالب کو تیرے خاوند کے گناہون کی سزا بھگتنی لازمی ہے۔ جسکے معنی یہ ہونگے کہ تونے اپنے خاوند کو نجات دلائی اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی۔ اور یہ سب ایک سدگرو کی بتائی ہوئی تدبیر سے ہوسکتا ہے۔

شاسترونکے مطابق جب شوہر مرجائے تو بیوی کو چند مذہبی رسومات ادا کرنا پڑتی ہین۔ جو اس کا شوہر زندگی مین ادا کرتا تھا۔ اور بہت سے ظاہری اسباب زیب وزینت کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً سر کا مونڈنا۔ چوڑیونکا توڑنا وغیرہ۔ یا بالفاظ دیگر اسکو اپنی زنانہ حیثیت کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور وشنو یعنی سدگرو کی پوجا کرنی پڑتی ہے۔ جس سے اپنے شوہر کی زندگی مین وہ بری تھی۔ اس سیوا کے بل پر وہ تمام مصائب زندگی ہمت اور استقلال کو برداشت کرتی ہے اور ہر حال مین مطمئن رہتی ہے۔ ایسے مصائب اور تکالیف جن کو

بھگتنے کو کئی جنم قبکار ہون صرف ایک ہی جنم مین بھگت لینے بجز ست گرو کی بتلائی ہوئی تدبیر کے سوا اور کوئی راستہ نہین ہے۔ اور یہ اصول بھی شاستر کے مطابق ہوتے ہین۔ کسی مرد کامل نے ایک شلوک مین سمجھایا ہے کہ کس طرح ایک عورت اپنے خاوند کو خدا سے ملا سکتی ہے۔ یہی نہین بلکہ عورت اپنے مرحوم والدین اور اجداد کو بھی جو دوزخ کے عذاب مین ہون جنت کا مستحق بنا سکتی ہے بشرطیکہ وہ ست گرو کے بتائے ہوئے اصول پر بلا کم و کاست چلے۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ تم مجھے ست گرو خیال نہ کرنا یہ شرف مجھے حاصل نہین ہے۔ مین نے صرف ست گرو کی طاقت اور پوشیدہ اعمال کو تم پر ظاہر کیا ہے۔ اسکے بعد آپ نے اپنی تقریر ختم کی اور سب لوگ رخصت ہوئے۔

ہر داس مہاراج کے درشن کا شرف حاصل کر کے واپس ہوا تو اپنے ہر ایک لکچر مین بیان کرنے لگا کہ کھڑگپور واقعی بہت خوش قسمت ہے کہ اس مین ایک ایسا مہاتما آیا ہوا ہے جس سے ہر ایک آدمی کو فیض حاصل کرنا چاہئے۔

کچھ دنون کے بعد چنا سوامی کے مکان کے قریب بالاجی کے مندر مین ایک لکچر قرار پایا۔ ہرداس نے خواہش ظاہر کی کہ مہاراج جی اگر قدم رنجہ فرمائین تو میرے لئے باعث فخر ہوگا اور لوگو نپر میرے لکچر کا زیادہ اثر ہوگا۔ معتقدین نے مہاراج سے اسکا اظہار کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین بھرشٹ ہو گیا ہون کیونکہ مین ایک مہار کے گھر ٹھیرا ہوا ہون۔ اور ہمیشہ غلاظت اور ناپاکی مین رہتا

۵؎ "مہا دِہشی شوزگی مو کشو پیتو نام پترونا ماتمنم سچھا"

ہوں اسلئے مین ہرداس بولا کہ وعظ سننے کے قابل اور مندر مین آنے کے لائق نہین ہوں۔ پہر کچہہ اور لوگ حاضر ہوئے کہ تمام لوگوں کی خواہش ہے کہ آپ شریک ہوں تاکہ ہمین ثواب زیادہ ملے۔ آخر بعد مشکل مہاراج نے چلنے کا وعدہ کیا استنے مین میرا بائی بہی آگئی اور آپ اسکو ہمراہ لیکر تشریف لیچلے اور مندر کے دروازے پر ٹہہر گئے اور ساتہیونکو اندر بہیجدیا۔ ہرداس بولانے سد گرو کیجی پر تقریر شروع کی۔ وہ ان تقریر مین اس کا روئے سخن مہاراج کی طرف رہا۔ اور ایسے موزون اور پراثر پیرائے مین تقریر کی کہ سامعین پر نہایت ہی زبردست اثر پڑا۔ اور خاصکر مہاراج پر جنکی آنکہون سے تمام وقت آنسو جاری رہے۔ مہاراج قریباً آدہا گہنٹہ بیٹھے رہے تہے کہ اُٹھے اور قریب ہی ایک جوتی پڑی ہی اُٹھا کر مندر مین داخل ہوئے اور ہرداس کے سر پر تین چار رسید کین اور جوتی وہین پہینک کر میرا بائی کو ساتھ لے تشریف لیگئے۔ ہرداس نے سر جہکا کر جوتیاں کہائین اور کہا۔ ع

باتون مت پشاچ وت

پہر سامعین سے کہا کہ مہاراج معرفت کی اعلیٰ منزل مین ہین اور سب کو تاکید کی کہ انکے ہر ایک کام کو اور ہر ایک حرکت کو جو ان سے سرزد ہو غور سے سمجہین اور مہاراج کی دل وجان سے خدمت کرین جو تمہاری نجات کا باعث ہو۔ نیز یہ بہی کہا کہ آج سے مین اپنے وعظ کی کوئی اجرت نہ لونگا۔ جو اُجرت (یعنی

جوتیان) آج مجھے ملی ہے اس نے مجھے ہمیشہ کیلیے مستغنی کر دیا۔ اور اس عطئے
سے مہاراج کا جو خاص منشا رہے جسکو مین سمجھہ چکا ہون ہمیشہ اسکے مطابق چلونگا

اسوقت سے ہرداس وقتاً فوقتاً مہاراج کے درشن کو جانے لگا۔ کہر گور
چھوڑنے سی ایک روز قبل ہرداس مہاراج سے ملا۔ مہاراج نے اسکی تحصیلات علمی
کے متعلق ذکر چھیڑا۔ اوس نے کہا کہ مین نے بہاگوت گیتا۔ پنج دشی اور یوگ وشسٹا
پڑہی ہین۔ مہاراج نے یوگ وشسٹا کے عجیب معنی بیان کئے۔ فرمایا کہ یوگ وشسٹا
کے معنی ہین وہ یوگ شاستر جو وشسٹ منی نے تصنیف کیا۔ اس کتاب مین منی مہاتما رام چندر
جی کو اپدیش (نصیحت) دیتا ہے۔ مگر مین اس نام کو اس طرح پڑہتا ہون۔
یو، گو، اشسٹا۔ یعنی یو بمعنی کون۔ گو، بمعنی وجود سے علیحدہ اور شسٹا بمعنی
شریف ترین۔ اسکو جوڑکر پڑہنے سے اسکے معنی ہوتے ہین۔ جو جسم سے علیحدہ
ہے وہ شریف ترین آدمی ہے۔

ہرداس نے مہاراج سے دریافت کیا کہ مین اپنی آیندہ زندگی کس
روش سے بسر کرون؟ جواب مین مہاراج نے یہ شعر پڑہا۔

کرمنیویہ کرم یہا اپش بیدکرمی چہ کرم یہا ۔۔ سدبدہی مانش بیشو سیکتہا کرچہن کرم کرت

اور اسکے مطابق عمل پیرا ہونے کو کہا۔ ہرداس قدمبوس ہوا اور اجازت لیکر رخصت
ہوا۔ اور برہمن دہرم کے مطابق اگنی ہوترا اختیار کی۔ ہرداس اسوقت
تک زندہ ہے اور اسی طریق پر کاربند ہے۔

مہاراج کو ہر جمعرات کو غسل دینے کی رسم بہاگو مہارنی کے مکان پر بہی جاری تہی جس مین علاوہ دوسرے لوگون کے بہاگو اور اس کا خاوند بہی شریک ہوا کرتے۔ ایک روز مہاراج کو حسب معمول غسل دیا جا رہا تہا کہ ایک غریب بڑہیا پہٹے پرانے کپڑے اور میلے کچیلے جسم والی قریب سے گذری۔ مہاراج نے اسکو دیکہکر فرمایا کہ تم لوگ مجہے نہلا رہے ہو حالانکہ مجہے ضرورت نہین ہے۔ نہلانے کے قابل یہ بڑہیا ہے۔ دیکہو اسکے کپڑے کیسے پہٹے ہوئے اور جسم پر کس قدر میل جما ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصے سے غسل نہین کیا۔ اور اب غسل کی سخت ضرورت ہے۔ یہ سنکر عورتون نے کہا اگر حکم ہو تو ہم اسکو بہی نہلائین مہاراج نے فرمایا" مین تمہین مجبور نہین کرتا کیونکہ تم برہمن ہو اور شاید یہ بڑہیا مہارنی ہو۔ مگر اتنا مین جانتا ہون کہ یہ بڑہیا میری خدا ہے۔ اور وہ اس بہیس مین یہان آیا ہے۔ یہ سنکر اس بڑہیا کو بلایا اور مہاراج کے سامنے ہی چوکی پر بٹہاکر اوسکو اچہی طرح غسل دیا نئے کپڑے پہنائے۔ اسکے ساتہ ایک لڑکا بہی تہا اوسکو بہی نہلا کر کپڑے پہنائے اور کہانا کہلا کر روانہ کیا۔ اسکے بعد مہاراج کو غسل دیا۔ مہاراج بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس بڑہیا کی خدمت سے تم نے میری دُہری خدمت کی۔ میرے بدلے۔ مجہہ سے علیحدہ۔ ایسے وجود کی جو میری ہی جگہ پر ہو اگر سیوا کیجائے تو گویا میری ہی سیوا ہوئی اور ایسی سیوا کا بدلہ خدا بہت اچہا دیتا ہے۔ اسکے متعلق مین

تمہین ایک کہانی سناتا ہون۔

اِعتقاد

کسی مقام پر ایک بزرگ (سدگرو) تھے جنکے تمام لوگ معتقد اور انکی خدمت کو باعث نجات مانتے تھے لیکن امیرون کا اسقدر ہجوم رہتا کہ غریبونکو باریابی کا موقع ہی نہ ملتا۔ ان مین ایک غریب آدمی ان بزرگ کا نہایت ہی معتقد اور عاشق تہا اور چاہتا تہا کہ جس طرح یہ امیر لوگ پیر کے پیر دبارہے اور پاس بیٹھے ہین مین بھی ایسا کرون لیکن کسی نے اسکو قریب نہ پہٹکنے دیا آخر پیر تک امیرونکے اس ناروا برتاؤ کی شکایت پہنچائی۔ پیر صاحب نے امیرون سے کہا کہ یہ طریقہ واقعی برا ہے کہ تم لوگ کسیکو یہانتک نہین آنے دیتے۔ امیرون نے کہا کہ غریب لوگ اکثر غلیظ رہتے ہین اس لئے ہم انکو یہان تک نہین آنے دیتے۔ پیر صاحب خاموش ہوگئے۔ اُس غریب نے جب دیکہا کہ اپنی آرزو پوری نہین ہوسکتی تو لکڑی کے دو پیر بنوائے اور پیر صاحب سے دور بیٹہکر سارا دن انکو دبایا کرتا شام کو گہر جاتا تو ساتہ لیجاتا امیر لوگ اسکی اس حرکت پر ہنسا کرتے۔ مگر دو سال کامل اس نے یہ طریقہ جاری رکہا ایک روز یکایک پیر صاحب کے پیرون مین درد شروع ہوا سب ملکر پیر دابنے لگے۔ مگر درد بڑہتا ہی گیا۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ پیر شل ہوگئے۔ اور دوران خون بند ہوگیا اور خشک ہونے لگے۔ ڈاکٹر وغیرہ

بلائے گئے۔ ڈاکٹر نے رائے دی کہ پیر کاٹ ڈالے چاہئین ورنہ انکی وجہ سے
تمام بدن کے خشک ہوجانیکا اندیشہ ہے۔ امیرون نے بزرگ سے دریافت کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیئے! بزرگ نے فرمایا جو تمہین مناسب معلوم ہو وہ کرو۔ آخر
سب کی رائے سے ان بزرگ کے دونون پیر کاٹ ڈالے گئے۔ اسنے مین
ان بزرگ کے کئی مرید کسی شہر سے حاضر ہوئے دیکھا کہ پیر صاحب کے پاؤن
کاٹ ڈالے گئے۔ واقعات معلوم ہونے پر وہ لوگ ان امیرون پر بہت
بگڑے اور کہا کہ ہم نے تو قسم کھائی ہے کہ جب تک پیر کے قدمونکو بوسہ نہ
دین لینگے اسوقت تک کھانا نہین کھائینگے اب ہماری یہ قسم کسطرح پوری ہوگی
ڈاکٹر نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین لکڑی کے پیر لگا دون۔ سبنے اس رائے کو
پسند کیا۔ امیرون مین سے ایک نے کہا اگر یہ ہی کرنا ہے تو وہ غریب آدمی
دو پاؤن لیکر بیٹھا رہتا ہے اُس سے لیکر لگا دئے جائین۔ پیر صاحب سے
اسکا مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر لکڑی کے پیر لگانا چاہتے ہو تو پہلے ہی
پاؤن کیون کاٹے وہ بھی لکڑی ہی تھے۔ مگر آپ نے اجازت دیدی اور سب
لوگ مل کر اُس غریب شخص کے پاس گئے اور کہا کہ پیر صاحب کے پیر کاٹ
ڈالے گئے ہین اگر تم یہ پیر دیدو تو ہم بجائے اُن پیرون کے انکو لگا دین
غریب آدمی نے کہا خبردار میرے پاس بھی نہ آنا۔ تم ہی لوگ ہو نا جنہون نے
میرے پیر کے پاؤنکو اپنی جاگیر سمجھ رکھا تھا اور مجھے کبھی دور سے بھی نہین

دیکھنے دیا۔ اب یہ پیر بہی جو مین نے اپنے دلکی تسلی کیلئے بنا رکھے ہین چھیننا چاہتے ہو۔ لوگون نے کہا کہ ہمکو انکی ضرورت نہین ہے یہ تو تمہارے پیری کیلئے ہم مانگتے ہین۔ اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو مین دیتا ہون لیکن اس شرط پر کہ میرا قبضہ ان پیرون پر بدستور رہے اور کوئی شخص انکو ہاتہہ نہ لگائے چونکہ باہر سے آئے ہوئے مرید بہوک سے اور پیر صاحب تکلیف سے بیتاب ہو رہے تہے اور جلدی کر رہے تہے سبنے یہ شرط قبول کرلی۔ اور یہ پیر بزرگ کے کٹے ہوئے پیرونکی جگہ جوڑ دئے گئے۔ جوڑنا تہا کہ یہ پیر اصلی پیر بنگئے اور بزرگ چلنے پہرنے لگے۔ اور غریب پیر تک پہنچکر ہر وقت پاؤن دبانیکی خدمت بجالاتا رہا۔ اور چند روز کے بعد جب اسکی ریاضت کا وقت پورا ہوگیا تو پیر صاحب نے ایک ہی نظر مین اوس کو کامل کر دیا۔"

مطلب اس کہانی کا یہ ہے کہ جسکے دل مین سچی محبت ہے اوسکو اپنے مطلوب کا قرب ہر وقت اور ہر جگہ حاصل ہوتا ہے۔ اور قرب بغیر دوری کا درد اٹہائے حاصل نہین ہوتا۔

ایک مرتبہ گارڈ ماما کی بیوی مامی بائی مہاراج کیلئے کئی قسم کے کہانے پکا کر لائی۔ مہاراج نے کہانے سے انکار کیا۔ جب مامی بائی نے بہت ضد کی تو فرمایا کہ اگر تو میرے کہنے کے موافق عمل کریگی تو مین کہاؤنگا یہ کہکر فرمایا کہ یہ تمام کہانا اس فضلے کی گاڑی مین ڈال دے۔ مامی بائی نے تعمیل حکم کا وعدہ

کر چکی تہی۔ فوراً اُٹہی اور تمام کہانا گاڑی مین ڈال آئی۔ مہاراج نے اس کے ہاتہہ سے خالی رکابیان لین اور انکو چاٹ کر کہا کہ مین نے سچ مچ کہانا کہایا۔ ایسا ہی حال آپ کے تمام معتقدین کا تہا کہ آپ جو حکم فرماتے بلا عذر اور بے کم وکاست بجا لاتے۔ اس تعمیل حکم کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان فرمایا

قصہ

ایک راجہ نہایت عابد زاہد اور خدا پرست تہا اور ہر وقت خداشناس بزرگون اور پنڈتون کا اس کے دربار مین ہجوم رہتا۔ ایک روز راجا نے کہا کہ "جو کچہہ بہی ہم کرتے اور ہوتا ہے وہ سب خدا کیطرف سے ہوتا ہے انسان کا اس مین کچہہ اختیار نہین"۔ ایک برہمن نہایت چالاک اور منہ چڑہا تہا بول اُٹہا کہ "نہین ایسا نہین ہے۔ خدا تو فعل سے بری ہے۔ یہ جو کچہہ ہو رہا ہے انسان کی قوت ارادی کا نتیجہ ہے جو اس سے اچہے یا بُرے کام کرواتی ہے۔ انسان غلطی سے اسکو خدا کیطرف منسوب کرتا ہے"۔ راجہ نے کہا کہ انسانی ارادہ کسی فعل کا محرک ضرور ہے۔ لیکن اس ارادے کا منبع مشیت ایزدی ہی ہے اگر اُسکی منشا نہ ہو تو ارادہ پیدا نہین ہوسکتا"۔ برہمن نے کہا کہ "خدا نرچہا ہے یعنی اوسکی ذات خواہشات سے بری ہے۔ لہذا ارادہ پیدا کرنیوالا انسان ہی ہے۔ خدا نہ تو کچہہ کرتا ہے نہ کسی کام مین دخل دیتا ہے۔ وہ خدائے واحد ہر جگہ موجود ہے ہر شے کا آغاز بہی وہی ہے اور انجام بہی وہی ہے۔ ہم نے اسکو صرف ایک

ذریعہ انجام کار کا بنار کہا ہے " راجہ نے کہا کہ مین اس کا قائل نہین - ورنہ کوئی قوی ثبوت پیش کر " برہمن نے کہا بہتر ہے مین اس کا ثبوت دونگا - یہ کہکر برہمن اٹھا اور بہیس بدلکر ایک گاؤن مین پہنچا - یہان ایک گدھا مرا پڑا تہا برہمن نے اوسکو اٹھایا اور رات کو گاؤن سے ایک میل کے فاصلے پر لیجا کر دفن کر دیا - اور اسیوقت مٹی کی سمادہی بنادی - اور اسپر ناریل اور اگر بتیان رکہہ واپس چلا آیا - دوسرے دن گاؤن والے اودہر سے گذرے اور نئی سمادہی دیکھکر رک گئے سمجھے کہ کوئی نیا دیو بر آمد ہوا ہے - قریب گئے اور باقاعدہ پوجا کی - چنانچہ تمام گاؤن مین اسکی خبر ہو گئی اور لوگ آ آکر پوجا کرنے لگے - ایک ماہ بعد یہ برہمن پہر اس گاؤن مین آیا اور لوگون سے کہا کہ مین کاشی جی گیا تہا - وہان مین نے ایک خواب دیکہا کہ اس گاؤن کے قریب کوئی دیوستہان نکلا ہے جہان ایشور خود قیام پذیر ہے - دیہاتیون نے اسکی تصدیق کی اور اسکو وہان لیگئے - قریب پہنچکر یہ سجدے مین گیا اور آرتی پوجا کی - پہر برہمن نے دیہاتیون کی امداد سے بڑی بہاری جاترا بہروائی جس مین ہزارون آدمی شریک ہوئے - اب گاؤن والے روزمرہ یہان آنے اور پوجا پاٹ کرنے لگے - اور ملک مین چارون طرف اسکی شہرت ہو گئی - یہانتک کہ راجہ صاحب کو بہی خبر ہوئی اور وہ اپنے حسن اعتقاد کیوجہ سے یہان حاضر ہوے - اور ہزارون روپیہ یہان خرچ کیا - راجہ اپنے پہلے خیال پر قایم تہا کہ خدا ہر چیز کا کرنیوالا ہے اور اب اپنے بندو کی

مرادین بر لانیکے لیئے یہان ظہور کیاہے۔ برہمن ہی حاضر خدمت ہوا اور
اپنا مصنوعی خواب بیان کیا راجہ سنکر بہت خوش ہوا اور برہمن کی قدر و منزلت
زیادہ کرنے لگا۔ اور کہا دیکہا مین جو کہتا تہا آخر وہ سچ ہے یا نہین۔ خود خدا
آکر اپنے بندونکے کام پورے کر رہا ہے۔ برہمن نے کہا جہان پناہ مین اس
مقام کو دیکہون تو کہون کہ کیا بات ہے۔ راجہ یہ سنکر اسکو اپنے ہمراہ وہان
لے گیا۔ برہمن تہوڑی دیر سر جہکائے کہڑا رہا۔ اور پہر کہا مہاراج یہان تو خدا مجہکو
نہین دکہائی دیتا۔ لوگ محض اپنے اعتقاد سے اپنی اپنی مرادین پارہے ہین۔
راجہ نے کہا یہ کیا خدا نہین تو کون ہے۔ برہمن نے کہا مین پائل ہون اس لیئے
مجہے زمین کے اندر کی چیز دکہائی دیا کرتی ہے۔ اسجگہ تو گدہے کی ہڈیان مجہے
دکہائی دے رہی ہین۔ راجہ ہنس پڑا اور کہا برہمن دیوانہ ہوگیا ہے۔ ہزارون
آدمیونکی مرادین بر آرہی ہین اگر یہان گدہا ہوتا تو ایسا کیونکر ممکن تہا۔ برہمن
نے کہا اگر آپ سب لوگونکو باہر کردین تو مین آپ کو دکہا دون چنانچہ سب
لوگ باہر کر دئے گئے اور برہمن نے سمادہی توڑ کر گدہے کی ہڈیان نکالین
اور راجہ کو دکہا کر کہا کہ دیکہیئے شاستر کی روسے گدہے کی لاش اسقدر ناپاک ہے کہ اسکو
ہاتہہ بہی نہین لگانا چاہیئے لیکن عام لوگونکو کیا معلوم کہ یہان کون ہے۔ صرف
ان کا سچا اعتقاد یہان کام کرتا ہے۔ اب فرمائیے یہان خدا کا کیا کام ہے۔
راجہ آخر قائل ہوگیا۔ اور لوگ بدستور اسکو دیو مانتے رہے۔ درحقیقت جب

تک انسان کا اعتقاد درست نہین ہوتا اور وہ سچے دل سے کسی کام کو نہین کرتا کبھی کامیاب نہین ہوسکتا۔

چونکہ مہاراج جس جہپر مین مقیم تہے وہ چارون طرف سے کہلا ہوا تہا اور سردی بہت زیادہ تہی بہاگو مہارنی کے خاوند نے اس مین ایک دہونی لگادی تہی جو ہروقت روشن رہتی۔ ایک شب کو ایک کالا ناگ جہونپڑی مین آیا اور دہونی کے پاس جہان مہاراج لیٹے ہوئے تہے کنڈلی مارکر پڑ گیا۔ صبح ہوتے ہی چلدیا۔

مہاراج اکثر بہنگیونکی چال مین جاکر ان کے بچون کے ساتہہ بے تکلف کہیلا کرتے اور اسوقت نہایت ہی خوش نظر آتے۔ انہین غریبون اور نیچ ذات کے لوگون سے بڑی محبت تہی اور اکثر فرمایا کرتے کہ خدا غریبونکا والی ہے۔ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا۔

خاکساری

مثل مشہور ہے " غریبونکا اللہ والی " یعنی اللہ غریبونکا مالک اورنگہبان ہے۔ اور غریب اسکی عنایت کے زیادہ مستحق ہین۔ اس لیئے جو خود کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا مستحق بنانا چاہتا ہے وہ غریبی اور خاکساری پسند کرتا ہے۔ جس طرح کہ ایک شہر مین دو بہائی تہے۔ بڑا نہایت ہی خود غرض اور جابر تہا۔ چہوٹا بیغرض اور رحم دل تہا۔ باپ کے مرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے لگا تو بڑے بہائی نے تمام اچہی

اچھی چیزین خود لین اور خراب چیزین اپنے چھوٹے بھائی کو دین بھینس پر آکے جھگڑا پڑا۔ بڑے بھائی نے چاہا کہ مین لون اور چھوٹے نے کہا کہ مین لون۔ آخر پنچایت مقرر ہوئی۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ بھینس بیچ کر آدھی آدھی قیمت تقسیم کر دیجائے لیکن دونون بھائیون نے اس کو نامنظور کیا۔ اور یہ قرار پایا کہ مکان کی دیوار مین ایک کمان بنائی جائے اور اس مین بھینس کو باندھا جائے تاکہ آدھی بھینس ایک کے گھر مین رہے اور آدھی دوسرے کے۔ یہ طریق دونون نے پسند کیا اور بڑے بھائی نے کہا کہ بھینس کا منہ میرے گھر مین رہے اور دم چھوٹے کے گھر مین چھوٹا تو ہر بات بلا عذر قبول کرتا چلا آرہا تھا منظور کر لیا۔ اب بڑا روز بھینس کے منہ کو پیار کرتا۔ دانہ گھاس کھلاتا اور خوش ہوتا۔ چھوٹا روزانہ موت گو بر صاف کیا کرتا۔ چند روز کے بعد بھینس نے بچہ جنا اور دودہ دینے لگی۔ چونکہ بھینس کا پچھلا دہڑ چھوٹے کے حصے مین تہا اس لئے بچہ کا بھی یہ مالک ہوا اور روزانہ دودہ بھی نکالنا شروع کیا اور اسکے فائدے سے چند روز مین مالدار ہو گیا۔

بھاگو مہارنی کا گھر مہاراج کے معتقدون سے بھرا رہتا تھا اور ہر ذات کے آدمی بلا تکلف آتے یہانتک کہ بنگالی عورتین جو ابھی رسم کیموافق مغرب کے بعد گھر سے کبھی باہر نہین جا سکتین اپنے اپنے خاوندونکے ساتھ آتین اور نہایت ہی ادب و تعظیم سے پیش آتین۔ ونکو آکر مہاراج کے غسل دینے مین شریک ہوتین چونکہ شری رام کرشنا کی یاد اور شہرت انکے دلون مین تازہ تھی۔ مہاراج کو

رام کرشنا کا ثانی سمجھنے لگین۔ بعض دت اوتار۔ بعض پرم ہنس اور بعض پرا برا
خیال کرتین اور اسی بنا پر مہاراج شہر بہر مین بت کیطرح پوجے جانے لگے۔
گو اس طریق سے مہاراج ہمیشہ ناراض رہے اور خدائے واحد کو ماننے اور اسکو
سجدہ کرنیکی ہدایت فرماتے رہے اور آتما۔ ان آتما۔ اور پرآتما جیسے ادق اور
مفید مضامین پر بحث کرتے اور ان کے نکات بیان فرماتے اور بتاتے کہ
اس دنیا کے رنج و راحت پر قانع رہنا یا اس سے بڑھکر ابدی راحت کیطرف
جانے کی کوشش کرنا بہتر ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ مین علم سے بے بہرہ ہون۔ میرا ظرف بالکل
خالی ہے۔ اور میری تقدیر کا چکر اُلٹا گردش کرتا ہے۔ اس لئے مجھے اپنے اندر خلا
نظر آتا ہے۔ مین جو کچھہ تمہین سمجھاتا ہون وہ تمہارا ہی علم ہے جو تم سے نکلکر مجھہ مین
سرایت کرتا ہے۔ اور مین تمہین اچھی شکل مین سنا دیتا ہون۔ اگر یہ علم تم سے
مجھے بُری شکل مین پہنچتا ہے تو مین بھی اُسی شکل مین لوٹا دیتا ہون۔ اور یہی وجہ
ہے کہ مین کبھی تمہین عقل و دانش کی باتین سناتا ہون اور کبھی گالیان دیتا ہون
اور مین بدستور خالی کا خالی رہتا ہون۔ اسطور پر تمہارا پوشیدہ علم میرے ذریعے
سے تم پر صاف صاف روشن کیا جاتا ہے۔ میرا ظرف چونکہ خالی ہے اس لئے
تمہاری مقدار علم اس مین چلی آتی ہے اور پھر اصلی حالت مین تمہاری عقلمندی
یا بیوقوفی کو ظاہر کرتی ہے۔ اسکو ہوا سے تشبیہ دیجا سکتی ہے۔ جیسے کہ ہوا

خالی برتن مین داخل ہو جاتی ہے۔ اسیطرح جب تم میرے قریب آتے ہو تو
تمہارا اچھا یا بُرا علم جگہ خالی پاکر داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن میری بد قسمتی ہے کہ جو
کچھہ میرے خالی ظرف مین داخل ہوتا ہے فوراً باہر آجاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہی
ہوتا ہے کہ تم میرے سامنے آتے ہو اور تمہاری اچھی یا بُری صفتین میرے خالی
ظرف مین سماتی ہین لیکن مین انکو نہ رہنے دیتا ہون اور نہ واپس کرتا ہون۔
کیونکہ تم مین اسوقت انکے قبول کرنیکا مادہ نہین ہوتا۔ ایسے وقت مین وہ میرے
ظرف کو چھوڑ کر تم مین بلا احساس اور نامعلوم طریقے پر واپس داخل ہو جاتی
ہین۔ میری اور تمہاری حالتونکا اندازہ اس گیند سے کیا جا سکتا ہے جو دیوار
کیطرف پھینکا جائے اور وہ دیوار سے ٹکرا کر پھر واپس پھینکنے والے کیطرف
چلا آئے۔ یا اُس آئینہ سے جس مین تم اپنا عکس دیکھتے ہو۔ اور علیحدہ ہوتے
ہو تو وہ عکس بھی اس آئینے سے غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سدگرو اُس آئینے
کی مانند ہے جو تمہارے چہرے کے حسن و قبیح کا عکس بے کم و کاست تمہارے
پیش کر دیتا ہے۔ مین ایک عورت اور اُسکے خاوند کا قصہ تمہین سناتا ہون
تاکہ یہ مضمون تمہاری سمجھہ مین بخوبی آجائے۔

قصہ

ایک عورت اپنے خاوند کیلئے کہانا پکا رہی تھی گھبراہٹ مین اپنی ناک
کی لونگ اتار کر ڈورے مین باندہ گلے مین ٹنکالی۔ پکانے سے فارغ ہو کر منہ

دھونے بیٹھی تو ناک مین لونگ ندارد۔ بڑی گھبرائی کہ قیمتی لونگ جاتی رہی خاوند خفا ہوگا۔ اسی غم مین دھاڑین مار مار کر رونے لگی۔ آواز سنکر ہمسایہ بڑھیا آئی اور پوچھا بُوا کیون روتی ہو خیر تو ہے؟ عورت نے کہا خیر کہان رہی میری ناک کی لونگ جاتی رہی چارونطرف ڈھونڈا کہین پتہ نہین اب وہ آنکر خدا جانے کیا ستم ڈھائینگے۔ بڑھیا نے دیکھا کہ لونگ تو اسکے گلے مین لٹک رہی ہے اور یہ خواہ مخواہ ہلکان ہوئی جاتی ہے۔ ہنسنے لگی اور سامنے سے آئینہ اُٹھالائی اور کہا دیکھو تمہاری لونگ اس مین ہے۔ عورت نے آئینہ دیکھا تو لونگ کو اپنے ہی گلے مین لٹکا ہوا پایا۔ یہ دیکھکر وہ اپنی بیوقوفی پر بہت نادم ہوئی۔ قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آئینہ ہون کہ جس مین تمہارے تمام عیب و ہنر کا عکس پڑتا ہے۔ جنسے تم دنیا کے مشاغل مین گرفتار ہوکر اور ہردم اُسیکی فکر مین محو رہکر بیخبر ہو۔

بعض اوقات مہاراج خدا کی شان کرم کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ جس طرح بارش ہر پاک و ناپاک سخت و نرم اور اونچی نیچی جگہ پر پڑتی ہے خدائے واحد اور لاشریک کا ابر رحمت بھی ہر جگہ یکسان برستا ہے لیکن جس طرح پتھریلی زمین پانی قبول نہین کرتی اور نرم زمین تمام پانی جذب کرلیتی ہے اسیطرح وہ شخص جس کا دل پتھر کیطرح سخت ہوتا ہے باران رحمت کو جذب نہین کرسکتا اور وہ شخص جس کا دل نرم ہوتا ہے جذب کرلیتا ہے۔

یا جس طرح کہ سورج کی روشنی کہ ہر شے پر پڑتی ہے مگر وہی چیز اوسکی روشنی جذب کرتی اور خود روشن ہوتی ہے جس مین روشنی کے جذب کرنیکا مادہ ہوتا ہے اسیطرح خدا کی شان کرم ہے کہ ہر ایک شخص پر برابر ظہور پذیر ہوتی ہے مگر اس کا فائدہ ہر شخص کی استعداد کے موافق ہوتا ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو خدا کی رحمت اور کرم کا مستحق بنانے کیلئے تیار کرے اور اس دل کو جو پتھر اور مٹی کی مانند سخت اور تاریک ہے نرم اور آئینہ کی طرح روشن کرنیکی کوشش کرے تاکہ اس ذات پاک سے جو لایزال ولایموت ہے اور جو کل کائنات پر حاوی اور جس کا چشمۂ کرم ہر ادنیٰ واعلیٰ کیلئے ہر وقت جاری ہے قرب حاصل کر سکے۔ اور یہ ہی زندگی کا اصل اصول ہے۔

مہاراج اکثر اشلوک پڑہتے رہتے اور یہ اشلوک زیادہ پڑہتے:۔

ہَم پرکاشَس سَرْوَسِیہ یوگ مَایَا سَماوَرْتَہا

یعنی "کوئی میری اصلی حالت کو نہین سمجہہ سکتا کیونکہ مین یوگ مایا کے لباس مین ہون"۔ بعض اوقات آپ مندرجہ ذیل فقرہ شعر کی طرح گایا کرتے:۔

آئی آئی گا بائی بائی گا اُتا کسا کائے کرو بائی

اور یہ فقرہ انکی زبان پر اسوقت جاری ہوتا جب انکے کسی معتقد پر کوئی مصیبت آنے والی ہوتی۔ بعض اوقات آپ بالکل ساکت بیٹھے رہتے اور لوگ سلام کرکے دبے پاؤن واپس چلے جاتے۔

آپ اکثر شام کیوقت بھنگیون کی بستی مین جاتے اور انکے گہرون مین
جاکر کام کیا کرتے اور فرماتے کہ سبسے اونچی ذات برہمن کی اور سبسے نیچی ذات
بھنگیونکی ہے۔ میرے لئے یہ لازمی ہے کہ اونچی ذات کا برہمن ہونیکی وجسے
نیچی ذات کا بھنگی بنون، اور یہ اس لئے کہ سدگرو کے لئے یہ دونون طبقے برابر ہین
ایک دن مہاراج کے پاس کسی امیر کی بیوی اپنے خادمونکے ساتھ
درشن کو آئی۔ یہ اپنے مکان پر مہادیو کی پوجا کیا کرتی تھی لیکن اس طرح کہ خادم
اسکے بدلے پوجا پاٹ کیا کرتے اور یہ اخیر مین صرف شنکر کے قدمونپر پانی ڈالتی
مہاراج پر منکشف ہوگیا لہذا اسکے بیٹھتے ہی آپ نے یہ قصہ شروع کیا۔

قصہ

ایک پندرہ سالہ یتیم لڑکی جس کا کوئی بھی وارث نہین رہا تھا اور
بالکل ہی بے یار و مددگار جنگلون مین بھٹکا کرتی تھی پھرتے پھرتے ایک کھائی
کے کنارے پہنچی۔ یہان ایک گدھا ٹانگ ٹوٹا پڑا تھا اور چیل کوے اس کا
گوشت نوچ رہے تھے اسکی تڑپ اور بیقراری سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس
مصیبت سے بچنا چاہتا ہے لڑکی کو اپنی حالت اور اسکی حالت ایک دیکھکر
رحم آیا اور اوسکی تیمار داری کرنے لگی۔ یہانتک کہ وہ اچھا ہوگیا۔ لڑکی نے
پھر ایک چھپر باندھا تاکہ بارش اور سردی سے گدھے کو امان ملے اور ادھر ادھر
سے گھاس لاکر اوسکو کھلایا کرتی ہرچند لوگون نے اس کا مذاق اوڑایا مگر

وہ اسکی خدمت کرباز نہ آئی - تہوڑے دن کے بعد گدہا مرگیا - لڑکی نے ایجگہ
قبر کہود کر اسکو دفن کر دیا اور پوجا کرنے لگی - لوگون نے پوچہا کہ گدہے کی پوجا
کیون کرتی ہے ؟ تو اُس نے کہا کہ یہ گدہا نہین تہا وشنو اس روپ مین آیا تہا
اور اب وہ میرے لیے ایک اُڑن کہٹولا بہیجے گا ؛ اور اس کے ذریعے اُڑکر مین
اوسکے پاس جاؤنگی - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ وشنو کی خدمت مین حاضر ہوئی
وشنو نے کہا کہ تیری خدمت کا پورا صلہ تجہے ملگیا - اب تو دوبارہ دنیا مین جا
لڑکی نے کہا اب پہر کیون تکلیف مین پہنساتے ہو ؟ وشنو نے کہا کہ ایکے تجہے
شہزادی بناکر بہیجا جائیگا اور تو ہر طرح کا آرام پائیگی اور جوان ہونے پر تجہے
گذشتہ زندگی کا سارا حال معلوم ہوگا اور اسوقت پہر مین تجہے درشن دونگا -
چنانچہ وہ لڑکی بادشاہ کے گھر پیدا ہوئی اور نہایت ہی عیش و آرام مین پرورش
پائی تمام سلطنت گویا اُسی کے زیر فرمان تہی - جوان ہوئی تو شادی کی
تیاریان ہونے لگین - اتنے مین حسب وعدہ اسپر گذشتہ زندگی کے حالات کا
انکشاف ہوا - اور اس نے خود کو ایک مفلوک الحال یتیم لڑکی کی حیثیت مین گدہے
کی خدمت کرتے ہوئے دیکہا اور دیکہا کہ وہ وشنو کی خدمت مین حاضر ہوئی
ہے - اس حالت کو دیکہکر لڑکی کا دل شادی اور دنیا کے عیش و آرام سے
پہر گیا اور اپنے باپ سے ساری حقیقت بیان کی اور شادی سے انکار کر دیا
اب اس نے خیال کیا کہ مین نے اس قلیل خدمت کے صلے مین اسقدر گران بہا،

عطیہ پایا ہے تو اس حالت مین زیادہ خدمت کرنے سے زیادہ مرتبہ پاؤنگی یہ سوچکر اوسنے اپنے باپ سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ شہر کے تمام اندہے لنگڑے لولے اور معذور غریبونکو بلا تفریق مذہب و ملت کہانا کہلایا جایا کرے۔ چنانچہ باپ نے حکم دیدیا اور لنگر خانہ جاری ہوگیا۔ رات دن ملازمان سلطانی اس کام مین لگے رہتے اور یہ خود محل کے دریچے سے بیٹھی تماشہ دیکھا کرتی۔ یہ جانتی تھی کہ وشنو کسی نہ کسی دن ضرور آکر درشن دینگے۔ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کہانا کہانے کے بعد مجھسے ملکر جایا کرے۔ جو شخص اسکے پاس آتا اُس سے یہ دریافت کرتی کہ "اگر اُتنے کیلئے اِتنا تو اِتنے کیلئے کتنا۔ ہر ایک آدمی اپنی اپنی سمجھ کے موافق جواب دیتا اور چلا جاتا۔ آخر ایک سال کے بعد وشنو ایک نحیف و زار بڈہے بہکاری کے بہیس مین آیا۔ شاہزادی نے حسب دستور اس سے سوال کیا کہ اُتنے کے بدلے اِتنا تو اِتنے کے بدلے کتنا۔ بڈہے نے جواب دیا کہ "اِتنا ہی"۔ یہ سمجھ گئی کہ یہی وشنو ہے۔ قدمو نپر گر پڑی اور عرض کیا کہ میرے مالک اِتنا ہی کیون؟ وشنو نے جواب دیا کہ یہ غربا تیرے باپ کی دولت سے پرورش پا رہے ہین اور کہانا کہلانے مین بہی اسکے نوکر کام کر رہے ہین تُو تو مزے سے پلنگ پر بیٹھی تماشہ دیکھتی رہتی ہے۔ یہ تیری ہی خاص خدمت نہین ہے البتہ تیری وجہ سے ہے تو ہم اسکے بدلے مین تجھے آیندہ ایک ذی اقتدار شہزادی بنائینگے۔ یہ سنکر اس لڑکی نے کہا کہ جدائی کی تاب مجھہ مین نہین ہے اور

اب مین اس دنیا مین رہنا نہین چاہتی۔ جواب ملا کہ اگر تیری ایسی ہی خواہش ہے تو کوئی ایسی خدمت کر جیسی کہ گدھے کی خدمت کی تہی۔ اسوقت تو یتیم ویکس لڑکی کی حیثیت مین تہی اور اب شہزادی کی لہذا اب تجکو میرے پاس آنے سے پیشتر کسی غریب اور قابل رحم آدمی کی خدمت بجالانی چاہئے۔ یہ کہکر وشنو غائب ہوگیا اور شہزادی نے جو ناز ونعم مین پل کر نازک طبع ہوگئی تہی سب کچہہ چہوڑ دیا۔ اور ایسی مصیبت زدہ ہستی کی تلاش کرنے لگی جس کی وشنو کی منشاء کے مطابق خدمت کر سکے۔ آخر اسکو ایک لاچار اور بیمار آدمی ملا جسکی اوس نے سچی خدمت شروع کی اور اسکے مرنے کے بعد اس کی قبر بنائی۔ جب اسطرح اس نے اپنا وعدہ پورا کیا تو وشنو پہر اسکے پاس آیا اور اسکو دائمی راحت اور آرام کیطرف لیگیا۔ ایک عالی مرتبہ شخص کے لئے کسی حقیر اور ادنی آدمی کی خدمت کرنا نہایت ہی قابل قدر بات ہے جیسا کہ شہزادی نے بہکاری کی حیثیت مین کام کیا اسی طرح ایک برہمن بہنگی کی حیثیت مین کام کر رہا ہے۔ نفس کشی سے ایسے ایسے کام انجام پاتے ہین کہ دنیا کو خواب مین بہی نظر نہین آتے۔ دولت مند کو خود خدمت اور عبادت کرنا چاہئے نوکرونکے ذریعے خدمت کرنے سے کسی اچہے صلے کا مستحق نہین ہوسکتا۔

جب آپ آدمیونکے ہجوم سے تنگ آتے تو فرماتے کہ تم لوگ میرے پیچہے کیون پڑے ہو؟ مین تو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی ہون۔ مجہسے تو

تم لوگ اچھے ہو جو مجھ مین اپنا اچھا دیکھتے ہو۔ دہرم راج چونکہ خود اچہا تہا اسلئے وہ سارے زمانے کو اچہا جانتا تہا۔ بہرے گو موت مین بیٹھنے اور پہٹا پرانا ٹاٹ باندہے رہنے پر نہ جاؤ یہ کوئی نشانی بزرگی کی نہین ہے۔ گوہ موت مین بیٹھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ مین اول تو اسقدر زار و نحیف ہون کہ اپنی حفاظت خود نہین کر سکتا دوسرے یہ کہ پہلے مین دیوانہ تہا جب ہوش مین آیا تو خود کو اس حالت مین پایا لہذا مین نے اپنی اس حالت کو قایم رکہا تاکہ میرا جنون پہر نہ عود کر آئے۔ ٹاٹ اسلئے باندہتا ہون کہ خود مزدوری کرنے کے قابل نہین ہون۔ اور دوسرونکو اپنے لباس اور زیب و زینت کیلئے تکلیف دینا چاہتا نہین۔ پس ایسی حالت سنکر بہی تم مجہے ولی یا بزرگ سمجہو تو تم اپنے مختار ہو۔ لیکن مہاراج کے معتقدین جنکو رات دن تجربے ہو رہے تہے ان بہکانیوالی باتون مین کب آنیوالے تہے۔ بلکہ آپ کو بُدھا کا اوتار سمجہنے لگے جو کل جگ مین نوان اوتار مانا جاتا ہے۔

جب کوئی عالم پنڈت آپ کے پاس آکر علم کی باتین کرنے لگتا تو آپ فرماتے کہ بہائی مین تو محض بے علم ہون اور اپنا تصنیف کردہ اشلوک "اہم مُرکہہ مہا مُرکہہ مہا مُرکہہ شرومنی یدیوم پُچھیا پنڈتا پچ ماگچھنتو مہا نتِک" سناتے اور کہتے کہ آپ لوگ عالم اور خدا رسیدہ ہین مین تو دیوانہ اور بیوقوف آدمی ہون۔ بعض لوگ جرأت کرکے بحث بہی کرتے اور کہتے کہ ہم آپ کو کیونکر بے علم سمجہین جبکہ

آپ ہمارے سامنے حقیقت و معرفت کے ایسے ایسے راز کھولتے ہین اور وید وشاستر کے اشلوک سرنکے نئے دلائل بہم پہنچاتے ہین جو ہم نے آجتک وید اور شاستروں سے حاصل نہین کئے۔ یہ کام کسی بے علم کا نہین ہو سکتا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین نے تو نہ کسی مدرسے مین پڑہا نہ کسی گرو سے سیکہا نہ مین ان مضامین سے واقف۔ یہ جو کچہہ مین بیان کرتا ہون ایک بڑھیا کی زبانی سُنے سنائے کرتا ہون۔ پہر آپ نے اس بڑھیا کا قصہ بیان فرمایا۔

روحانی معلّمہ

میری عمر ۱۲ برس کی تھی کہ مین سخت بیمار پڑا۔ ڈاکٹرونکا علاج ہوا مگر بے سود۔ حکیمون اور ویدون نے بہی اپنا اپنا زور لگایا مگر بیکار آخر گہروالے تہک گئے اور حکیم مطلق کے بہروسے پر چہوڑ دیا۔ اتفاق سے ایک ہمسایہ بڑھیا آئی جو اکثر ہمارے یہان آیا کرتی اور سب لوگ اس سے محبت رکھتے تہے میری والدہ نے کہا دیکہو تو یہ لڑکا مرا جارہا ہے اور تم نے آکر کبہی خبر بہی نہ لی اب آئی ہو تو کچہہ علاج کرو۔ بڑھیا نے مجہے دیکہکر کہا کہ یہ تو مجہے بہت ستایا کرتا ہے۔ مرجائے تو اچھا ہے۔ چونکہ ضعیف العمر اور نیک عورت تہی کسیکو اس کہنے کا بُرا نہ لگا۔ اور کہا کہ تمکو اختیار ہے۔ علاج کرو یا مرنے دو۔ بڑھیا نے کہا یہ بہی کوئی بات ہے کہ جب سب حکیم ڈاکٹر ہو چکے اور بچہ مرنے کے قریب آیا تو مجہے علاج کیلئے کہا۔ پہلے کیا مین مرگئی تہی۔ خیر مین علاج کرتی ہون مگر

اس شرط پر کہ کسی دوسرے کا علاج بیچ مین نہ کیا جائے اور نہ کوئی اس سے بات کرے ورنہ مین ذمہ وار نہین - چنانچہ ان شرائط کیساتھ اُس نے بہرا علاج کیا

اس بڑھیا کا قد لمبا اور بدن سڈول تہا اور اپنی عمر کے لحاظ سے مضبوط دکہائی دیتی ہتی - اسکے بال سفید ہوچکے تہے اور خاوند مرچکا تہا لیکن ہندو رسم کے خلاف وہ ہمیشہ اپنی پیشانی پر تلک لگایا کرتی - جیسا کہ بڑہیا نے کہا تہا واقعی مین اور دوسرے شریر لڑکے ہمیشہ اوسکو چہیڑا کرتے کہ اب بڑہاپے مین تلک کیون لگاتی ہے ؟ اور زبردستی یہ تلک پیشانی سے بجہادیا کرتے - بڑھیا چیختی چلاتی کہ کمبختو! تم میرے سہاگ کے کیون دشمن ہوئے ہو ؟ اسپر ہم پوچہا کرتے کہ اچھا اپنا شوہر بتا کہان ہے ورنہ ہم تلک ضرور بجہائینگے جس سے یہ بڑہیا بہت تنگ آیا کرتی لیکن بایںہمہ کبہی کسیکو بددعا نہین دی - بات یہ ہتی کہ شادی کے دو ماہ بعد ہی اس کا خاوند مرگیا اور یہ بیوہ ہوگئی - ہندو رسم کے موافق بیوہ عورت تلک نہین لگاسکتی لیکن چونکہ اسوقت یہ جوان ہتی اس کا دل نہ مانا اور یہ برابر تلک لگاتی رہی اسکی مان نے بارہا منع کیا مگر اسکے جواب مین یہ کہتی کہ تو پہلے اپنا تلک چہڑا پہر مجہسے کہہ غرضکہ تمام لوگون نے اسکو طعنے دینے شروع کئے اور ہر وقت چہیڑنے لگے جس سے اسکو اسقدر صدمہ ہوا کہ یہ دیوانی ہوگئی ! مین نے یہ ساری حقیقت سنی ہتی اس لئے مین سب سے زیادہ ستایا کرتا تہا - اور چونکہ یہ خود نیک

ہتی اسلیے کبہی مجہپر ظاہر نہین ہوتی ہتی - چونکہ اب مین اسکے زیر علاج تہا اور کوئی دوسرا میرے پاس نہین آتا تہا یہ ہر وقت میرے پاس بیٹہی رہا کرتی ملیے ہاتھ سے میرے لیے کہانا پکاتی اور اکثر میرے سر پر ہاتہہ پہیرا کرتی - اور تمام وقت حقیقت و معرفت کے اسرار بیان کیا کرتی - جس مین گیتا کے اشلوک - کلام باوا تُلسی داس - کبیر داس - اور رام داس کے ابہنگ اور دوہے سنایا کرتی جو آجتک میرے دلپر نقش ہین - دو مہینے تک اسی طرح وہ علاج کرتی رہی اور مجہے کامل صحت ہو گئی -

تندرست ہونے کے بعد مین نے اسکو پہسلانا شروع کیا اور ایک دن باصرار پوچھا کہ اس بڑہاپے مین تلک لگانے کا کیا سبب ہے ؟ چونکہ اسکو مجہسے بہت ہی محبت ہتی ایک دن کہا کہ اچھا آ مین تجہے اپنی زندگی کا راز سناتی ہون مگر خبردار کسی سے بیان نہ کرنا - یہ کہکر اُس نے اپنے اس خلاف رسم طرز پر چلنے کا راز مجہپر ظاہر کیا جو مین حسب وعدہ ظاہر نہین کرتا - لیکن اتنا کہنے مین مضایقہ نہین سمجہتا کہ اگرچہ اون کا خاوند فوت ہو چکا تہا لیکن وہ اکثر غدائی روپ مین اوسکو دکہائی دیا کرتا تہا جس سے اوسکو خیال ہوا کہ میرا خاوند زندہ ہے اور مین بیوہ نہین ہون اور اسلیے مجہے تلک مٹانیکی ضرورت نہین ہے - یہ مشاہدات اوسکی ریاضت شاقہ کا نتیجہ تہے جو اس نے قرب خدا حاصل کرنے کے لیے کی ہتی اور اپنی خودی کو بالکل مٹا دیا تہا "

یہ قصہ سنا کر مہاراج نے فرمایا کہ اس مفصل بیان سے مجھے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ مین ایک نادان اور بہورکہہ آدمی ہون - اور جو کچھ مین بیان کرتا ہون وہ سب اس بڑھیا سے سنا ہوا ہے - اسی طرح اور مائیون نے بہی مجھے قصے سنائے ہین جو مین پہر کبہی بیان کرونگا -

پیر پر اعتقاد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

مہاراج کی خدمت مین جو لوگ حاضر ہوا کرتے تہے وہ مہاراج کو اپنا گرو اور پیر مانتے تہے اور مہاراج کے ہر حکم پر اسیطرح سر تسلیم خم کرتے تہے جس طرح کہ ایک جان نثار مرید کو ہونا چاہئے - اور یہ حکم خواہ انکے مذہب اور رسم کے خلاف ہی کیون نہ ہوتا نہایت ہی سچائی اور راستی سے بجالاتے - ذیل مین ایسا ہی ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے -

معمول کے مطابق مکر سنکرات (جو ہندو عورتونکی عید کا دن ہے اور جس مین وہ آپس مین تل اور گڑ تقسیم کرتی ہین) پوس کے مہینے مین جو انگریزی جنوری مہینے سے مطابق تہا ہو چکی تہی - لیکن مہاراج نے مارچ کے اخیر مین یعنی مکر سنکرات کے تہوار سے قریباً دو ماہ بعد ایک دن فرمایا کہ کل سے مکر سنکرات

کے اپاس شروع ہونگے۔ حاضرین نے کہا کہ مہاراج مکرسنکرات تو دو مہینے پہلے ہو چکی۔ کل تو گوڑی پاڑوے کا تہوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ درست ہے آج گڑی پاڑوا اور مکرسنکرات دونون ایک ہی دن آئے ہین۔ معتقدین نے کہا ایسا ہوا ہے تو حکم دیا جائے ہم مکرسنکرات کے اپاس شروع کر دین۔ مہاراج نے فرمایا کہ بہتر ہے تین روز اپاس رکھو۔ غرض سب نے مکرسنکرات کی رسومات از سر نو ادا کین اور تین دن روزہ رکھا۔ اور پہر عورتون نے حسب دستور کپڑے بدلے اور ایک دوسرے کے گہر جاکر تل گُل (تل اور گڑ) تقسیم کئے۔ جسکو دیکھکر دوسرے لوگ انپر ہنسا کرتے تہے۔ مہاراج کی خدمت مین جب تل گُل لیکر حاضر ہوئین تو آپنے فرمایا کہ پہلے نام دیو مہار (بہاگو مہارنی کا شوہر) کو دو چنانچہ سب نے نام دیو کو تل گُل دیا۔ پہر مہاراج نے تل گُل اور حلوہ لیکر اپنے دست مبارک سے سب کو تقسیم کیا۔ اور پہر فرمایا کہ سب سے پہلے نامدیو کو اس لئے مین نے یہ تحفہ دلوایا کہ یہ کسی زمانے مین میرا گرو تہا۔ مین ہر وقت اپنے پہلے رفقا کی تلاش مین رہا کرتا ہون جن مین سے اکثر مجہے مل گئے ہین۔ خدا کی عنایت سے میرا آنا کہرگپور ہو گیا اور یہان مجہے میرا پرانا گرو ملا۔ چونکہ کسی خاص وجہ سے اس نے مہار کی صورت مین جنم لیا ہے اسلئے میرا فرض ہے کہ اسکو خدا سے ملنے کا راستہ دکہاؤن اور اسی فرض کی انجام دہی کیلئے مین اپنے رفقا کو ڈہونڈتا ہون

کسی گذشتہ جنم مین میرے والدین نے مجہے درس کیلئے اس گرو کے

پاس بھیجا تہا - اور اُسنے مجھے چار سال کی میعاد مین صرف "او - نا - ما - سی" کا سبق پڑھایا - جسکے پڑھنے سے مجھپر باب علم وا ہوگیا - او نا ما سی کا سیکھنا نہایت ہی دشوار کام ہے - اور اسکے معنی کو پورے طور سے سمجھنا گویا معرفت الٰہی کا حاصل کرنا ہے - اس جملے کے معنی مین مختصراً بیان کرتا ہون -

"جب پہلے پہل بچہ کسی استاد کے پاس پڑھنے بٹھایا جاتا ہے تو اوسکو شری گنیشا او نم سی دھم (بسم اللہ کا مترادف جملہ) پڑھایا جاتا ہے - لیکن میرے اس گرو نے مجھے صرف ایک ہی جملہ او نما سی پڑھایا - اور اسکو معنی سمجھانے کیلئے اُس جملے کے تین ٹکڑے اسطرح کئے - (او - نَم - اَسی) جنکو ملاکر پڑھنے سے یہ معنی نکلتے ہین" تم کون ہو کا یہ جواب ہے" اور سد گرو اپنے چیلے کو یہ بتاتا ہے کہ وہ کون ہے - دراصل جملۂ مذکورہ مین - مین کون ہون کا جواب مدغم ہے - یعنی اَسی کے معنی مین "تُم ہو" اور او نام یعنی "اوم نام کے" اسکو ملاکر پڑھو تو یہ جملہ بنتا ہے " تم ہو اوم نام کے" یا بالفاظ دیگر تمہارا نام اوم ہے - یا تم اونکار روپ رکہتے ہو - غرض چار سال مین میرے استاد نے مجھے آگاہ کردیا کہ اونکار روپ کیا ہے - اسلئے نام دیو میرا گرو ہے - اور ہاتھ اُٹھاکر مہاراج نے نام دیو کو سلام کیا - اور یہ دیکھکر تمام حاضرین نے بہی نام دیو کو سلام کیا - نام دیو کا بھی بات سے دل بہرآیا اور رونے لگا -

مہاراج نے پہر تل گل کی بجائے حلوہ تقسیم کرنیکی رسم کو بے سود قرار دیا

اور سمجہایا کہ حلوے مین تل ملاتے ہین لیکن اس مین بجائے گڑ کے شکر ہوا کرتی ہے اور اسکے علاوہ لونگ۔ زعفران۔ الائچی اور دیگر خشک میوہ بہی ہوتا ہے۔ شاستر مین اس دن صرف تل اور گڑ ملا کر تقسیم کرنا باعث ثواب بتلایا ہے۔ حلوے سے کوئی ثواب نہین ہوتا۔ معتقدین اس دن سے آپ کے حکم کیموافق چلنے لگے۔

مہاراج نے یہ تمام تقریر کوڑی پر بیٹہے ہوئے کی تہی جہان تمام لوگ بے تکلف بیٹہے سنتے رہے جس سے انکے حسن عقیدت کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ اسی مضمون کا ایک اور قصہ مہاراج نے بیان فرمایا تہا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے

قصہ

ایک راجہ ہمیشہ شنکر کی پوجا کیا کرتا تہا۔ اس نے اپنے شہر کے تمام برہمنونکو حکم دیا کہ مہادیو کے مندر مین چلّہ باندہ کر بیٹہین اور ہر وقت شنکر کے نام کا جپ کیا کرین۔ کئی سال کے بعد ایک بہیل کا ادہر سے گذر ہوا۔ مندر مین جپ کا آواز سنکر ٹہیر گیا اور چاہا کہ اندر جاکر دیکہے لیکن دروازے پر روک دیا گیا کہ اندر برہمن شنکر کا نام جپ رہے ہین تو اندر نہین جا سکتا۔ اس نے دروازے ہی پر کہڑے دیکہا کہ مہادیو کی مورتی پر پانی ڈالا جا رہا ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شنکر کو پانی بہت پسند ہے۔ بہیل کو بہی شوق ہوا کہ شنکر کی پوجا کرے۔ یہان سے چلکر یہ ایک چہوٹے سے غیر آباد مندر مین پہنچا۔ اور مہادیو کی مورت کی پوجا کرنے کے پانی لانے کیلئے ندی پر گیا۔ چونکہ اسکے پاس کوئی برتن

نہین تہا اسلئے اس نے اپنے منہ مین پانی بہر لیا اور مندر مین آکر مہادیو کی مورتی
پر کلی کر دی۔ اسی طرح سات دن تک کرتا رہا۔ آٹہوین دن پہر اُسی مندر
کی طرف جا نکلا جس مین برہمن اور راجہ پوجا کر رہے تہے۔ اور مندر کے دروازے
پر کہڑا ہو کر تماشہ دیکہنے لگا۔ یکایک ایک بہونچال سا آیا اور مندر کی تمام عمارت
ہلنے لگی۔ برہمن اور راجہ جان بچانے کیلئے بہاگے۔ بہیل نے دیکہا کہ مندر کے
گرنے سے مہادیو کی مورتی کو صدمہ ہوگا۔ دوڑا اور مورتی کو لپٹ گیا۔ اس کا
اندر آنا تہا کہ زلزلہ بند ہو گیا۔ اور شنکر نے بہیل کو اپنے درشن دئے اور کان ہلایا
راجہ نے یہ منظر اپنی آنکہہ سے دیکہا اور دوڑ کر شنکر کے پاؤن پڑنا چاہا لیکن شنکر
غائب ہو گیا۔ راجہ کو بڑا رنج ہوا۔ اور پہلے سے زیادہ شوق کے ساتہہ پوجا کرنے
لگا۔ کئی برس کے بعد راجہ کو بہی شنکر کے درشن نصیب ہوئے۔ اسوقت راجہ نے
پوچہا کہ مین برسون سے آپ کی پوجا کر رہا تہا مجہے درشن نہ دئے اور بہیل کو
ساتہہ ہی روز کی پوجا مین کامل بنا دیا گیا۔ شنکر نے کہا کہ اُس مین اور تم مین
بہت بڑا فرق ہے۔ تم لوگ مندر کو گرتا ہوا دیکہکر اپنی جان بچانے کے لئے
مجہے چہوڑ کر بہاگ گئے اور وہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرکے مجہے بچانے کیلئے
اندر گہس آیا۔ یہی وجہ تہی کہ مین نے اسوقت اسکو درشن دئے اور تجکو اتنے
عرصے کے بعد۔ یہ کہکر شنکر غائب ہو گیا۔

درحقیقت بے ریا اور سچی محبت۔ ظاہری اور رسمی عبادت ... بندگی پر

ہر حالت مین فوقیت رکہتی ہے۔

اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد مہاراج نے بہاگو مہارنی کے گہر سے اوٹھکر بہنگی چال مین جو دو سو قدم کے فاصلے پر تہا ایک خالی مکان کے برآمدے مین جا قیام کیا۔ اور سامنے ہی کوڑا کرکٹ پہینکنے کے لئے ایک کونڈی بنی ہوئی تہی اس سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ معتقدین یہان بہی آنے لگے۔ حسب معمول نوید کا کہانا آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم عورتین پاگل ہوگئی ہو کہ برہمن ہوتے ہوئے ایسی غلیظ جگہ پر میرے لئے کہانا لائی ہو۔ یہ برہمنونکی روش سے بالکل خلاف ہے۔ ٹہیرو تم اپنے مردونکو آنے دو مین اُن سے کہونگا کہ تمہاری عورتین بہنگی چال مین آتی ہین۔ عورتون نے کہا کہ ہان آپ ضرور کہئے ہم تو جہان آپ ہونگے ضرور آئینگے۔ مہاراج نے نوید کا کہانا بہنگیون کے بچون مین تقسیم کرا دیا جو آپ کے یہان آنے سے بہت خوش تہے۔ پہر سیتا بائی نامی ایک برہمن عورت سے کہا کہ دیکہا یہ کیسی پاک صاف جگہ ہے۔ یہان جو مذہبی رسم ادا کیجائیگی اوسکا ثواب کئی حصے زیادہ ہوگا۔ پہر ادہر ادہر بکہرے ہوے سوکہے گو کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ سب پہول بکہرے ہوئے ہین اور اسکی خوشبو سے دماغ تازہ ہو رہا ہے۔ سیتا بائی نے جواب دیا کہ جہان مہاراج ہونگے وہ جگہ بیشک پاک صاف ہوگی اور مذہبی رسومات ادا کرنیکے ضرور لایق ہوگی۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر اسجگہ سوتی سوموار (پیر کا دن) اور دیا پن کی رسم ادا کی جائے تو اس کا نتیجہ نہایت ہی

رام نومی کا دن

اچھا بر آمد ہوگا سیتا بائی نے کہا بیشک آپ جو کچھہ فرماتے ہین بالکل درست ہے
مہاراج نے فرمایا تو بڑی دیوانی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میری ہرایک بات
سچ ہو۔ مین تو مذاقاً کہہ رہا تہا۔ شاستر اور ویدون مین کہین ایسا نہین لکھا ہے
کہ سولہ سوہوار او دیا پن بہنگیونکی چال مین کیا جاوے۔ اسپر حاضرین نے
کہا کہ جہان مہاراج ہین وہان وید اور شاستر کی ضرورت باقی نہین رہتی

بید تہکو بر ہما تہکو شنکر شیش
گیتا کو بہی گم نہین جہان سدگرو اپدیش

مہاراج نے فرمایا کہ یہ باتین تم اپنے خاوندون سے نہ کہنا وہ تمپر خفا ہونگے
سیتا بائی نے کہا ان لوگونکی کیا طاقت جو آپ کی باتون پر وہ ہم سے خفا ہون
وہ سب آپکے فرمانبردار غلام ہین۔ اور اب ہم اسجگہ سولہ سوہوار ضرور اوا کرینگی
آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو مین یہان سے چلا جاؤنگا۔ اور جنگل مین جا
پڑونگا۔ ایسی غلیظ جگہ بہی تم مجہے نہین رہنے دیتے۔

یہان مہاراج کا جذب کسیقدر بڑہگیا تہا اور آپ اکثر آنیوالونکو گالیان
دیتے رہتے تہے۔ اس لئے سب لوگون نے مسٹر ایکناتہہ راؤ کو اپنا رہبر بنایا چونکہ
یہ مہاراج کے سچے معتقد اور ماننے والے تہے ہر وقت اور بلا خوف مہاراج کی خدمت
مین حاضر ہوا کرتے اور مہاراج کی گالیان اور مار نہایت خوشی سے کہاتے چنانچہ
جب مہاراج غصے مین ہوتے تو ایکناتہہ راؤ تنہا مہاراج کے پاس جاتے اور سمجہا

بدے کی مار خود کہانے تب جب مہاراج خوش ہوتے اور ایکناتھ راؤ سے ہنس کر بات کرتے تو سب لوگ درشن کو جاتے ورنہ دور ہی سے سلام کرکے چلے جاتے۔

رام نومی کے دن ایکناتھ راؤ پے کلرک مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے مہاراج نے مسکرا کر پوچھا کہ تم لوگ اس غلیظ جگہ پر کیون آتے ہو اپنے اپنے گہر واپس چلے جاؤ۔ ایکناتھ راؤ نے عرض کیا کہ آج رام نومی کا دن ہے اور بہت سے لوگ آپ کے درشن کو حاضر ہوئے ہین چنانچہ سب لوگ حاضر ہوئے اور قدمبوسی حاصل کی۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم سب لوگ دیوانے ہو گئے ہو۔ تم ہندو ہو اور آج رام جنم کا دن ہے۔ کیا رام نے بہنگی کی چال مین جنم لیا ہے یا مین رام ہون جو تم ایسا پاک دن ایسی ناپاک جگہ گذارنے آئے ہو۔ ذرا تو مذہب کا پاس کرو۔ سب لوگ خاموش کہڑے سنتے رہے۔ پہر آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ رام نے بہنگی کے گہر مین جنم لیا ہے۔ اور تم سچے دل اور کامل اعتقاد سے رام کی پوجا کرنا چاہتے ہو تو یقین رکھو کہ رام اگر بہنگی کی بستی مین نہ بہی پیدا ہوا ہو تب بہی وہ تمکو اپنا درشن دیگا۔

اسی دن شام کو لکھا سینس کی بیوی لکشمی بائی۔ چناسوامی کی بیوی اور بہاگو مہارنی مہاراج کے لئے کہانا لیکر حاضر ہوئین۔ مہاراج نے تہوڑا سا کہا کر باقی بہنگی بچونکو تقسیم کر دیا۔ چونکہ مہاراج اسوقت ہمہ اوست کے مقام مین تہے اسی لئے ذات پات کا تفرقہ انکے خیال مین ہی نہین آتا تہا۔ بقول شخصے

سہ ذات پات کو پوچھے نہ کوئے کا ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

لہذا انکو برہمن یا دہیڑ کے پکائے ہوئے کہانے مین کوئی فرق نہ دکہائی دیتا تہا پاکی اور ناپاکی سبخ و خوشی سب انکے لیئے برابر تھے۔ کہرگیسو رمین آپ جب تک رہے یہی حالت رہی۔

بہاگو جہارنی اور اسکی خاوند نے بہتیری خوشامد کی کہ آپ ہمارے یہان ہی قیام فرمائین لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ نام دیو اجازت لیکر وہ ٹاٹ لایا جو آپ چھپر مین چہوڑ آئے تہے اور آپ نے اس مین سے ایک بچھایا اور ایک اوڑہا چونکہ آپ کے اردگرد گو ہی گو پڑا رہتا تہا اور درشن کو آنیوالے لوگو انکو بہت دور بیٹھنا پڑتا تہا اس لیئے اسکو صاف کرنیکی اجازت لوگون نے مانگی مگر آپنے منع کر دیا۔ ایک دن آپ باہر تشریف لیگئے عورتون نے یہ موقع غنیمت سمجہا اور اس جگہ کو صاف کرا دیا آپ نے دیکہا تو بہت خفا ہوئے۔ جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو اپنی عادت کے موافق دیوار سے پیٹھ لگا اور ٹانگین پہیلا بیٹھ گئے آپ اپنے پیرون کے نیچے اکثر اینٹین رکھہ لیا کرتے تہے۔ اب بہی اکثر آپ اسی انداز سے بیٹھا کرتے ہین

رام نومی کے تیسرے دن دو تین آدمی ملکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپ کے نام سے رام نومی کی چوتہی تاریخ کو جہنڈا راکرنیکی خواہش ظاہر کی۔ مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اختیار ہے مین کچھہ تمہارا خدا نہین ہون جو میرے نام سے جہنڈا راکرتے ہو۔ کرو مگر میرے نام سے نہین۔ چنانچہ لوگون نے اسکو

اجازت سمجھا اور اُسی رات کو کھانا پکانے کیلئے چھپر باندھنا شروع کیا جس مین مہاراج بھی شریک ہوئے اور لوگونکو اطمینان ہوگیا کہ اب آپکی پوری اجازت ہوگئی۔ دوسرے دن کھانا تیار ہوا اور قرب وجوار کے ہزارون غربا کھانے کیلئے حاضر ہوئے مگر ایک وقت یہ آن پڑی کہ کھانا کس جگہ کھلایا جائے بھنگی چال کے سامنے میدان تو بہت بڑا تھا لیکن دھوپ مین کھانا کھانا مشکل تھا۔ مہاراج نے بھی اسکو پسند نہ فرمایا اور کہا کہ کوئی معقول انتظام کرو۔ عین وقت پر انتظام کا ہونا مشکل ہوگیا تو لوگ گھبرائے۔ آخر مہاراج نے خود فرمایا کہ نو وارد وسنا کمپنی کا شامیانہ مانگ لاؤ اور اس مین بٹھاکر سب کو کھانا کھلاؤ۔ اگرچہ کمپنی کا شامیانہ دنکو خالی رہا کرتا تھا لیکن مالک کمپنی ایسا بدمزاج تھا کہ کسی کی ہمت نہ پڑی کہ جاکر مانگے۔ مہاراج نے پھر غصے سے فرمایا کہ جاؤ وہی شامیانہ لاؤ وہ دیگا۔ چنانچہ آدمی گئے اور شامیانہ مانگا مالک نے فوراً شامیانہ دیا بلکہ اپنے آدمیونکو بھیجکر اوسکو کھڑا کروادیا اور کھانا شروع ہوگیا۔ تھوڑی دیر مہاراج نے خود اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم کیا اور مغرب سے پہلے مہاراج اپنی جگہ پر واپس تشریف لے آئے۔ آٹھ بجے کے قریب حسب معمول عورتین کھانا لیکر حاضر ہوئین آپ نے فرمایا کہ آج یہ کھانا نہین کھاتا میرا ارادہ ہے کہ شامیانہ مین غریبون کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤن۔ یہ کہہ کر آپ نام دیو اور دس بارہ مہارون کو ساتھ لیکر شامیانے مین گئے

اور عام لوگون کی طرح کہانا مانگا۔ چنانچہ آپکو کہانا دیا گیا۔ ہمراہی چہار دن کو ایک صف مین اور باقیماندہ منتظین برہمنونکو دوسری صف مین آمنے سامنے بٹہایا اور خود الگ جا بیٹہے۔ دونون صفون نے جن مین راؤ صاحب و نایک راؤ بہی شریک ہتے کہانا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غریبونکو روٹی کہلانا اور معذورون کی خدمت کرنا اعلی ترین عبادت ہے۔ اور اسکی متعلق آپ نے ایک قصہ بیان کیا۔

قصہ

ایک مرتبہ کسی راجہ نے کسی بستی کے غریب آدمیونکو جو اس کے شہر مین بوجہ فلاکت پیٹ بہرنے آئے تہے پکڑوا منگوایا اور صبح سے شام تک اُن سے کہیتی کا کام لیا اور تمام دن بہوکا پیاسا رکہکر شام کو مزدوری بہی نہ دی اور اپنے شہر سے نکالدیا۔ بارش کے دن اندہیری رات راہ مین کیچڑ آفت کے مارے اپنے گاؤنکی طرف چلے۔ گاؤن ۱۰ میل دور۔ تہوڑی دور گئے ہونگے کہ بارش بہی شروع ہوگئی۔ جنگل مین بچنے کی جگہ نہین مجبوراً چلتے رہے۔ خدا خدا کرکے ایک گاؤن آیا۔ اور یہ ایک مکان کے برآمدے مین بارش سے بچنے کیلئے جا بیٹہے گہروالا کوئی نہایت ہی خدا پرست اور نیک دل تہا رات کا بہجن کرکے بستر پر ابہی لیٹا ہی تہا کہ اسکو آہٹ معلوم ہوئی اور اسنے باہر آکے دیکہا کہ بہت سے آدمی پڑے ہین۔ حال پوچہا تو ان لوگون نے ساری حقیقت بیان کی اور کہا کہ بارش ختم ہو جائے تو ہم چلے جائینگے۔ اوسکو یہ سنکر رحم آیا اور سب کو

مندر ہیگیا۔ اور آگ سلگا کر سب کو سینکنے کے لئے بٹھا دیا۔ اور اپنی بیوی کو جگا کر سب کے واسطے سوئیاں تیار کرائیں اور کھلا کر سب کو سلا دیا۔ اٹھ صبح اُٹھکر یہ سب اپنے گھر گئے۔ اُسی زمانے مین کسی دوسرے شہر مین ایک مبروص آدمی تہا جو لوگون سے منہ چھپائے گہر مین پڑا رہتا تہا۔ تنگ آکر اُسنے ارادہ کیا کسی پہاڑ پر چلکر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دینا بہتر ہے۔ اس خیال سے وہ ایک پہاڑ پر گیا۔ یہان ایک مندر تہا سوچا کہ چند روز اس دیوی کی پوجا کرلینی چاہئے ممکن ہے یہ خوش ہوکر اس مرض سے مجھے نجات دلادے ورنہ گرکر جان دیدونگا۔ چنانچہ دیوی کا تصور کرکے بہوکا پیاسہ چند روز تک بیٹھا رہا۔ آخر دیوی نے درشن دیا اور پوچھا کیا مانگتا ہے مانگ۔ اس نے کہا اور کچھ نہین صرف میری بیماری دور ہو جائے۔ دیوی نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہین ہے البتہ ایک ترکیب تجھے بتاتی ہون اس سے تو اس مرض سے نجات پاسکیگا۔ چنانچہ اوسنے کہا کہ فلان گاؤن مین ایک خدا پرست ہے اوس سے اوسکی ایک ماہ کی عبادت کا ثواب یا ایک رات اوسنے ۲۰۰ غریبونکو کہانا کہلایا ہے اوس رات کا ثواب مانگ اگر ان دونون مین سے ایک ثواب بہی تجھے دیدیا تو تیرا کام بنجائیگا۔ مبروص یہان سے اُٹھا اور سیدھا اُس خدا پرست کے پاس پہنچا اور دونون سوال پیش کئے۔ خدا پرست نے سوچ سوچ کر کہا کہ بھائی رات کا ثواب تو نہین دے سکتا البتہ ایک ماہ کی عبادت

کا ثواب دیکھتا ہون۔ یہ کہکر اس نیک مرد نے اسکو کہانا کہلایا اور شب کو اپنے گہر سلایا۔ صبح کو برہمن بالکل تندرست ہوگیا اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غریبون اور مظلومونکو کہانا کہلانا عبادت سے زیادہ ثواب رکہتا ہے"

یہ قصہ سنا کر مہاراج واپس آئے اور عورتون کا لایا ہوا کہانا سب کو تقسیم کر دیا۔ صرف نیم کی چٹنی اپنے لئے رکہہ لی اور فرمایا کہ یہ تم لوگو نکو کڑوی معلوم ہوگی۔ اسپر نام دیو مہارنے کبیر کا دوہا سنایا۔ ۵

میٹھا میٹھا سب کوئی کہاوے کڑوا نہ کہاوے کوئی ۔ جو کوئی کڑوا کہاوے وہ سب سے میٹھا ہوئے

مہاراج اکثر فرمایا کرتے تہے کہ دن رات کے ۲۴ گھنٹون مین میرا بولنا چلنا۔ پہرنا۔ گالیان دینا نصیحت کرنا۔ مارنا وغیرہ جو کچہہ بہی مین کرتا ہون سب خلقِ خدا کے فائدے کے لئے ہے۔ میری کوئی ذاتی غرض یا نفسانی خواہش اس مین نہین ہے۔

کوّا اور سدگرو

ایک دن مہاراج بیٹہے باتین کر رہے تہے کہ ایک کوا انکے نزدیک آبیٹھا اور کائین کائین کر کے اُڑ گیا۔ مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ اس کوّے نے اسوقت نہایت مفید نصیحت کی ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر ناصح اور کوئی پرندہ نہین ہے۔ پہر آپ نے حاضرین سے پوچہا کہ بتاؤ سب سے اچہا

پرندہ کونسا ہے؟ کسی نے کہا طوطا۔ کسی نے بلبل وغیرہ وغیرہ لیکن آخر مین سبنے ہنس کو تمام دنیا کے پرندون سے افضل قرار دیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بیشک ہنس کو تمام پرندونپر فوق حاصل ہے کیونکہ موتی جیسی سب سے زیادہ قیمتی چیز اسکی خوراک ہے۔ لیکن میری نظر مین اسکا ہمپایہ کوّا ہی ہے جو اعلیٰ کے مقابل سفل کا نمونہ اور موتی کے مقابل کم سے کم قیمت اور ناپاک سے ناپاک خوراک کھانیوالا ہے۔ گویا اعلیٰ ترین ہنس اور اسفل ترین کوّا ہوا۔

ہنس کو اکثر سدگرو سے تشبیہہ دی جاتی ہے جو انسانی حیثیت مین افضل ترین مرتبہ ہے۔ یعنی جیسے پرندون مین ہنس ویسے انسانون مین سدگرو مگر میرے خیال سے فقط ہنس کا لفظ سدگرو یا سدپروش کیلئے تنہا درست نہین ہے۔ کیونکہ سدگرو مین اعلیٰ اور اسفل دونون صفات موجود ہین اسلئے سدگرو کو پرم ہنس کہنا مناسب ہے۔ جس مین کوّے اور ہنس کی مشترکہ صفات پائی جائین۔ سدگرو کو ہنس اسلئے کہا جاتا ہے کہ جسوقت لفظ سوہم (یعنی "وہ مین ہون") کا ورد اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اسکا تلفظ "ہمس" ہوجاتا ہے جسکے معنی "مین وہ ہون" ہوتے ہین اور اس ورد کو بدرجۂ کمال تک پہنچا کر ورد کرنے والا "مین وہ ہون" کا تجربہ کرتا ہے اور اس تجربہ حاصل کرنیوالے کو ہنس کہتے ہین۔ جسکے معنی "مین وہ ہون" ہوتے ہین۔ اور کوّے کی مناسبت اسلئے دی جاتی ہے کہ کوّا بلا امتیاز اچھی اور بری

ہرایک چیز کہا لیتا ہے اور کوئی اثر اسپر نہین پڑتا۔ اسیطرح سدگرو پر بہی کسی اچھی اور بُری چیز کا اثر نہین پڑتا۔ اور دوسرے یہ کہ کوا ہرایک چیز کو باوجودیکہ دو آنکہین رکہتا ہے ایک ہی آنکھ یعنی باطنی آنکہہ سے دیکہتا ہے اور یہ کہ کوا جس شخص کو چونچ مارے یا چہوے وہ نجات حاصل کرتا ہے۔ یہ ہی حال سدگرو کا ہے کہ وہ ہرایک چیز کو ایک ہی نظر سے دیکہتا ہے اور کسی چیز مین تفریق جایز نہین رکہتا۔ اور یہ کہ سدگرو جسکو مارتا ہے وہ نجات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جس طرح کوّے کی چونچ سے بظاہر جسم کو تکلیف ہوتی اور باطنی طور پر ناپاکی دہل جاتی ہے۔ اسیطرح سدگرو کے مارنے سے گناہ دہل جاتے اور وہ پاک ہو جاتا ہے اگرچہ بظاہر آدمی تکلیف محسوس کرتا ہے

وید مین یہ قصہ موجود ہے کہ رام نے جلاوطنی پر جنگل مین اپنی نجات کیلئے سیتا کے ذریعے عمداً اذیت اُٹہائی اگرچہ وہ خود دنیا کا ناجی تہا کیونکہ رام اور سیتا گو بظاہر الگ تہے لیکن باطن مین انکی ہستی متحد تہی۔ پہذا جب کوّے نے سیتا کی پستان پر چونچ ماری اور گناہ سے پاک کیا تو گویا رام کی چہاتی پر چوٹ لگی۔ اور وہ گناہون سے پاک ہو گیا۔ اگرچہ سیتا گنہگار نہ تہی لیکن چونکہ رام اپنے خیالات کو مذہبی صورت مین دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا تہا۔ اسلئے سیتا کے ذریعہ سے اسکو عملی جامہ پہنا کر دنیا کے لئے مثال قایم کردی۔

چنانچہ رام کے مذکورہ بالا اصول نجات کی بنا پر پیروان زرتشت مین مردہ لاش کو بجائے دفن کرنے یا جلانے کے کسی خاص جگہ پر رکھکر کوؤن سے نچوانیکی رسم جاری ہے لیکن مردہ لاش کو اسطرح نچوانے سے نجات حاصل نہین ہوسکتی کیونکہ اسکے لئے جسم مین جان اور حواس کا ہونا لازمی ہے۔ اسی لئے بانئ مذہب نے چند کریا کرم ایسے مقرر کئے ہین کہ جن سے کوؤن کے نوچتے وقت لاش مین جان آجائے۔ اور مرنے والا نجات حاصل کرے۔

غرضکہ سدگرو اور کوئے مین پوری مناسبت ہے اسلئے مین سدگرو کو کوّا کہتا ہون۔ اب مین تمہین ایک ظاہری مثال سے بتاتا ہون کہ آدمی کی جان مرنے کے بعد اچھے اور بُرے اعمال و خواہشات کو ساتھ لئے ہوئے جسم سے کسطرح الگ ہو جاتی ہے۔

مثلاً سونے کا بھراؤ زیور۔ اس زیور کے بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ سونے کے پترے کو زیور کی وضع پر کاٹ کر لاکھہ کی ٹکیہ پر چپکا لیا جاتا ہے اور پھر حسب منشاء اسپر پھول پتیان کہودلی جاتی ہین۔ جب یہ زیور تیار ہو جاتا ہے تو یہ لاکھہ بدستور اپنی جگہ پر قایم رہتی ہے۔ حالانکہ لاکھہ سونے پر نقش و نگاری بنانے کیلئے ایک ذریعہ مانی جاتی ہے لیکن درحقیقت یہ نقش کو قایم رکھنے والی چیز ہے۔ اب جسوقت یہ زیور ایک عرصے تک استعمال ہونے کے بعد گھس جاتا ہے تو اسکو توڑ دیا جاتا ہے۔ اور لاکھہ کو کرید کر نکال لیا جاتا ہے اور سونے کے پترے کو اس سے

علیحدہ کرلیا جاتا ہے۔ مگر سونے پر جو نقش و نگار ہوتے ہین وہ قایم رہتے ہین اور لاکھہ پر نہین رہتے جو برادہ بنجاتی ہے اور بیکار سمجھکر پھینکدی جاتی ہے اب ان سونے کے زیورات کے نام جنپر مختلف قسم کے نقش و نگار ہوتے ہین اصل صورت مٹ جانے کی وجہ سے گم ہوجاتے ہین اور صرف اصل چیز سونا ہی سونا باقی رہجاتا ہے۔

پس روح (سونا) نے جسم (لاکھہ) کو قبول کیا ہے اور اسکو ذریعے سے روح (سونے کے پترے) پر مختلف سنسکار (نقش و نگار) کیئے جاتے ہین۔ اور جب موت آتی ہے تو جسم الگ پڑا رہتا ہے۔ اور روح (سونا) اپنے سنسکار (نقش و نگار) کے ساتھہ الگ ہوجاتی ہے۔ اب یہ اچھے یا برے سنسکار روح کے ساتھہ ہوتے ہین جسم سے انکو کوئی تعلق نہین رہتا۔ ان سنسکار کیوجہ سے روح کو دل۔ من۔ یا پران کہا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ سنسکار الگ کرلئے جاتے ہین تو صرف خالص روح (آتما) رہجاتی ہے۔

گرنتھہ صاحب کا درس

ایک۔ یہ ایک پنجابی عورت مہاراج کے درشن کو بھنگی چال مین آئی مگر مہاراج اسکے آنیسے پیشتر ہی اُٹھہ کھڑے ہوئے اور مغرب کی جانب قریباً آدھا میل کے فاصلے پر ایک غلیظ جگہ مین جا بیٹھے۔ یہ عورت بھا پتہ لگاتے لگاتے

یہان آ پہنچی۔ مہاراج کا نورانی اور پر جلال چہرہ دیکھکر قدمون پر گر پڑی اور پھر اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور کہا کہ آج مجھے خدا کا دیدار ہوا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین تیرے لئے ایک اجنبی شخص ہون۔ تجھے میرا لحاظ کرنا اور غیر محرم سے شرمانا چاہئے۔ مین کوئی ولی یا اوتار نہین ہون مین تو ایک دیوانہ آدمی ہون۔ اُس عورت نے کہا کہ مین خوب جانتی ہون کہ آپ کون ہین۔ مجھے اپنے خدا کے آگے شرمانے کی ضرورت نہین ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین اندھا ہون۔ عورت نے کہا کہ ہم سب اندھے ہین اور ہماری آنکھون مین بصارت دینا آپ کا کام ہے مہاراج نے فرمایا کہ اگر تو اندھی ہے تو مجھے کیونکر ڈھونڈ نکالا۔ حالانکہ مین تیری محبت اور عقیدت کو نہ دیکھہ سکا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مین اندھا ہون نہ کہ تُو۔ لہذا تو مجھپر رحم کی نظر کر تا کہ مین تیری محبت کو دیکھہ سکون۔ خدا ہمارے جیسے اندھونکو اپنے سچے عاشقونکے طفیل مین بینائی بخشتا ہے۔ عورت نے کہا مہاراج مین تو آپ کی لونڈی اور خدمت گذار خادمہ ہون اور آپ کی نظر عنایت کی منتظر ہون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا اگر تو میری سچی خدمت گذار ہے اور میرا حکم ماننے کیلئے تیار ہے تو اپنے گھر جا اور لال۔ ہری۔ کالی اور پیلی مرچون کو باریک پیسکر لا اور میری آنکھون مین بھر دے۔ شاید اس سے میری بینائی درست ہو جائے۔ عورت یہ حکم سُنکر سخت پریشان ہوئی حکم مانے تو مشکل نہ مانے تو مشکل۔ بہرحال مرچین پیسکر لائی اور کہا مہاراج پیلی مرچین نہین ملین

یہ تین قسم کی مرچین حاضر ہین۔ آپ نے فرمایا کہ میری آنکھون مین بھر دے۔ عورت نے ہزار منت سماجت کی کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرائی جائے لیکن آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ اگر تجھے مجھپر اعتقاد ہے تو جیسا مین کہون ویسا کر۔ مجبوراً عورت نے مرچین مہاراج کی آنکھون مین بھر دین۔ مہاراج نے آنکھین بند کرلین اور آنکھونسے پانی جاری ہوگیا۔ اسوقت آپ نے فرمایا کہ تیری آنکھون سے میری محبت مین آنسو بہہ رہے تھے اسکے جواب مین کیا مجھے آنسو بہانا لازم نہین ہے؟ اتنے مین اس عورت کے ساتھی بھی یہان آپہنچے۔ اور مہاراج کیحالت دیکھکر اس عورت پر لعنت ملامت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچھ نہ کہو یہ میری سچی خدمت گذار ہے اور مجھے سدپروش سمجھتی ہے اور اسی لئے اسنے میرے حکم کی پوری تعمیل کی۔ اگر مین واقعی سدپروش ہون تو اسکے حق مین مین بہتری کرونگا۔ اور اگر مین کچھ نہین ہون تو اسکا اعتقاد اسکا دلی منشا پورا کریگا۔ اس کے متعلق پھر آپ نے ایک قصہ ان لوگون کو سنایا۔

حکیم کا قصہ

کسی گاؤن مین ایک شخص بیمار پڑا۔ بہترا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا۔ کسی نے کہا کہ ایسی سخت بیماری بغیر حکیم کے علاج کے اچھی نہین ہونیکی۔ فوراً کسی حکیم کو بلاؤ ورنہ یہ بیمار مرجائیگا۔ بیمار نے جو سنا تو حکیم کو بلوانے کیلئے گھر والون سے کہا۔ گر

گاؤن مین حکیم کہان آخر گہر والون مین سے ایک نے کہا کہ گہبرا نہین مین حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر یہ گہر سے نکلا اور ایک مندر مین آکر بیٹھ گیا۔ اتنے مین ایک غریب برہمن مسافر مندر مین آکر اُترا۔ اُس آدمی نے اس برہمن کو سلام کیا اور کہا آخاہ! حکیم صاحب مزاج مبارک۔ عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔ برہمن بیچارہ ہکا بکا ہوکر دیکہنے لگا کہ اس آدمی کو کیا ہوگیا نہ جان نہ پہچان نہ مین حکیم نہ حکمت کے نام سے واقف۔ گہبراکر کہا کہ بہائی تم کس کے دہوکے مین مجہے حکیم سمجہہ رہے ہو۔ مین تو ایک غریب بہکاری برہمن ہون۔ اُس آدمی نے کہا کہ واہ آپ چہپاتے کیون ہین مین آپکو اچہی طرح جانتا ہون بلکہ آپ کے زیر علاج رہکر گویا زندگی دوبارہ حاصل کی ہے۔ اتنے مین کچہہ اور لوگ آگئے اور اس آدمی نے ان لوگون سے بہی کہا کہ یہ بڑے بہاری نامی گرامی حکیم ہین اور سینکڑون جان بلب مریضون کو جان بخش چکے ہین اور لوگ انکو مسیح زمان کہتے ہین لیکن اسوقت یہ اپنے آپ کو چہپا رہے ہے اور بہکاری برہمن بنے جارہے ہین۔ لوگون نے کہا کہ اہل کمال کا یہ ہی خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرنا پسند نہین کرتے چنانچہ یہ لوگ بہی پہنچے اور قدم بوس ہوکر ادب سے بیٹھ گئے۔ غرضکہ دو تین دن مین تمام گاؤن مین شہرہ ہوگیا کہ مندر مین بڑا بہاری حکیم اُترا ہے۔ اب بیمار آنے شروع ہوئے۔ اور برہمن نے بہی یہ سوچکر کہ خدا نے گہر بیٹہے روزی پہنچانے کی ترکیب نکالی ہے۔ آئین بائین شائین دوائین

بتانا شروع کردین - اُس آدمی نے اپنے بیمار کو بہی خبر کی کہ تیری قسمت سے
ایک بڑا نامی گرامی حکیم گاؤن مین آیا ہے - بیمار سے بیمار ایک ہی نسخہ مین اچھا ہوجاتا
ہے مگر بڑی خرابی کی بات ہے کہ وہ علاج بہت ہی کم کرتے ہین - جسکی قسمت مین
اچھا ہونا لکہا ہوتا ہے اسیکو وہ دوا دیتے ہین ورنہ کہہ دیتے ہین کہ مین اسکا
علاج نہین کرتا - بیمار نے کہا جب ایسا روشن ضمیر حکیم ہے تو کسی صورت سے اسکو
یہان لاؤ - چنانچہ حکیم صاحب بلائے گئے - مریض کو دیکہا تو حکیم صاحب نے فرمایا
کہ انکو تو بہت چہوٹی بیماری ہے ایک ہی دوا سے اچہے ہو جائینگے - یہ کہکر حکیم
صاحب نے چولہے کی راکہہ جو وہ تمام بیمارونکو دے رہے تہے پڑیا مین بندہی
ہوئی مریض کو دی اور کہا کہ اسکو میرے سامنے ہی پی لو اسکو آدہے گھنٹے کے
بعد تم کو بہوک لگیگی اور رات کو نیند بہی آئیگی - کل صبح پہر دوا دونگا اوس سے
تم بالکل تندرست ہو جاؤگے اور چلنے پہرنے لگوگے - چنانچہ مریض نے اسیوقت
وہ راکہہ پانی مین ملاکر پی لی اور دوپہر کو حکیم کے کہنے کے موافق بہوک لگی
تو کہانا کہایا اور رات کو نیند بہی آئی - اب جو صبح حکیم صاحب آئے تو بیمار انکے
قدمو نپر گر پڑا اور کہا کہ واقعی آپ مسیح زمان ہین - حکیم صاحب نے پہر وہی
خاک دہول اُٹہا پلادی اور بیمار اچھا ہو کر چلنے پہرنے لگا - یہ قصہ سناکر
مہاراج نے فرمایا کہ دیکہو یہ مریض محض اپنے سچے اعتقاد کی وجہ سے اچھا ہوا
یعنی یہ کہ مین حکیم کے علاج ہی سے اچھا ہو سکتا ہون - حالانکہ حکیم صاحب نے

خاک کے سوا اور کچھہ بہی نہین دیا۔

اسکے بعد لوگون نے آپ کی آنکھین ٹہنڈے پانی سے دہوئین اور مہاراج مغرب کے وقت اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ شب کو حسب معمول عورتین کہانا لیکر آئین۔ لکشمی بائی نے پوچھا کہ یہ آنکھونکو آج ہی آج مین کیا ہوگیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنا پہلا زمانہ یاد آیا تہا اسپر خوب رویا ہون اسلئے آنکھین سوج گئیں اور اب مجھے نیند آرہی ہے چنانچہ سب لوگ رخصت ہوگئے اور مہاراج لیٹ گئے۔

مذکورہ پنجابن اب ہر روز مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوا کرتی اور اپنے ساتہہ اپنی ہمسایہ لڑکی کو بہی لاتی اور گہنٹون بیٹہکر آپ کے پند و نصائح سے فیض حاصل کرتی۔ چند روز کے بعد اس نے گرنتہہ صاحب مہاراج کے آگے لاکر رکہدیا اور کہا کہ مین نانک شاہی سکہہ ہون مجھے اس کا سبق دیا جائے آپ نے اسکو پڑہنے کا حکم دیا اور گرنتہہ صاحب کے بعض نکات جو اس عورت کی سمجھہ مین نہ آتے آپ سمجہایا کرتے۔

اس عرصے مین ایک اور واقعہ پیش آیا جو قابل تذکرہ ہے۔ " ہندو مذہب مین ہر سال چیت کے مہینے مین " چیت ہلدی کنکو " کا تہوار آتا ہے۔ ان ایام مین ہندو عورتین اپنے اپنے گہرون مین گوری دیوی بٹہاتی ہین۔ اور

عورتین باری باری ایک دوسرے کے گہر جاتی ہین۔ جہان حسب دستور گہر والی عورتین مہمان عورتون مین۔ ہلدی۔ گلال اور بتاشے وغیرہ تقسیم کرتی ہین۔ اور چونکہ ہندوستان کی عورتین اپنے شوہرونکا نام لیتے ہوئے شرماتی ہین اسلئے اسموقعپر ان عورتون سے انکے شوہرونکا نام پوچھا جاتا ہے اور انکو رسم کیموقع شرمیلی ادا سے نام لینا پڑتا ہے۔ مہاراج کے پاس آنیوالی معتقد عورتون نے مہاراج سے اجازت لیکر انہین گوری دیوی بنایا۔ اور برہمن اور دوسری قوم کی ہندو عورتین بہنگی چال مین جمع ہوئین۔ ان مین سے کچہہ تو میزبان بنین اور کچہہ مہمان اور ہلدکنکو کی رسم ادا کی گئی۔ شہر کی قریباً تمام عورتین اسوقت جمع ہوئی تہین۔ اور ہر ایک اپنے ساتہہ رسم کی ادائیگی کے لئے ضروری سامان لائی تہی۔ اور ان تمام چیزونکا ڈہیر مہاراج کے آگے لگ گیا۔ ساڑی چولیان بہی کثیر تعداد مین چڑہائی گئین۔ چونکہ مہاراج اسوقت گوری دیوی بنے ہوئے تہے۔ ادائیگی رسم کے وقت مسکراتے اور مزے مزے کی باتین کرتے رہے۔ بہنگی چال کا منظر اسوقت دیکہنے کے قابل تہا۔ عورتون نے اپنے شوہرونکو بہی اس رسم مین شریک ہونے کیلئے آمادہ کرلیا تہا اس لئے مردون نے بہی نہایت جوش سے اسمین حصہ لیا۔ آخر مین جس قدر نذرانہ اور چڑہاوا تہا سب بہنگیون مین تقسیم کردیا۔ اور کہڑگپور کیلئے یہ دن جس مین برہمنون اور دیگر قومون نے بہنگی چال مین اپنی پوجا کی رسومات ادا کین یادگار رہگیا۔

ایک دن ایک بہنگی کی لڑکی کہین سے کہانا مانگ کرلائی اور کہانے لگی
مہاراج نے دیکہکر اس سے کہا کہ مجہے بہی تہوڑا سا دے ۔ لڑکی نے دینے مین
تامل کیا آپ نے پہر گڑ گڑا کر مانگا ۔ دیکہا تو وہ کہانا کئی دن کا سڑا ہوا تہا
مگر آپ نے بلا تکلف اسکو کہا لیا ۔ اسکو بعد سے آپ نے کبہی کبہی بہنگیون سے
مانگ کر کہانا کہانا شروع کیا ۔ بلکہ یہانتک کہ ان کا چبا یا ہوا انار یل کا پہوک
بہی کہا لیا کرتے ۔ آپ کی یہ روش اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہاراج
اسوقت پوری اَدْوَیْت اَوَستہا مین تہے یعنی حالت ہمہ اوست مین ڈوبے
ہوئے تہے ۔

بہنگی چال مین برہمنونکا بہنڈارا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جسوقت مہاراج بہنگی چال مین رہنے آئے اسوقت
رام بہاؤ اہٹی نامی کی بیوی سیتا بائی نے مہاراج سے کہا تہا کہ مین سولہ سومہوا
وَرَاتا اسجگہ کرونگی ۔ اسلئے اس نے ایک پیر کو اپنے شوہر کی اجازت لیکر بہنگی
چال مین بہنڈارا کیا ۔ یہ تہوار شنکر کے نام سے کیا جاتا ہے جسکی مورتی کے سامنے
شام کے وقت نِویدکا کہانا رکہا جاتا ہے اور اسکی بعد لوگونکو کہلایا جاتا ہے
سیتا بائی مہاراج کو شنکر کا اوتار سمجہتی اور مانتی تہی اسلئے اس نے یہ بہنڈارا
کیا ۔ مہاراج اگرچہ خود بہنگیون مین رہا کرتے اور ان مین گہلے ملے رہتے تہے

لیکن کسی دوسرے شخص کو انکے پاس نہ جانے دیتے تھے نہ بھنگی ہی اپنی طرف سے کسی قسم کی بدعنوانی ہونے دیتے تھے۔

جب بھنڈارے کی تمام تیاریان ہوچکین اور شام کو سیتا بائی مہاراج کے سامنے آئی تو آپ نے فرمایا کہ مین نے تو مذاقاً کہا تہا کہ یہان سودہ سوموار ورانا کیا جائے تونے اسکی تیاری ہی کر دی۔ سیتا بائی نے کہا کہ مین آپ کو شنکر کا اوتار سمجھتی ہون اسلئے میری آرزو ہے کہ مین آپ کے سامنے بھنڈارا کرون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اس مین تو پہلے برہمنونکو کہانا دیا جاتا ہے اور میرے برہمن تیرے یہ بھنگی۔ اسلئے تمہارے برہمن یہان کیونکر آئینگے۔!

سیتا بائی اور دیگر حاضرین نے کہا کہ آپ خود ترلوک برہمن بلکہ خود شنکر ہین جسکے لئے یہ بھنڈارا کیا گیا ہے۔ ہمین دوسرے برہمنون سے کیا غرض آئین یا نہ آئین۔ ہان جب شنکر حاضر نہ ہو تو برہمنونکی ضرورت ہے۔ مہاراج نے یہ سنکر فرمایا کہ اچھا اگر یہ بھنڈارا میرے لئے کیا ہے تو پہلے مین اپنے برہمنون کو (یعنی بھنگیونکو) کہانا کہلاؤنگا۔ سبنے کہا آپ مختار ہین جو چاہین کرین چنانچہ مغرب کے وقت سینکڑون آدمی یہان جمع ہو گئے۔ اور آپ کی پوجا بڑے زور شور سے کیگئی۔ لوگونکے اس جوش عقیدت کو دیکہکر کہ بھنگیونکی بستی مین بہی اپنے مذہب کے خلاف میرے ساتھ ہین مہاراج کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ پوجا کے بعد پہلے بھنگیون مین کھانا تقسیم ہوا اور پھر دوسرے

لوگون یعنی بنگالی۔ مدراسی۔ تلنگی اور برہمنون نے اسیجگہ کہانا کہایا۔ ایسا
واقعہ پہلے کبہی نہین ہوا۔ یہ سدگرو ہی کا کام ہے۔ جو اپنی روحانی قوت
سے چورکو ولی اور بہنگی کو برہمن بنا سکتا ہے۔ اس کے متعلق مہاراج نے
ایک قصہ بیان کیا تہا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

دو طالبِ حق

ایک مرتبہ دو شخص تلاش خدا مین اپنے اپنے شہرون سے نکلے اتفاق
سے ایک ایسے دوراہے پر انکا ملاپ ہو گیا جہان سے کسی سدگرو کی قیامگاہ
کا رستہ تہا۔ باتون باتون مین ایک دوسرے کے حال سے واقف ہو کر بہت
خوش ہوئے اور دونون ملکر سدگرو کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اپنا
مطلب سنایا۔ سدگرو نے کہا جو ڈہونڈہ یا پندہ اگر طلب صادق ہے تو ضرور
خدا ملیگا۔ یہ کہکر اس بزرگ نے اپنی بیوی سے چنے کے دو دانے منگوائے
اور ایک ایک دانہ دیکر کہا یہ لو اور بارہ برس بعد پہر آکر مجہسے ملو۔ تمہارا
مقصد پورا ہو جائیگا۔ دونون واپس لوٹے۔ ایک نے بلا ہوا چنے کا دانہ
تبرک سمجہ کر کہا لیا اور ایک نے گہر لیجاکر زمین مین بو یا۔ جس سے سو چنے
پیدا ہوئے۔ اس نے ان مین سے ایک چنا مرشد کے نام کا نکالکر الگ رکہہ
دیا اور باقی ۹۹ چنے پہر بو دئے۔ غرض کہ ایسا ہی کرتے کرتے یہ شخص بارہ

برس مین امیر کبیر بنگیا اور اختتام مدت پر ہزارون روپے کی سوغات لیکر
پیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اُسی دوراہے پر پہر ان دونون کی ملاقات
ہوگئی۔ بزرگ کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ سدگرو نے پوچہا کہ تم دونون بیٹے
میرے دئے ہوئے تبرک کو کیا کیا۔ ایک نے کہا کہ مین نے اسکو تبرک سمجھکر کہالیا
دوسرے نے کہا۔ مین نے آپ کا نام لیکر اوسکو بو دیا اور اسکے ذریعے بارہ برس
مین لاکہون روپیہ ہوگیا۔ اسی کی یہ سوغات حضور کے لئے لایا ہون۔ بزرگ
نے کہا شاباش تونے میرے چیز کو سونا بنایا۔ دوسرے کو کہا کہ تونے اسکو گُو بنادیا۔ اس لئے
تو اس قابل نہین ہے کہ معرفت الٰہی تجہے حاصل ہو اور یہ امانت تیرے سپرد کیجائے
لہذا تو اپنی راہ لے۔ اور دوسرے کو کہا کہ تو میرے پاس رہ یہ باطنی دولت
بہی تو ہی سنبہال سکیگا۔ یہ سنکر اس بزرگ کی بیوی نے کہا کہ مہاراج آپکے
لئے تو فضلہ اور سونا دونون برابر ہین پہر اس تفریق سے کیا فائدہ اور اس
غریب کو کیون محروم رکہا جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی کی سفارش پر سدگرو نے
اوسکو بہی اپنے پاس رکہا۔ پہلے تو دونونکو حسب استعداد اسرار حقیقت کی تعلیم کی
اور پہر دونون کو ایک ہی نظر مین کامل بناکے ایک کر دیا۔

مہاراج جس کمرے مین ٹہیرے تہے اسکو کواڑ نہ تہے۔ لوگون نے ہوا
اور بارش کی بوچہاڑ سے بچاؤ کیلئے آپ کی غیر حاضری مین ٹٹی لگادی جب

آپ واپس تشریف لائے تو بہت خفا ہوئے اور کہا کہ کیا تم لوگ مجھہ برہمن کو ہمیشہ کیلئے بہنگی کے مکان مین رکہنا چاہتے ہو۔

بہنگی چال مین آئے ہوئے تیسری جمعرات تہی کہ مہاراج کو غسل دیتے ہوئے کہا سینس کی بیوی نے بہنگی لڑکیونکو نہلانیکی اجازت آپ سے طلب کی آپ نے فرمایا کہ یہ تو بڑا بیڈھب کام ہے تمہارا مذہب اسکی کب اجازت دیتا ہے؟ ہندو مذہب کے مطابق اگر تم انکو چھوؤ تو تمپر غسل واجب ہوگا جسکے بغیر تم اپنے گہر مین داخل نہین ہوسکتین ۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے ہم جو کچھہ بہی کرین ہمین یقین ہے کہ وہ جایز ہوگا ۔ مذہب خدا تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے ۔ اور چونکہ آپ ایشور اوتار ہین آپ کی اجازت سے ہم جو کچھہ کرینگے وہ عین مذہب ہوگا ۔ ہم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہین یہ بہنگی کے بچے بہت میلے رہتے ہین اور مہینون مین ایک آدہ دفعہ نہاتے ہین ۔ انکو نہلانا گویا خدا کی سیوا کرنا ہے۔ آپ نے بہنگیون مین رہکر ہمارے لئے مثال قایم کر دی ہے اور ہمین تعلیم دی ہے کہ خدائے برتر و اعلیٰ کی خدمت کرنا اوسکے کمترین بندونکی سیوا کرنا ہے ۔ آپ نے ہم سے ایک مرتبہ فرمایا تہا کہ خدا غریب اور بیکسون کا والی ہے اور انکی خدمت کرنا خدا کو بہت پسند ہے ۔ اسلئے آپ اجازت دین تو ہمارے لئے موجب ثواب ہوگا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم

جو کچھ کہہ رہی ہو بجا اور درست ہے۔ خدا ضرور تمہارے اس کام سے خوش ہوگا
لیکن مجھے اس لئے تامل ہے کہ دنیادار تمپر ہنسینگے اور نام دہرینگے۔ لیکن اگر
خدا تم سے یہ سیوا کرانا چاہتا ہے جو اوسکی سچی خدمت ہے تو مین ضرور تم سے
ان لڑکیونکی سیوا کرالونگا۔ اور اسکو بدلے تمہین دولت معرفت سے مالا مال
کردونگا۔ یہ سنکر لکشمی بائی اور دوسری عورتون نے کہا کہ ہم کوئی بدلا اس کا
نہین چاہتے ہم یہ سیوا خدا کی اور آپ کی محبت کی خاطر کرینگے۔

غرض چوتہی جمعرات کو ان تمام عورتون نے ملکر ۱۲ برس سے کم عمر کے
بہنگی اور چمار بچون کو نہلایا۔ اور ذرا ہی کراہت نہ آنے دی۔ اس دن سے
مہاراج نے اپنا نہلانا بند کرادیا۔ اور ان بچونکو نہلانے کی رسم جاری ہوگئی۔
اور اسمین رفتہ رفتہ اسقدر ترقی ہوئی کہ مہاراج کی کہڑگپور سے روانگی کیوقت
ان بچونکی تعداد دوسو تک پہنچ گئی۔

اب مہاراج نے مہینے مین ایک بار سر اور داڑہی منڈوانا شروع کیا
جسکے بعد آپکو نہلایا جاتا۔ اسوقت نوید کا کہانا قریباً ۲ عورتین لایا کرتین
چونکہ مہاراج ونکو کبہی کہانا نہین کہاتے تہے اسلئے آپ نے یہ کہانا بہنگیون
مین تقسیم کرنیکا انتظام کیا کہ باری باری ہر ایک کو ملا کرے۔

دسمبر کے مہینے مین جبکہ یہان شدت کی سردی پڑتی ہے آپ اسی ٹاٹ
مین پڑے رہتے جو چنا سوامی کے گہر سے ساتہ لائے تہے۔ اسوقت چنا سوامی

نے ملائم قسم کا ایک ٹاٹ مہاراج کو نذر کیا لیکن آپ نے واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ میرے لئے سردی گرمی برسات سب برابر ہین۔

ایک دن اچانک بارش ہوئی۔ مہاراج کے کمرے کا چھپر بوسیدہ تھا جس سے کمرے مین ٹخنے برابر پانی بھر گیا۔ مگر مہاراج اُسی مین بیٹھے رہے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پانی کمرے سے نکالنے لگے تو آپ نے انہین منع کر دیا۔ نتیا پرشاد بابو نے اور لوگونکو ساتھ لیکر چھپر درست کیا۔ جب پانی برسنا بند ہوا تو مہاراج نے میرا بائی کی مدد سے تمام پانی کمرے سے باہر پھینکا۔ چارپائی کا بندوبست کرنا چاہا تو اس سے بھی آپ نے انکار کر دیا۔ آخرش لوگون نے آپ کے لئے میدان مین ایک نیا چھپر باندھنے کا انتظام کیا اور تمام ضروری سامان وہان لا ڈالا۔ بڑھئی کام کرنے لگے۔ مہاراج نے باہر آکر دیکھا تو انکو منع کر دیا کہ خبردار جو چھپر بنایا۔ ہزار بار منت سماجت کی مگر آپ نے نہ مانا آخر کام بند ہو گیا اور لکڑیان وہین پڑی رہین۔ لکڑیونکو دیکھکر بنگالی لڑکیون نے مہاراج سے کہا کہ ہمارے لئے جھولا بنوا دو۔ چنانچہ جھولا بنایا گیا۔ یہ لڑکیان اس مین جھولا کرتین بلکہ برہمن عورتین بھی جھولتین اور خود مہاراج بھی کبھی کبھی جھولا کرتے

مہاراج ہمیشہ اپنی تقریر مین غریبونکی خدمت پر زور دیکر فرماتے کہ ان لوگونکی خدمت سدگرو کی خدمت کے برابر ہے۔ اور یہ کہ غریبو نپر خدا کی

[illegible] خاص مہربانی ہے۔ چونکہ مہاراج خود غریبونکی خدمت کیا کرتے تھے اسلئے آپکی نصیحت کبھی خالی نہین جاتی تھی اور اسکا نتیجہ تھا کہ معتقدین نے بھنگیون کو بھی بھنڈارا دینا شروع کیا۔ اور ہفتہ مین پانچ بار دیا جانے لگا۔ کھانا تقسیم کرتے وقت مہاراج اکثر یہ جملہ آہستہ آہستہ کہا کرتے۔

ہَم پَر کاشَش سَرو سیَہ یوگ نَا یَاسَاوتہا

اس جملے کو بھاگو مہارنی نے بھی حفظ کرلیا تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے مہاراج سے پوچھا کہ اس جملے کے کیا معنی ہین آپ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ اسنے کہا کہ آپ کی زبانی سُن سُن کر مینے حفظ کرلیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تو ہمیشہ اسکا ورد کیا کر اسسے تیرا بھلا ہوگا۔ بھنڈارا تقسیم کرتے ہوئے آپ یہ جملہ بھی اکثر فرمایا کرتے ہیں "ہم ہی سَروَ یا دنا نام لوگتا ج پَر بھو کیسے"

ملماس (لوند کا مہینہ) اور اسکو بعد کے مہینے مین ماما گارڈنے دو تین بھنڈارے آپ کے نام سے کئے۔ ایک مرتبہ اسنے دھونڈا بھنڈارا کیا جس مین حسب دستور کسی ایک چیز کے ۳۲ عدد برہمنون مین تقسیم کئے جاتے ہین۔ چنانچہ اسکی بیوی مامی بائی نے ۳۲ عدد ناریل اور پوجا پاٹ کا سامان لاکر مہاراج کے آگے رکھا۔ پھر اس نے کرن پھول وغیرہ چند زیورات مہاراج کی نذر کئے مہاراج نے فرمایا کہ یہ تو لے جا۔ مامی نے کہا جو چیز آپ کی ہوچکی اب اسکو واپس کیسے نکر لون۔ آپ نے فرمایا کہ مین تو بھنگیون کو دیدونگا۔ اور یہ کہکر تمام

زیورات مامی بائی کی بہو کے حوالے کئے اور ناریل وغیرہ بھنگیوں مین تقسیم کئے تہوڑی دیر کے بعد آپ نے وہ زیور اور ایک ساڑہی بہاگو مہارنی کو مامی بائی کے ہاتہون دلوا دئے

چند روز بعد مہاراج نے عیسائی بستی مین جانا اور اُن کے گہرونکے آگے کا کوڑا کرکٹ اور گندی نالیان صاف کرنا شروع کیا۔ اکثر عیسائی آپکی خدمت مین حاضر ہونے لگے۔ جب بستی مین جاتے تو یہ لوگ بیٹھنے کیلئے آپ کے سامنے کرسی بچھاتے مگر آپ زمین پر ہی بیٹھا کرتے۔ کبھی انکی ٹوپی اپنے سر پر رکھکر فرماتے کہ اب مین صاحب بنگیا۔ کبھی فرماتے اب مین میم صاحب ہون۔ بعض لوگ ان حرکات کا مذاق اُڑاتے اور بعض بزرگ سمجھکر ادب سے کہڑے آپ کی باتین سنا کرتے۔

ایک مرتبہ دو معتقد عیسائی آپکو ٹینس گراؤنڈ مین کہیل دکہانے لیگئے۔ آپ زمین پر بیٹھے کہیل دیکہہ رہے تہے کہ چند بدمعاش لڑکون نے آپ کے گلے مین پرانی جوتیون کا ہار ڈالدیا اور مذاق اُڑانے لگے۔ مہاراج نے اسکا خیال بھی نہ کیا اور بے تکلف بیٹھے رہے۔ جب اُن دونون نے دیکہا تو دوڑے ہوئے آئے اور لڑکونکو دہمکایا اور معذرت کے ساتھ یہ ہار گلے سے نکالنے لگے آپ نے فرمایا رہنے دو کیا حرج ہے۔ چنانچہ بڑی مشکل سے آپ نے یہ ہار نکالنے دیا۔ اسپر بھی آپ عیسائی بستی مین جاکر گندی نالیان صاف کرتے

رہے۔ رفتہ رفتہ عیسائی بستی بھی آپ کی تعظیم کرنے لگی۔

ایک مرتبہ عیسائیون نے اپنے باغ کے پھولون کا ہار بنایا اور لاکر مہاراج کو پہنایا۔ مہاراج نے ہار کو دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا اچھا جوتون کا ہار ہے اور گلے سے نکالنے لگے۔ مگر ان لوگون نے آپ کو مجبور کیا کہ ہار پہنے رہین۔ پہلے موقعپر جوتیونکے ہار کو آپ گلے مین رکہنا چاہتے اور لوگ نکالنا۔ اور اب دوسرے موقعپر پہول کے ہار کو آپ اتارنے پر آمادہ اور لوگ پہنے رہنے پر مصر۔ آخر پانچ منٹ بعد آپ نے ہار اتارا اور قریب کہڑی ہوئی ایک میم کے گلے مین ڈالدیا۔ پہر ان لوگون نے پیسے اور کہانا پیش کیا۔ مگر آپ نے لینے سے انکار کیا۔ اکثر عیسائی آپکو اپنے گہرون مین لیجاتے اور آپ بچون کیطرح اُن کے سامان کو دیکہہ دیکہہ کر تعجب کیا کرتے اور انکے استعمال کا طریقہ پوچھا کرتے۔

آپ نے اپنی خودی کو اسقدر مٹایا تہا کہ کسی شے سے آپکو تنفر نہین تہا۔ چنانچہ آپ ہڈی چننے والونکے ساتہہ ہڈیان چنا کرتے اور انکو ہڈیونکی بکہار مین لیجاکر ڈالدیا کرتے۔ کبہی آپ ہڈیون کے ڈہیر پر گہنٹون بیٹھے رہا کرتے حالانکہ ان ہڈیون مین ایسی تعفن ہوتی کہ اسکی کام کرنے والے ہی اسکو برداشت نہین کرسکتے تہے۔

ایک دن آپ جذب کی حالت مین شہر سے باہر ایک مسجد کے احاطے مین جاگہسے اور محراب کے پیچہے تنگ جگہ مین اکہنٹہ ہما دہی کیحالت مین شام

تک پڑے رہے۔ چند معتقدین جو آپ کا درشن کئے بغیر کہانا نہین کہاتے تہے ڈہونڈتے ڈہونڈتے یہان آ نکلے۔ خبر ملی کہ اندر ہین مگر مسجد مین جانے کی جرات نہ ہوئی کہڑے ہوئے انتظار کر رہے تہے کہ آپ باہر تشریف لائے اور نہایت ہی غصے سے کہا کہ تم لوگ مجہے یہان بہی چین نہین لینے دیتے۔ اگر تم میرے پیرو ہی بننا چاہتے ہو تو اس اعلیٰ ترین حالت تک جہان مین ہون میرے ساتہہ چلو۔ اس حالت مین مین تمہارے لئے تکلیف اُٹہانے کو تیار ہون ورنہ مجہے اسطرح ستانے سے کچہہ حاصل نہ ہوگا۔ اگر تم اخیر تک استقلال کیساتہ میرا ساتہہ دوگے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق مین اچھا ہوگا۔ چنانچہ اسکے متعلق آپنے ایک قصہ سنایا۔

عزم و استقلال

کسی مقام پر ایک آدمی جرأت اور استقلال مین مشہور تہا لیکن اسکے ساتہہ ہی ساتہہ کسیقدر دیوانہ بہی تہا۔ پہرتے پہرتے جنگل مین پہنچا۔ یہان چند آدمی درخت مین جہولا ڈالے جہول رہے تہے جن مین ہرایک آدمی پ... پندرہ جہونٹے لیتا تہا۔ یہ بہی کہڑا تماشہ دیکہنے لگا جب سب آدمی جہول چکے تو اس نے بہی جہولنا چاہا لیکن اُن لوگون نے اِسکو دیوانہ دیکہکر اجازت نہ دی بہتیری خوشامد کی مگر کوئی نہ مانا۔ اسکو بڑا طیش آیا اور سَو قدم فاصلے پر ایک درخت پر جا چڑہا اور ایک لمبی شاخ سے جو زمین کی طرف جہکی ہوئی تہی اپنی چوٹی باندہ

دی اور لٹک کر زور زور سے جہونٹے لینے لگا۔ اُن لوگون نے جو دیکہا کہ اتنی اونچی شاخ سے یہ جہونٹے لے رہا ہے اسکی طرف دوڑے اور چلّائے ارے بیوقوف یہ کیا کر رہا ہے۔ ڈالی ٹوٹی اور گرا تو پانی بہی نہین مانگنے کا۔ خبردار جہونٹے مت لے۔ مگر یہ شخص چونکہ اپنے ارادے کا پکّا تہا۔ برابر جہولتا رہا اور کہا کہ مین نے سّو جہونٹے لینے کا عہد کیا ہے جب تک یہ پورے نہ ہونگے مین نہین اترنے کا خواہ ڈالی ٹوٹے یا میری چوٹی اکہڑے اور مین گر کر مر ہی کیون نہ جاؤن چنانچہ جب سّو جہونٹے پورے ہوئے تب وہ نیچے اُترا۔ درحقیقت راہ حق مین بہی ایسے ہی عزم واستقلال کی ضرورت ہے۔

یہ قِصّہ سنا کر آپ نے قدم اُٹہایا اور قیام گاہ کیطرف چلے لیکن راہ مین سرکاری پاخانے ملے اور آپ اسکی موری کے پاس بیٹھ گئے۔ اتنے مین ایک عورت آئی (جو کسی دوسرے شہر سے آپکی قدمبوسی حاصل کرنے آئی تہی) اور چولی کا کہن (انگیا) اور ناریل نذر کیا۔ اور کہا مین آپ کا حال سنکر یہان آئی ہون اور اسوقت مین ایسا سمجہ رہی ہون کہ گویا مجہے آج خدا ملا ہے۔ مہاراج اُس عورت سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے اور باتین کرتے رہے۔ پہر یکایک فضلے کی نالی کا ڈہکنا اُٹہایا اور اسس کا نذرانہ گو مین ڈالدیا۔ تہوڑی دیر کے بعد یہ عورت رخصت ہوئی اور لکشمی بائی اور دوسری عورتین آگئین اور عرض کیا کہ کہانے کا وقت ہوگیا ہے تشریف لیچلئے آپ نے فرمایا کہ کہانا

یہان ہی سے آؤ چنانچہ کہانا آیا اور اُسی نالی پر بیٹھے بیٹھے آپ نے تناول فرمایا اور اندھیرے مین آپ قیام گاہ کیطرف واپس ہوئے۔

بعض اوقات آپ شہر کی مشرقی سمت مہادیو کے ایک پرانے مندر مین جاکے گھنٹون بیٹھے رہتے۔ یہ مندر کچھ ایسے انداز پر بنایا گیا ہے کہ اندر جانیکیلئے سوائے پجاری کے اور کسی کی ہمت نہین پڑتی۔ کیونکہ روشنی اس مین بالکل داخل نہین ہوتی اور اسیطرح ہوا بھی کم جاتی ہے۔ پجاری بھی پوجا کرتے ہی باہر چلا آتا ہے زیادہ دیر تک نہین ٹہرتا۔

کبھی کبھی مہاراج بنگالی اور تلنگی طلبا کے ساتھ گیند بلاّ اور گلی ڈنڈا کہیلا کرتے۔ اسیطرح بھنگی لڑکون کے ساتھ گولیان کہیلا کرتے۔

ایک مرتبہ مہاراج میدان مین تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ قریباً دو سو آدمیون کا مجمع تہا۔ آپنے فرمایا سب لوگ جلدی اپنے گہر چلے جاؤ بڑے زور کی بارش آرہی ہے۔ سبنے کہا تو آپ بہی تشریف لیچلین۔ آپنے فرمایاکہ مین تو ننگا ہون صرف ایک ٹکڑا ٹاٹ کا ہے۔ تم لوگ کپڑے پہنے ہوئے ہو وہ بہیگ جائینگے اور تم کو سردی ستائیگی سبنے کہا کوئی مضایقہ نہین ہم آپ کے ساتھ ہین۔ اتنے مین بادل جو گہر آئے تہے برسنا شروع ہوئے اور آدھے گھنٹے تک برس کر اتر گئے۔ سب لوگ آپ کے ساتھ میدان مین بھیگا کیے۔ آدھے گھنٹے بعد بہنڈارے کا وقت بہی ہوگیا اور آپ واپس

تشریف لے آئے۔

مہاراج کا شیر

گرمیون مین بہنگی اُپنے بال بچون کے ساتہ ہمیشہ گہرسے باہر کہلی ہوا مین سویا کرتے تھے۔ مہاراج کی قیام گاہ کے قریب ہی پانی کی ٹانکی تہی رات کو ہمیشہ ایک شیر اس ٹانکی پر آیا کرتا۔ ایک مرتبہ وہ مہاراج کے کمرے مین گہس گیا اور تہوڑی دیر بعد چلا گیا۔ اسیطرح اب وہ ہر روز آنے لگا بہنگیون نے دیکہا اور ارادہ کیا کہ اندر سویا کرین مگر پہر یہ سوچا کہ یہ مہاراج کا شیر ہے ہمین ایذا نہین پہنچا ئیگا۔ ایک شب یہ شیر مہاراج کے کمرے سے نکلکر ایک بکری کا بچہ اُٹہا لیگیا۔ اسپر لوگ گہبرائے کہ آیندہ کہین آدمیون پر حملہ نہ کرنے لگے۔ پہر وہی خیال کیا کہ ہر رات مہاراج کے پاس لیٹا کرتا ہے مہاراج اوسکو ایسا نہین کرنے دینگے۔ لیکن ایک دن رات کو وہ شیر چھ ماہ کی لڑکی کو اوسکی ماں کی گود سے اُٹہا لیگیا۔ عورت نے زور سے چیخ ماری اور چلاتی ہوئی مہاراج کے پاس آئی کہ آپ کا شیر میرا بچہ لیگیا۔ مہاراج نے فرمایا اسکو پکڑو اور مار ڈالو۔ اسیوقت شیر نے بچے کو زمین پر ڈالدیا اور بہاگ گیا۔ بچہ بالکل سلامت تہا صرف دانت کا ذرا سا زخم آیا۔ دوسرے دن مہاراج نے بہنگیون سے کہا کہ اگر وہ شیر پہر نظر آئے تو اوسکو جان سے مار ڈالنا مگر اس دن سے وہ شیر نظر نہ آیا۔

ایک مرتبہ مسٹر منگو لکر نامی ایک معتقد نے مہاراج سے بھنڈارا کرنے اور
آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی۔ اتفاقاً ونایک
راؤ نے بھی بھنڈارے کے لئے اسی تاریخ کی اجازت لی۔ قاعدہ تھا کہ بھنڈارے
کا کھانا مہاراج کے سامنے ہی پکایا جاتا تھا اور آپ بھی اکثر اس مین حصہ لیا
کرتے۔ منگو لکر نے خلاف دستور کھانا گھر پر پکوایا۔ تیار ہونے پر پھولونکا
ایک خوبصورت ہار اور پوجا پاٹ کا سامان لئے ہوئے مہاراج کیطرف آیا
مہاراج اسوقت باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ راؤ صاحب ونایک
راؤ کا بھنڈارا یہان تیار ہوا ہے منگو لکر نے گھر پکوایا ہے۔ یہ معلوم کرکے
آپ دور جاکر درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ شام تک اسیجگہ بیٹھے رہے کسی کی
جرأت نہ ہوئی کہ نزدیک جاسکے۔ قریب شام آپ دوسرے راستے سے
کوڑے کی کونڈی کے پاس آبیٹھے۔ منگو لکر پوجا کا سامان اور پھول کا ہار
لیکر وہان پہنچا اور مہاراج کے سامنے رکھدیا۔ مہاراج نے اُٹھاکر سب چیزین
زمین پر پھینک دین اور ہار اس کونڈے پر چڑھا دیا۔ منگو لکر نے چپکے سے
کچھ کہا تو آپ نے سینکڑون صلواتین سنائین۔ پھر اس نے نہلانے کیلئے چوکی
سامنے رکھی تو فرمایا اسکو جلادے۔ وہ کچھ رُکا تو آپ نے فرمایا کہ چوکی مین تیرا
دل اٹکا ہوا ہے اس لئے تو میرے کہنے پر عمل نہین کرتا۔ اسپر بیچارے نے چوکی
کو جلادیا۔ اتنے مین ونایک راؤ بھی پوجا پاٹ کا سامان سلئے ہوئے حاضر ہوگئے

اور جب دستور پوجا کی ۔ بہنڈارا تقسیم کرنیکے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ میرا مزاج اسوقت درست نہین ہے تم خود ہی کر لو اگر ضد کروگے تو مار کہاؤگے یہ کہکر اٹھے اور ایک طرف ہو لئے ونایک راؤ اور ان کا بہائی ساتہہ ساتہہ ہو لئے جب مزاج درست ہوا تو آپ واپس آئے اور بہنڈارا تقسیم فرمایا۔

ان ہی دنون مین آپ کبہی کبہی فرمایا کرتے کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ اس میدان مین ہر مذہب کے لوگ حتیٰ کہ یورپین بہی جمع ہونگے۔ اسوقت میری کہڑگپور کی میعاد قیام ختم ہو جائیگی اور مجہے یہان سے جانا پڑیگا۔ اسپر لوگ دریافت کرتے کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے تو آپ فرماتے کل یا پرسون لیکن جب ایسی کئی کل پرسون گذر گئین اور لوگ اس بات کو بہول گئے تب وہ وقت آیا جیسا کہ آگے چلکر ظاہر ہوگا۔

ایک مرتبہ راؤ صاحب ونایک راؤ کا بہائی جو شری اکلکوٹ سوامی کے چیلے کا معتقد تہا کہڑگپور آیا۔ اور مہاراج کے درشن کو حاضر ہوا۔ مہاراج نے اسکو پہلے کبہی نہ دیکہا تہا۔ ادہر ادہر کی باتون کے بعد آپ نے فرمایا اب جاؤ درشن ہو چکے۔ یہ سنکر وہ بجائے جانے کے اور نزدیک جا بیٹہا۔ اسپر پہر حکم دیا کہ چلا جا مگر یہ بیٹہا رہا۔ آپ نے ایک چانٹا مارا اور کہا جا اب جا۔ یہ پہر بہی نہ گیا تو آپ بگڑے اور اس زناٹے کا تہپڑ مارا کہ اسکا منہ پہر گیا اور یہ ایک بات

پیچھے ہٹ گیا۔ مہاراج نے اب اُٹھہ کر اسکی گردن پکڑی اور مارتے مارتے باہر تک لیگئے۔ یہان بہی یہ نہ گیا۔ تو مہاراج نے لکڑی سے مارنا شروع کیا۔ اور چاہا کہ چلاجائے مگر یہ نہ گیا۔ پہرآپ نے گالیان دینی شروع کین اور باتون باتون مین شری الکلکوٹ سوامی کی بزرگی اور اس نوعارد کی ناشایستگی کیطرف اشارہ کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت تہا کہ مہاراج نے اگرچہ اسکو خطاہرا کبہی نہ دیکہا تہا تاہم وہ اسکر باطنی حالات سے ناواقف نہ تہے۔ جب مہاراج نے یہ دیکہا کہ یہ کسی صورت سے نہین جاتا تو فرمایا اچھا اگر تو جانا نہین چاہتا توجب تک مین نہ کہون یہان سے نہ ہلنا۔ یہ کہہ مہاراج اندر تشریف لیگئے۔ تہوڑی دیر کے بعد یہ شخص چلاگیا اور اپنے بہائی سے ساری کیفیت بیان کی۔ بہائی نے اور دوسرے لوگون نے اسکو سخت بُرا بہلا کہا کہ کمبخت اتنا کچھہ کرکے سب کہو دیا۔ جیسا حکم دیا تہا ویسا کرنا تہا۔

ونایک راؤ کے دوسرے بھائی شری دھرپنت کو مہاراج پر مطلق اعتقاد نہ تہا ایک مرتبہ وہ سخت بیمار پڑا اور علاج کے لئے کسی دوسرے شہر مین لیگئے وہان اسنے مہاراج کو اپنے سامنے کہڑا دیکہا۔ یہ دیکہکر اوسکو یقین ہوا کہ واقعی مہاراج سدگرو ہین۔ اور کہا کہ مجھے مہاراج کے پاس کہڑگہو لیچلو لیکن رشتہ دارون نے اسکو ڈاکٹر ہی کے زیر علاج رکہا۔ حالانکہ اسنے بارہا کہا کہ مجھو یہان آرام نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ اوسکی حالت دن بدن خراب ہوتی

گئی۔ آخر اسکو کہڑ گپور واپس لانا پڑا اور اسکی بیوی نے جو مہاراج کی معتقد تھی مہاراج کو اسکی حالت کی اطلاع دی۔ مہاراج نے جواب دیا کہ اسکو یہان لانیکی ضرورت نہین ہے نہ خود بیمار کے پاس چلنے کا وعدہ کیا۔ جب بیماری زیادہ بڑہی اور بیمار کی جانب سے روزانہ پیغام آنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ "بیمار سے کہو کہ تیرے یہان آنیکی ضرورت نہین ہے۔ مین خود تیرے پاس آؤنگا" چند روز کے بعد مہاراج سے دریافت کیا گیا کہ بیمار کب اچھا ہوگا اور وہ آپ کے آنیکا انتظار کر رہا ہے آپ اسوقت جذب کی حالت مین گوڑی پر بیٹھے ہوئے تہے فرمایا کہ چار روز مین بالکل تندرست ہو جائیگا۔

چنانچہ چوتھے دن بیمار نے مہاراج کو اپنے پاس دیکھا اور خوش ہوکر سب سے کہا کہ لو! مہاراج تشریف لے آئے اور مین ان سے ملا اور اب آپ مجھے اپنے ہمراہ خدا کے پاس لیجائینگے اب تم لوگون سے میرا کوئی تعلق نہین۔ یہ کہہ کر اسکی زبان بند ہوگئی اور شام ہوتے ہوتے مرگیا۔

ایک دن راؤ صاحب ٹینگلے کر کی لڑکی سونا بائی اپنی سسرال سے باپ کے گھر آئی۔ اور مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ مہاراج اسوقت کسی بھنگن کے گھر آٹا پیسنے جارہے تہے آپ نے فرمایا اسوقت جا کل آنا۔ لڑکی نے اصرار کیا اور ساتھہ ہو لی۔ اور مہاراج کے ساتھہ آٹا پیسنے لگی اور

بھنگن کھڑی دیکھتی رہی۔ شام کو واپس آئے اور لڑکی سے کہا کہ اب اندہیرا ہونے لگا ہے جلدی سے گہر چلی جا لیکن اسکا جی نہ چاہا آپ نے فرمایا اچھا ٹہر جا چنانچہ آپ نے شب کا کہانا اسکو اپنے ساتہہ کہلایا اور ایک ٹاٹ بچھا دیا اور فرمایا کہ سو جا۔ چنانچہ یہ لیٹتے ہی سو گئی اور صبح آفتاب طلوع ہونے کے بعد اُٹھی اور مہاراج سے کہا کہ مین تمام رات نور کے ہالے مین گہری رہی۔ اسکے بعد تین روز والد کے گھر رہی چوتہے روز مہاراج نے اوسکو سسرال جانیکا حکم دیا اور وہ رخصت ہو گئی۔

ایک دن ایک بھنگن مہاراج کے لئے کہانا لائی اور کہا کہ مہاراج مین نے اشنان کرکے برہمن عورت کیطرح سولا پہنے ہوئے کہانا پکایا ہے (اسوقت ایک برہمن عورت بھی حاضر تھی) گر قبول افتد زہے عز و شرف مہاراج مسکرائے اور فرمایا کہ لباسِ ظاہری کی کوئی قدر نہین۔ قدر دل کی ہوتی ہے اور مین جانتا ہون کہ تیرا دل اچھا ہے اسلئے مین اسکو قبول کرتا ہون چنانچہ بھنگن نے مہاراج کی پوجا کی اور کہانا اور پانی پیش کیا۔ آپ نے بڑی خوشی سے تناول فرمایا۔

ایک مرتبہ ایکناتھ راؤ اور اسکی بیوی انجنا بائی مہاراج کی پوجا کیلئے

حاضر ہوئے۔ آپ نے گوئیں لتھڑی ہوئی دو جوتیاں اُنکے آگے رکھدیں اور فرمایا انکی پوجا کرو۔ انہوں نے فوراً تعمیل حکم کی پوجا ختم ہونے پر آپ نے حکم دیا کہ انکو لیجاؤ اور اپنے گہر حفاظت سے رکھو۔

ایک ہندو عامل جو سدگرو کی روحانی طاقت کو بذریعہ عملیات فیض حاصل کرنا چاہتا تہا ہر روز شام کو اُسجگہ آیا کرتا جہاں مہاراج اپنا پاخانہ پہنکا کرتے تہے۔ اور اسجگہ ایک گڑہا کہود کر اس میں آگ جلاتا اور کچھہ چیزیں ڈالکر منتر جپتا اور اس آگ کے گرد کئی سو بار چکر لگا کر چلا جاتا۔ یہ شخص مہاراج کے درشن کو کبھی نہ آیا اور مدت تک یہ عمل کرتا رہا۔ ایک روز مہاراج نے فرمایا کہ بعض آدمی ایسے بہی ہیں جو میری روحانی طاقت سے بذریعہ عمل فائدہ اُٹہانا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر دریا سے چند قطرے کم ہی ہوئے تو دریا کو اُس سے کیا نقصان ہوگا۔

ایک مرتبہ رات کے بارہ بجے مہاراج اپنے جہپر میں لیٹے ہوئے تہے کہ ایک برقعہ پوش عورت اندر آئی۔ اور کہانے کی ایک رکابی آپ کے سامنے رکھکر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگی۔ جب پڑہ چکی تو مہاراج نے پوچہا کہ تو کون ہے؟ عورت نے نقاب اُلٹی اور کہا بابا میں ہوں۔ یہ کہانا میں نہایت خلوص کے

کے ساتہہ آپکی خدمت مین لائی ہون۔ از راہ کرم اس مین سے کچہہ تناول فرمائیے
مہاراج نے فرمایا پہلے تو یہ بتاکہ تو ہے کون اور اتنی رات گئے اکیلی یہان
کیون آئی ہے۔ عورت نے کہاکہ میرا خاوند کئی بار آپ کی خدمت مین حاضر
ہوا ہے اور آپ کو بزرگ سمجہتا ہے وہ مجکو یہانتک اپنے ہمراہ لایا ہے صرف
چند قدم مجہے اکیلا آنا پڑا ہے۔ مہاراج نے فرمایاکہ اتنی رات گئے بہیجنے کا
مطلب؟ عورت نے کہاکہ میرا خاوند نہایت ہی نیک اور طالب خدا ہے۔
اُس نے مجہسے کہاکہ آج متبرک رات ہے۔ مین کہانا آپ کی خدمت مین حاضر
کرون اور قرآن شریف پڑہکر آپ کو سناؤن اور استدعا کرون کہ آپ اس
کہانے کو نوش فرمائین اور میرے خاوند کے حق مین دعا فرمائین اور اسکی دلی
مراد پوری کرین۔ مہاراج نے فرمایا اچہا اگر میرے کسی فعل سے کوئی فیض پاسکتا
ہے تو مین بخوشی اس امر مین اسکی مدد کرونگا۔ پہر مہاراج نے اُس عورت
کے ہاتہہ سے کہانے کا ایک نوالہ کہایا۔ جسکے بعد عورت نے پہر چند آیتین تلاوت
کین اور قدمبوس ہوکر رخصت ہوگئی۔

ایک دن چند مسلمان آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ سمادہی
کیحالت مین لیٹے ہوئے تہے۔ آپکو جگانے کی غرض سے ان لوگون نے آپ کے
گرد اگر و اگربتیان روشن کر دین۔ مگر آپ بیدار نہ ہوئے۔ پہر ان مین سے

ایک آدمی نے ایک بیڑی سلگاکر آپ کے منہ مین دی۔ اس سے آپ بیدار ہوئے اور پوچھا کون ہو! انہون نے کہا ہم مسلمان ہین آپ کی زیارت حاصل کرنے حاضر ہوئے ہین۔ اور ایک نے بیڑی آپ کے پیش کی۔ مہاراج نے فرمایا تم سلگاؤ اور پی کر مجھے دو۔ چنانچہ اسکی پی ہوئی بیڑی آپ نے پی اور

ایک مسلمان بڑھیا کا قصّہ

ان لوگون کو سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بچپنے مین ایک شہر مین جانیکا اتفاق ہوا۔ اجنبی شہر بے ٹھکانے بھٹکتا پھر رہا تھا۔ راہ مین ایک مسلمان بڑھیا مجھے ملی۔ میری پریشان صورت دیکھکر اوس نے میرا حال پوچھا مین نے کہا کہ مین مسافر ہون کھانے اور رہنے کا کوئی انتظام نہین ہے اسلئے اِدھر اُدھر پھر رہا ہون۔ بڑھیا نے کہا کہ چل میرے ساتھ چل۔ مین نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کہ اسوقت نہ پوچھ۔ مین نے کہا مائی مین برہمن ہون۔ کہا اسکی ہی پرواہ نہ کر اور چپ چاپ میرے ساتھ چلا آ۔ چنانچہ مین اسکے ساتھ ہو لیا۔ گھر پہنچا تو دیکھا کہ نہایت عالی شان اور وسیع مکان ہے۔ گھر مین دو لڑکے تھے جو نہایت ہی کریم النفس اور خلیق ثابت ہوئے۔ بڑھیا کی عمر ۹۰ برس کے قریب ہوگی۔ یہ مجھے ایک خالی کمرے مین لیگئی اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہین اسلئے تم اس علیحدہ کمرے مین رہو۔ مین نے کہا مین برہمن ہو کر مسلمان کے گھر کیونکر رہون۔ بڑھیا نے کہا کہ کمرہ علیحدہ کھانے پینے کا سامان علیحدہ پھر رہنے مین

کیا قباحت ہے! پہر اسنے ضروری برتن اور اناج لاکر دیا۔ مین نے اشنان کرکے پوجا پاٹ کی اور کہانا پکاکے کہایا اور لیٹ گیا۔ کچھہ دیر بعد وہ مائی میرے پاس آئی اور میرا حال دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ مین ایک مصیبت زدہ ہون اور اپنا حال مین کچھہ نہین کہہ سکتا۔ مائی نے کہا خیر مضائقہ نہین چند روز یہان آرام سے رہو۔ مین وہان رہنے لگا۔ یہ مائی راتون کو اکثر میرے کہرے مین آیا کرتی اور حقیقت و معرفت کی نہایت سبق آموز کہانیان سنایا کرتی۔ جن سے مجھے بہت فیض پہنچا۔

ایک مرتبہ بارہ بجے دنکو وہ مجھے اپنے کہیت مین لیگئی جو مکان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ وہان مجھے ایک چہوٹے سے درخت کے سایہ مین بٹہا دیا اسپر ایک بیل چڑہی ہوئی ہتی۔ اور یہ درخت ایک بہت بڑے درخت کے سایہ مین تہا۔ اور مجھسے کہا کہ اگر تو کچھہ تماشہ دیکہنا چاہتا ہے تو اپنی آنکہین بند کرلے چنانچہ پندرہ منٹ تک مین نے آنکہین بند رکہین اور اس عرصے مین یہ مائی اپنا پراسرار کام کرتی رہی اور گہڑی گہڑی مجھسے آنکہین بند رکہنے کے لئے کہتی رہی۔ آخر اوسکی حکم ملنے پر مین نے آنکہین کہولین۔ لیکن مین نے کوئی غیر معمولی بات نہین دیکہی۔ اسکے بعد اوسنے کہا تیری آنکہونکا کام ہوچکا اب تیرے کانون سے کام لینا ہے۔ لہذا ہمہ تن گوش ہوکر سُن جو آواز تجھے سنائی دے۔ مین سننے کیلئے تیار ہوگیا۔ یکایک اس درخت سے جسکے نیچے مین بیٹہا

ہوا تہا نہایت ہی سُریلی اور دلکش آواز آنے لگی۔ ایک گہنٹے تک یہ آواز جاری رہی اور مین اس آواز سے بیخود سا ہوگیا۔ آواز کے بند ہونے پر مجہے ہوش آیا بڑہیا نے پوچہا کہ کچہہ سنا؟ مین نے کہا ایسی آواز سنی جو کبہی نہین سنی تہی۔ اگر اس آواز کو سننے کا طریقہ مجہے بہی بتادو تو آپ کو بڑا ثواب ہوگا۔ بڑہیا نے کہا کہ اس درخت کو گنّدہرولی کہتے ہین۔ بعض عمل ایسے ہین جن سے علم موسیقی کی دیوی اس درخت مین داخل ہو کر ناچنے اور گانے لگتی ہے۔ لیکن یہ معمولی اور عارضی بات ہے اسپر غور کرنا بے سود ہے۔ بہر مین اسکے ساتہہ گہر آیا اور قریباً پندرہ روز رہکر یہان سے رخصت ہوا" یہ قصہ سنا کر مہاراج نے ان لوگونکو رخصت کیا۔

مہاراج کی مخالفت

مہاراج کے نہلانے اور بہنڈارے کی رسومات اعلیٰ پیمانے پر ادا ہو رہی تہین کہ کماری پوجا کا اس مین اضافہ ہوا جس مین ہندو مذہب کے مطابق نوراتری کو مانگ عورتون اور لڑکیونکی پوجا کی جاتی ہے۔ قریباً تین ماہ یہ رسم جاری رہی۔ اسپر بعض برہمنون نے جو مہاراج کے معتقد نہ تہے اور شروع ہی سے مخالفانہ برتاؤ رکہتے تہے برہمن معتقدین مین تفرقہ اندازی کی کوشش شروع کی۔ اور چند بدعقیدہ لوگونکو اپنے ساتہہ لیکر مہاراج اور معتقدین کے درپے آزار ہوئے۔ مگر جس قدر انہون نے مخالفت کی اعتقاد

رسومات کی ادائیگی مین زیادتی ہوتی گئی اور انکو کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ آخر تنگ آکر ان لوگون نے مہاراج اور مہاراج کے معتقدین کی اخبارون مین ہجو شروع کی اور لکہا کہ مہاراج جو سدگرو مانے جاتے ہین برہمن ہوکر بہنگیون اور چمارون مین رہتے انکے ہاتہہ کا پکا ہوا کہاتے اور ان کے بچون سے کہیلا کرتے ہین اور انکے معتقدین بہنگی چال مین جاتے اور برہمن عورتین بہنگی اور چمار لڑکیونکو اپنے ہاتہہ سے نہلاتی ہین۔ چونکہ مہاراج ایک پاگل آدمی ہین اس لئے لوگون کا انکی سیوا کرنا اور انکی جیسی روش اختیار کرنا بیدینی اور گمراہی مین پڑنا ہے"۔

معتقدین اخبار پڑہکر برہم ہوئے اور مہاراج کو جاکر سنایا اور کہا کہ آپ ہمین اجازت دین تو ہم ان پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کردین۔ مہاراج یہ سنکر بہت ہنسے اور فرمایا اخبار مین بالکل سچی حقیقت لکہی ہے۔ جو باتین بیان کی گئی ہین سب یہان ہوتی ہین۔ تم حق گوئی کے خلاف کس طرح دعویٰ دائر کرسکتے ہو۔ لوگون نے کہا کہ اُنہون نے ذاتیات پرحملے کئے ہین جو ناقابل برداشت ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم نے میری صحبت سے کچہہ بہی حاصل نہین کیا۔ خیال کرو کہ جب مین نے تمہین مارا۔ گالیا دین اور ہرطرح تمہاری بےعزتی کی اسوقت تو تمکو بُرا نہ لگا اور اب جبکہ خود خدا تمہارے مخالفون کے ذریعے تمہارا امتحان لے رہا ہے اور اسکے لئے تمکو گالیان دلوا رہا ہے تو تم بُرا مان رہے ہو۔ اگر تم مصیبت

اور تکلیف کو بر داشت نہین کر سکتے اور اِس آزمائش مین ثابت قدم نہین رہ سکتے تو مہربانی کر کے میری پیروی کرنا چھوڑ دو۔ مین کسی حالت مین تمہین دعویٰ دایر کرنیکی اجازت نہین دے سکتا۔ در اصل وہ میرا ہی کام کر رہے ہین یعنی خاکساری اور عاجزی کی تعلیم دے رہے ہین۔ مجھے موافق اور مخالف دونون گروہ کی بہتری منظور ہے۔ کیونکہ مجھے اُن سے بہی کام لینا ہے۔ اور وجہ یہ کہ وہ تمہین ایذا اور تکلیف پہنچا کر تمہارے جذبات مین حرکت پیدا کرین اور تم اُن تکلیفون کو بر داشت کر کے اس قابل بنو کہ میری روحانی تعلیم کا اثر جلد قبول کر سکو۔ جب تک کہ تم مصیبت اور تکلیف نہ اُٹھاؤ گے اسوقت تک دائمی راحت اور خوشی حاصل نہ ہوگی۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک قصہ سنایا

تکلیف کے بعد راحت

کسی شہر مین ایک غریب آدمی مفلسی اور فاقہ کشی سے ایسا تنگ آیا کہ جان دینے پر آمادہ ہوگیا۔ ایک دوست نے کہا کہ فلان شہر مین مہالکشمی کا مندر ہے۔ اگر تم وہان جا کر درشن کر لو تو امیر بنجاؤ گے۔ اس نے سوچا کہ یہ تو آسان ترکیب ہے۔ گہر آیا اور بیوی سے کہا کہ لو خدا حافظ مین مہالکشمی کے درشن کو جاتا ہون جس کے درشن سے غریبی امیری سے بدلجاتی ہے۔ بیوی نے کہا بسم اللہ دیر نہ کرو۔ چنانچہ گہر سے نکل اس شہر مین پہنچا اور مہالکشمی کے مندر مین گہسنے لگا۔ قدم رکہا ہی تہا کہ دربان نے گُدّی مین ہاتہہ دیکے باہر نکالدیا۔ بیچارہ

گھبرایا کہ مندر مین تو ہر ہندو جا سکتا ہے خواہ غریب ہو یا امیر۔ مجھے کیون روک
دیا۔ ڈرتے ڈرتے پھر آگے بڑھا اور دربان سے پوچھا کہ بھائی مین ہندو ہون
مجھے اندر کیون نہین جانے دیتا۔ دربان نے کہا مانا کہ تو ہندو ہے مگر غریب
ہندو ہے۔ اور اس مندر مین سوائے امیرون اور دولتمندونکے اور کوئی نہین
جا سکتا۔ بہتیری منت کی کہ دور ہی سے درشن کرنے دے مگر کسی طرح اجازت نہ
ملی۔ اور یہ بیچارہ اپنے نصیبونکو روتا ہوا واپس لوٹا۔ ایک تو دو تین روز کا
بھوکا دوسرے مسافت کی تکان تیسرے دھوپ کی شدت قدم اُٹھانا دوبھر تھا
جنگل بھی ایسا کہ سایہ کے لئے درخت کا کوسون نام نہین آخر چلتے چلتے ایک
پُرانی اور کھنڈر عمارت دکھائی دی۔ وہان پہنچا اور چاہا کہ اندر جاکے تھوڑی
دیر آرام کرے کہ کسی آدمی نے یہان بھی روکا کہ اس مین نہ جا یہ الکشمی کا مندر
ہے جو اس مین جاتا ہے مرکر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کوئی اسکے اندر نہین جاتا
یہ تو جان سے بیزار تھا ہی کہا دیوی کے ہاتھون مرنا کسکے نصیب ہوگا اندر داخل
ہوگیا۔ دیکھا تو مندر مین گُو اور کیچڑ چارون طرف ہے بیٹھنے کی جگہ ہی نہین۔ سامنے
الکشمی کی مورتی تھی جاکر قدمون پہ سر رکھدیا۔ سر کا رکھنا تھا کہ ایک سانپ نے
پھن نکالا اور یہ جھجک کر پیچھے ہٹا۔ ڈر کر ایک کونے مین جا بیٹھا۔ بیٹھتے ہی ایک
بچھو نے ڈنک مارا۔ تڑپ اُٹھا مگر جی کڑا کئے بیٹھا رہا کہ تکلیف کی زندگی سے
مرنا بہتر ہے۔ غرضکہ ایک ہفتہ کامل بھوکا پیاسا بیٹھا دیوی کی پوجا کرتا رہا۔

آخر دیوی نے درشن دئے اور کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے مین الکشمی دیوی
ہون میرے اختیار مین رنج- غم- دکہہ درد اور تمام قسم کی ایذائین ہین- اس نے
کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ مجہپر اپنی نظر عنایت نہ کرین اور میرے گھر کبھی
تشریف نہ لائین- دیوی نے منظور کر لیا اور یہ مندر سے باہر نکل آیا- شہرہ تو
ہو ہی گیا تہا کہ ایک مسافر مندر مین گیا ہے اور سب کو یقین ہو چکا تھا کہ مر گیا
ہوگا لیکن آٹھہ دن بعد جو زندہ سلامت دیکہا تو سب لوگ اسکو بزرگ سمجھنے
لگے- اور مہالکشمی کی بجائے اسکی پوجا ہونے لگی- گاؤن والون نے ایک بڑے
عالی شان مکان مین اسکو ٹہیرایا اور پوجا شروع ہوگئی- چند روز بعد جب یہ
گہر جانے لگا تو لاکہون روپے اور زیورات اسکو نذرانے مین ملے اور یہ امیر بنکر اپنی
بیوی کے پاس آیا- ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
یہ قصہ سنکر سب لوگون نے اپنا ارادہ فسخ کیا اور ہر تکلیف کو صبر کے
ساتھہ برداشت کرنے لگے۔ جب مخالفین اِن کو کسی ناشایستہ حرکت سے
بھڑکانا چاہتے تو یہ خاموش ہو جاتے جس سے مخالفین یہ سمجھے کہ یہ سب لوگ
ہم سے ڈر گئے- اسلئے انکو زیادہ جرأت ہوئی اور ایک روز بہت سے آدمی
لکڑیان لے کر مہاراج کی قیام گاہ پر آئے تاکہ آپ کے معتقدین کو مارین
شب کے ۹ بجے تہے اور بہت سے آدمی مہاراج کی تقریر سن رہے تہے اِن
ڈاکوؤن کو دیکہکر مہاراج سے عرض کیا کہ دشمن ہم کو مارنے آئے ہین اگر

حکم ہو تو ان کا مقابلہ کیا جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم سب خاموش بیٹھے رہو

اور یہ معاملہ مجھپر چھوڑ دو۔ چنانچہ سب لوگ چپ ہو گئے اور آپ تقریر فرماتے

ہے۔ غرض یہ لوگ چھپر کے قریب آئے اور جھانک کر دیکھا تو اندر کوئی بہی

دکہائی نہ دیا اور یہ پلٹ کر بہنگی چال مین گئے اور ایک بہنگی سے پوچھا کہ مہاراج

کہان گئے؟ بہنگی نے کہا چھپر مین بیٹھے تقریر فرما رہے ہین۔ انہون نے کہا وہان

تو ہم نے ابہی دیکھا چھپر خالی ہے۔ چنانچہ دوبارہ آئے اور اب بہی چھپر مین کسیکو نہ

دیکھا۔ اور پہر بہنگی کو گالیان دیتے ہوئے یہ سمجھکر کہ یہ ہمکو بہکا رہا ہے اور مہاراج

کہین باہر گئے ہوئے ہین واپس چلے گئے۔

اب مخالفون کے لئے کوئی صورت نہین رہی کہ شرارت کرین اور ان رسوما

کو بند کرائین۔ مگر اس کے بعد بہی دیکہا گیا کہ یہ لوگ بہنڈارے اور پوجا وغیرہ

کے وقت آتے اور دور سے کہڑے کہڑے تماشہ دیکھتے۔ ایک دن انہی مین

کا ایک ۲۰ سالہ جوان مہاراج کے چھپر کے قریب آکر کہڑا ہو گیا۔ آپ نے اسکو

اندر بلایا یہ جوتیان اتارنے لگا تو فرمایا کہ پہنے ہوئے چلا آ۔ یہ اندر گیا اور سامنے

بیٹھا مہاراج نے کہا برسون سے مین نے ٹوپی نہین اوڑہی اپنی ٹوپی مجہے دے

اس نے ٹوپی نذر کر دی۔ پہر مہاراج نے فرمایا کہ کرتہ اور کوٹ بہی مین نے بہت

دن سے نہین پہنا یہ بہی دیدے۔ اسنے بلا عذر اتار کر دیدیا۔ پہر آپ نے

فرمایا کہ مانگتا تو دہوتی بہی لیکن تو گہر جاتے ہوئے شرمائیگا جیراب جا۔ مگر یہ

بتاتا جا کہ یہ سب چیزین تونے خوشی سے دی ہین یا شرماشرمی! اس نے کہا
مین نے خوشی سے دی ہین۔ شام کو یہ پہر حاضر ہوا اور کہا کہ کوٹ کی جیب مین
آفس کی کنجی اور چند کاغذ ہین وہ عنایت فرما دئے جائین آپ نے نکالکر دیدئے
اور فرمایا کہ اگر جی چاہتا ہو تو کپڑے بہی لیجا۔ لڑکے نے کہا جی نہین یہ آپ کی
نذر ہو چکے۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ چند روز مین تیری شادی ہوگی اور تو نیا لباس
زیب تن کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

طوطونکا مہاراج کے پاس آنا

ہر کجا چشمۂ بود شیرین
مردم و مرغ و مور گرد آیند

واقعی بات ہے کہ جو آدمی خدا کی محبت مین اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے اُس سے
ہر شئے محبت کرنے لگتی ہے۔ چنانچہ کہاسینس کے گہر مین ایک طوطا پلا ہوا تہا ایک
دن پنجرے سی غائب ہوگیا۔ گہر والونکو بڑا تعجب ہوا کہ پنجرہ بدستور بند ہے اور طوطا
ندارد ادہر اُدہر تلاش کرکے رہگئے۔ تیسرے روز یہ طوطا بہنگی چال مین آیا بہنگی
لڑکون نے پکڑنا چاہا تو اُڑ کر مہاراج کے چھپر پر آبیٹھا۔ یہان ان لڑکون سنے
پکڑ کر پنجرے مین بند کر دیا اور مہاراج کے پاس لائے آپ سنے فرمایا کہ کسی کا پالا
ہوا ہے۔ کہاسینس اور اسکی بیوی آئے تو اپنے طوطے کو دیکہ کر خوش ہوئے اور
گہر لیگئے۔ چند روز کے بعد پہر اسیطرح غائب ہوگیا اور تیسرے روز مہاراج کے

چھپر پر پکڑا گیا۔ چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اسکو پنجرے مین بند کیا اور یہ اُڑ کر مہاراج کے پاس پہنچا۔ اسیطرح باجی راؤ کی لڑکی میرا بائی کا طوطا بہی اُڑکر مہاراج کے چھپر پر آیا اور پکڑا گیا۔ میرا بائی بیٹھی ہوئی ہتی کہ آپ نے طوطے اور کوے کا ایک قصہ سنایا۔

طوطے اور کوے کا قصہ

ماں باپ کی ایک اکلوتی لڑکی ہتی اور ماں باپ اُس سے بہت محبت کیا کرتے تہے ایک دن اس کا باپ اسکے لئے ایک طوطا لایا۔ اور یہ لڑکی باپ جب آفس جاتا اور ماں گہر کے کام کاج مین مصروف ہوتی تو اس طوطے سے کہیلا کرتی۔ ہوتے ہوتے اسقدر محبت بڑہی کہ دونون ایک دوسرے سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے۔ ایک دن لڑکی درخت کے نیچے بیٹھی طوطے سے کہیل رہی ہتی کہ بہوک لگی اور کہانا لا کر کہانے لگی کہڑکی کہولدی اور طوطا بہی باہر آکر رکابی مین کہانے لگا لڑکی نے پنجرے کی کٹوریون مین بہی کہانا بہر دیا۔ پیٹ بہرا بہی نہین کہ کہانا ختم ہوگیا۔ یہ طوطے کو وہین چہوڑ کہانا لینے گہر گئی۔ درخت کے اوپر کوّا تاک لگائے بیٹھا تہا میدان خالی دیکہکر نیچے اترا اور گرے پڑے دانے کہاکر پنجرے مین گہسا اور کٹوری مین چونچ ماری۔ اسکو دہکّے سے پنجرے کی کہڑکی بند ہوگئی اور کوّا اندر پہنس گیا۔ طوطا ڈرکر اُڑ گیا۔ لڑکی نے آکر دیکہا تو طوطا غائب ہے اور پنجرے مین کوّا بند ہے۔ بچی تو ہتی ہی سمجہی کہ طوطے کا رنگ

کالا پڑ گیا ہے اُسی سے کہیلنے لگی۔ مان باپ نے ہرچند سمجھایا کہ تیرا طوطا اُڑ گیا اور یہ کوّا ہے جو کہانے کے لالچ سے پنجرے مین بند ہو گیا ہے۔ مگر لڑکی نہ مانی اور کہا کہ نہین یہ طوطا ہی ہے اس نے اپنا رنگ بدل لیا ہے۔ چنانچہ یہ ہمیشہ اس سے کہیلا کرتی اور کہانا کہلایا کرتی۔ البتہ اتنا کیا کہ جب یہ اُسکی آواز پر نہ بولتا تو یہ چپ ہو جاتی اور جو کچہہ طوطے کو سکہاتی ہتی وہ بند کر دیا۔ چند روز کے بعد اس کوّے نے لڑکی کو روحانی تعلیم دینا شروع کی۔ چنانچہ اس نے اپنی مان سے کہا کہ اب یہ مجہے تعلیم دیا کرتا ہے اور مین اسکو اچہی طرح سمجہتی ہون مگر تم کو سمجہا نہین سکتی۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کا ظاہر اچہا اور باطن خراب ہوتا ہی وہ دوسرونکے لئے باعث زحمت ہین اور خود دوسرون سے آرام پاتے ہین۔ اور جن کا ظاہر خراب اور باطن اچہا ہے وہ دوسرونکے لئے باعث رحمت ہین اور انکے لئے وہ خود تکلیف اُٹہاتے ہین۔

گنگا جل

ایک مرتبہ کوئی شخص کاشی سے گنگا جل لایا اور مہاراج کو اس سے غسل دینا چاہا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین اسقدر ناپاک ہون کہ اس سے بہی پاک اور پوتر پانی مجہے پاک نہین کر سکتا۔ اُس نے کہا یہ تو آپ کی کسر نفسی ہے آپ پاک ہین اور ہزارون کو پاک کر سکتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ پہر گنگا جل سے مجہے نہلانیکی کیا ضرورت ہے۔ لیکن وہ شخص نہ مانا۔ آپ نے فرمایا اچہا

نہلاؤ مگر پہر مجھے گندے پانی سے نہانا پڑے گا۔ چنانچہ اُس شخص نے آدہا گنگا جل سے آپ کو غسل دیا اور آدہا معتقدین مین تقسیم کیا۔ نہلاتے وقت سب نے دیکہا کہ پانی گدلا اور بدبودار ہے۔ جن لوگون کو دیا تہا انہون نے اور خود لانے والے نے بہی گدلا اور بدبودار پایا۔ اشنان کے بعد مہاراج نے فرمایا کہ اب مین اس موری کے پانی سے نہاکر پاک بنتا ہون۔ مگر حاضرین اُٹہے اور موری کا گدلا پانی بہرلائے۔ جسم پر ڈالا گیا تو ہرایک شخص نے دیکہا کہ یہ گنگاجل کی مانند صاف شفاف تہا۔ نہاکر آپ نے فرمایا کہ اب مین پہر اپنی اصلی حالت مین آگیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مہاراج نے بجائے آٹہوین دن نہلانے کے مہینے مین ایک بار نہانے کا دن رکہا تہا۔ باقی ۲۹ دن کیچڑ مٹی مین کہیلتے اور بہنگیون کی طرح فضلہ اُٹہاتے اور نالیان صاف کرتے پہرتے لیکن بایں ہمہ پاس بیٹہنے والونکو کبہی تعفن نہ آتی۔ نہ انکی اس غلیظ حالت مین رہنے کا کسی کو احساس ہوتا بلکہ ہر وقت پاک صاف نظر آتے۔ یہ ایک عجیب راز ہے جو ظاہر پرستونکی سمجہ مین نہین آسکتا۔

بزرگ گنگاجل کے گدلا ہوجانے اور گدلا نظر آنے کے متعلق تقریر فرماتے ہوئے مہاراج نے ایک مرتبہ مذہبی تعلقات کے باطنی معنی کیطرف اشارہ کیا جیسا کہ عوام انکو سمجہتے ہین اور پہر اسکے متعلق حسب ذیل قصہ بیان فرمایا۔

ایک نہایت ہی متقی اور پرہیزگار شخص تیرتہہ کے لئے نکلا اور چلتے چلتے

ایک ندی پر پہنچا دیکھا کہ اس کا پانی نہایت صاف ہے اور زور سے بہہ رہا ہے۔
کنارے پر ہزاروں آدمی پوجا پاٹ مین مصروف ہین اور بالکل کاشی کا منظر نظر
آرہا ہے۔ یہ سمجھا کہ کاشی کے نمونے پر نئی تیرتھ بنائی گئی ہے۔ پھرتے پھرتے
ایک مقام پر پہنچا جہان لوگ اپنے متوفی آبا و اجداد کے نام سے گنگا کو پنڈدان
کر رہے تہے اور اس رسم کو ایک برہمن ادا کر رہا تہا۔ پہلے اسنے خیال کیا تہا کہ
چاول کے پنڈ ہونگے لیکن قریب جانے پر معلوم ہوا کہ بجائے پنڈ کے مرغی کے
انڈے ہین اور ہر متوفی کے نام ایک انڈا دان کیا جاتا ہے۔ اس انوکہی رسم
کو وہ متعجب ہو کر دیکہتا رہا۔ برہمن جب اپنا کام کر کے گہر چلا تو یہ بہی اسکے پیچہے
ہو لیا۔ جب گہر کے قریب پہنچا تو اس نے برہمن سے اس نرالی رسم کا سبب دریافت
کیا۔ برہمن نے کہا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ باہر والونکا یہان کچھ کام نہین
ہے۔ اسنے کہا کہ یا تو بہول سے یا خدا کی مرضی سے مین یہان آگیا ہون اسلئے
مہربانی فرما کر شراده کا یہ نیا اور انوکہا طریق مجہے بہی سمجہائیے۔ برہمن نے کہا
کہ یہان شراده دوسرے مقامات کی طرح نہین کیا جاتا۔ اس مین اور معمولی طریق
مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ مگر یہ فرق فائدے کیلئے ہے کیونکہ یہ اعلیٰ پیمانے
پر کیا جاتا ہے۔ دوسرے تمام مقامات پر چاول کے پنڈ۔ لیکن یہان انکے
بدلے انڈے دئے جاتے ہین۔ پہر اسنے گرنتہون سے دلائل پیش کر کے اس
طریق کی افضلیت کا ثبوت دیا۔ نو وارد نے اس سے پوچہا کہ آیا مین بہی

مرے ہوئے آباواجداد کے لئے اس طریق پر شراده دے سکتا ہون۔ برہمن نے کہاکہ بیشک تم یہ طریق اس جگہ اختیار کر سکتے ہو مگر کسی دوسری جگہ ایسا نہین کر سکتے۔ شراده کا یہ اعلیٰ طریق خاص اسیجگہ کے لئے مخصوص ہے۔ غرض نووارد کے کہنے سے برہمن نے اسکے آباواجداد کے نام سے اس طریق پر شراده کیا اور پنڈ کی بجائے انڈے دان کئے۔ رسومات کی ادائیگی کے بعد برہمن انڈونکو ندی مین بہانے کو تہا کہ انڈون مین سے بچے نکلنے شروع ہوئے۔ نووارد یہ دیکہکر متحیر ہوا اور برہمن سے اسکا سبب پوچھا برہمن نے کہاکہ تمہارا یوگ بہت ہی زبردست ہے اور یہ حالت جو اس رسم کی قبولیت کا سچا ثبوت ہے بہت ہی کم دیکہنے مین آتی ہے۔ اور دنیا کے بہت کم لوگونکے حصے مین یہ سعادت آئی ہے۔ یہ بچے سب تمہارے آباواجداد ہین جو پہر سے زنده ہوے ہین اور اب یہ تمہارے بدن کو چونچین مار مار کر تمہارا گوشت کہائینگے لیکن تم بالکل خاموش بیٹہے رہنا۔ برہمن کی باتون سے بیچاره نووارد بڑا گہبرایا اور خوف کے مارے زرد پڑ گیا۔ برہمن نے یہ حالت دیکہکر کہاکہ تم ڈرو نہین مین تمہارے پاس کہڑا ہون۔ چنانچہ یہ سنبہل کر بیٹھ گیا اور مرغی کے بچون نے اسکے بدن پر چونچین مارنا شروع کیا۔ یہانتک کہ ان کا پیٹ بہر گیا اور چونچین مارنا بند کر دیا۔ اب برہمن نے کہاکہ ان سب کو گنگا مین بہادو اور پہر تم اشنان کرلو اس کا بدن زخمون سے چور ہو گیا تہا تاہم غریب تعمیل حکم کیلئے اٹہہ کہڑا ہوا

اور تمام بچھونکو دریا برد کر دیا اور وہ غرق ہوگئے۔ اب اس نے اشنان کیا اشنان کرتے ہی تمام زخم بہر آئے اور بدستور سابق توانا بنگیا۔ اور اسکو ساتھہ یہ ہوا کہ اس کا دل نور عرفان سے منور ہو گیا۔

کالیداس موچی

کالیداس نامی ایک گجراتی موچی آپ کا نہایت ہی معتقد تہا۔ اس نے کئی بار آپ کو اپنے گہر آنے کیلئے مدعو کیا لیکن آپ ہمیشہ ٹالتے ہی رہے ایک دن مایوس ہو کر اس نے اپنے گہر مین ایک گادی بچھائی اور اسکے سامنے یہ عہد کر کے بیٹھ گیا کہ جب مہاراج یہان تشریف لا کر اسپر جلوہ فرمائینگے جب مین آنکہین کہولونگا۔ چنانچہ تین روز کامل بغیر کہانا پانی اسیطرح بیٹھا رہا اسکی عورت نے تیسرے دن مہاراج کو اطلاع دی کہ آپ کا خادم ایسا عہد کر کے بہوکا پیاسا بیٹھا ہے۔ کرپا کیجئے اور اس کو درشن دیجئے مہاراج نے فرمایا کہ اچھا کسیوقت آؤنگا۔ چنانچہ رات کو آٹھ بجے جبکہ عورتین آپ کے لئے کہانا لائین آپ یکایک اُٹھے اور فرمایا کہ کہانا رہنے دو مجھے کالیداس کے یہان جانا ہے تم لوگ ہی میرے ساتھ چلو۔ ماماگارڈ کے بھتیجے نے جو کالیداس کے مکان سے واقف تہا آپ کی رہبری کی۔ مہاراج یہان پہنچکر کالیداس کے سامنے بچھی ہوئی گادی پر بیٹھے اور کالیداس نے آنکہین کہولین اور مہاراج

کے قدموں پر سر رکھدیا۔ پہر باقاعدہ پوجا کی اور ما حضر پیش کیا۔ مہاراج نے اس مین سے تہوڑا کہایا اور فرمایا کہ بس اب اپنا کام کیا کر۔" یہ واقعہ روہی داس چمار کے واقعہ سے بالکل مطابق ہوا ہے جبکہ خدا نے روہی داس چمار کو اسکے گہر آکر درشن دیا۔ اس دن سے کالیداس اور اسکی بیوی ہر روز مہاراج کی خدمت مین حاضر ہونے لگے۔

ایک روز مہاراج کوڑے کی کونڈی کے پاس بیٹھے تہے کہ کسی بہنگی کی پہٹی پرانی ٹوپی کوڑے مین پڑی دیکہی اور آپ نے اُٹہاکر سر پر رکہہ لی۔ اور اپدیش کرنے لگے۔ اتنے مین کالیداس اور اسکی بیوی حاضر ہوئے۔ یہ اپنے ساتہہ ایک قاب مین پوجا کا سامان رکہکر لائے تہے جس مین ایک کڑہی ہوئی ٹوپی بہی تہی۔ پوجا کے بعد یہ ٹوپی مہاراج کے سر پر رکہی۔ مہاراج نے کہا کہ خدا کی شان کریمی دیکہو کہ مجہے بہنگی کی پہٹی پرانی ٹوپی اوڑہے ہوئے دیکہکر نئی ٹوپی عنایت کی۔ لیکن اس نئی ٹوپی سے یہ پرانی ٹوپی میرے لئے اچہی ہے۔ کیونکہ نئی ٹوپی کے نقش و نگار مٹ جائینگے اور یہ پرانی اور میلی ٹوپی ایک عرصے تک بغیر کسی تغیر کے کام دیگی۔ پوجا کے بعد کالیداس نے اپنی بیوی کے تمام زیورات مہاراج کو پہنائے۔ اور اپنی بیوی کو الگ کہڑا کر دیا۔ اور خود ننگے بالکل برہنہ ہوکر مہاراج کے گرد چار پانچ چکر لگائے اور پہر ساشٹانگ (منہ کے بل لیٹ کر ڈنڈوت کرنا) نمسکار کرکے مہاراج کے سامنے سر جہکا کر

بیٹھ گیا۔ حاضرین خاموش بیٹھے ہوئے تہے۔ دو ایک منٹ کے بعد مہاراج نے
بخشی بائی سے کہا کہ اسکو چادر اڑھا دے۔ پہر تمام زیورات مہاراج نے کالیداس
کو واپس دئے مگر کالیداس نے کہا مہاراج مین نے تو یہ زیور۔ دکان اور بیوی
سب آپ کو ارپن کر دئے ہین اور اب بالکل آزاد ہو گیا ہون۔ مہاراج نے فرمایا
دیوانہ ہوا ہے۔ کیا مین اب تیری دکان اور جورو بچے سنبھالتا بیٹھون۔ اگر تو
اپنے کہنے کے موافق میرا ہو گیا ہے تو میرے کہنے پر عمل کر۔ ان تمام چیزونکو
سنبھال اگر انسان راہ راست اختیار کرے تو وہ سنسار ہی مین خدا کو پا سکتا ہے یہ کہکر زیورات
واپس کئے اور کالیداس رخصت ہوا۔ اور مہاراج نے معتقدین سے مندرجہ ذیل قصہ بیان فرمایا

سنسار مین خدا

ایک بہولے بہالے آدمی نے خوش قسمتی سے نہایت ہی سگھڑ اور سلیقہ مند
بیوی پائی ہتی۔ ایک مرتبہ اسکو باہر جانیکا اتفاق ہوا۔ پہرتے پہرتے وہان
کے کہیتون مین پہنچا۔ جہان وہان کے جگہ جگہ انبار لگے ہوئے تہے اور ہر طرف
بیوپاری اسکی خرید کر رہے تہے۔ چونکہ اسکے شہر مین چاول کی پیداوار نہ ہتی
اور نہ ہی اسنے کبھی چاول دیکہے تہے تعجب سے دیکہا اور یہ سوچکر کہ یہ کوئی
نہایت ہی کارآمد اور مفید چیز ہے خود ہی خرید لئے اور گہر آیا۔ بیوی نے
بہی یہ چیز کبہی نہین دیکہی ہتی اسلئے بہت خوش ہوئی۔ خاوند نے کہا کہ یہ بڑی
قیمتی چیز ہے اسکو صندوق مین بند کرکے رکہو۔ بیوی ہتی ہوشیار اور عقلمند کہا

ایسی مفید اور کارآمد شے کو سندوق مین بند کر کے رکہنا اچھا نہین ہے۔ ممکن ہے اسکا جاننے والا ملجائے اور ہمکو اس سے حسب خواہش فائدہ پہنچے۔ اس لئے مناسب ہوگا اگر کہلی جگہ رکہا جائے چنانچہ باہم مشورے سے قرار پایا کہ مکان کے برآمدہ مین اس کا ڈہیر لگا دیا جائے تاکہ ہر آنے جانے والے کی اسپر نظر پڑتی رہے اور پہچاننے والا اسکو پہچان لے۔ اتفاق سے چندروز بعد ایک شخص اس شہر مین آنکلا اسکی خوراک چاول ہی تہی شہر مین تلاش کیا تو کسی نے اسکا نام بہی نہ پہچانا۔ پہرتے پہرتے ادہر ہی آنکلا۔ چاولون کا ڈہیر دیکہکر بہت خوش ہوا۔ اور خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ عورت نے کہا ہم دینگے مگر اس شرط پر کہ تم ہمکو اس کا نام اور اس کا طریق استعمال پہلے بتاؤ۔ مسافر نے کہا اسکو چاول کہتے ہین لیکن اسوقت اس کا نام دہان ہے۔ پہلے انکو چکی مین دلو اور اوپر کا چہلکا الگ کر دو۔ پہر اوکہلی مین ڈالکر کوٹو اور بہوسا الگ کر دو ہ بہوسے مین سے سفید سفید دانے نکلینگے ان کا نام چاول ہے اور وہ پکاکر کہائے جاتے ہین۔ بہولے بہالے مالک نے کہا کہ اسطرح دلنے اور کوٹنے سے تو یہ بالکل آٹا بنجائینگے۔ مسافر نے کہا نہین تم میری ہدایت کے موافق عمل کرو۔ چنانچہ دونون میان بیوی نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور چاول نکل آئے۔ پہر اسنے پکانیکی ترکیب بتائی اور کہا کہ اب دہان کے چہلکے۔ بہوسی اور چاول تینون چیزونکو کہاؤ۔ چنانچہ دونون نے پہلے چہلکے کہائے تو بدمزہ پاکر تہوک دئے۔ پہر بہوسی

کہائی تو یہ بہی بدمزہ ہتی اسکو بہی تہوک دیا۔ پہر چاول کھائے یہ نہایت لذیذ تہے پیٹ بہر کے کہائے اور بہت خوش ہوئے۔ اور کچہہ چاول حسب وعدہ مسافر کے ہاتہہ فروخت کئیے؛

قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ جس طرح چاول اپنے ظاہری خول مین چہپا ہوا ہے اسیطرح خدا سنسار کے خول مین چھپا ہوا ہے۔ اور جس طرح چاول کی نشو و نما کے لئے خول لازمی ہے اسیطرح سنسار اور خدا لازم و ملزوم ہین۔ دہان کو صرف خول سمجہکر پہینکدینا گویا چاول کو پہینکدینا ہے اور سنسار کو چہوڑنا گویا خدا کو چھوڑنا ہے جو اسکو اندر پوشیدہ ہے۔ یا جس طرح دہان کو جس مین چاول پوشیدہ ہے اپنے پاس رکہنا اور اسی سے خوش ہونا چاول سے محروم رکہتا ہے اسیطرح سنسار ہی مین پہنسے رہنا اور اُسی سے خوش ہونا خدا سے جو سنسار مین چہپا بیٹھا ہے محروم رکہتا ہے۔ لہذا جس طرح ہم دہان کو محض خول سمجہکر پہینکتے نہین بلکہ اسکو دل کر اور کوٹ کر چاول حاصل کرتے ہین اسیطرح ہمکو سنسار چہوڑنا نہین چاہئے بلکہ خول کیطرح اسکو جدا کرکے اس مین سے خدا کو حاصل کرنا چاہئے؛

یہ سبق آموز قصہ سناکر مہاراج نے کالیداس کی نذر کی ہوئی نئی ٹوپی اپنے سر سے اُتار کر بہنگی کے ایک لڑکے کے سر پر رکہدی۔ کالیداس کی اُسی دن سے حالت بدل گئی۔ اور شہر مین کبہی دہوتی باندہے اور کبہی برہنہ بہٹکنے لگا اور لڑکون کے لئے ایک تماشا بنگیا۔ پولیس نے دیوانہ سمجہکر گرفتار کیا اور سول سرجن کے

پاس بہیجے۔ معائنہ کے بعد صحیح الدماغ ثابت ہونے پر رہا کر دیا گیا۔ لیکن اسکی یہ حالت دن بدن ترقی کرتی گئی اور شہر مین برہنہ پہرنا بند نہ ہوا۔ لہذا رعایا کی حفاظت کے خیال سے پولیس نے اسکو پہر پکڑا اور ہتکڑی ڈالکر حوالات مین بند کر دیا۔ لیکن صبح کو دیکہا تو حوالات سے غائب ہوگیا اور پہر شہر مین پہرنے لگا جس سے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی یہانتک کہ یوروپین حکام کو بہی اس واقعہ کی خبر ہوگئی۔

مہاراج اپنے معتقدین کی ہر ظاہری و باطنی حالت کے نگران رہتے تھے اگرچہ اس کا اظہار آپ نے کبہی نہین کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شب کے ۱۱ بجے راؤ صاحب ونایک راؤ کے گہر پہنچے۔ اور اندر داخل ہو کر گہر کا کونا کونا چہان مارا۔ اور پہر پوجا پاٹ کے کمرے مین گئے جہان ہندو دیوتاؤن اور رشیونکی تصویرین رکہی ہوئی تہین۔ آپ نے سری رام کرشن پرم ہنس کی تصویر اُٹہائی اور پہر اُسی جگہ رکہدی۔ گہر والون نے تازہ میوہ پیش کیا۔ آپ نے کچہہ چکہا اور واپس تشریف لے آئے۔

ایک مرتبہ سیتا بائی نے مہاراج سے کہا کہ کل میرا خاوند دو تین روز کیلئے باہر جانیوالا ہے۔ اور مجہے اکیلے ڈر معلوم ہوگا کیا کرون؟ مہاراج نے فرمایا کہ کسی ہمسایہ عورت کو بلالے۔ سیتا بائی نے اسکو پسند نہ کیا۔ تو مہاراج نے فرمایا کہ اچھا تو خوف نہ کر مین تیرے پاس رہونگا تو صرف مجہے یاد کرتی رہ۔

چنانچہ دوسرے دن اس کا خاوند گیا۔ اور یہ دس بجے رات تک ڈر کے مارے سوئی نہین اور مہاراج کو یاد کرتی رہی۔ ناگہان مہاراج گہر مین داخل ہوئے اور سیتا بائی نے اُٹہہ کر کُرسی پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ توجانتی ہے کہ مین کرسی پر کبہی نہین بیٹہتا۔ اسلئے اس نے چٹائی بچہائی اور مہاراج بیٹہہ گئے۔ سیتا بائی نے کچہہ میوہ پیش کیا آپ نے فرمایا یہ وقت نہین اب توسوجا مین تمام رات یہان پہرہ دونگا۔ چنانچہ وہ سوگئی۔ صبح اُٹہی تودیکہا کہ مہاراج بیٹہے ہین۔ آپ نے فرمایا دن نکل آیا اب ہمین جلدی جانا چاہئے تاکہ لوگ یہان سے جاتے مجہے دیکہہ نہ لین۔ سیتا بائی نے دروازہ کہولا اور آپ دروازہ سے باہر ہوتے ہی غائب ہوگئے۔ یہ خیال کرنے لگی کہ راز پوشیدہ رکہنے کیلئے آپ اسطرح غائب ہوئے ہین۔ چنانچہ ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد خدمت مین حاضر ہوئی اور شکریہ بجالائی کہ رات کو آپ تشریف لائے تو مین سوئی۔ آپ نے فرمایا مین تو رات کو یہان ہی تہا کہین گیا ہی نہین یہ بہنگی گواہ ہین۔ بہنگیون نے کہا کہ بیشک آپ ہمارے ساتہہ دو بجے رات تک باتین کررہے تہے۔ سیتا بائی کو یہ سنکر تعجب ہوا۔ تو مہاراج نے فرمایا کہ مین نے کہا تہا کہ تو مجہے یاد کرتی رہی تو مین رات بہر تیری حفاظت کرونگا وہ وعدہ پورا ہوگیا۔ زیادہ فکر کی ضرورت نہین۔

بزرگون کا ہر ایک فعل عام سمجہہ سے باہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی [illegible] سوجہ گئی اور آٹہہ روز تک اُسکو آرام نہ ہوا۔ اعدد درد بڑہتا ہی

گیا۔ ایک روز شب کو چنا سوامی کے گہر گئے اور اسکو جگا کر گرم پانی منگایا اور ایک گھنٹے تک انگلی کو سینکتے رہے۔ مگر اس سے بہی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر یہ درد تین ماہ تک رہا اور سینکڑون علاج ہوئے مگر آرام نہ ہوا بلکہ زیادہ زیادہ سوجتی گئی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ازل سے جو قسمت کیا گیا ہے وہ ٹل نہین سکتا لہذا مجھے یہ درد صبر سے برداشت کرنا چاہئے۔ اور اسی لئے آپ نے باوجود درد اور تکلیف کے آٹا پیسنا اور پتہر اٹہانا وغیرہ کم نہین کیا۔

رنج کا خوگر ہو گر انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلین اتنی پڑین مجھپر کہ آسان ہو گئین

تین ماہ بعد ایک روز کہانے کے ساتھ لیمو کا اچار آیا آپ نے اسکو اٹہا انگلی سے باندہ دیا۔ چند روز بعد انگلی ایسی صاف ہوئی کہ زخم وغیرہ کا نشان باقی نہ رہا۔ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا۔

کسی بادشاہ کے دربار مین ایک قیافہ شناس اور عامل آیا بادشاہ نے ازراہ قدردانی اپنے محل مین ٹہرایا۔ ایک روز یہ عامل بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کنیز جسکو سات ماہ کا حمل تہا سامنے آئی۔ عامل نے اسکو اپنے قریب بلایا اور کہا کہ تیرے یہان لڑکا پیدا ہوگا جو تمام عالم پر حکومت کریگا۔ کنیز یہ سنکر چلی گئی۔ عامل بہی بادشاہ سے رخصت ہو کسی دوسرے ملک مین چلا گیا۔ بادشاہ کو چونکہ عامل کے کہنے کا پورا یقین تہا تو وہ پیدا ہوا کہ اگر میری کنیز کا لڑکا بادشاہ ہوا

تو میرا موجودہ ولیعہد کیا کرے گا؛ اسی فکر مین تہا کہ ایک روز دائی کو بلا کر حکم دیا
کہ اس کنیز کے لڑکے کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالنا اگر اتنا موقع نہ ملے تو آٹہہ روز بعد
خفیہ طور پر بچہ کو اُٹہانا اور جنگل مین لیجاکر اوس کا خاتمہ کردینا۔ چنانچہ لڑکا پیدا
ہوا اور موقع نہ ملنے سے زندہ رہگیا۔ شاہی کنیز سینکڑون دائیان خدمت مین
تہین۔ آٹہوین دن اس دائی نے موقع پا لڑکے کو مان کی گود سے اُٹہا ایک لونڈی
کو دیا کہ راتون رات جنگل مین لیجاکر اس کو مار ڈال ورنہ بادشاہ تیری جان لے گا۔
چنانچہ لونڈی بچے کو لے جنگل مین پہنچی۔ چاہا کہ گلا گہونٹ کر مار ڈالے کہ رحم کے
فرشتے نے اس کا ہاتہ پکڑ لیا اور کہا کہ کسی معصوم کا خون اپنی گردن پر کیون لیتی
ہے چنانچہ بچے کو زمین پر رکہدیا اور سوچنے لگی۔ خدا کی شان ایک ہرنی قریب
ہی بچے جن رہی تہی اُس نے کنیز کے بچے کو بہی اسکے نیچے رکہدیا۔ اور سمجہی کہ
ہرنی اسکو مار ڈالیگی۔ چنانچہ ہرنی نے فراغت پاکر اپنے بچونکو دودہ پلانا شروع
کیا جس مین اس بچے کو بہی دودہ پلایا۔ لونڈی کہڑی تماشہ دیکہتی رہی۔ آخر اس نے
بچے کو ایک چہوٹے سے درخت مین الٹا لٹکا دیا اور چلی آئی۔

صبح ہوئی اور کنیز نے بچہ اپنی بغل مین نہ دیکہا تو گہبرائی اور پوچہا کہ
میرا بچہ کہان ہے تمام دائیون سے پوچہا کہین پتہ نہ چلا آخر یہ قرار پایا کہ اس
گہر مین جن ہے وہی بچے کو لیگیا۔ کنیز رو دہو کر خاموش ہو گئی اور معاملہ رفت
گذشت ہو گیا۔ اور بادشاہ کو اطمینان ہو گیا کہ لڑکا مارا گیا۔

اب ہرنی حسب معمول اس جگہ آتی اور بچے کو دودہ پلاکر چلی جاتی یہان تک کہ بچہ بڑا ہوگیا۔ چونکہ بچہ مان کے رحم مین بہی الٹا (سر نیچے پاؤن اوپر) ہی رہتا ہے اور یہ پیدایش کے بعد ہی الٹا لٹکا دیا گیا تہا اسلئے اسکو اپنی خلقت ایسی ہی معلوم ہوئی۔ بڑا ہونے پر ہرنی نے گہاس لالاکر کہلانا شروع کیا اور یہ مزے سے گہاس کہاتا اور درخت سے لٹکا رہتا۔ اسی حالت مین اسکی چشم باطن کہلی اور یہ اسرار حقیقت کا معائنہ کرنے لگا۔ اسی عالم مین اِسے چند سال اور گذرے جس مین اسکو اپنے وجود اور دوسری چیزونکا مطلق خیال نہ تہا۔ یہان تک یہ ولی کامل بنگیا۔

ایک دن ایک شکاری اپنی لڑکی کو ساتہ لئے یہان آنکلا۔ اور انسانی قالب کو درخت سے الٹا لٹکا ہوا دیکہکر بہوت سمجہا اور تیر چلایا۔ مگر اتفاق سے تیر اسکے بدن کو چاٹتا ہوا نکلا۔ اور یہ بیدار ہوگیا۔ دوسرا تیر چہوڑنا چاہتا ہی تہا کہ لڑکی نے باپ کا ہاتہ روک لیا اور کہا خبردار تیر نہ چلانا ممکن ہے کوئی خدا کا بندہ اپنی ریاضت مین ہو اور ہم اس کا خون کرڈالین۔ آپ یہان ٹہیرین مین دیکہکر آتی ہون۔ اسی عرصے مین لڑکے نے دیکہا کہ کوئی بلا آرہی ہے اپنی باطنی قوت سے ایک روحانی حلقہ باندہنا شروع کیا تا کہ کوئی چیز اس مین داخل نہ ہوسکے۔ لیکن لڑکی حلقہ قایم ہونے سے پہلے اس مین داخل ہوگئی۔ قریب جاکر دیکہا کہ ایک نہایت ہی حسین لڑکا ہے اور سر پر نورانی حلقہ دیکہکر سمجہی کہ بزرگ کامل

بہی ہے۔ باپ کو آواز دی۔ باپ آیا مگر حلقے مین نہ آسکا۔ آخر دور ہی دور سے
لڑکی نے کہا کہ یہ رشی ہے اور مین اب اسی کے چرنون مین زندگی بسر کرونگی
آپ تشریف لیجائیے۔ چنانچہ باپ چلا گیا اور لڑکی نے جنگلی پہلون پر گذرا کرکے
اس سے روحانی فیض پانا شروع کیا۔ اس عرصے مین لڑکا حقیقت و معرفت کی
اعلیٰ منزل پر پہنچ گیا۔ اور اب لڑکی نے اسکو درخت سے اتار کر چلنا پہرنا کہانا پینا
اور باتین کرنا سکہایا۔ اور دونون (لڑکا برہما روپ گیانی۔ لڑکی سادہوی
ستی کی صورت مین) جنگل مین رہنے لگے۔

اتفاق سے وہی عامل بادشاہ کے پاس پہر حاضر ہوا۔ اسوقت کنیز کو
دوسرا لڑکا ہوا تہا۔ گود مین لیکر آئی۔ عامل نے کہا وہ لڑکا کہان ہے جسکی نسبت
مین نے پیشنگوئی کی ہتی۔ کنیز نے کہا کہ وہ تو پیدا ہوتے ہی غائب ہوگیا اور
آجتک لاپتہ ہے۔ عامل نے کہا خیر وہ کسیجگہ ہی ہو مگر وہ تین جہان کا مالک
بن چکا ہے اِس جہان کا مالک تیرا یہ لڑکا ہوگا۔ بادشاہ بہی بیٹہا سن رہا تہا
عامل سے کہا کہ اسوقت مین بادشاہ ہون اور میرے بعد میری بیگم کے بطن سے
جو لڑکا ہے وہ وارث تخت ہوگا۔ کنیز زادہ کس طرح مالک تخت ہو سکتا ہے؟
عامل نے کہا یہ بات میرے تمہارے اختیار کی نہین ہے خدا اپنی مخلوق پر جسکو
چاہتا ہے بادشاہ کرتا ہے اسکے یہان بیگم اور کنیز مین کوئی فرق نہین ہے۔ بادشاہ
اور ولیعہد کو اس بات کا اتنا صدمہ ہوا کہ دونون بیمار پڑ گئے۔ جن مین سے

شہزادہ لقمۂ اجل ہوگیا اور بادشاہ کو مجبوراً اپنی سلطنت اپنے کنیز زادے کو جو درحقیقت اسکا بیٹا اور برابر کا حق وار تہا دینی پڑی۔

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
سوزن تدبیر گرچہ عمر بھر سیتی رہے

ایک مرتبہ رات کے گیارہ بجے آپ چنا سوامی کے مکان پر پہنچے اور دروازہ کہلوا کر اندر گئے۔ چنا سوامی کی بیوی نے کہانا پیش کیا۔ آپ نے تہوڑا سا کہایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگے۔ باجی راؤ اور ایکناتہ راؤ کو بہی خبر ہوگئی اور درشن کو حاضر ہوئے۔ یہان سے مہاراج ایکناتہ راؤ کے گہر گئے۔ اسکی بیوی نے آیسکریم پیش کی آپ نے خوشی سے کہائی۔ پہر ایکناتہ راؤ نے اپنے گہر کا تمام سامان دکہایا اور پہر صندوقچہ کہولکر نقدی اور زیورات دکہائے۔ پہر مہاراج نے خود چپہ چپہ گہر کا دیکہا اور پیچہے کے دروازے سے نکلکر سیتارام کے گہر مین داخل ہوئے اور چند منٹ ٹہر کر باہر نکلے پترا بابو کے مکان مین پچھلے دروازے سے داخل ہوئے۔ اس نے بہی اپنا سارا گہر دکہایا اور اخیر مین پوجا پاٹ کی کوٹہری مین لیگیا۔ یہان ایک کونے مین سری کرشن پرم ہنس کا فوٹو رکہا ہوا تہا مہاراج نے اسکو بڑی محبت سے اٹہایا اور پہر اپنی جگہ رکہدیا پترا بابو کی بیوی نے آپ کی آرتی پوجا کی اور مصری کی ڈلی نذر کی۔ آپ نے

چلی لی اور رخصت ہوئے۔ اسوقت آپ کے ہمراہ میرا بائی بھی تھی اس نے کہا کہ میرا باپ بھی آپ کا دشمن ہے آپ نے فرمایا پھر کبھی دیکھا جائیگا۔ اور چیتا سوامی کے مکان مین پچھلے دروازہ سے داخل ہو کر سامنے کے دروازے سے باہر نکلے اور اپنے چھپر مین تشریف لے آئے۔ آپ کا اسطرح رات کو اچانک ان چار آدمیون کے گھر جانا خالی از علت نہ تھا لیکن ظاہر بین اسکے مطلب سے بیخبر ہین۔

بابو راؤ اور کہاڈیلکر دو دوست مہاراج کے معتقد نہ تھے حالانکہ انکی بیویان مہاراج کیخدمت مین ہمیشہ حاضر رہا کرتین۔ اور بارہا کہا کرتین کہ ہمارے خاوند بھی آپ کی سیوا کرنے لگین تو اچھا ہے۔ مہاراج ٹالدیا کرتے کہ دیکھا جائیگا ایک دن یہ دونون خود ہی مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دروازے کو لگ کر کہڑے ہوگئے۔ اور بہنگی سے پوچھا کہ مہاراج اندر ہین؟ بہنگی نے جاکر اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا کہ "ان سے کہہ" کہ اندر مہاراج کے پاس جانیکی ضرورت نہین ہے تم مجھہ ہی کو سلام کرو۔ کیونکہ یہ دونون تجھہ ہی کو سلام کرنے کے قابل ہین دروازے سے لگو تو کہڑے ہی تھے یہ سنکر بہت شرمائے اور بہنگی کے آنے سے پہلے ہی بھاگ گئے۔ اسکے بعد سے انہون نے بلا ناغہ آنا شروع کیا۔ اور ایک دن علیحدہ علیحدہ پوجا کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ جب تک مجھے تمہاری صداقت کا یقین نہ ہوئے گا اسوقت تک اجازت نہین دیسکتا۔

ایک دن انہون نے خود ہی مہاراج کے اور بہنگی اور چہار لڑکیون کے نہلانے کی رسم مین شرکت کی۔ اور دو چار روز بعد بابو راؤ نے پوجا کا سامان لاکر بڑے زور شور سے مہاراج کی پوجا کی۔ پوجا سے پیشتر مہاراج نے بابو راؤ سے کہا کہ دیکھو آج کی پوجا ہنسی کھیل نہین ہے۔ اور اسکی ذمہ داری ہم دونو پر عائد ہوگی۔ پتھر پر جب تک پہول اور سیندور نہین چڑہاتے اور اوسکی پوجا دیو کی حیثیت مین نہین کرتے پاخانے کی کہڈی مین لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب یہ ہی پتھر پجنے لگتا ہے تو پہر ایسا نہین کیا جاتا۔ لہذا اگر بد اعتقادی سے میری پوجا کی تو تجہے اس کا سخت خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ بابو راؤ نے کہا مہاراج مجہے اب آپ پر کامل اعتقاد ہے۔ اسکے بعد یہ دونون دوست واقعی سچے معتقد نکلے۔

ایک مرتبہ کہاڈلکر شب کو ذرا دیر سے مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوا مہاراج کہانا کہا رہے تہے۔ مہاراج اسپر غصے ہوئے اور کہانیکی تہالی اُٹہاکر ماری جو اسکی گود مین گری۔ مہاراج کو غصے دیکہکر اس نے تہالی اُٹہا ایک طرف رکہدی اور گہبراکر اُٹھ بیٹہا۔ لوگون نے کہا کمبخت وہ تو تبرک تہا تونے چھوڑ کیون دیا۔

ایک مرتبہ بارش بڑے زور کی ہو رہی تھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ایک وقت یہان ہر قوم کے لوگون کی بارش ہوگی۔

مہاراج ہمیشہ نیم کے پتوں کی بھجیا کہایا کرتے تہے۔ ایک دن عورتین چال مین لگائے ہوئے درختون سے پہول توڑ رہی تہین۔ مہاراج نے مذاقاً بان سے کہا کہ تم لوگ مجہے خدا کا اوتار سمجہتے ہو اور پہر بہی مجہے نیم کے کڑوے پتے کہلاتی ہو۔ ذرا خیال تو کرو کہ ان کڑوے پتون کے بدلے مین خدا تمہین کیا دیگا؟ عورتین یہ سنکر پہول توڑتے توڑتے رک گئین اور گہبراکر کہا ہم تو آپ کے لئے طرح طرح کے لذیذ کہانے لاتے ہین مگر آپ خود ہی نہین کہاتے اور نیم کی بہجیا ہی کہاتے ہین۔ آپ فرمائین تو آیندہ سے یہ کڑوی بہجیا نہ لایا کرین۔ آپ نے فرمایا نہین بند نہ کرنا میرے لئے کڑوی اور میٹہی چیز ایک ہی ہے۔

ایک مرتبہ بہت سی عورتین جمع تہین آپ نے فرمایا کہ کیا تم سب مجہسے سچی محبت رکہتی ہو؟ سبنے کہا جی ہان۔ آپ نے کہا تو مین جو حکم دون اسکی تعمیل تم کو کرنا پڑیگی۔ سبنے کہا بسر وچشم۔ مہاراج نے اسپر کہا کہ اچہا کالک تیل مین ملا کر لاؤ اور میرے تمام بدن پر مل دو۔ عورتون نے کہا مہاراج ایسی جرأت ہم سے کیونکر ہوگی؛ مہاراج نے فرمایا تو تمکو ابہی پوری محبت نہین ہے دو ایک روز بعد راؤصاحب ونایک راؤ کی بیٹی سونا بائی اور دوسری چند عورتین تیل مین کالک ملا کر لائین اور پیش کیا۔ مگر تمام عورتون نے انکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ مہاراج کے چہرے پر کالک لگاتی ہو۔ تمہارا کیا حال ہوگا؟

پہ سنکر یہ عورتین پیچھے ہٹ گئین مگر ایک عورت ان مین سے آگے بڑہی اور کہا تعمیل حکم فرض ہے۔ ہمارا چہرہ خواہ کیسا ہی کیون نہ ہو جائے۔ اسپر سبنے دے شروع کر دی۔ مہاراج نے فرمایا اچھا خیر تم لوگون کی مرضی نہین ہے تو نہ ہی مگر یہ لائی ہے تو ایک ٹیکا لگا لینے دو۔ چنانچہ اُس نے ایک ٹیکا لگا دیا۔

درحقیقت مہاراج کا تصرف اب اسقدر بڑہ گیا تہا کہ ہر ایک آدمی جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا دنیا و مافیہا کو بہولکر آپ کی محبت مین بیخود ہو جاتا۔ چنانچہ ایک دن پیترا بابو نے جوش محبت مین اپنے پیٹ مین نشتر مارا اور اسکے خون سے آپ کی پوجا کی۔ اس جان نثاری کو دیکھکر مہاراج کا دل بہر آیا اور آنکہون سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہی حال اسکی ۷۰ سالہ بڑہیا خالہ کا تہا کہ مہاراج کا نام سنتے ہی رو پڑتی تہی۔

جس زمین پر کہڑگپور بسا ہوا ہے اسکے متبرک ہونے کے متعلق آپ نے ایک دن فرمایا کہ شاستر کی رو سے یہ خطۂ زمین نہایت مقدس ہے کیونکہ گنگا مائی اسکے قریب سے گذرتی ہے۔ یہ مقام پہلے ایک زبردست جنگل تہا اور یہان جہا یوگی جپ تپ کیلئے آیا کرتے تہے۔ جہاروداڑی اور بہنگی چاپل اور بہی مقدس جگہ ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ یہان جمع ہوتے ہین اور مجہسے

کہڑگپور سے ۷۰ میل فاصلہ پر ہے

عقیدت رکھنے مین اُنکی نجات اور خداشناسی کا وقت آگیا ہے - بلکہ صرف معتقدین ہی کیلئے نہین - مخالفین کا بھی اس مین حصہ ہے کیونکہ وہ بھی مجھسے تعلق رکھتے ہین - پھر آپ نے فرمایا کہ میرا رشتہ تم سے اسلئے جوڑا گیا ہے کہ اس جگہ کا پن (نیکی) جو تمہارا ہی حصہ ہے اسکو پاپ (گناہ) کی آلائش سے پاک کیا جائے اور یہ کام سدگرو کا ہے جو اپنی روحانی قوت سے پن کو پاپ سے الگ کرکے تمہارے حوالے کرسکتا ہے - جس طرح کسی نابالغ کی جائداد سن بلوغت تک ایک امین کے قبضے مین رہتی ہے اور بالغ ہونے پر اسکی تحویل مین دی جاتی ہے اسیطرح تمہاری جائداد یعنی نیکیان ایک امین یعنی سدگرو کے پاس رہتی ہین - اب چونکہ اس امانت روحانی کو تمہارے حوالے کرنیکا وقت آگیا ہے لہذا تم مین سے ہر شخص کو نیکیون کے تناسب سے حصہ ملیگا یعنی تم جس قدر زیادہ میری پیری کروگے اسی تناسب سے تمہارے حصے مین اضافہ ہوگا -

پھر آپ نے فرمایا کہ چونکہ یہ مقام نہایت متبرک ہے اس لئے ہر مذہب و ملت کے لوگ ایک دن میرے سامنے جمع ہونگے اور میری باطنی سرپرستی مین اپنی اپنی روحانی جائداد حاصل کرینگے - اور اگرچہ تعلق جسمانی کیوجہ سے انکو اس کا پتہ نہ چلے لیکن مرتے وقت یا دو تین دن قبل از مرگ وہ اسرار حقیقت سے بہرہ یاب ہونگے - اور ساری حقیقت معلوم ہو جائیگی - یہان تک کہ اس

احاطے مین رہنے والے یورپین بہی اس حلقے مین شامل ہونگے۔ اور اس کام کے انجام پانے کے بعد مین کہڑ گپور سے چلا جاؤنگا۔

بہنگی چال مین ایک بکری ہمیشہ مہاراج کے قریب اپنی مقررہ جگہ پر بیٹہا کرتی بارہا لوگون نے اسکو ہٹایا مگر اس نے اپنی جگہ اور ہر روز کا آنا نہ چہوڑا۔ مگر مہاراج نے کبہی اسکی متعلق کچہہ نہ کہا جب کہڑگپور سے جانے کے دن قریب رہے تو ایک دن آپ نے اس بکری کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ شیرڈی (مرہٹی مین بکری کو شیرڈی کہتے ہین) میری روحانی رہبر ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان جو کچہہ بہی تعلقات ہین وہ سب اسکے قایم کردہ ہین۔ در اصل مجہہ مین کچہہ بہی نہین ہے۔ یہی شیرڈی تمہین میرے پاس لاتی ہے اور اسکے یہ تمام کرشمے ہین۔ اس کا مالک ایک بہنگی ہے اسلئے یہ شیرڈی بہی بہنگی ہے۔ تم جانتے ہو کہ بہنگی تمہارا پاخانہ صاف کرتا ہے۔ اسیطرح یہ شیرڈی تمہین گناہونکی آلایش سے پاک کرکے ذات پاک سے تمہارا رشتہ قایم کرتی ہے۔

کہڑگپور کے لوگ اس معمے کو کیا سمجہتے سنکر خاموش رہجاتے کیونکہ انکو یہ معلوم نہ تہا کہ مہاراج کے پیرومرشد حضرت سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ قصبہ شیرڈی مین رہتے ہین۔ البتہ منگو لکر نے کبہی سنا تہا کہ شیرڈی ایک گاؤن کا نام ہے اور وہان سائین بابا کوئی بزرگ ہین۔ اسلئے اسکو خیال ہوا کہ شاید

مہاراج کا اور سائین بابا کا تعلق ہوگا۔ چنانچہ اسی تحقیق کے لئے اس نے چند روز کی چھٹی لی اور مہاراج سے اجازت لیکر شیرڈی آیا۔ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کے بعد اس نے شیرڈی کے لوگون سے مہاراج کے حالات معلوم کئے اور کہڑگپور کے تمام واقعات سنائے اور شیرڈی والونکو مہاراج کا پتہ ملا۔ سنگولکر نے کہڑگپور آکر شیرڈی اور سائین بابا کے حالات اور مہاراج اور سائین بابا کے تعلقات کا ذکر کیا جس سے شیرڈی اور بکری کا معمہ حل ہوا۔

چونکہ مہاراج کا قیام اب کہڑگپور مین کم رہگیا تہا اسلئے قدرتی طور پر لوگون کے دل مین آپ کے فوٹو لینے کا خیال پیدا ہوا اور سب نے ملکر عرض کیا مگر مہاراج نے انکار کیا اور فرمایا کہ میری اس خاک آلودہ۔ نحیف وزار۔ برہنہ اور جنونی ہیئت کو اپنے لوح دل پر نقش کر لو یہ ہی میرا سچا اور اصلی فوٹو ہوگا جو ہمیشہ تمہارے پاس رہ سکتا ہے۔ لیکن کسی نے نہ مانا اور اصرار کرتے رہے۔ آخر بابو راؤ کے بہنڈارے کے دن۔ بابو راؤ۔ ایکناتھ راؤ۔ چنا سوامی اور ماما گارڈو وغیرہ نے ضد کرکے آپ کو رضامند کر ہی لیا اور بہنڈارا تقسیم ہونے سے پہلے شام کے پانچ بجے آپ کا فوٹو لیا گیا۔ جو اس صفحہ کے مقابل چسپان کیا گیا ہے۔

مہاراج کے کہڑگپور چھوڑنے سے پیشتر بابو راؤ نے پھر بہنڈارا دینا چاہا۔ لیکن مہاراج نے اجازت نہ دی۔ جب بہت ہی ضد کی تو فرمایا خیر تمہاری

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay. 8

مرضی۔ چنانچہ بہنڈارے سے ایک روز پیشتر تمام سامان خرید لیا گیا۔ لیکن بہنڈارے
کے دن آٹہہ بجے صبح تک بارش ہوتی رہی اور چارون طرف پانی ہی پانی ہوگیا
بابوراؤ اور اسکی بیوی دوڑے ہوئے مہاراج کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آج
تو ہمارے بہنڈارے کا دن ہے اور بارش اتنی ہے کہ تمام بہنگی چال مین ٹخنون
ٹخنون پانی ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ بابوراؤ کی نیت صاف نہین ہے اس لئے
خدا نے بارش بہیجدی۔ اس حالت مین بہنڈارا دینا ناممکن ہے۔ بابوراؤ کی بیوی
نے کہا مہاراج یہ سب آپ کا کیا ہوا ہے آپ مختار ہین جو چاہین کرین۔ مہاراج
نے فرمایا کہ گہر پر ہی کہانا پکاؤ اور تقسیم کردو یہان لانیکی کیا ضرورت ہے لیکن
انہون نے یہ منظور نہ کیا اور کہا کہ ہم تو آپ کے ہی قدمون مین بہنڈارا کرینگے۔ آپنے
فرمایا کہ اچھا اگر یہ ہی خیال ہے تو سامان اُٹہا لاؤ اللہ مالک ہے۔ چنانچہ سامان
آیا مگر بارش بدستور رہی۔ مہاراج نے فرمایا کہ ضرور تمہاری نیت مین فرق ہے۔
لیکن خیر تم آگ سلگاؤ اور پکانا شروع کرو۔ چنانچہ فوراً آگ سلگائی گئی۔ ادہر
آگ کا سلگنا اُدہر بارش کا بند ہونا ایک ہوگیا۔ تہوڑی دیر مین پانی بہی بند
ہوگیا۔ اسوقت قریباً ۱۰ بجے تہے۔ کہانا پکنے لگا اور مہاراج مکان کی سیڑہیون پر
بیٹہے تماشہ دیکہہ رہے تہے کہ دو تین انگریز آپ کو غور سے دیکہتے ہوئے چلے گئے
شام کے چار بجے معمول کے خلاف سینکڑون آدمیونکا ہجوم ہوگیا جس
مین ہندو مسلمان اور انگریز سب ہی قسم کے لوگ تہے اور مخالف پارٹی

کے ممبر بہی موجود تہے۔ اتنے مین مہاراج حسب عادت باہر سے واپس آئے اور چہپر کے پاس اسقدر ہجوم دیکہہ کر کونڈی کے پاس ٹہر گئے۔ اور سب کو بغور ملاحظہ کرنے لگے۔ اتنے مین دو تین انگریز گہوڑے پر سوار مہاراج کیطرف بڑہے جن مین ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ تہا۔ اس نے لوگون سے مہاراج کے متعلق چند باتین دریافت کین جنکا جواب ایکنا تہہ راؤ نے دیا۔ پہر اسنے کہا کہ مجہے معلوم ہے کہ فقیرونکی روحانی قوت بیحد زبردست ہوتی ہے۔ اور ہم اُن کے کسی کام مین مداخلت نہین کر سکتے۔ ہم بہی صرف تماشہ دیکہنے یہان چلے آئے ہین۔ پہر اسنے دریافت کیا کہ ایسا بڑا کہانا کب اور کون پکاتا ہے۔ ایکنا تہہ نے کہا کہ ہر روز ایسا کہانا پکتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے وہ مہاراج سے اجازت لیکر پکاتا ہے۔ مخالف پارٹی مین سے ایک نے کہا کہ مہاراج نام کے مہاراج ہین مگر درحقیقت یہان مکاری کا جال پہیلا ہوا ہے جس مین پہنس کر لوگ بیدین بنے جا رہے ہین۔ ایکنا تہہ نے کہا کہ یہ لوگ مہاراج کے مخالف ہین جو جی چاہتا ہے کہتے ہین۔ انگریز نے کہا مین سمجہتا ہون بزرگون کے لوگ مخالف بہی ہوتے ہین لیکن مین یہان کے اس انتظام سے بہت خوش ہون کہ ہر کام سہولیت سے ہوتا ہے۔ پہر اسنے مہاراج سے پوچہا کہ آپ کہان سے آئے ہین۔ مہاراج نے کہا ناگپور سے۔ پوچہا کالیداس آپ کے پاس ہر روز آتا ہے۔ فرمایا میرے پاس روزانہ سیکڑون آدمی آتے ہین مین کسی سے خصوصیت

کے ساتھ نہین ملتا میری نظرون مین سب برابر ہین۔ نہ مین کسیکا خیال رکھہ سکتا ہون
پوچھا کہ آپ نے کبھی اسکو کچھہ دیا ہے۔ فرمایا نہ مین کسی سے کچھہ لیتا ہون اور نہ
کسیکو کچھہ دیتا ہون۔ یہ جوابات سنکر افسر پولیس نے سلام کیا اور رخصت ہوا
مڑکے دیکھا کہ کتا ندارد ہے حالانکہ کتا مہاراج کے پاس کھڑا تہا اور سب لوگ
دیکھہ رہے تہے۔ یہ اودہر اودہر دیکھنے لگا اور گھوڑا دوڑاکر بھنگی چال مین گیا
وہان بہی اسے کتا نہ دکھائی دیا۔ واپس آکر مہاراج سے کہا کہ میرا کتا غائب
ہوگیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تیرے گھر مین ہے۔ افسر نے کہا نہین وہ میرے
ساتھہ تہا اور وہ ایسا ہلا ہوا ہے کہ مجھے چھوڑکر ایک قدم بہی کہین نہین جاتا
آپ نے فرمایا گھر جا کتا وہین ملیگا۔ چنانچہ کتا گھر پر موجود تہا۔

بھنڈارا تقسیم ہونے کے بعد مہاراج نے فرمایا کہ اب میرا کام پورا ہوگیا
اور مین بہت جلد یہان سے جانیوالا ہون۔ چنا سوامی سے بہی آپ نے ایک
دن فرمایا کہ مین آجکل مین جانیوالا ہون۔ اُس نے کہا کہ مین ہمراہ چلونگا آپنے
فرمایا نہین ہمراہی کی ضرورت نہین ہے۔

کھڑگپور سے روانگی۔

جب سے آپ نے یہ فرمایا کہ میرا کام اب ہوگیا اور مین آجکل مین جانے
والا ہون معتقدین مین نہایت بیچینی اور اضطراب پھیلا ہوا تہا خصوصاً اس

مجمع نے جس مین ہر مذہب وملت کے لوگ جمع ہو گئے تھے یقین دلایا تھا اور تمام
لوگون مین ایک قسم کا ہراس پیدا ہو گیا تھا اور ہر وقت آپ کے پاس ہجوم رہنے
لگا۔ سب کو یہ یقین تھا کہ آپ جائینگے تو سب سے کہہ سنکر جائینگے یہ خیال ہی نہ تھا کہ بے
کہے سنے آپ تشریف لیجائینگے۔ چنانچہ ایک روز لکشمی بائی اور دوسری عورتین
جب کہانا لیکر آئین تو آپ نے فرمایا کہ تہوڑا سا کہانا اس مین سے لیکر کپڑے مین
لپیٹ کر چھپر مین رکہدو۔ ان دنون رات کو مجہہ بہوک معلوم ہوا کرتی ہے لکشمی بائی
نے تہوڑا سا کہانا رکہدیا اور ۱۰ بجے کے بعد سب لوگ رخصت ہو گئے۔

دوسرے دن صبح لوگون نے چھپر خالی پایا ماتھا ٹھنکا لیکن یہی خیال
ہوا کہ شاید کہین باہر گئے ہونگے۔ تمام دن لوگ آپ کو چارونطرف تلاش کرتے رہے
یہانتک کہ رات ہو گئی۔ اتنے مین چنا سوامی کو ڈاکٹر پلے کا تار ملا کہ مہاراج کل شب
کو ۱۱ بجے کے قریب بخیریت ناگپور آپہنچے۔ اور ان کے فرمان کے موافق یہ تار کیا
جارہا ہے۔ تار پڑہکر سب کو تعجب ہوا کہ ۱۰ بجے رات تک تو کہڑگپور مین تھے اور
۱۱ بجے رات ہی کو ناگپور کیسے پہنچے۔ نہ اسوقت کہڑگپور سے کوئی ریل جاتی ہے نہ آپ
کے پاس ریل کا کرایہ نہ دوسری ایسی کوئی سواری کہ ۰۰۰ میل ایک گھنٹے مین لیجائے
سب کو یقین ہو گیا کہ مہاراج اپنی روحانی قوت سے ناگپور جاپہنچے۔ جس سے معتقدین
کے دل مین تازہ وقعت پیدا ہو گئی۔ اور انکو اطمینان ہو گیا کہ مہاراج بخیریت
ہین۔ لیکن دوسرے ہی روز مہاراج مسٹر فاکس کے گہر جاتے ہوئے دکہائی

دئے جہان آپ اکثر دودہ پینے جایا کرتے تھے اور چند روز تک لگاتار ایسا ہوا مسٹر فاکس نے بہی کہا کہ بیشک وہ روز میرے یہان آتے ہین۔ بہنگی کے لڑکون نے کہا کہ مہاراج تو ہمارے ساتہہ گولیان کہیلا کرتے ہین۔ قلیون نے کہا کہ ہمارے ساتہہ روز کہدائی کا کام کرتے ہین۔ کسی نے بازار مین آپ کو پہرتے دیکہا بعض اوقات خود معتقدین مین سے کوئی اپنے گہر دیکہتا۔ غرض ان تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعات نے معتقدین کو تذبذب مین ڈالدیا اور انکو شک ہوگیا کہ مہاراج یہان ہی کسی جگہ چھپے ہونگے اور ناگپور روحانی طور پر گئے ہونگے اس خیال سے ادہر اُدہر تلاش مین رہتے یہان تک کہ ۱۰ روز گذر گئے اور یہ واقعات بالکل بند ہوگئے۔ اور سب کو آپ کے روحانی تصرف کا یقین ہوگیا۔

اگرچہ مہاراج کہڑگپور چھوڑکر چلے گئے لیکن آپ کے وقت کی جاری شدہ رسومات کماری پوجا اور بہنڈارے کے سوا بدستور جاری ہین۔ معتقدین حسب دستور قیام گاہ پر آتے اور سلام کرکے چلے جاتے۔ نوید بہی اسیطرح روز آتا اور بہنگیون مین تقسیم ہوجاتا۔ عورتین کچرے کی کونڈی کے پاس بیٹھکر آپ کا ذکر خیر کرتین اور آپ کی تعریف مین گانے گایا کرتین۔ اسیطرح مردونکا دستور رہا کچہہ دنون بعد مہاراج کی بیٹھک کی جگہ ایک پتہر بطور یادگار نصب کیا گیا اور ایک چھپر عارضی طور پر ڈالکر مہاراج کی آرتی پوجا کرنے لگے۔ اس کے بعد یہ چھپر پکی عمارت بنگیا۔ اور مہاراج اور دیگر بزرگون کی تصویرین رکہی گئین اور شربت پیلانے پر

آرتی پوجا اور بھجن ہونے لگے۔

اب کچھہ دنون سے مہاراج کی سالگرہ کی رسم بہی منائی جانے لگی ہے اور دوسرے تہوارون کی طرح یہ بہی ایک خاص تہوار ہو گیا ہے۔

جیسا کہ ہم حصہ سوم مین بیان کرچکے ہین مہاراج ۱۰ بجے شب کے قریب کہڑگپور سے روانہ ہوکر اپنی روحانی طاقت سے ۷۰۰ میل کا فاصلہ طے کرکے گیارہ بجے شب کو ناگپور تشریف لائے جہان سے آپ کہڑگپور تشریف لیگئے تہے۔ اور اُسی ڈاکٹر پلے کے مکان پر پہنچے جنکے یہان پہلے مقیم تہے اور جنکی وجہ سے آپ کہڑگپور گئے تہے۔

چونکہ رات تہی اور سب لوگ سو رہے تہے اسلئے آپ نے کسیکو جگانا مناسب نہ سمجہا اور مکان کے چبوترے ہی پر لیٹ گئے۔ صبح کو ڈاکٹر پلے اور اسکے گہر والونکو خبر ہوئی اور آکر قدمبوس ہوئے۔ اور پوچہا کہ آپ کب تشریف لائے۔ فرمایا اسکا جواب بعد سننا پہلے کہڑگپور چنا سوامی کے نام

تار کردو کہ مین بخیریت یہان پہنچ گیا ہون ورنہ وہان لوگ پریشان ہونگے - پہر آپ اپنے اُسی پہلے کمرے مین جس کا بیان پیشتر ہوچکا ہے جا ٹہیرے اور ڈاکٹر پلے سے کہا کہ مرا ٹھے - ویدھیہ اور انکی بیویون کے سوا کیکو میرے یہان آنیکی خبر نہ کرنا - چنانچہ ویدھیہ کی بیوی آپ کے لئے کہانا لائی اور مہاراج نے تناول فرمایا اور بدستور ایک وقت شام کو ہی کہانا کہاتے - یہان آپ کا پرانا مرض بواسیر پہر عود کر آیا - مسے پہول گئے اور خون جاری ہوگیا جس سے مہاراج چندروز تک کمرے سے باہر نہ نکلے - مہاراج کی اجازت سے ڈاکٹر پلے نے ڈاکٹر گنپت راؤ کو ہی شندی سے بلوایا - دو چار روز بعد میرا بائی اور اسکی خالہ کہڑ گیور سے آئین اور میرا بائی کو مہاراج کی خدمت مین ڈاکٹر پلے کے مکان پر چھوڑ کر اسکی خالہ کامٹی گئی - ۱۰ روز بعد واپس آئی تو مہاراج نے فرمایا کہ میرا قیام کسی جگہ یقینی نہین ہے اسلئے میرا بائی کو اپنے ہمراہ لیجاؤ چنانچہ میرا بائی کامٹی چلی گئی - بعض اوقات ناگپور کے شری منت بوئی صاحب کے فرزند کیشوراؤ بہیا مہاراج کیخدمت مین اجازت لیکر حاضر ہوتے اور آپ کے اپدیش سے فیض اُٹہاتے راہی کے ساتھ ایک روز امراؤتی کے نامی وکیل آنریبل دادا صاحب کہاپرڈے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نہایت ہی تعظیم سے پیش آئے اور اپنی عقیدت و نسبت کا اظہار کیا - دو تین روز اسیطرح آتے رہے آخری دن رخصت کے وقت مہاراج نے فرمایا کہ دادا صاحب مین آپ کی وجہ سے اس مرتبہ

پر پہنچا ہون۔ آپ کا رتبہ مجھسے بلند ہے اسلئے یہ مناسب نہین ہے کہ آپ مجھے سلام
کرین۔ دادا صاحب نے کہا" چہ نسبت خاک را با عالم پاک" آپ کی اور میری
گذشتہ اور موجودہ حالتون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ ہر طرح قابل
تعظیم ہین۔ یہ کہکر وہ رخصت ہوئے اور امراؤتی واپس گئے۔

مہاراج کو ناگپور مین قیام کئے ہوئے تین ہفتے گذرے ہونگے کہ
ڈاکٹر گنپت راؤ اپنی بیوی کو لیکر ناگپور آیا اور مہاراج کو اپنے ہمراہ شندی
لیگیا۔ یہ بہادون کا مہینہ تہا اور پہلے ہی مہاراج اسی مہینے مین یہان
تشریف لائے تہے۔

شندی مین دوبارہ ورود

شندی پہنچکر مہاراج پہلے روز ڈاکٹر گنپت راؤ کے گہر ٹہیرے لیکن
دوسرے روز دواخانے کے احاطے کے ایک کمرے مین آپ نے قیام فرمایا
بواسیر کی شکایت اب زیادہ ہونے لگی اور مسّے پہول کر لیمو کے برابر ہوگئے
اور خون بہنے لگا۔ ایک دن رفع حاجت کے وقت آپکو بیحد تکلیف ہورہی
تہی کہ گنپت راؤ آنکلا اور سگریٹ سلگا کر دیا کہ یہ پیجیئے اس سے پاخانہ صاف
ہوگا۔ آپ نے انکار کیا مگر ڈاکٹر کے اصرار پر آپ نے سگریٹ پیا جس سے
پاخانہ آیا اور تکلیف مین کسیقدر کمی ہوئی۔ چنانچہ ڈاکٹر ہر روز اعلیٰ قسم کے
سگریٹ بہیجتا رہا۔ جب مہاراج کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سگریٹ ایک آنے کا

ایک آنا ہے تو آپ نے بند کر دیا اور سٹرا بُسا تمباکو منگا کر اپنے ہاتھ سے
بیڑی بنا کر پینا شروع کیا اور فرمایا اتنی قیمتی چیز فقیرونکو زیب نہین دیتی۔
مگر اسکے استعمال سے مسئے کم نہین ہوئے۔ اور ڈاکٹر گنپت رائے نے آپریشن
کی تجویز پیش کی۔ مہاراج نے بہی پسند کیا اور ایک پارسی ڈاکٹر صدر مقام
سے بلایا گیا۔ آپریشن کے وقت ڈاکٹر نے کلورا فارم سنگہانا چاہا تو آپ نے
انکار کر دیا۔ ڈاکٹر کو تعجب ہوا لیکن مہارج کیحالت جو ہر دم نئی مصیبت کے متلاشی تہے اس شعر کے مطابق تہی

مین سراپا درد ہون ایذا طلب ہے دل مرا
آسمان پر ہے نظر تازہ ستم کے واسطے (خاک)

اور کہا کہ بغیر کلورا فارم ہی اپریشن کرو۔ ڈاکٹر نے ہرچند سمجہایا کہ مرض بہت ترقی کر گیا ہے
حالت نازک ہے بغیر کلورا فارم سونگہے آپریشن سے آپکو تکلیف ہوگی۔ آپ
نے فرمایا کہ مین خوگر تکلیف ہون تم اسکا خیال نہ کرو۔ چونکہ حالت بہت ہی نازک
تہی اسکی جرأت نہ ہوئی۔ آخر گنپت راؤ نے کہا کہ یہ مہاتما ہین انکو ظاہری تکلیف
کی مطلق پرواہ نہین ہوتی۔ جیسا مہاراج فرمائین ویسا کرو۔ چنانچہ آپریشن
شروع ہوا اور قریباً پون گھنٹے مین ختم ہوا۔ جس عرصے مین مہاراج ٹیبل پر
بالکل ساکت اور خاموش پڑے رہے بلکہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ آپ کو اس سے
لطف حاصل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر یہ حالت دیکہہ کر دنگ رہگیا اور کہا کہ بیشک
یہ بزرگ گونگا ہی جگر ہے کہ اتنی دیر نشتر چلے اور انکے جسم کو تکلیف محسوس نہو۔

اپریشن کے بعد کئی روز تک مرہم پٹی ہوتی رہی لیکن تکلیف مین کمی نہ ہوئی۔
ایک روز آپ نے فرمایا بس اب تم لوگ اپنی دوا اپنے پاس رکھو مین اپنا علاج
آپ کرونگا۔ چنانچہ بہلانوا۔ پیاز اور ہلدی منگائی اور کہا کہ ان تینون کو پکیر
گہی مین ملاؤ۔ گنپت راؤ نے کہا مہاراج گہی تو زخم کیلئے سخت مضر شے ہے یہ
نہ لگائیے۔ آپ نے فرمایا اپنی ڈاکٹری رہنے دو اور جیسا مین کہون ویسا
کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد پلٹس تیار کی گئی۔ اور زخمونکو اس سے سینکا گیا۔
جس سے درد مین افاقہ ہوگیا۔ اور دو تین روز یہی عمل کرنیسے بالکل جاتا رہا لیکن
عمل جراحی مین کسر رہجانے سے کچہہ دنون بعد مسّے پہرا بہر آئے اور صرف رفع
حاجت کے وقت تکلیف معلوم ہونے لگی۔ ڈاکٹر نے چاہا کہ دوبارہ اپریشن
کرالیا جائے مگر آپ نے فرمایا کہ بس اب مجہے تکلیف ہی اُٹہانا اچھا معلوم
ہوتا ہے۔ سول سرجن نے رائے دی کہ دن مین تین مرتبہ کہانا کہانے سے یہ
تکلیف خود بخود کم ہوجائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہاراج شہر مین پہرنے لگے۔
گنپت راؤ نے کہڑگپور والونکو اطلاع کردی ہتی کہ مہاراج یہان
مقیم ہین۔ اس لیے انہون نے لکہا کہ درگا پوجا کے تہوار پر ہم مہاراج کے
درشن کو آئینگے۔ چنانچہ درگا پوجا سے چار روز پیشتر کہڑگپور کے معتقدین کا ایک
گروہ جس مین برہمن۔ تلنگی۔ مدراسی اور بنگالی عورت و مرد تہے آن پہنچا۔ اور
سب کو ڈاکٹر گنپت راؤ نے اپنا مہمان کیا۔ مہاراج بہی ان کو دیکہکر بہت خوش

ہوئے اور فرمایا کہ پہلے سب لوگ نہا دہو کر کہانا کہا لو پہر مین تم سے بہت دیر تک باتین کرونگا۔

یہ لوگ قریباً سات روز تک شندی مین رہے اور مہاراج کے نام سے ایک بہنڈارا کیا جس مین شندی کے برہمن اور غریب مسکین بلائے گئے اور مہاراج کے آنیکی خبر عام ہو گئی۔ یہانتک کہ ناگپور بہی خبر پہنچی اور وہان سے بہی بہت سے لوگ درشن کو آئے اور ایک میلا سا لگ گیا اور پانچ چہ بہنڈارے دئے گئے اور کہڑگپور والونکو کہڑگپور کاسین دکہائی دینے لگا۔

کہڑگپور والون نے رخصت ہونے سے پیشتر ایک روز موقع پاکر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کہڑگپور سے ناگپور اس قدر جلد کیونکر تشریف لے آئے؟ آپ نے میرا بائی کی طرف اشارہ کرکے کہا جو اسوقت حاضرین مین موجود تہی کہ یہ مجہے اتنی جلدی ناگپور لائی اور لکشمی بائی نے کہانا سفر کیلئے تیار کیا تہا۔ یہ سنکر سب کو تعجب ہوا کہ میرا بائی تو کہڑگپور ہی مین تہی یہ کیونکر لائی۔ سب کو متعجب دیکہکر آپ نے فرمایا کہ سنو مین تمہین پوری حقیقت سناؤن۔

" میری روانگی کی شب لکشمی بائی نے میرے سفر کی تیاریان کین اور سفر کے لئے توشہ تیار کیا۔ صبح ہوتے ہی میرا بائی نے مجہے اپنے ساتہہ چلنے کے لئے کہا۔ مین نے توشہ بغل مین دبایا اور ہمراہ ہولیا۔ یہ مجہے جنگلون جنگلون لئے پہری۔ دوپہر کو مین تہک کر چور ہو گیا تو اِس سے دریافت کیا کہ تو

مجھے کہان لائی ہے اور کہان لیجائیگی۔ اب تو مجھے بھوک لگ رہی ہے اور
آگے بڑہنے کی تاب نہین ہے۔ اسنے مجھسے کہا کہ اسوقت ہم جنگل مین ہین اور
جانا کہان ہے اس پر بعد مین غور کرینگے۔ اب کہانا کہاکر ذرا آرام کرلین۔ پہر
ہم نے ایک درخت کے نیچے کہانا کہایا۔ مجھو پیاس معلوم ہوئی تو مین نے میرابائی
سے پانی مانگا۔ اور یہ لق ودق بیابان مین پانی کی تلاش مین نکلی۔ اور اس جنگل
مین اسکو ایک باغ دکہائی دیا یہ چلائی کہ یہان پانی ضرور ہوگا۔ باغ مین ایک
جھونپڑی دکہائی دی۔ جب ہم دونون باغ کے اندر گئے تو ایک کنوان نظر آیا
اس کنوئین کے منہ پر پتہر کا کٹہرا لگا ہوا تہا اور اس مین کواڑ لگے ہوئے تہے
جس مین قفل پڑا ہوا تہا۔ اور اسطرح کنوان بالکل بند تہا۔ میرابائی نے کہا
کہ یہ کنوان ہے اور پانی بہی معلوم ہوتا ہے لیکن بند ہے۔ مین نے کہا نہین
کنوان نہین ہے ورنہ جنگل مین اسکو بند کیون رکہتے۔ پہر میرابائی جھونپڑی کے
قریب پہنچی جس مین ایک مسلمان بوڑہا بیٹہا تہا۔ اس نے میرابائی سے پوچھا
کہ یہان کیون آئی ہے۔ اس نے کہا کہ ہمکو شدت کی پیاس لگی ہے جنگل مین
کسیجگہ پانی نہ ملا تو ہم یہان چلے آئے۔ اب ہمکو آپ پانی پلائیے۔ بوڑہے
نے کہا جاؤ یہ پانی دوسرون کے کام کا نہین ہے اسلئے بند کر رکہا ہے۔ اسکے بعد
اس بوڑہے نے میری طرف دیکھکر پوچھا یہ کون ہے۔ میرابائی نے جواب دیا
کہ یہ میرا باپ ہے۔ پہر میرابائی نے عاجزی سے پانی مانگا۔ اسپر اسنے

کنجی دی اور کہا کہ پانی پی کر بدستور بند کر دینا اور کنجی واپس لرنا۔ میرا بائی نے دروازہ کہولا تو کنوین مین پانی نظر آیا۔ پہر مین بوڑہے کے پاس گیا اور ڈول اور رسی لایا۔ اسوقت اس نے تاکید کی کہ خبردار پانی زیادہ خراب نہ کرنا۔ مین نے اس سے دریافت کیا کہ اس جنگل مین تمہارے سواجب اور کوئی نہین ہے تو پہر اس کنوین کو بند کیون کر رکہا ہے۔ جواب دیا کہ یہ پانی کچہہ اور ہی قسم کا ہے۔ مین نے پوچھا کہ کہین ہمکو نقصان تو نہین دیگا۔ اس نے کہا نہین تم کو نقصان نہ ہوگا۔ پہر مین کنوین پر آیا اور پانی کہینچا تو دیکہا کہ وہ گدلا اور بالکل زرد رنگ کا ہے۔ ہم دونون کو تعجب ہوا۔ مجہے پینے مین تامل ہوا لیکن میرا بائی نے کہا کہ اسکو پی جاؤ تاکہ پیاس تو بجہے۔ غرض مین نے پیا تو نہایت لذیذ پایا۔ پہر مین نے میرا بائی سے کہا کہ اس سے غسل کرنا اچھا ہوگا۔ گو میرا بائی بوڑہے سے ڈرتی تھی لیکن میرے اصرار پر راضی ہوگئی اور ہم دونون نے اس پانی سے غسل کیا۔ اتنے مین وہ بوڑہا آیا اور ہمین خوب گالیان دین اور دہمکایا۔ اسپر میرا بائی نے کہا کہ تم میرے باپ کو نہین جانتے ہو۔ اس کا مرتبہ آج ایسا ہے کہ وہ اعلیٰ ترین برہمن کہلانے کا مستحق ہے۔ اُس نے کہا کہ مین اسکو جانتا ہون۔ ہم دونون ساتھ کہیلا کرتے تہے لیکن وہ مجہے بہول گیا ہے۔ ہم پہر یہان سے آگے بڑہے اور راستے مین مین نے میرا بائی کو بتلایا کہ وہ کون تہا۔ وہ اعلیٰ مرتبہ کا

فقیر معلوم ہوتا تھا۔ مین نے پھر میرا بائی سے پوچھا کہ اب آگے کہان جانا ہے
اس نے کہا کہ مین بہی نہین جانتی کہ کدہر جانا چاہیے۔ مین نے پھر اس سے کہا
کہ چل تیرے گھر چلین۔ اسنے کہا میری سسرال ناگپور مین ہے چلو مین تمہین
وہان لے چلون۔ یہ کہکر اسنے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑہی شام کے چھ بجے
کے قریب ہم کامٹی کے جنگل مین پہنچے اور وہان سے اسنے اپنے گہر کا نشان بتایا
مین نے اس سے کہا کہ تہوڑی دیر جنگل مین ٹہیر جائین کیونکہ یہ تنکو ناگپور مین
جانا نہین چاہتی تہی۔ چنانچہ ہم رات کے اندہیرے مین ناگپور پہنچے۔ یہان پہنچکر
مجہے یاد آیا کہ مین نے پہلے یہان ڈاکٹر پلے کے گہر قیام کیا تہا چنانچہ مین نے میرا
بائی سے کہا کہ مجہے ڈاکٹر پلے کے مکان تک پہنچا دے۔ غرض ہم قریب گیارہ بجے
رات کو ڈاکٹر پلے کے گہر پہنچے۔ چونکہ سب لوگ سو گئے تہے اور دروازہ بند تہا
اسلئے میرا بائی مجہے سائبان کے نیچے سلا کر چلی گئی۔ اب تم نے دیکہہ لیا کہ تمہاری
میرا بائی نے مجہے اسقدر قلیل عرصے مین کہڑگپور سے ناگپور پہنچا یا۔

یہ سنکر میرا بائی نے کہا کہ مجہے یہ خیالی واقعہ بالکل یاد نہین ہے۔ مہاراج
نے فرمایا کہ اپنے طور پر یہ سب کام انجام دیکر الٹا مجہی کو جھٹلا رہی ہے۔ غرض
یہ قصہ سنکر کہڑگپور والے رخصت ہوئے۔ رخصت کے وقت انکو بڑا صدمہ ہوا
اور انکی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ مہاراج بہی اس سے متاثر ہوکر
آبدیدہ ہو گئے۔

شینڈی کی برہمن منڈلی مین سے جو بہنڈارے مین مدعو کئے گئے تہے اکثر حاضر ہوئے لیکن ان مین سے ایک برہمن گنپتی کا بہگت تہا جسکو آنے مین کوئی عذر نہ تہا مگر وہ دوسرے کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانے سے پرہیز کرتا تہا کیونکہ گنپتی کے بہگت کو دوسرے کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا کہانا جایز نہین ہے یہ برہمن آٹہہ برس کی عمر سے گنپتی کی پوجا دل وجان سے کیا کرتا تہا اور اسکو کئی بار گنپتی کا درشن ہوا تہا۔ ڈاکٹر گنپت راؤ نے خصوصاً اسکو بلوایا۔ چنانچہ وہ آیا اور مہاراج کے قریب بیٹھ گیا۔ مہاراج کے پاس بہنڈارے کا کہانا بطور نوید رکہا ہوا تہا۔ اس مین سے انہون نے ایک بیسنی لڈو اٹہاکر اسکو عنایت کیا اور کہا کہاؤ۔ برہمن نے بلا عذر کہا لیا۔ کیونکہ مہاراج اسوقت اسکی آنکہون مین گنپتی نظر آرہے تہے اور اسنے لڈو گنپتی کا تبرک سمجہا۔ اور اس قدر خوش ہوا کہ آنکہون سے آنسو نکل پڑے۔ پہر وہ مہاراج کے قدم بوس ہوا۔ اور بولا کہ آج مجہے گنپتی کی سیوا کا پہل ملا۔ لہذا مین اب سے گنپتی کی سیوا ترک کرتا ہون کیونکہ خیالی گنپتی کے بدلے جیتا جاگتا گنپتی میرے ہاتہہ آیا۔ اس موقعہ پر آپ کا فوٹو بہی لیا گیا

مہاراج وقتاً فوقتاً ڈاکٹر گنپت راؤ اور اسکی بیوی کو خوب پیٹا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کو ناگ پہنی سے مارا لیکن جوش عقیدت سے اسکو بالکل احساس نہ ہوا۔ بعض اوقات آپ خفا ہوکر شہر سے باہر ایک مسمار عمارت مین جا بیٹہا کرتے۔ یہان ایک کتیا نے بچے دئے تہے اور کسیکو

وہان آنے نہ دیتی تھی لیکن مہاراج کے آنے پر وہ خاموش بیٹھی رہتی۔ ڈاکٹر صاحب کہانا لیکر اسیجگہ حاضر ہوا کرتے۔

انہی ایام مین شنکر راؤ اور اسکی بیوی پاربتی بائی ناگپور سے حاضر ہوئے اور التجا کی کہ ناگپور تشریف لے چلین آپ نے پہلے تو انکار فرمایا لیکن اوسکی ضد پر اپنے وعدہ کرلیا اور ناگپور تشریف لیگئے دو تین روز اسکی مہمان رہکر شامراؤ کے یہان مہمان ہوئے۔ یہ اور اسکی بیوی شالو بائی ہی اکثر شندی جاکر ناگپور چلنے کی مہاراج سے التجا کیا کرتے تہے۔

رخصت کے دن ناگپور میونسپلٹی کے داروغہ بالکرشنا راؤ جو نہایت خدا پرست اور فقیر دوست بزرگ ہین مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے گہر مہمان رکہنے کی خواہش ظاہر کی آپ نے فرمایا کہ مین دعوتین اڑانے نہین آیا ہون اور نہ اس قابل کہ ہر ایک شخص میری تعظیم کرے۔ داروغہ صاحب انکار سنکر آبدیدہ ہوگئے۔ مہاراج نے انکو روتا دیکہکر فرمایا کہ اچھا بابا روؤ نہین چلونگا۔ چنانچہ دوسرے دن آپ انکے مہمان ہوئے۔ داروغہ صاحب نے اپنے مکان کو اعلی پیمانے پر سجایا اور خوب روشنی کی تہی۔ آپ نے جو یہ کروفر دیکہا تو کمرے مین داخل ہونیکی بجائے صحن کے درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ داروغہ صاحب نے بہتیرا چاہا کہ اندر چلین مگر آپنے انکار کردیا۔ آخر داروغہ صاحب نے اسیوقت ایک عارضی سائبان اسجگہ ڈلوادیا تاکہ سردی سے آپ کو تکلیف نہو

بیٹھے بیٹھے رات زیادہ ہوگئی تو آپ نے دار وغہ صاحب کو کہا کہ جاؤ سو جاؤ۔
دار وغہ صاحب کو نیند کہان؟ ساری رات بھجن کرتے رہے۔ دوسرے دن
صبح کو بڑے پیمانے پر بھنڈارا کیا اور دوپہر کو دار وغہ صاحب اور انکی بیوی
نے مہاراج کی تلسی پوجا کی۔ (اس رسم کی ادائیگی مین پوجنے والے اس آدمی پر
جسکی پوجا کی جاتی ہے منتر پڑھ پڑھ کر تلسی کے پتے پھینکتے ہین اور اتنے کہ اسکا
جسم پتون سے ڈھک جاتا ہے۔) شام کے وقت آپ دار وغہ صاحب کہہ رہے
تھے کہ اب مجھے اجازت دو کہ میرا بائی کا خاوند کشن راؤ اور دو تین رشتہ دار آئے
اور عرض کی کہ ہمارے یہان بھی قدم رنجہ فرمایا جائے۔ آپ نے انکار فرمایا کشن راؤ
نے کہا کہ میرا بائی آپ کی ہے اور ہم میرا بائی کے لہذا آپکو ہماری التجا قبول کرنی
ہی پڑیگی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا مگر کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور اسی لئے آپ
اندھیرے مین کشن راؤ کے گھر پہنچے۔ اور مکان کی بالائی منزل پر آپ نے
قیام فرمایا دوسرے دن صبح ہوتے ہی ۵۰۰ آدمیون کے قریب دروازے
پر آ پہنچے۔ کشن راؤ نے کہا بھی کہ مہاراج یہان نہین ہین لیکن کسی نے نہ مانا
اور کہا کہ ہمکو معلوم ہے مہاراج یہان ہی ہین ہم درشن کئے بغیر کبھی نہ جائینگے
مجبوراً مہاراج تشریف لائے اور سب کو درشن دئے۔ زائرین کا اسقدر ہجوم رہا
کہ آپ کو کئی روز تک میرا بائی کے یہان ٹھہرنا پڑا۔ یہان گنپت راؤ کی بیوی
آپ کا کھانا پکانے کے لئے آپ کے ساتھ رہین اور دار وغہ صاحب کی بیوی

بھی ہر روز آپ کے لئے گوید کا کھانا لاتی رہین۔

مہاراج جن دنون شنکر راؤ کے گھر مہمان تھے تو اِسکی بیوی پاربتی بائی نے اپنی ساس کی شکایت کی تھی کہ یہ مجھپر بہت ظلم کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی تیری اور تیرے گھروالونکی نجات اسی مین ہے کہ تو اپنی ساس کی بیرحمی کو صبرو استقلال سے برداشت کر اور اسکی تعظیم اور خدمت مین کوئی فرق نہ آنے دے اگر تو ایسا کریگی تو خدا کی مہربانی کی مستحق ہوگی۔ پاربتی بائی پر اس نصیحت کا بہت اچھا اثر ہوا اور اسنے تعمیل حکم کا وعدہ کر لیا۔ اسیطرح اسکی ساس کو فرمایا کہ مین جب سے آیا ہون تم ساس بہو کا جھگڑا ہی دیکھ رہا ہون۔ غور کرو کہ تم بہو کو اپنے بیٹے کے آرام کے لئے ہزارون روپیہ خرچ کرکے لائی ہو۔ اب اگر تم اُسکو تکلیف دو اور اُس سے برا سلوک کرو تو بیٹے کو آرام ملیگا یا دُکھ؟ ایسی حالت مین تم تینون ہمیشہ تکلیف مین رہوگے۔ اور گھر کی خیر و برکت بھی مٹ جائیگی اور مجھے بھی ان باتونکا صدمہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر بھی نصیحت کا کافی سے زیادہ اثر ہوا اور اسطرح ساس بہو کا جھگڑا مٹ گیا۔

ایک دن ایک برہمن بیوہ عورت جو یہانکے کسی وکیل کی ماں تھی اپنی بہو کو مہاراج کی خدمت مین لائی اور قدمبوسی کے بعد کہا کہ مہاراج اِسکو خوب مارو

تاکہ اس کا بہلا ہو جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ اسطرح مارنے سے کیا بہلا ہوگا۔
مین کبھی کسیکو جان بوجھ کر نہین مارتا۔ یہ باتین وقت پر ہوتی ہین میری اختیار مین
نہین ہین۔ لیکن یہ نہ مانی اور ہوسے یہ کہکر کہ جب تک مہاراج تجھے مارینگے نہین
یہان سے نہ ہلنا چلی گئی۔ گہر مین اسی عورت کا بہنوئی بیمار تہا اور اپنے کمرے مین
رات کو دروازہ بند کئے اکیلا پڑا تہا کہ یکایک چراغ گل ہوگیا۔ اندھیرے مین
گہبرایا مگر اتنی طاقت نہ تہی کہ خود اٹھکر جلاتا یا کسی کو آواز دیتا۔ اسی خیال مین تہا
کہ اس نے دیکہا کہ کوئی میز کے قریب جسپر لیمپ رکہا ہوا تہا آیا اور لیمپ کو روشن کیا اور پھر اسکے
قریب جاکر اسکو باآہستگی بستر پر سے اٹہا کر بٹھا دیا اور غائب ہوگیا۔ مریض خوفزدہ ہوکر
چلایا۔ بیوہ اور اُس کا لڑکا دوڑے ہوئے آئے لیکن بند ہونیکی وجہ سے کمرے مین نہ جاسکے
آخر بڑی مشکل سے مریض نے اُٹھکر دروازہ کہولا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ اس نے
تمام حال کہہ سنایا۔ بیوہ نے کہا گہبراؤ نہین وہ مہاراج تہے جو تم کو گہر بیٹھے ہی
درشن دے گئے۔ چنانچہ دوسرے دن صبح مریض کو مہاراج کی خدمت مین
لیگئے جہان بیوہ کی بہو معہ دیگر چند عورتوں کے آپ کی سیوا مین بیٹھی تہین۔ چند ہی روز
مین بیمار اچھا ہوگیا۔

ایک دن کوئی شخص مٹھائی لایا۔ حاضرین مین تقسیم کرنے کے بعد مٹھائی کا
کاغذ پہنیک دیا گیا۔ مہاراج نے وہ کاغذ اٹہا لیا۔ اسپر تکا رام باوا کا ابہنگ یا

دوہا چھپا ہوا تہا۔ آپ نے سب لوگون سے کہا کہ اسکو پڑہکر معنی بیان کرو لیکن کوئی شخص نہ سمجہا سکا۔ اسپر مہاراج نے ایک وکیل کی عورت کو جو آپ کے پاس بیٹھی ہوتی یہ کاغذ دیا اور کہا تو اسکے معنی سمجہا چنانچہ اوسنے معنی سمجہا دئے آپ نے فرمایا کہ اب زمانہ پلٹ رہاہے عورتون مین علم کی ترقی ہو رہی ہے اور مرد جہالت کی طرف بڑہ رہے ہین۔

ایک ہندو عورت مردانہ لباس مین وعظ و نصیحت کرتی پہرتی تہی اور کوئی اوسکو پہچان نہ سکتا تہا۔ ایک دن یہ اپنے چند معتقدین کے ہمراہ مہاراج کے پاس آئی اور سلام کرکے بیٹھ گئی۔ آپ نے اسکو دیکھتے ہی فرمایا کہ "دنیا ایک تماشہ گاہ ہے جس مین مرد و زن تفاوت کیطرح بہروپ بدل بدل کر پارٹ کر رہے ہین۔ کبہی عورتین مردونکا بہیس بدلتی ہین کبہی مرد عورتونکا روپ بدلتے ہین" اس اشارے کو یہ عورت سمجھ گئی اور ادب کے ساتھ اٹھکر سلام کیا اور رخصت ہو گئی۔

مہاراج کو میرا بائی کے یہان مہمان ہوئے ایک ماہ کے قریب ہو چکا تہا کہ آپ نے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کشن راؤ (میرا بائی کا خاوند) نے آپ کو رخصت کرنے سے پیشتر ایک بہنڈارا کیا۔ اسی عرصے مین بیوہ بڑہیا اور اوسکی بہو ڈہونڈا بائی نے آکر درخواست کی کہ ایک دو روز کے لئے ہمارے غریب خانے پر بہی تشریف

لیچلین۔ چنانچہ مہاراج ایکدن شام کواچانک شنکر راؤکے یہان سے رخصت ہو
ڈہونڈی باؤ کے گہر آئے۔ شب کو یہان ہی قیام فرمایا۔ دوسرے روز صبح کو بیوہ
نے عرض کیا کہ مہاراج میری بہو کے لئے دعا کیجئے کہ اسکو اولاد ہو۔ مہاراج نے فرمایا
کہ مرد اور عورت دونون ابہی جوان ہین اسلئے نا امید ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے
میرے خیال سے تو بے اولاد مرد اور عورت کو اولاد والون سے زیادہ حقیقی اور
دائمی خوشی حاصل کرنیکا زیادہ موقع ہے۔ اس کی مثال کے لئے مین تمہین ایک

سادہو کا قصہ

سناتا ہون۔ جو پیادہ پا تیرتہہ کرتا پہرتا تہا۔ ایک دن دہوپ سے بچنے کیلئے
کسی امرئی مین پہونچا۔ اور تمام درختون کو غور سے دیکہکر ایک درخت پسند کیا اور
اسکے سایہ مین جا بیٹہا۔ شام کو اس امرئی کا مالک آیا فقیر دیکہہ کر پاس آبیٹہا۔ اور
پوچہا کہان سے آنا ہوا۔ سادہو نے کہا کاشی سے آیا ہون اور رامیشور جارہا ہون
تہوڑی دیر آرام لینے کیلئے اس درخت کے نیچے آبیٹہا ہون۔ مالک نے کہا میری
خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسا بزرگ میرے باغ مین آئے۔ مگر ناگوار خاطر نہ ہو تو کسی
اور درخت کے نیچے آرام فرمائیے مین اس درخت کو کل کاٹنے والا ہون کیونکہ
تمام درختون مین یہی ایک درخت ہے جسکو آم نہین آتے۔ سادہو نے کہا بابا
اسیوجہ سے مین اس درخت کے نیچے بیٹہا ہون۔ تم اس درخت کو نہ کاٹو کیونکہ
اسی بے ثمر درخت کی وجہ سے تمام درختون کو پہل آرہے ہین۔ چہوٹا سا ایک

ہیرا بڑے بڑے ہزاروں پتھروں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے اسلئے کہ اس مین خدائی
نور کا حصہ بہ نسبت اور پتھرونکے زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی جو چیز کمیاب ہوتی ہے اسکی
قیمت زیادہ ہوتی ہے؛ بے اولاد مرد و عورت تعداد مین اولاد والون سے بہت
کم مین اسلئے وہ زیادہ قیمتی یا خدا کی رحمت کے زیادہ مستحق ہین۔ یہ شکر مالک نے اپنا
ارادہ فسخ کر دیا۔" بیوہ عورت نے کہا آپ کا فرمانا بہت بجا و درست ہے لیکن شاستر
سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بے اولاد کی نجات نہین ہے۔" مہاراج نے فرمایا کہ بالکل
صحیح ہے لیکن اسکے معنی سمجھنے مین لوگون نے غور سے کام نہین لیا ہے۔ پُتر کے معنی ہین
پوتر کرنیوالا۔ یعنی جو اپنے والدین کو نجات دلائے وہ پُتر ہے۔ لیکن جو اولاد نکمی اور
بدمعاش ہوتی ہے وہ پُتر نہین ہے۔ اس کا ہونا نہ ہونا یکسان ہے اور شاستر
مین ایسی ہی اولاد والون کو لاولد کہا گیا ہے اور ایسے ہی لاولد نجات سے محروم
رہتے ہین۔ لیکن ایسے جوڑے کے متعلق جو اولاد کے جھگڑے ہی سے پاک ہو کوئی
سوال ہی نہین ہے وہ یقیناً نجات حاصل کر سکتے ہین مگر تم گھبراؤ نہین ڈھونڈا
بائی کو اللہ اولاد دے گا۔" اسی روز شام کو مہاراج پھر کرشنا راؤ کے گھر واپس آگئے

اس عرصے مین مہاراج کی شہرت اور معتقدین کا ہجوم بہت زیادہ ہو گیا تھا
اور اکثر موقعو نپر خفیہ پولیس آتی رہی اور لوگون سے مہاراج کا حال دریافت
کرتی رہی مگر کسی کی اتنی ہمت نہ ہو سکی کہ خود مہاراج سے پتہ نشان دریافت
کرتے۔ اور یا بازار مین برہنہ پھرنے پر کچھہ اعتراض کرتے۔

کرشن راؤ کے مکان پر آکے آپنے سفر کی تیاری کی اور کہا کہ اپنا گہور
مین بہت زیادہ دن ہوگئے۔ کل مین شنڈی اور شنڈی سے پونہ جاؤنگا اور اپنے
خویش واقارب سے ملونگا۔ کیونکہ انکو چہوڑے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ چنانچہ
دوسرے روز آپ روانہ ہوئے اسٹیشن تک ہزارون آدمیون کا ہجوم ساتہ تہا
آگے آگے آپ اور ویدھیا وکیل جس معتقد کے گہر پر گذر ہوتا وہ آپکو ٹہرا کر آپ کی
پوجا کرتا اور سینکڑون لوگ قدمبوس ہوتے۔ چونکہ آپ شہر مین سے برہنہ چل رہے
تہے ایک پولیس افسر لالٹین ہاتہ مین لئے آپکو روکنے کے لئے سامنے سے آیا۔
مہاراج کو جو معلوم ہوا تو اُس سے پوچھا کہ کیا تجہے مین ننگا دکہائی دے رہا ہون؟
اوسلئے آپ کو دیکہا اور کہا کہ اسوقت تو آپ ریشمی کنار کی دہوتی باندہے ہوئے
ہین اور کرشن بہگوان دکہائی دے رہے ہین۔ یہ کہکر وہ قدمونپر گر پڑا اور
قدم بوس ہوکر الگ کہڑا ہوگیا۔ اور بہی کئی لوگون نے اس ہئیت کو دیکہا
غرض اسی شان شوکت سے آپ اسٹیشن تک آئے۔ سب لوگ رخصت ہوئے اور آپ
چنا سوامی، ویدھیا وکیل اور سالو بائی کے ساتہ ریل مین سوار ہوکر اسی شب کو شنڈی
پہنچے۔ یہان پہنچکر آپ نے سالو بائی کو ویدھیا وکیل کے ہمراہ ناگپور واپس بہیجدیا۔ اور
دوسرے دن خود بہی چنا سوامی اور اسکی بیوی کو ساتہ لیکر اسٹیشن پر آئے۔ اور
ریل کے انتظار مین اسٹیشن کے باہر بیٹھ گئے۔ یہان ایک عورت نے اپنا چھ ماہ کا
بچہ جو بیمار تہا آپ کی گود مین ڈالدیا آپ نے اُسکو اُٹہاکر زمین پر پہینک دیا

ماں کی محبت سمجھی کہ بچہ مرگیا بلبلا کر دوڑی اور اٹھا کر چھاتی سے لگالیا۔ بچہ بھی جو کئی دنوں سے ماں کا دودھ نہیں پیتا تھا ماں سے چمٹ گیا اور دودھ پینے لگا۔

اتنے میں ریل آئی اور آپ پونہ جانے کے لئے سوار ہو گئے۔ دوسرے دن ریل کوپر گاؤں پہنچی تو آپ یہاں اتر پڑے اور دہرم سالے میں جا ٹہیرے چنا سوامی آپ سے اجازت لیکر اپنی بیوی کو اپنے بہائی ڈاکٹر پلے کے پاس چھوڑ آنے کے لئے شیرڈی گیا۔ ان کے ذریعے شیرڈی والونکو معلوم ہوا کہ مہاراج اتنی مدت کے بعد کوپر گاؤں آئے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر پلے۔ وکشت اور درگا بائی وغیرہ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ ان سب سے ملکر آپ چنا سوامی کے ہمراہ پونہ پہنچے۔ چونکہ اپنے بہائی کا پتہ آپ کو معلوم نہ تہا اس لئے ایک جگہ آجا ٹہر گئے اور چنا سوامی نے پتہ نکالکر آپ کے بہائی بالکرشنا راؤ کو خبر کی چنانچہ وہ آئے اور مہاراج کو اپنے ہمراہ گہر لیگئے۔ چنا سوامی یہاں سے کٹر گپور واپس چلا گیا اور آپ صرف چار روز پونہ ٹہر کر منجواڑ روانہ ہو گئے۔ ایک مہینہ کے قریب آپ نے یہاں قیام فرمایا اور پہر شیرڈی روانہ ہو گئے۔

شیرڈی میں دوبارہ ورود

رات کے ۱۰ بجے ہونگے کہ آپ شیرڈی میں تشریف لائے اور سیدہے کہنڈوبا کے مندر میں جس میں آپ کا پہلے قیام تہا پہنچے۔ اپا صاحب کو جو اسوقت یہاں بیٹھا ہوا تہا آپ نے کہا کہ وکشت کو بلا لا۔ وکشت آیا اور تہوڑی دیر

بیٹھکر رخصت ہوا۔ دوسرے دن تمام شیرڈی مین خبر ہو گئی اور چونکہ کھرگپور کے واقعات سبنے سنے تہے سب لوگ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ وٹما بائی وکشت اور سگون وغیرہ اپنے قدیم مراسم ادا کرنے لگے۔ یہان آتے ہی آپ کو بواسیر کی شکایت ہو گئی۔

ان ایام مین نانا ولی نامی ایک بزرگ مہاراج کے درپے آزار ہوئے اور طرح طرح کی تکلیفین آپ کو پہنچانی شروع کین۔ کبہی پرانی جوتیان جمع کرکے مہاراج پر پہینکتے۔ کبہی گو اور گوبر آپ پر ڈالتے۔ مہاراج بعض اوقات خفا ہو کر انکو گالیان دیتے اور مارا کرتے مگر یہ اپنی حرکتون سے باز نہ آتے۔ آخر تنگ آکر مہاراج نے خاموشی اختیار کی اور انکی شرارتونکو صبر سے برداشت کرنے لگے۔ چنانچہ ایک دن ناناولی نے مہاراج کو اپنی دہوتی پہنائی اور ان کا ٹاٹ کا ٹکڑا لیکر خود باندہ لیا۔ اور پہر مہاراج کو دو گہنٹے تک اُٹھ بیٹھ کراتے اور ناچ نچاتے رہے۔ مہاراج نے بلا عذر تعمیل حکم کی اور سائین بابا کے بہت سے مرید بہی اسوقت موجود تہے وہ بہی خاموش بیٹھے رہے۔

ایک دن ناناولی نے آپ کو ایک گڈہے مین ڈہکیل دیا اور اوپر سے ناگ پہنی ڈالدی جس سے مہاراج کا تمام جسم زخمی ہو گیا۔ ایک دن ایک عورت دودہ لائی انہون نے اسکے ہاتہ سے کٹورا لیکر مہاراج کے سر پر دے مارا۔ آپ نے اُف بہی نہ کی اور خاموش بیٹھے رہے۔

چند روز کے بعد کا ذکر ہے کہ آپ پیپل کے درخت کے نیچے تمام دن
خاموش بیٹھے رہے درگا بائی کہانا لیکر آئی وہ بہی آپ نے پہنکدیا۔ اتنے مین
راہتا کے خوشحال سیٹھ آپ کے درشن کو آئے اور دریافت کیا کہ آج آپ اداس
کیون ہین آپ نے فرمایا کہ صبح سے کہانا نہین کہایا۔ اُس نے کہا حکم ہو تو لاؤن
آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ تم بہی میرے ساتھ کہاؤ اس نے کہا بہت اچھا
اور اُٹھنے لگا آپ نے فرمایا ٹہیرو تم کیون جاتے ہو مین ہی دو آدمیون کا کہانا
منگائے لیتا ہون چنانچہ آپ نے اپنے زانو کے نیچے ہاتھہ رکہا اور چند گرم
روٹیان اور بیسن اسکے آگے رکہدین اور کہا لو کہاؤ اور خود بہی اوسکے ساتہہ
کہانے لگے۔ اس کے بعد آپ نے خوشحال سیٹھ کے باغ مین قیام فرمایا۔ اور
لوگ یہان درشن کو آنے لگے۔

ایک روز آپ اسی باغ مین برہنہ نہا رہے تہے۔ سب کو کہدیا تہا
کہ میری طرف کوئی نہ دیکھے۔ لیکن سگون نے جو شیرڈی سے آیا ہوا تہا دیوار
کی آڑ سے دیکہنا شروع کیا آپ یکایک اُٹہے اور اسکو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے
سڑک پر لیگئے اور کہا لے اب جی بہر کے دیکہہ اور دوسرونکو بہی دکہا اور یہ
کہکر خوب پیٹا۔ اور چلے آئے۔ اسی دن سے اسکا دمہ جاتا رہا جس کی ایک
مدت سے اسکو شکایت تہی۔ یہ شخص شیرڈی مین موجود ہے۔

[illegible]غ مین ڈہیڑ مانگ بہی آپ کے درشن کو آتے اور آپ اُن سے

بے تکلف باتین کیا کرتے۔ چنانچہ ایک روز چند مہار عورتین آپ کے پیر دبا رہی تہین کہ برہمن عورتین درشن کو آئین اور مہار عورتونکو دور ہٹ جانے کیلئے کہا آپ نے فرمایا میرے نزدیک تم مین اور ان مین کوئی فرق نہین ہے انکے ساتہہ بیٹھنے مین کیون شرماتی ہو! یہ سنکر وہ عورتین نہایت خفیف ہوئین اور مہار عورتونکے ساتہہ آپ کے پیر دبانے لگین۔

خوشحال سیٹھہ کے پاس ایک مرکہنا بیل تہا ایک روز اُس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور ایک کو زخمی کر دیا۔ اس نے مہاراج سے آکر کہا کہ اس بیل کو بیچ ڈالتا ہون۔ آپ نے فرمایا خبردار ہرگز نہ بیچنا اسی بیل کی بدولت تم کو بے انتہا دولت ملیگی اور یہ خود بخود غریب بنجائیگا۔ لیکن اس نے آپ کے فرمانے کا خیال نہ کیا اور بیچنے کے لئے بہیجدیا۔ خدا کی شان کہ کسی نے بہی نہ خریدا اور بیل پہر واپس آگیا اور اسنے مہاراج کے فرمان پر اب بہروسہ کرکے رہنے دیا اور درحقیقت وہ بیل غریب بنگیا۔

کچہہ دنون بعد خوشحال سیٹھہ کے بیٹے دَوُلو سیٹھہ مہاراج کو باغ سے اپنے گہر لے آئے۔ ایک روز کسی نے آپ کو ایک نارنگی نذر کی آپ نے ایک ایک پہانک تمام لوگون کو دی حالانکہ نارنگی مین آٹہہ دس ہی پہانکین ہوتی ہین۔

ایک روز دولو سیٹھہ تین دن کے لئے نگر چلے گئے۔ دوسرے دن مہاراج انکے گہر سے نکل ساکوری سے ایک میل فاصلے پر کہیت مین جا لیٹے۔ شام کو

خوشحال سیٹھ آئے آپ نے فرمایا کہ تم کیون آئے مین خود آؤنگا۔ رات کو آپ نے
کھیت ہی مین آرام فرمایا۔ دوسرے دن دو مسلمانون کے ہمراہ شیرڈی روانہ
ہوئے مگر آدہا راستہ طے کرکے آپ بیٹھ گئے۔ تہوڑی دیر مین پندرہ بیس آدمی
جمع ہوگئے اور ایشونت راؤ اور شنکر پٹیل بہی آپہنچے۔ اور ہوا ناومی کا تہوار
قریب تہا آپ نے اسکے متعلق تقریر شروع کردی یہان تک کہ دن کے ۲ بج
گئے اور سب بیٹھے رہے ۳ بجے کے قریب ابر اُٹھا آپ نے فرمایا کہ اب تو جاؤ
صبح سے بہوکے پیاسے بیٹھے ہو بارش بہی ہونیوالی ہے لیکن کوئی نہ اُٹھا اور
تقریر سنتے رہے اتنے مین بارش شروع ہوئی اور سب بہیگنے لگے مگر آپ کی
تقریر ایسی دلچسپ تہی کہ وہین سب جمے رہے اتنے مین درگا بائی کہانا لائی
اور آپ کو منت خوشامد سے اُٹھاکر ایک جہونپڑی مین لیگئی اور کہانا کہلایا اور
سب لوگ رخصت ہوگئے۔ رات کو پٹیل کے ساتھ آپ ساکوری چلے گئے۔ دوسرے
روز دودو سیٹھ آئے اور مہاراج کو راہاٹا لیگئے۔ ایک ماہ تک آپ دودو سیٹھ
کے یہان رہے۔ اس عرصے مین درگا بائی آپکے لئے بلا ناغہ کہانا لاتی رہی مہاراج
اور دودو سیٹھ نے منع بہی کیا لیکن درگا بائی نے نہ مانا۔ اس کا معمول تہا کہ صبح سے
ایک بجے دوپہر تک سائین بابا کی خدمت مین رہتی اور آپ کو کہانا کہلا کر مہاراج
کا کہانا لیکر راہاٹا پیدل آتی اور چار بجے کے قریب شیرڈی واپس جاتی۔
ایک روز اسیطرح کہانا لیجاتے ہوئے اسکے پیر مین ببول کا کانٹا چبہا اور

قریبا ایک [illegible] پاؤن مین اتر گیا لیکن اس نے کسی سے نہ کہا اور اپنا کام انجام دیتی رہی ایک ہفتہ بعد یہ انگوٹھا جس مین کانٹا لگا تھا سوج گیا اور پیپ پڑ گئی مہاراج نے پوچھا تو کہا کہ کانٹا اندر ٹوٹ گیا ہے۔ نکالا گیا تو ایک انچ سے زاید لمبا تھا۔ درحقیقت درگا بائی سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سچی اور بے لوث خدمتگذار تھی۔ اور جس طرح اس نے سائین بابا کی خدمت کی تھی اسیطرح اب مہاراج کی خدمت کر رہی ہے۔

درگا پوجا کا تہوار قریب آیا تو کھڑگپور والون نے دولو سیٹھ کی معرفت مہاراج سے حاضر ہونیکی اجازت لی اور درگا پوجا سے دو تین روز پیشتر آ پہونچے دولو سیٹھ کے مہمان ہوئے اور ایک ہفتہ تک میلا رہا۔ ساتوین روز بہنڈارا کیا گیا جس مین راہاتا ساکوری اور قرب وجوار کے تمام گاؤن مدعو کئے گئے۔ بہنڈارے کے دن پہلے مہاراج کی آرتی پوجا کی گئی اور پہر دولو سیٹھ مہاراج کو نہایت شان شوکت سے بہنڈارا تیار ہونیکی جگہ پر لے گئے۔ اسوقت انا پُرنا کا ہاتھ آپ کے ہاتھ مین تھا۔ مہاراج نے ہر برتن مین سے تہوڑا تہوڑا کہانا چکھا جس سے سب کو یقین ہوگیا کہ اب یہ کہانا جس قدر خرچ ہوگا اسیقدر بڑہے گا اور درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ مہاراج یہان سے رخصت ہوکر باغ مین آ بیٹھے اور دن کے بارہ بجے سے رات کے بارہ بجے تک کہانا تقسیم ہوتا رہا جس مین قریب ۲۰ ہزار آدمیون نے کہایا۔ اور کہانا کافی مقدار مین بچ گیا۔ دوسرے روز پہر گاؤن والونکو بلایا گیا

اور تمام دن کہانا تقسیم ہوتا رہا شام کو پہر کہانا بچ رہا تیسرے روز پہر تقسیم ہوا اور شام کو پہر بچ رہا۔ تین روز کی محنت سے لوگ تہک گئے تہے لہذا مجبور ہوکر لوگون نے مہاراج سے پوچھا کہ کہانا ختم ہی نہین ہوتا اب کیا کیا جائے آپنے فرمایا کہ غریبون اور مسکینون کو کہلاؤ اور بچا کہچا کتے بلی کو کہلا دو اور اگر اسپر بہی بچ رہے تو ندی مین ڈالدو مگر برتن مین ایک دانہ بہی نہ رہنے پائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اسکے بعد کہتر گہور والون نے غربا مین کپڑا تقسیم کیا اور رخصت ہوگئے۔

انہی دنون مین ایک ہندو آپ کے سامنے کرتن کیا کرتا اور تکارام تو لوا کے اشعار گایا کرتا تہا جس مین برہمنون کی موجودہ روش پر خوب نکتہ چینی کیگئی ہے برہمن اس مین شریک نہ ہوتے اور اٹھ جاتے۔ آپ نے جو یہ دیکہا تو ایک دن خود کرتن سننے کے لئے جا بیٹھے اور جس قدر برہمن موجود تہے سب کو بیٹھنے پر مجبور کیا۔

ایک روز معاملہ دار اور سب انسپکٹر پولیس آپ کے درشن کو آئے آپنے پہلے انکو کبھی نہ دیکہا تہا۔ بیٹھتے ہی آپ نے فرمایا کہ یہان کے بعض افسر ہین جو اپنا فرض اچھی طرح ادا نہین کرتے کیونکہ وہ دیکھتے ہین کہ لوگ مجہہ بے آزار دنیا سے بیزار آدمی کو ہر وقت تکلیف دیتے رہتے ہین اور یہ دیکہہ کر وہ خاموش ہو جاتے ہین۔ سب انسپکٹر نے کہا مہاراج مین پولیس کا افسر ہون مجہے آپ حکم دین مین ہر بات کا انتظام رکہونگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہان مجہے معلوم ہے جیسا انتظام

کروگے شیرڈی کے افسر بہی ایسا ہی کہا کرتے تہے۔

یہان سے دولوسیٹھ مہاراج کو احمد نگر لیگئے۔ اور اپنے بنگلے مین جو شہر سے باہر ہے مہاراج کو ٹھیرایا۔ یہان بہی لوگ آپ کے درشن کو آنے لگے۔ آپ نے تنگ آکر فرمایا کہ تم لوگ مجہکو کیون ستاتے ہو مین نہ ولی نہ سنت نہ کوئی کرامت میری تم نے دیکہی۔ بغیر جانے پہچانے سلام کرنا اور سر جہکانا کیا فائدہ ان لوگون مین سے ایک نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ سجدہ خدا کو ہے لیکن درحقیقت سجدے کو خدا ہے اسلئے کہ جب تک سجدہ نہ ہو خدا کا دیدار کیونکر ہوگا۔ آپ مسکراکر خاموش ہوگئے

بنگلے کے آدہے حصے مین آپ تہے اور آدہے مین دولوسیٹھ کی بیویان ایک شب کو آپ زور زور سے دولوسیٹھ کو گالیان دینے لگے۔ آواز سنکر عورتین جاگ تو اٹہین مگر باہر آنیکی ہمت نہ ہوئی اتنے مین مہاراج گالیان دیتے ہوئے خود آئے دروازہ بند پایا تو ایک بڑا سا پتھر اُٹہاکر دروازے کے کانچ پر مارا پتھر اندر جا پڑا اور دروازہ کہل گیا اور آپ اندر داخل ہوئے۔ عورتون نے اُٹھہ کر پاؤن چومے۔ تہوڑی دیر مین آپ خاموش ہوگئے اور عورتونکو سونے کی اجازت دیکر واپس تشریف لے آئے۔ عورتین دروازہ بند کرنے آئین تو دیکہا کہ دروازے کا کانچ ثابت ہے اور پتھر اندر پڑا ہوا ہے۔

تین چار روز کے بعد آپ راہاتا واپس آئے اور یہان سے ساکوری پہنچے۔ جہان انکے لئے ایک مندر مین ٹہرنے کا انتظام کیا گیا۔

انہی ایام مین راہاٹا اور اسکے ارد گرد کے گاؤون مین پلیگ شروع ہو گیا ساکوری اس وبا سے محفوظ رہی - لوگون نے خیال کیا کہ یہ مہاراج کے قدم کی برکت ہے - تاہم ارد گرد موت کا بازار گرم دیکھ کر ڈر گئے اور مہاراج سے کہا کہ ہم سب لوگ گاؤن سے باہر جاتے ہین آپ بہی ساتھ چلین - آپ نے فرمایا کہ جب یہ مقام وبا سے محفوظ ہے تو پہر کیون جائین - جب لوگون نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ مین تو یہان ہی رہونگا اور پلنگ سے جو میرا رفیق ہے کہیلا کرونگا - چنانچہ تمام گاؤن باہر نکل گیا - اور عرصے تک گاؤن خالی پڑا رہا - دسوین روز مہاراج نے جہاڑو سے تمام گاؤن جہاڑنا شروع کیا - درگا بائی بہی اکثر آپ کا ساتھ دیا کرتی - کامل ایک ہفتے مین آپ نے تمام گاؤن کو صاف کیا - ۲۰ وین روز سب لوگ واپس آئے - اور آپ شیرڈی تشریف لیگئے - اور کہنڈوبا کے مندر مین جا قیام کیا -

باپ سے بیٹا بڑہ گیا

ایک روز سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین ڈاکٹر پلے - کاکا صاحب اور دیگر معتقدین بیٹھے تھے - ڈاکٹر پلے نے مہاراج کا ذکر چھیڑ دیا اور کہڑگیور اور شمدی کے حالات بیان کئے - سائین بابا نے فرمایا کہ "واقعی باپ سے بیٹا بڑہ گیا" یہ سنکر کاکا صاحب اور دیگر اصحاب نے کہا کہ مہاراج ایک مکار

آدمی ہین اور سائین بابا کے نام کو داغ لگاتے پھرتے ہین۔ سائین بابا نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کسی کی محنت و ریاضت کا یہی صلہ دیا جاتا ہے۔ ابھی تم لوگون نے کیا دیکھا ہے۔ کسی وقت یہ دنیا پر ایک عجیب راز کا انکشاف کریگا جس کو سنکر تمام دنیا مین تہلکہ مچ جائیگا" یہ سنکر سب خاموش ہو گئے۔ انہی دنون مین بالا بھائی چاندوڑکر شیرڈی مین بیمار پڑا۔ نزع کیحالت مین اس نے مہاراج کو اپنے پاس دیکھا اور سب کو کہا کہ مجھے سیدھا بٹھاؤ مہاراج آئے ہین مین سلام کرون۔ سب نے خیال کیا کہ سرسام مین بک رہا ہے۔ اور کچھ خیال نہ کیا اسپر اس نے بگڑ کر کہا کہ کیا تم لوگ اندھے ہو مہاراج کھڑے ہین اور تم تعظیم نہین کرتے اور پھر گویا مہاراج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "یہ لوگ اندھے ہین آپ کو دیکھ نہین سکتے۔ مین جانتا ہون کہ آپ مجھے لینے آئے ہین۔ لیجئے مین چلتا ہون" یہ کہکر چپ ہو گیا اور روح پرواز کر گئی۔

مرج ہسپتال

بواسیر کی شکایت اب بڑھنے لگی تو اکثر لوگون نے جو بمبئی سے سائین بابا کے درشن کو آتے مہاراج سے کہا کہ ہمارے ساتھ بمبئی چلو وہان اچھا علاج ہوگا مگر آپ نے سب سے انکار کیا۔ ایک روز خود ہی درگا بائی سے کہا کہ مرج کی ہسپتال مین علاج اچھا ہے میرا ارادہ ہے کہ وہان جاؤن۔ درگا بائی نے کہا بہت مناسب ہے اگر سائین بابا اجازت دیدین تو مین بھی آپ کے ساتھ چلی چلون۔ چنانچہ اس نے

سائین بابا سے مہاراج کا ارادہ بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھین تو مین بھی انکے ساتھہ جاؤن۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہین بلکہ تو انہی کی خدمت کیا کر اور یہ سمجھہ کہ اونکی خدمت میری ہی خدمت ہے۔

اجازت لیکر درگا بائی مہاراج کے پاس آئی اور دونون مل کر مرج کو روانہ ہوئے۔ جیتلی اسٹیشن پر آپ نے دہوتی باندہی اور کرتہ پہنا۔ اور بذریعہ ریل آپ مرج پہنچے۔ اور ہسپتال مین بذات خود سول سرجن سے ملے اور اپریشن کے متعلق گفتگو کی۔ اور کہا کہ بغیر کلورا فارم سنگہائے اپریشن کیا جائے جسکے لئے ڈاکٹر نے عذر پیش کیا اور آپ نے اسکی مرضی کیموافق اپریشن کی اجازت دی۔ چنانچہ اپریشن کیا گیا اور تین روز تک آپ ہسپتال مین رہے لیکن آرام معلوم نہ ہوا اور آپ تیسرے روز بلا اجازت ڈاکٹر اپنے کمرے سے نکل درگا بائی کے کمرے مین آئے دوسرے دن آپ نے درگا بائی کو گورنمنٹ ہسپتال کے سول سرجن مسٹر ہبڈ ہبڈے کے پاس بہیجا اوسنے مہارج کو گورنمنٹ ہسپتال مین بلوایا اور ایک کمرے مین رکہا۔ تین روز مین درد کو افاقہ ہو گیا لیکن پاخانہ کا راستہ بند ہو گیا اور اب اس کا علاج شروع ہوا۔ اور روز بروز افاقہ ہوتا چلا۔ کہڑگپور والونکو یہ حال معلوم ہوا تو کچھہ روپے آپ کے علاج کے لئے بہجوائے لیکن آپ نے واپس کر دئے یہان کولہاپور کے کچھہ لوگ تہے وہ ملنے آئے آپ نے کہا کہ تم جسکی تلاش مین ہو مین وہ نہین ہون چونکہ ان لوگون نے پہلے کبھی آپ کو دیکہا نتہا واپس چلے گئے

دوسرے دن آپ کے ایک واقف کو ساتھ لیکر آئے اور اب آپکو سب سے ملنا پڑا
ان لوگون نے کہا کہ یہان سے آپ ہمارے ساتھ کولہاپور تشریف لے چلین آپنے
فرمایا اچھا۔ لیکن یہ ارادہ فسخ کردیا اور کہا کہ پہر کبھی حاضر ہونگا۔
۲۰ روز تک آپ یہان زیر علاج رہے اور چلنے پہرنے کے قابل ہوگئے
چونکہ کولہاپور یہان سے قریب تہا اور آپنے وہان جانے کا وعدہ بہی کیا تہا لہذا درگا بائی کو
ساتھ لے کولہاپور روانہ ہوگئے۔ اور یہان مہالکشمی کے مندر مین درشن دیئے
اور ہندو مذہب کے مطابق پوجا پاٹ کی اور ایک کونے مین جا بیٹھے۔
(نوٹ) یہان یہ جاننا لازمی ہے کہ جو بزرگ خدا رسیدہ اور کامل ہوتے ہین
وہ (شریعت) اصول مذہب پر اخیر دم تک قایم رہتے ہین۔ اگرچہ انکو اسکی
ضرورت باقی نہین رہتی کیونکہ وہ منزل شریعت طے کرچکتے ہین اور معرفت و حقیقت
کی منزل مین ہوتے ہین تاہم دوسرونکے لئے مثال قایم رکہتے ہین۔ چنانچہ
سوامی رام داس اور تکارام مہاراج پابند شریعت تہے اور اس زمانے مین
نارین مہاراج ہندو شریعت کے پورے پابند ہین۔ کرشنا نے کہا ہے:۔
نَے پارتہاشتی کرتویَم ترِلوکیشو کنچن ؛ نانواپتم واپتویَم ورت ایوچہ کرمنی
یعنی اگرچہ مین ان مذہبی رسومات کی قیود سے آزاد ہون لیکن پہر بہی انکی پابندی
کرتا ہون جسمین ایک خاص منشاء الٰہی ہے۔
چونکہ بزرگانہ جلال آپ کے چہرے سے عیان تہا جو لوگ مندر مین درشن

کو آتے آپ کی ہی قدم بوسی کرتے اور رفتہ رفتہ ہجوم بڑہنے لگا۔ اگرچہ آپ نے بہتیرا منع کیا کہ مین کوئی بزرگ یا سادہو سنت نہین ہون تم کیون میری تعظیم کرتے ہو مگر کسی نے نہ مانا۔ آخر آپ نے ارادہ کیا کہ مندر کے تہ خانے مین جا بیٹھون لیکن لوگون نے اصرار کیا کہ ہمارے گہر چل کر رہین آپ نے کہا اچھا چنانچہ ایک ہی وقت مین دو دو آدمی گاڑیان لیکر آئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے گہر لیجانیکی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب مجہے کسی تیسرے ہی کے گہر ٹہرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ کو کمہار گلی مین کمہار سوامی کی سمادہی کے قریب ایک کمرے مین ٹہرایا گیا۔ یہ کمہار سوامی ہندؤون کے زبردست بزرگ ہوئے ہین۔ جو ہمیشہ برہنہ اور ایک رنڈی کے مکان پر رہا کرتے تہے (یہ رنڈی ابہی تک زندہ ہے) اور اسی کے گہر مین ان کا انتقال ہوا۔ یہان جو لوگ درشن کو آتے وہ آپ کے درشن بہی کرتے اور اسطرح ہجوم بڑہنے لگا۔ ان لوگون مین مسٹر سداشیو راؤ کالے کی بیوی جانکی بائی آپ کو بہت ماننے لگی اور ہر روز آپ کے لیئے کہانا لایا کرتی۔ مہاراج نے اس سے ایک مرتبہ کہا کہ ضرور تجہے کسی سدپرکش نے بشارت دی ہوگی جو تو اسقدر خدمت کر رہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہان جب مین چہوٹی تہی تو خدا کی عبادت اور بزرگون کا درشن کرنا مجہے بہت پسند تہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مین نرسوبا کی واڑی مین دیو پوجا کے لیئے گئی تو وہان مجہے ایک مہاتما کا درشن ہوا۔ مین نے ان سے پوچھا کہ بابا مجہے خدا کب ملیگا؟ انہون نے کہا کہ تیری شادی کے چند روز بعد تجہے خدا کا درشن ہوگا

اور وہ ایک برہنہ برہمن کی صورت مین ہوگا۔ چنانچہ مین آپکو اسکو مطابق پاتی ہون اسلئے آپ کی زیارت خدا کی زیارت اور آپ کی خدمت خدا کی خدمت سمجھتی ہون۔
آپکو یہان ہی بواسیر کی شکایت ہوئی اور سخت تکلیف کیوجہ سے ڈاکٹر کو بلوایا گیا جسنے نہایت غور سے علاج کیا اور آپکو کسی حد تک افاقہ ہوگیا۔
کمہار گلی مین چند روز قیام کرکے آپ مسٹر ایسوا کا نامی کمہار سوامی کے معتقد کے گہر جا ٹھیرے۔ جس نے آپکی بڑی خدمت کی اور چاندی کی رکابیون مین کہانا کہلایا۔ ایک دن اسکی چاندی کی تمام رکابیان کوئی چرالیگیا مگر اسنے مہاراج کو خبر نہ کی۔ اسی عرصے مین کہو دیکر کی بہن کی نتھ ہی یہان سے چوری گئی جب آپکو خبر ہوئی تو فرمایا فکر نہ کرو ملجائینگے۔ چنانچہ آپ کے جانے کے بعد یہ تمام چیزین ایک بہٹ جی کے پاس سے برآمد ہوئین۔
مسٹر کالے نے آپکے نام سے برہمنون کو بہنڈارا دیا اور نہایت شان شوکت سے آپ کی پوجا کی اس مین کولہاپور اور گوالیار کے راجہ کا ایک رشتہ دار ہی جو سائین بابا کا معتقد اور مہاراج کو جانتا تہا شریک تہا۔ اوس نے مہاراجہ کولہاپور کو خبر کی تو اوسنے اپنے کارکنونکی معرفت دعوت دی مگر آپنے انکار کردیا چلتے وقت باغ مین آپکے فوٹو کا انتظام کیا گیا۔ مگر آپ نے انکار کیا اور راضی ہوئے تو باغ مین سے نکل ایک پاخانے کے سامنے جا بیٹھے اور پاؤن کے نیچے چند اینٹین رکہہ لین۔ اور اسجگہ آپ کا فوٹو لیا گیا۔ جو مقابل مین چسپان کیا گیا ہے۔

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

2871-Lakshmi Art, Bombay. 8

کولہا پور سے روانہ ہوکر آپ درگا بائی کے ساتھ پونا اپنے بہائی بالکرشنا راؤ شاستری کے یہاں آئے۔ یہان ایک روز اپنے پڑوسی کے گہر مین آئے ہوئے تھے کہ کسی نے آپ کو ہار پہنایا آپ نے فرمایا چونکہ میرا تمہارا کوئی تعلق نہین ہے اسلئے یہ ہار چلکی کو پہنانا چاہیئے۔ یہ کہہ ہار چلکی پر ڈالدیا۔ ایک نے دہوتی نذر کی تو آپ نے فرمایا کسی بہنگی کو دو چنانچہ اوس نے تعمیل حکم کی۔

پونہ مین آٹھ روز قیام فرماکر آپ پہر شیرڈی تشریف لے آئے۔ درگا بائی سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو مہاراج کی ہی خدمت مین رہ اور یہ سمجھہ کہ میری خدمت کر رہی ہے۔ چنانچہ درگا بائی اب ہر وقت مہاراج کے پاس رہنے لگی۔ یہ دیکھکر سائین بابا کے بعض معتقدین آپ کے سخت مخالف ہوگئے۔ مہاراج نے انکے تیور بدلے ہوئے دیکھکر اور نیز یہ خیال کرکے کہ سائین بابا کی موجودگی مین شیرڈی مین قیام کرنا مناسب نہین ہے چونکہ ایک میان مین دو تلوارین نہین رہ سکتین۔ درگا بائی کی غیر حاضری مین جو کسی کام سے امراؤتی گئی ہوئی تہی ساکوری تشریف لے گئے۔ اور یہان شری کہنڈے نامی ایک زمیندار کے کہیت مین ٹہیرے یہان ایشونت راؤ اور انکی بیوی مہاراج کو اپنے گہر لیگئے۔ لیکن دو تین دن رہکر آپ پہر اسی کہیت مین آگئے۔ ایک ماہ کے بعد درگا بائی آئی۔ اس عرصے مین وکشت ہر روز شیرڈی سے آپ کے لئے کہانا لایا کرتا۔ اور ایشونت راؤ اور انکی بیوی اور شیرڈی اور ساکوری کے لوگ آپ کے درشن کو روزانہ آتے رہے۔

ایک ماہ کے بعد آپ درگا بائی کو ساتھ لے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت مین دھولیہ تشریف لیگئے - چند روز یہان قیام فرمایا اور پھر دودھیشور پہاڑ پر گئے - اور درگا بائی کو کہا کہ مجھے یہ پہاڑ بہت پسند آیا ہے اب مین یہان ہی رہونگا اب تو خواہ یہان رہ یا شیرڈی جا - تجھے اختیار ہے - درگا بائی نے ساتھ رہنا پسند کیا - چند روز گذرے تھے کہ آپ نے مہتاجی نامی سائین بابا کے ایک معتقد کو جو آپ کو کئی مرتبہ بمبئی کی دعوت دے چکا تھا اور مہاراج ٹالدیا کرتے تھے ایک خط لکھا کہ مین بمبئی آنا چاہتا ہون - مہتاجی کی تو دلی خواہش تھی لکھا شوق سے تشریف لائیے - چنانچہ آپ دودھیشور سے سٹر بخا گڈھ ضلع ناسک کے پہاڑ پر گئے - یہان ایک پرانا سندر ہے - ایک ہفتہ قیام کے بعد مہتاجی کو خبر دی کہ مین فلان تاریخ بمبئی آؤنگا - مہتاجی نے کئی اسٹیشن آگے آکر آپ کا استقبال کیا اور سیؤن مین ایک بنگلے مین ٹھیرایا مہاراج نے سجے ہوئے کمرے مین رہنا پسند نہ کیا اور ایک کوٹھری مین اپنا ٹاٹ بچھا کے بیٹھ رہے سینکڑون آدمی یہان درشن کو آنے لگے - اہی مین مسٹر نورسے نے آپ کے نام سے بہت بڑا بھنڈارا کیا - اس مین سائین بابا کے معتقد راؤ صاحب ساٹھے بھی پونے سے آکر شریک ہوئے اور انکے علاوہ پونہ کے پارسی اصحاب نے بھی شرکت کی -

ڈیڑھ ماہ بعد مسٹر نورسے کے ساتھ اوداسی بوا آئے اور آپ کو اپنے ساتھ تلے گاؤن لیجانیکی خواہش ظاہر کی چنانچہ مہاراج نے اقرار کیا اور روانگی

روز بعد آپ ورگا بائی۔ سارجا بائی کی لڑکی انبو بائی اور اوواسی بوا کے ہمراہ تیلے گاؤن تشریف لیگئے۔ اور اوواسی بوا کے مٹھ مین قیام فرمایا۔ دو روز بعد آپ نے شیلا رواڑی کے غار کا معائنہ فرمایا۔ یہان سے روانہ ہو کر آپ سیدھے ساکوری تشریف نے آئے۔ اور ساکوری کی سرحد پر ماروتی کے مندر مین اترے لیکن ساکوری کے لوگون کے اصرار پر آپ نے ساکوری مین رہنا منظور کر لیا نیز یہ بات بھی تھی کہ اپنے پیرومرشد سائین بابا کی مقرر کردہ حدود سے باہر رہنا بھی آپ کو پسند نہ ہوا۔ چنانچہ آپ کے ایما سے ساکوری کے مسان کے قریب جہان لوگ دنکو بھی خوف کھاتے تھے ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ یہ جگہ ناگ پھنی کے بڑے بڑے درختون سے گھری ہوئی تھی اور بڑی مشکل سے لوگ آپ تک پہنچتے تھے۔ چند روز بعد راہتا اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے چند آدمیون کی مدد سے یہ جگہ بالکل صاف کر دی۔

انہی دنون مین واسودیکٹ کھاسینس پر کھڑکپور مین فالج گرا اور آدھا دھڑ بیکار ہوگیا اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ زندگی کی اُمید تک جاتی رہی۔ آخر ملازمت سے استعفا دلا کر مہاراج کی خدمت مین لے آئے۔ آپ نے فرمایا یہان کیون لے آئے نہ ڈاکٹر نہ حکیم اب علاج کون کریگا خیر لائے ہو تو ایک روز وٹھوبا کے مندر مین رکھو اور پھر کسی دوسری جگہ رکھو اللہ مالک ہے۔ لکشمی بائی یعنی کھاسینس کی بیوی دھونی کی راکھ روزانہ

بیمار کو چنگا کردی۔ ایک ہفتے مین اللہ نے اچھا کر دیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ اب
جاؤ اور اپنی پہلی ملازمت بدستور رکہو۔ لیکن باوجودیکہ اس کا افسر اسکو دوبارہ
اپنی ملازمت پر بحال کرنے پر آمادہ تہا اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ میرا
دوسرا جنم ہے اور اسکو مین آپ کی سیوا مین گذارنا چاہتا ہون چنانچہ ایسا ہی کیا

چند روز بعد لوگون نے آپ کے سامنے بھجن کرنیکی اجازت مانگی آپنے
فرمایا کہ یہ مسان ہے مندر نہین ہے میرے سامنے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے
جو کچھہ کرنا ہے اپنے اختیار سے اور مجھسے دور کرو۔ چنانچہ جھونپڑی سے کچھہ
فاصلے پر بھجن ہونے لگا جو آجتک جاری ہے۔ اب لوگون نے مہاراج کے
نام سے جاترا کرنیکا ارادہ کیا اور مہاراج سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا
تمہین جو کچھہ کرنا ہے کسی مندر کے قریب کرو میرے پاس کیا رکہا ہے شاید تم
لوگون کا خیال ہوگا کہ جس طرح سائین بابا تاتیا پٹیل اور دوسرے لوگون کو
روزانہ روپے دیتے ہین مین بہی تم لوگونکو دونگا۔ میرے پاس کچھہ نہین ہے نہ
مین کسی سے لیتا ہون نہ کسیکو دیتا ہون۔ لہذا لوگون نے گنیش چترتی سے تین
دن پہلے آپ کی جھونپڑی کے سامنے ایک بڑا شامیانہ تانا اور اس مین ایک
چھوٹا سا مندر کپڑے کا بنایا جس مین سائین بابا اور مہاراج کا فوٹو رکہا۔ اور
آٹھہ روز تک بڑی دہوم سے جاترا ہوئی جس مین بمبئی پونہ اور دیگر مقامات
کے لوگ بکثرت شریک ہوئے۔ آخری دن بھنڈارا دیا گیا۔

اسی عرصے مین راہتا کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے گروپورنما کے دن بڑے پیمانے پر کماری پوجا کی رسم ادا کی اور برہمن مرہٹے۔ مہار اور دہیڑون کے بچونکو نہلایا اور کہانا کہلایا۔ تقریب ختم ہونے پر مہاراج نے شامیانہ گرانے کا حکم دیا۔ لیکن لوگون کا خیال تہا کہ یہ ہمیشہ کیلئے قایم رکہا جائے اسلئے رہنے دیا۔ اسوقت کے سات روز بعد کوئی اجنبی آدمی آپ کے پاس آیا آپنے اسکو خوب مارا اور گالیان دیتے ہوئے باہر چلے آئے اور شامیانہ مین داخل ہوئے اور کپڑے کے بنے ہوئے مندر کے پرزے پرزے کر ڈالے شامیانہ کے پردے پہاڑ ڈالے اور شامیانہ اکہیڑ ڈالا گیا۔

دوسرے دن جب آپ کا غصہ کم ہوا تو لوگون نے کپڑے کا ایک عارضی مندر بنانیکی اجازت لے لی۔ اور دریافت کیا کہ کل اسقدر غصہ کا کیا باعث تہا آپ نے فرمایا کہ اسوقت مجہے معلوم ہوا کہ آیندہ ۱۰ تاریخ کو ٹہیک بارہ بجے دنکو ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گریگا اور اپنی آسمانی ہستی کو فنا کردیگا اسلئے میرے دل مین جوش پیدا ہوا کہ ہر چیز کو آگ لگادون اور اُسی مین مین بہی جل جاؤن ؟ لوگون نے کہا کہ ہم بہی وہ ستارا دیکہہ سکینگے۔ آپ نے فرمایا ضرور دیکہوگے۔ یہ سنکر لوگ اس دن کا انتظار کرنے لگے۔ اور آپ اکثر خاموش رہا کرتے۔ جو لوگ سائین بابا کے درشن کو آتے وہ اب ساتہہ ہی مہاراج کا درشن بہی کرنے لگے۔

حضرت سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

دسہرے کا دن اور مہینے کی دسوین تاریخ تہی کہ لوگ مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکہا کہ آپ بالکل اُداس اور غمگین بیٹھے ہین۔ کسی نے دریافت کیا کہ مہاراج آج سے پندرہ روز پیشتر آپ نے فرمایا تہا کہ ۱۰ تاریخ کو بڑا ستارہ ٹوٹے گا۔ آج ۱۰ تاریخ ہے۔ حکم فرمائیے ہمکو آج کیا کرنا چاہیئے۔؟ آپنے فرمایا کہ خدا کا نام لو اور بہجن کرو۔ پہر ایسا وقت تمہین نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ اپنے اپنے طریق پر عبادت کرنے اور بہجن کرنے لگے ۱۲ بجے تک سب کی نظرین آسمان پر لگی رہین ساڑہے بارہ بجے تک جب کوئی تارہ ٹوٹتا ہوا نہ دکہائی دیا تو سمجھے کہ شاید مہاراج نے مذاقاً کہا ہوگا۔ لیکن ایک بجے شیرڈی سے خبر آئی کہ ۱۲ بجے سائین بابا نے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ یہ خبر سُنکر سمجھے کہ آسمانی ستارہ سائین بابا تہے۔ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے تمام معتقدین مہاراج کی خدمت مین آنے لگے۔

سائین بابا کی وفات کے پانچوین روز راہتا کے ہیڈماسٹر نے پہر کماری پوجا کی اور غریبون کو بہنڈارا دیا اور کپڑے تقسیم کئے۔ اسیطرح دیوالی اور کارتک پُرنما پر کماری پوجا کی۔ اِن رسومات یا پوجا پاٹ کے متعلق جب کوئی آپ سے

اجازت طلب کرتا تو آپ فرماتے کہ مین کسی نیک کام مین مارج ہونا نہین چاہتا لیکن ان رسومات کے کرنیکا قطعی حکم ہی نہین دیتا۔ خدا کے ملنے کا جو سیدھا راستہ ہو وہ تلاش کرو اور اسپر چلو۔

سائین بابا کی وفات کی خبر سنکر آپ کی معتقد انوسایا بائی جو ویدانت اور شاستر کی ماہر تہین اور اوہیت پر ہمیشہ وعظ فرمایا کرتی تہین شیرڈی آئین اور یہان سے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئین اور بغلگیر ہوئین اور جوش محبت سے آبدیدہ ہوکر کہا کہ میرے سائین بابا اب اس برہنہ قالب مین ہین۔ اور آپنے مجھسے وعدہ فرمایا تہا کہ اسرار حقیقت سے تو آگاہ ہوگی لہذا مجھے اپنے قدمون مین رہنے کی اجازت دی جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مائی مین سائین بابا نہین ہون مین تو ایک غریب اور عاجز بندہ ہون۔ انوسایا بائی نے کہا میرے لئے آپ سائین بابا ہی ہین یہ کہہ وشنو کے مندر مین جا ٹہیرین۔ دت جینتی کی تقریب پر اسکے متعلق آپ نے ایک زبردست تقریر کی۔ تین ماہ تک قیام کیا اور مہاراج کے درشن اور پوجا کے وقت اکثر اپنے اشعار پڑہا کرتین۔

مہاراج کی موجودگی نے ساکوری کو مرجع عام بنادیا اور دن بدن اسکی رونق بڑہ چلی۔ چنانچہ اس سال تل سنکرات کے تہوار پر کماری پوجا ہنڈالا اور گولی پور کے مہاراج کی طرف سے آئے ہوئے شال دوشالے اور کمل کی

تقسیم بڑے پیمانے پر ہوئی۔

اس سال بارش نہ ہونے سے گہاس اور چارے کی بڑی قلت تہی۔ اور مویشیون کا سنبھالنا غریبون کے لئے دشوار ہو رہا تہا۔ چنانچہ مہاراج کے کہنے پر۔ پونہ اور بمبئی کے پارسی اور ہندو معتقدین نے بن ہو کے جانورون کے لئے گہاس کا انتظام کیا اور ۷ ماہ تک ہر روز تین چار سو جانورونکی پرورش ہوتی رہی۔ ساتھہ غریبون کو کہانا بہی تقسیم ہوتا رہا۔

مہاراج کے قیام کو ایک سال کے قریب ہوا تہا کہ رام نومی کا تہوار آیا اور معتقدین نے جن مین بمبئی اور خصوصاً پونہ کے پارسی اور ایرانی اصحاب بہی شریک تہے ایک رات مین کپڑے کے عارضی مندر کی بجائے اینٹونکا پختہ مندر بنا دیا اور یہ تہوار ۹ دن تک بڑی شان سے منایا گیا۔ مندر کے مقابل ایک گادی بچہائی گئی اور اسپر ریشمی غلاف چڑہایا گیا۔ اور مہاراج کو اسپر بٹھایا گیا آپ نے اپنا پرانا ٹاٹ اسپر ڈالا اور بیٹھ گئے۔ پہر آپ کی پوجا کی گئی۔ اور آپ کی تصویر پالکی مین رکھکر اسکا جلوس نکالا۔ پہر ایک بہنڈارا دیا گیا۔ پونہ سے ہزارون ناریل اور اناج کے تھیلے آئے اور بہنڈارے کا کہانا ۱۵ دن تک جاری رہا۔ بمبئی کے مسٹر مہتا اور دیگر اصحاب ست نراین کے جلسے کراتے رہے۔

انہی ایام مین مسٹر نوروزجی کہنڈلے والے اپنے لڑکے کو ساکوری لائے جو ایک عرصہ سے بیمار تہا اور اسی وجہ سے ملازمت بہی نہین کر سکتا تہا۔ مہاراج نے فرمایا

اللہ مالک ہے صبر کرو۔ چنانچہ چند ہی روز مین بیماری بہی جاتی رہی اور وہ ملازم بہی ہوگیا۔

بیساکہ کے مہینے مین مہاراج کی سالگرہ منائی گئی۔ کہڑگپور سے بہت سا روپیہ اور کپڑا آیا جو آپنے غربا مین تقسیم کرادیا۔

جیٹھ کے مہینے مین ہندو عورتین بڑہ کے درخت کی پوجا کرتی ہین ابکے یہ رسم آپ کے سامنے ہوئی اور آپکو بڑہ دیوتا مانا گیا۔ سکہارام پٹیل کی بیوی جب پوجا کرنے لگی تو آپ نے فرمایا میری پوجا نہ کر ناگ پہنی کی پوجا کر۔

جب سے مندر کی پختہ عمارت بنی اسوقت سے حضرت سائین بابا اور مہاراج کے فوٹو اس مین رکہے گئے۔ اور سب سدپروشو نکے نام کی پدوکا بنائی گئی۔ اور دن مین دو بار دوپہر اور شام کو سائین بابا اور مہاراج کی آرتی ہونے لگی۔ جو آجتک برابر جاری ہے۔

انہی ایام مین انفلوئنزا شروع ہوا اور ہندوستان مین لاکہون آدمی اسکا شکار ہوئے۔ ساکوری مین بہی موت کا بازار گرم ہوا۔ چند ایک آدمی ایسے مرے جنکا کوئی اُٹہانے والا نہ ملا مہاراج کو خبر ملی تو اکیلے انکو اُٹہا لائے اور جہونپڑی سی سو قدم پر دفن کیا اور فرمایا کہ مشیت ایزدی سے زمانے نے ایسی گردش کہائی ہے کہ اس کے ذریعے سے یہ وبا مرنے والونکے لئے نجات کا باعث ہے ایسا وقت سینکڑون برس کے بعد آیا کرتا ہے

ان ایام مین آپ اکثر مسان مین بیٹھے رہتے۔ اور جو لوگ آپ کے لئے تازہ پہل لاتے آپ اُنکے بیج مسان مین بو دیتے اور اسطرح یہ مسان باغ بنگیا اور اب آم اور بیل وغیرہ کے درخت خاصے بڑے ہوگئے ہین۔ معتقدین نے آپ کے لئے ایک جھونپڑی بہی بنادی مگر آپ پہلی ہی جھونپڑی مین رہے۔ یہان بہی جلسہ کیا گیا جس مین سب سے زیادہ حصہ مسٹر الیشونت راؤ پونیکر نے لیا وہ آجتک مہاراج کی خدمت کررہے ہین اور معتقدین مین آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔

سنی دیو طوطا

ایک مرتبہ ایک لڑکی آپ کے پاس طوطا لائی آپ نے لے لیا اور اسکا نام سنی دیو رکہا اور پنجرے مین بند کرکے مندر کے عین سامنے سائے مین لٹکوادیا۔ پندرہ روز تک تو یہ کہاتا پیتا رہا لیکن اسکے بعد کہانا پینا یکلخت بند کردیا۔ اور جو کچہ پنجرے مین ڈالا جاتا چونچ سے باہر پہینک دیتا پانی کی کٹوری تک اندر نہ رہنے دی۔ یہانتک کہ کامل ایک سال گذر گیا اور اسنے ایک دانہ تک نہ کہایا اور سوکہ کر تنکا ہوگیا۔ آخر ایک روز اسی حالت مین مرگیا آپ نے اسکو بڑہ کے درخت کے نیچے دفن کرایا اور ایک چھوٹا سا مندر بنوادیا جس کا نام سنی دیو کا مندر رکہا گیا۔ اور اب اوسکی پوجا ہوتی ہے۔

کاشی جی کا سفر

سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے ایک سال بعد آپ نے کاشی جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔ کسی نے کہا کہ آپ خود کاشی ہین آپ کو وہان کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے سائین بابا اور دوسرے بزرگون کے چند خاص کام انجام دینے ہین اسلیئے میرا جانا لازمی ہے۔

اس عرصے مین مسٹر نوروزجی کہنڈالے والے آگئے اور کاشی کے سفر کی تیاری سنکر ۵۰۰ روپے سفر خرچ کے لئے پیش کئے۔ اسیطرح سائین بابا کے بھگت اور مہاراج کے سچے معتقد مسٹر باپو صاحب جوگ نے ایک ہزار روپئے نذر کیئے اور دونون صاحبون نے ساتھہ چلنے کی خواہش کی۔ اور بمبئی اور پونہ کے کئی پارسی اصحاب بھی ہمراہی پر آمادہ ہوئے اور حسب استعداد ہرایک نے رقم پیش کی۔ اور بہت سے ایسے بھی تھے جو مہاراج کے خرچ سے آپ کے ساتھ رہے۔ آپ نے وصول شدہ روپیہ ایک تھیلی مین بند کرکے مہر کردیا اور ایک معتقد کے حوالے کرکے ہدایت کردی کہ کاشی پہنچنے تک اسکو کہولا نہ جائے کچھہ عرصے بعد آپ نے روانگی کی تاریخ مقرر کی اور اُسی تاریخ کو آپ اپنا ٹاٹ اوڑھے ہوئے کاشی جانے کے لیئے نکلے اور سب سے کہا کہ جو جو آنے والے ہین پندرہ روز بعد کاشی آئین لوگون نے پوچھا کہ آپ کہان ملینگے آپنے فرمایا کہ

مین ہر جگہ ملونگا۔ تم جس جگہ چاہو مل لینا۔ ساکوری سے راہتا تک سینکڑون
آدمی تاشے باجے کیساتھ آپ کے ہمراہ آئے۔ راہتا سے آپ گاڑی مین بیٹھ کر چتلی
اسٹیشن پر پہنچے۔ مہاراج کے پاس روپے نہ تھے اسلئے لوگون مین سے کسی نے
کاشی کا ٹکٹ نکالنا چاہا تو آپ نے منع فرمادیا کہ میرے سلئے ٹکٹ نہ لو زیادہ اصرار
پر آپنے فرمایا کہ اچھا انکائی (چتلی سے تیسرا اسٹیشن) تک ٹکٹ نکال دو۔ گاڑی
چتلی سے روانہ ہو کر انکائی پہنچی تو آپ ریل سے اُتر پڑے۔ اور انکائی کے پہاڑ
پر جاکر اگاشس رُشی کے درشن لئے اور ایک دن یہان قیام کیا۔ یہان سے
آپ انکریشور (اجین علاقہ مین) پر پہنچے (یہ معلوم نہین ہوا کہ آیا پیدل گئے یا ریل
سے گئے) اور دو روز قیام کیا۔ پہلے نربدا مائی مین اشنان کیا اور پھر انکریشور
کا درشن کرکے انکریشور کی مالکہ سے اوس کے محل مین جاکر ملاقات کی اُس نے
آپ کی بڑی عزت کی۔ یہان آپ نے اس کے متبنیٰ لڑکے اور چند اور لوگون کے
روبرو فرمایا کہ آپ لوگونپر جو یہان کے رہنے والے ہین اگلے زمانے کے ایک بزرگ کی
نظر ہے۔ اور اسیوجہ سے یہان کا روحانی اثر قایم ہے۔ اس عورت نے اس بزرگ
اور مقام کے حالات دریافت کئے تو آپنے فرمایا کہ یہ مقام شنکر کے بارہ متبرک
مقامات مین سے ایک مقام ہے۔ گذشتہ زمانے مین یہ مقام ویران جنگل تھا
اور اس مین مردم خوار جانور رہتے تھے۔ اور نربدا ندی ایک چھوٹی سی پہاڑی
کے تلے اور اس جنگل کے گرد بہتی تھی۔ لیکن چونکہ یہ جگہ جپ تپ کیلئے بہت

موزون ہتی اسلئے مارکنڈ رشی اور دوسرے کئی رشیون نے یہان ہٹھکر اپنا تپ پوراکیا۔ ان مین کا ربے اخیر رشی وہ بزرگ ہے جس کا مین بیان کرتا ہون یہ بزرگ صدسالہ تپ ختم کرکے اخیر منزل معرفت پر پہنچا اور اسجگہ تا دم زلیست رہا۔ اس مقام سے چند میل کے فاصلے پر مہاراجہ ہولکر کی ریاست کی حد شروع ہوتی ہے۔ اس ریاست مین بہت سے امیر وکبیر رہا کرتے تھے جو بہیل اور پنڈارون کے ہاتہون بہت تنگ تہے۔ یہ لوگ لوٹ کا مال ایک جگہ جمع کیا کرتے اور اس بزرگ کو گویا اپنا خدا مانتے تہے۔ ڈاکہ مارنے سے پہلے یہ لٹیرے اس کے پاس جاتے اور اجازت طلب کرتے اور اسکی ہدایت کے موافق عمل کرتے۔

یہان یہ جاننا ضروری ہے کہ جو لوگ الوہیت کی اعلی منزل پر پہنچ جاتے ہین وہ نیکی اور بدی سے بری ہوتے ہین ان کے لئے اچہے اور برے سب یکسان ہوتے ہین اور انکی سیوا کرنے والے بہگت اپنی اپنی سیوا کی مناسبت سے پہل پاتے ہین یعنی جس ارادے سے بہگتی کیجاتی ہے وہ ارادہ انکا پورا ہوجاتا ہے۔

سکامی بہگتی کرے پاوے مانگے دام

نشکامی بہگتی کرے پاوے اوچل رام

غرض یہ لوگ اپنے پیر کی مدد سے کامیابی کے ساتہہ ڈاکے مارتے رہے نہ کوئی کبہی پکڑا گیا نہ کسی درندے سے کوئی گزند پہنچی۔

ایک دن بزرگ نے تمام پنڈارون کو بلاکر کہا کہ میری زندگی کے

دن اب بہت کم رہ گئے اگر تم مجھسے سچی محبت رکہتے ہو تو مین تم سے ایک بات
کہنا چاہتا ہون سب نے کہا ہم کو آپ سے سچی محبت ہے آپ فرمائیے - اس بزرگ نے
کہا کہ مین فلان تاریخ کو مرنیوالا ہون تم لوگ اس دن سے لوٹ مار کا پیشہ چہوڑ
دینا اور میری لاش فلان فلان طریق سے دفن کرنا- مین تمہارے لئے یہ
سرحد مقرر کرتا ہون اسکے اندر رہکر اپنی اولاد سے اسکو بسانا اور اسیکو اپنا
مرکز بنانا دنیا کی کوئی حکومت اس خطے پر اپنا حق نہ جتا سکیگی- تم شکر کے اس
مقدس مقام کی پوجا کرتے رہنا یہ گویا میری ہی سیوا ہوگی- رفتہ رفتہ اس مقام
کی شہرت دور دور تک ہوگی اور لاکہون آدمی اسکے درشن کو آیا کرینگے- یہ سنکر
سب نے تعمیل حکم کا اقرار کیا- اور اس بزرگ کی وفات کے بعد سب نے اسکی ہدایت
پر عمل کیا- چنانچہ اس مقام کے رہنے والے پنڈار ونکی نسل سے ہین اور اس بزرگ
کا انپر سایہ ہے- اور اسیکی روحانی اثر سے یہ خطہ اسقدر سرسبز و شاداب ہے- اس کے
بعد عورت نے مہاراج کو دودہ پلایا اور آپ رخصت ہوکر اجین پہنچے- یہان شپرا ندی
مین اشنان کرکے آفتاب غروب ہونے پر مہاکالیشور کے مندر مین گئے- اور درشن لئے
پہر اسی مندر کے کونے مین بیٹھے رہے اور صبح وہان سے چلے اور آگرہ آباد پہنچے- یہان
جمنا کے کنارے آپ نے تین آدمیونکو آپس مین بحث کرتے دیکہا- ان مین ایک
حجام- دوسرا زائر اور تیسرا برہمن تہا- ان کا تماشہ دیکہنے کو بہت سے لوگ جمع
ہوگئے تہے- دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ برہمن نے زائر سے زیادہ پیسے وصول

کرنے کے لیئے حجام کے ذریعے یہ جھگڑا کیا تھا۔ اتنے مین دوسرے زائرین نے
برہمن کو بلا لیا اور وہ حجام سے کہہ گیا کہ جب تک مین نہ آؤن اس کا سر نہ مونڈنا۔
یہ دیکھکر مہاراج نے زائر اور حجام کو اپنے پاس بلا لیا اور حجام سے استرا لیکر خود
زائر کا سر مونڈنے لگے اور کہا کہ میرے ہاتھ سے تیرا سر منڈنے سے تجکو اور تیرے
خاندان کو نجات حاصل ہوگی۔ چنانچہ آدہا سر آپ نے مونڈا اور آدہا حجام نے پہر
آپنے اس سے حجام کو دو روپے دلوائے جو معمولی دستور سے آٹھہ گن زیادہ تہا
مہاراج نے پہر اور زائرین کو بلوایا اور تہوڑا تہوڑا سب کا سر مونڈا اور باقیماندہ
حجام نے۔ اور ہر زائر سے حجام کو دو دو روپے دلوائے اور سبنے آپ کو بزرگ
سمجھکر آپ کی تعظیم کی۔ اسطرح حجام کے پاس ۲۰ روپے ہوگئے۔ اتنے مین وہ برہمن
آیا اور مہاراج سے کہا تم کون ہو؟ مہاراج نے کچھہ جواب نہ دیا اور پہلے زائر کو کہا
کہ ایک روپیہ اسکو دیدے۔ چنانچہ اس نے روپیہ دیا اور برہمن خوش ہوکر چلا گیا۔
یہان سے اُٹھکر مہاراج ندی کے کنارے دور تک چلے گئے اور ایک جگہ
اشنان کرکے تہوڑی دیر گیان دہیان مین مصروف رہے۔ پہر اُٹھکر شہر مین
پہنچے۔ یہان ایک مسلمان نے آپ کو سلام کیا اور کہا مہاراج میرے غریب خانے
پر تشریف لیچلیئے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مجھسے تمہاری کوئی ملاقات نہین پہر کیون مجھے
گہر لیجاتے ہو۔ اوسنے کہا کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ آپ بزرگ ہین اور مین بزرگونکی
خدمت موجب سعادت سمجھتا ہون۔ مہاراج نے فرمایا اچھا چلو۔ چنانچہ وہ آپ کو

گاڑی مین بٹھا کر اپنے گہر لیگیا۔ اور نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور اپنے
دوستونکو خبر کی جو آپ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ مہاراج نے صرف دودہ
پیا اور شب کو یہان ہی آرام فرمایا۔ دوسرتے دن آپ نے اس سے کہا کہ مین
تہوڑی دیر شہر مین پہر کر آتا ہون۔ اُس نے ساتہہ چلنے کیلئے اصرار کیا مگر آپنے
فرمایا کہ مین اکیلا ہی پہرنا چاہتا ہون تم یہان ہی رہو چنانچہ آپ ندی کے
کنارے کنارے انجن شیڈ مین پہنچے۔ اور انجنون اور شینون کا معائنہ کرنے لگے
اور پہر مزدورون کے ساتہہ ملکر شام تک کام کرتے رہے۔ سلمان میزبان سارے
دن انتظار کرتے کرتے تہک گیا اور تلاش مین نکلا۔ اور ڈہونڈتے ڈہونڈتے
یہان آپہنچا۔ اور اپنے ساتہہ گہر لیگیا۔ اور ایک برہمن سے مٹھائی بنوا کر آپ کے
پیش کی آپ نے تہوڑی سی کہائی۔ دوسرے دن صبح یہ شخص آپ کو جمنا کے کنارے
لے گیا اور کشتی مین بٹھا کر کئی گھنٹے دریا کی سیر کرائی۔ اور ۲ بجے کے قریب واپس
لوٹے۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور اسکو ایکہزار روپے کی ایک تہیلی دے گیا۔
یہ شخص چاول کا بیوپاری تہا اور کسیکو ایک ہزار روپے دئے تہے مگر لینے والا مکر گیا تہا
اور عدالت مین بہی کوئی شنوائی نہ ہونے سے ان روپون سے ہاتہہ دہو بیٹھا
تہا۔ یکایک پورے روپے بلے مانگے ملنے سے اس کا اعتقاد اور بہی بڑہ گیا اور
اب ہندو و مسلمان کثیر تعداد مین آپ کی زیارت کو آنے لگے۔ مہاراج نے فرمایا کہ
اب مجھے کاشی جانا ہے لہذا مین رخصت چاہتا ہون۔ اس نے بہتیرا چاہا کہ چند

روز اور قیام کرین مگر آپ نے انکار ہی کیا۔ اسپر اسنے چاہا کہ کاشی کا ٹکٹ لادے
لیکن آپ نے یہ بہی قبول نہ کیا اور ایک دن شب کو جب سب لوگ سو گئے تو آپ
وہان سے چلے اور کاشی مین ورود کیا۔ یہان پہنچکر آپ صبح کے وقت گنگا کے
کنارے کنارے ہوتے ہوئے گنگا کے پل کے نیچے پہنچے اور تخلیہ کے لئے اچہی جگہ
دیکہکر یہان بیٹھ گئے۔ اور چار روز تک یہان ہی بیٹھے رہے صرف ہر صبح اشنان
کے لئے اُٹھتے۔ اِن چار روز مین آپ کو جو کچھہ کرنا تہا وہ کر لیا یعنی سائین بابا
اور دوسرے سدگرو اور مہاتماؤن کے متعلق جو روحانی چارج کے سلسلے مین
جو کام کرنا تہا وہ انجام دیا۔ پانچوین دن کام ختم ہو گیا تو آپ نے غسل کیا اور
وہین لیٹ رہے۔ تیسرے پہر تین بجے کے قریب تین بہکاری لڑکیان اور ایک
آدمی پل کے نیچے سے گذرا اور آپ کو کونے مین پڑا ہوا دیکہکر یہ لوگ ڈر گئے۔
یہ دیکہکر آپ اُٹہے اور گہاٹ سے اتر کر شہر مین داخل ہوئے۔ پہرتے پہرتے
ایک پاٹ شالہ کے احاطے مین داخل ہوئے۔ اس احاطے کی ایک سمت مین پاٹ
شالہ۔ دوسری سمت مین باورچیخانہ اور تیسری سمت مین لڑکون کے کہانے کا دالان
تہا اور صحن کے عین وسط مین پانی کا چہوٹا سا حوض اور حوض مین فوارہ لگا ہوا
تہا۔ آپ اس حوض پر بیٹھ گئے۔ پاٹ شالہ کے محافظ نے دیکہا تو پوچھا سادہو جی
آپ یہان کیسے آئے۔ آپ نے فرمایا پیاس لگ رہی ہے پانی پینے آ بیٹھا ہون
اُس نے کہا اچھا کیا آرام سے بیٹھ کے پانی پیجئے یہ کہکر چلا گیا۔ یہ باتین سنکر

باورچیخانے سے پکانے والی عورت نے جھانکا۔ مہاراج نے دیکھا تو فرمایا کہ مائی
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے سلسلے کی ہو۔ عورت نے مہاراج کو باورچیخانے
مین بلایا اور کہانا کہلانا چاہا آپ نے فرمایا کہ یہان مین نہین کہا سکتا۔ عورت اپنا
کام ختم کرنے کے بعد مہاراج کو اپنے گہر لیگئی۔ اور کہانا پکاکر پیش کیا اور کہا
کہ آج میرا اپاس ہے آپ جب تک کہانا نہ کہائینگے مین اُپاس نہین کہولنے کی۔ مہاراج
نے تہوڑا سا کہانا کہایا اور شب کو مکان کے برآمدے مین سو رہے چونکہ اس عورت
کے گہر مین اس کا باپ اور بہن ساتھ رہتے تہے اسلئے انہون نے ایک دوسرے
کمرے مین آپ کو ٹہیرایا۔ مہاراج نے اس عورت سے دریافت کیا کہ پونہ مین تمہارے
کوئی رشتہ دار ہین عورت نے کہا۔ ہان ہین۔ آپ نے فرمایا کیا ساٹھے صاحب تمہارے
رشتہ مین ہین۔ عورت نے کہا ہان مگر یہ سنکر وہ چونکی کہ مین نے تو انکو کبھی دیکھا
نہین یہ مجھے کیونکر پہچان گئے۔ پہر اس عورت نے سائین بابا کا ذکر کیا آپ نے
فرمایا کہ مین انہین نہین جانتا۔ ہان شیرڈی کے چند لوگون سے واقف ہون اس نے
دادا کیلکر کا نام دریافت کیا۔ اب باڑے کے سب لوگ آپ کے پاس آکر
بیٹھنے لگے۔ مسٹر رام کرشنا دکشت نامی ایک ذی علم آدمی اکثر مہاراج
کے پاس بیٹھا کرتا تہا۔ مہاراج نے اس سے اپنے آدمیو نکے ٹہیرنے کے
لئے ... کا بند و بست کرنیکو کہا۔ لوگون نے دریافت کیا کہ آپ کے لوگ کہان ہین
آپنے فرمایا کہ میرے کوئی لوگ نہین اور بہت لوگ ہین۔

مہاراج کے فرمان کے مطابق آپ کے معتقدین پندرہ روز بعد کاشی
روانہ ہوئے۔ جس روز یہ لوگ کاشی پہنچے مسٹر رام کرشنا کے چند دوستون سے راہ مین
ملاقات ہوگئی اور یہ انکے حالات معلوم کرکے انکو مہاراج کے پاس لے آئے۔ مہاراج
کی روانگی پر آپ کے کاشی جانے کی خبر ہر طرف پہنچ گئی تہی۔ جس سے بمبئی پونہ
ناگپور۔ کہڑگپور اور کولہاپور وغیرہ مقامات سے ہی بہت سے لوگ کاشی پہنچے
اور مسٹر بالکرشنا راؤ نے سب کے ٹہیرنے کا بند وبست کیا۔ راؤ صاحب ونایک راؤ
ساٹھے صاحب۔ باپو صاحب۔ مسٹر ایکناتھ راؤ۔ نوروزجی سیٹھ۔ فرودنجی سیٹھ وغیرہ
بہی حاضر ہوئے۔ پارسی اصحاب کے لئے شریمنت بہیا صاحب نے اپنا بنگلہ
دیا تہا۔

ایک روز آپ وت کے مندر کے پچھلے دروازے سے نکلے۔ یہان
لوگ رفع حاجت کو بیٹھا کرتے تہے اور ایک چہوٹی سی کٹی یہان بند ہی ہوئی
تہی آپ اُس مین جا بیٹھے مسٹر رام کرشنا اور مذکورہ دونون بہنون نے بہتیرا
سمجہایا مگر آپ نہ مانے اور اسیجگہ رہنے لگے۔ لوگون نے مجبوراً اسی جگہ کو صاف
کیا اور ایک شامیانہ تان دیا۔ اس جگہ کاشی کے عام لوگون کے علاوہ بڑے
بڑے پنڈت اور خدا پرست اصحاب آپ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور
آپ ان لوگون کے سامنے اسرار حقیقت کے عجیب عجیب راز بیان فرمانے لگے۔
جن رسومات کی ادائیگی کے لئے مہاراج کاشی تشریف لائے تہے اسکا

باطنی حصہ تو وہ خود کاشی کے پل کے نیچے پانچ روز بیٹھ کر کر چکے تھے جو سائین بابا اور گذشتہ تمام بزرگان ہر مذہب وملت کے متعلق تھا۔ اب ظاہری حصہ کو پورا کرنا تھا۔ لہذا مسٹر باپو صاحب جوگ۔ مسٹر رام کرشنا اور مسٹر دکشت اور دیگر معتقدین نے ملکر اس حصے کو انجام دیا۔ چنانچہ چیت شدہ پراتیپدا سے رام نومی تک تیس چالیس برہمن پنڈت سائین بابا اور دیگر بزرگون کی تصویر ونکو سامنے رکھکر ہر روز پوجا پاٹ گائتری جپ اور استھان وغیرہ کی رسومات ادا کرتے رہے۔ اور اس عرصے مین برہمنون اور دیگر غربا کو روزانہ کھانا کھلایا گیا۔ جو ہر روز نئی قسم کا تیار کیا جاتا تھا۔ بہت سے لوگون نے آپ کی جھونپڑی کے سامنے گائے اور گائے کے بچے لاکر باندہے جو رسومات کی ادائیگی کے بعد برہمنون مین مہاراج کے نام سے خیرات کر دی گئین۔

جو لوگ آپ کے درشن کو آتے آپ اکثر ان سے کہا کرتے کہ تم لوگ کاشی کو چھوڑ کر مجھے کیون سلام کرتے ہو مین تو خود کاشی کے سلام کو حاضر ہوا ہون کاشی ایک زبردست تیرتھ اور مقدس جگہ ہے۔ چنانچہ ایک روز جبکہ شہر کے سینکڑون لوگ اور ذی علم اور ویدانت کے ماہر اصحاب جمع تھے آپنے کاشی کے متعلق ایک تقریر کی جسکو سنکر ہر ایک آدمی دنگ رہگیا۔

ناظرین کی معلومات کے لئے آپ کی تقریر کا اقتباس ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

کاشی جی

اسوقت جبکہ آپ نے کاشی کی حقیقت بیان فرمائی آپ کے ۰۰ہ کے قریب ہمراہیون کے علاوہ شہر کاشی کے سینکڑون برہمن اور پنڈت جمع تہے آپ نے فرمایا کہ:-

"خوشی دو قسم کی ہوتی ہے ایک اصلی اور دوسری نقلی۔ ان دونوںکے حصول کے لئے خدانے ذریعے رکہے ہین۔ لیکن انسان وجود مین آکر ہمیشہ نقلی خوشی کیطرف راغب پایا جاتا ہے اور اصلی خوشی کا خیال ہی نہین کرتا۔ لیکن حق کا ساتہہ دینے اور شاسترون پر عمل کرنیسے اسپر یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ جس خوشی کو وہ اصلی سمجھہ رہا ہے اصلی نہین ہے بلکہ نقلی ہے۔ اُسوقت اصلی خوشی کی تلاش کرتا ہے۔ اور اسی ضمن مین نقلی خوشی بہی اسکو حاصل ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اصلی خوشی اور اسکی سببسے نقلی خوشی کے حصول کے لئے بہت سے ذرائع ہین۔ مثلاً جپ، کریاکرم، بہگتی مارگ۔ تپشچریہ اور تیرتہہ وغیرہ ہین جن مین سے اہم ذریعہ یعنی تیرتہہ خاص مقدس مقامات سے تعلق رکہتا ہے اور اہی مقدس مقامات کی فہرست مین کاشی بہی ہے۔ جو ہندوستان مین سبسے ممتاز درجہ رکہتی ہے۔ اور جسکی تقدیس و حرمت اس پاک زمین پر قدم رکہنے والیکے گناہ بلاامتیاز مذہب و ملت جلادیتی ہے اور اسکو نجات کا مستحق بناتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مقدس گنگا ماتا مختلف اور دور دراز مقامات پر بہتا

بہتی ہوئی جب کاشی کی سرحد مین پہنچتی ہے تو اس کا پانی بہ نسبت اور مقامات کے
زیادہ پاک اور متبرک ہو جاتا ہے۔ لیکن اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ
کونسی بات ہے کہ جسکی وجہ سے کاشی کو یہ فضیلت نصیب ہوئی۔ اس کے جواب
مین مین زمانہ گذشتہ کے ایک سچے واقع کو روشنی مین لاتا ہون جس سے موجودہ
زمانے کے لوگ بالکل بے خبر ہین:۔ اگلے زمانہ مین کسی رشی کی لڑکی ایک عرصہ
تک بیٹھی رہی اور کسی نے اس کے ساتھہ شادی نہ کی۔ رشی جب اپنی کوشش
سے تھک گیا تو ایک دن لڑکی کو بد دعا دے دی کہ جا تیرے سینکڑون شوہر
ہو جائینگے۔ یہ سنکر لڑکی اور اسکی مان بہت گھبرائی۔ جب رشی کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو
لڑکی نے اس بد دعا کیطرف توجہ دلائی۔ اسپر رشی نے کہا کہ خیر کچھہ پرواہ نہین
پہلے تو ایک شوہر تو تلاش کرلے پھر تجکو میری بد دعا کے مطابق بہت سے خاوند
ملینگے لیکن تو ان سبھون کے لئے باعث نجات ہوگی۔ تو دنیا بھر کی مالکہ
ہوگی اور وہ تمام لوگ جو تیری صحبت مین رہینگے نجات حاصل کرینگے۔ پھر رشی
نے لڑکی کو ایک منتر سکھایا اور یہ اشلوک سنایا۔

گنگا جَل سَمانستی ییشیا شچِت پرَ واہی کا
جَگَدُ دّھارِ نی سَادھو ی سَدھواوِ دھوا پوَا

یعنی وہ جسکے دل کا بہاؤ گنگا کیطرح پاک ہو وہ ساد ہوی ہے خواہ وہ کنواری
ہو یا بیاہی ہوئی۔ دنیا کو نجات دلانیوالی ہے۔ اور جو عورت پتھر کے کامل

خواص خود مین پیدا کرے وہ جگت ماتا ہے۔ چنانچہ اس لڑکی نے اپنے باپ کے
ارادہ کو تاڑ کے منتر یاد کر لیا اور اشلوک کے معنی بخوبی ذہن نشین کر کے جنگل مین جا بیٹھی
یعنی رشی کی یہ خواہش ہتی کہ لڑکی خود مین گنگا ماتا کے خواص پیدا کرے اور اپنے
لئے ایک شوہر ڈہونڈے جسکے بعد وہ اپنے آیندہ ہونیوالے شوہرونکو نجات
دلاسکے۔ لہذا وہ گنگا کے کنارے جا بیٹھی اور ایک پتھر کو اپنا شوہر سمجھ کر اپنے
سامنے رکھہ لیا اور منتر کا جپ شروع کر دیا تا کہ گنگا ماتا اور پتھر (یعنی خیالی شوہر)
کے خواص اس مین پیدا ہو جائین۔ چنانچہ کئی سال کی ریاضت کے بعد اُس نے
گنگا ماتا اور پتھر ہر دو کے خواص اپنے مین پیدا کر لئے اور اسکو معلوم ہو گیا کہ
دونون کے خواص یکسان ہین۔

اب ہم گنگا اور پتھر کے خواص کا موازنہ کر کے انکی یگانگت کا ثبوت دیتے
ہین۔ جب ہم گنگا ماتا پر غور کی نظر ڈالتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مظلوم
اور صابر ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے پر فریاد کرتی ہے نہ پہول ڈالنے
پر خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ دونون حالتون مین وہ ایک ہی روش سے بہتی ہے
خواہ اسکو جسطرح استعمال کرو خواہ گندگی دہو وہ شاکی نہین اچھے
بُرے۔ پاک ناپاک۔ تندرست یا کوڑہی۔ امیر اور غریب سب ہی قسم کے لوگ
اس مین اشنان کرتے ہین یہ سب کو یکسان سمجھتی ہے "اسیطرح پتھر کو جب دیکھتے
ہین تو اوسکو بہی گنگا ماتا کیطرح مظلوم پاتے ہین۔ بت سمجھکر اسپر پہول چڑہا کر

یا اوسکو کہڈی مین لگائیے۔ پوجیۓ یا ٹہکرائیۓ وہ کسی حالت سے متاثر نہین ہوتا
سب چیزین اسکی نظر مین ہی یکسان ہین اور خواص کے لحاظ سے دونون مین
کوئی فرق نہین ہے" لیکن ان یکسان خواص کے حصول کے لئے دو مختلف ذریعے
ہین۔ ایک ذریعہ روان ہے اور دوسرا تقیم۔ لیکن اس لڑکی نے اب ہر دو کے خواص اپنے
مین پیدا کرکے خود ان خواص کے حصول کا تیسرا ذریعہ ثابت کیا اور یہ ذریعہ انسانی ہوا۔ اب
وہ لڑکی پتہر (مرد) بہی تہی اور گنگا ماتا (عورت) بہی۔ یعنی اسکے قالب مین مرد اور
عورت دونون کے خواص موجود تہے۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ مین ایک ہی وقت
مین مذکر بہی ہون اور مونث بہی اور کبہی ایک ہی وقت مین اس کے خلاف۔ اب
یہ حالت پیدا کرکے مذکورہ بالا اشلوک کے مطابق وہ جگت ماتا بنی اور حصول خواص
کے لحاظ سے وہ دنیا کی بیوی بہی تہی اور ماں بہی۔ (اسطرح رشی کی بد دعا کے مطابق
اسکے سینکڑون شوہر ہوگئے اور سب کو ذریعۂ نجات بہی ہوگیا) چنانچہ مجموعی حیثیت
مین وہ ایک عورت سب عورتون مین۔ اور ایک مرد سب مردون مین تہی یا دونون
مین سے ایک بہی نہ تہی۔ وہ ایک ذو حیثیت انسانی پیکر مین اسوقت تک موجود
ہے (کیونکہ وہ پتہر بہی ہے اور گنگا بہی) یہ پتہر گنگا کے قریب ہے اور وہ گنگا اور
پتہر دونون مین بسی ہوئی ہے اور دونون سے الگ بہی۔ یہی پتہر کاشی وشیشور
کہلاتا ہے۔ روہیداس چمار کے حالات سے جو ایک مشہور بزرگ ہو گذرے
ہین پتہ چلتا ہے کہ بزرگون اور ولیون کو وہ اصلی شکل مین برابر نظر آتی ہے

اور یون غائبانہ طور پر وہ ہر وقت یہان حاضر ہے۔

اب چونکہ وہ ویشیشور اور گنگا دونون مین موجود ہے لہذا مقام کاشی کی جہان وہ پتہر اور گنگا کے قریب بیٹھی ہتی روحانی قدر و منزلت بڑہ گئی۔ علاوہ ازین اس نام مین بہی بڑی خوبی ہے۔ یعنی "کاشی" کا اور آشی سے مرکب ہے کا بمعنی برہما اور آشی بمعنی کہانے والی یا پیٹ مین رکہنے والی ہے۔ لہذا کاشی کے معنے ہوئے " وہ جو برہمانند کو نگل بیٹھی ہو۔ اور یہ لڑکی چونکہ معرفت کے اعلیٰ مقام کو طے کر چکی ہتی یا بلفظ دیگر برہمانند اسکے دل مین کامل طور سے سمایا ہوا تہا اسلیے اسکا نام کاشی رکہا گیا۔ اور اس کا ہر وقت گنگا اور ویشیشور کے قریب قیام ہونیکی وجہ سے اس مقام کا نام کاشی ویشیشور اور گنگا کا نام کاشی گنگا پڑ گیا۔ کاشی کے دوسرے معنی برہما روپ ہین جہان شی کے معنی اس عورت کے ہین جو اعلیٰ ترین مقام معرفت کو طے کر چکی ہو اور برہما سے ملکر اس مین آدی مایا شکتی آگئی ہو۔ کا بمعنی "وہ کہان ہے۔" چنانچہ اہل نظر سوال کیا کرتے ہین کہ کاشی کہان ہے یعنی وہ عورت جس نے مقام الوہیت پایا ہے وہ کہان ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اسکا قیام کاشی ویشیشور مین ہے اور وہ کاشی کہلاتی ہے۔

اب گنگا مین جو لوگ نہاتے ہین وہ سب اس لڑکی کے شوہر ہین لیکن اگرچہ بہت سے رشی (شوہر) کاشی سے واصل ہو کر ایک ہو گئے تاہم وہ کنیا (ناکتخدا) ہی ہے کیونکہ وہ اپنے مین پتہر کے خواص رکہنے کیوجہ سے خود شوہر بہی ہے۔

اور کنیا مین "ک" بمعنی برہما اور "نی" بمعنی لے جانیوالی ہے لہذا کنیا کے معنی ہوئے "وہ جو خود برہما سے ملی ہو اور جو دوسرونکو برہما تک پہنچائے۔ اور چونکہ رشی کی کاشی نامی کنیا کا اسجگہ مستقل قیام ہے لہذا اس مقام کو "کاشیان مرنان مکتیہا" (یعنی جو کاشی مین مرتا ہے اسکو نجات حاصل ہوجاتی ہے) بہی کہتے ہین۔ علاوہ ازین کاشی کو الٹا پڑہیئے تو شی کا یعنی پڑہو ہوتے ہین۔ اور یہ اس روحانی سبق کے پڑہنے کیطرف اشارہ ہے جسکو اس کنیا نے پڑہکر اسرار حقیقت کو جانا اور یہ سبق گنگا اور پتہر کے خواص کو پورے طور سے جاننا ہے جو کاشی نے اپنی دونو نکے قریب رکہکر حاصل کئے تہے۔

اس لڑکی کے بعد بہت سے رشیون نے اسی مقام پر تپسچریہ کیا اور کاشی سے واصل ہوئے اور چونکہ کاشی گنگا اور پتہر کے خواص حاصل کرنے سے گویا خود ان مین موجود ہوگئی لہذا گنگا اور پتہر مین بہی اسکی روحانیت کا اثر آگیا لیکن یہ اثر صرف اسی جگہ تک محدود ہے یہان یہ ایک نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ سدپرش مین تمام تیرتھ اور روحانی اشنان دیوتے اور گنگا موجود ہین اور وہ جہان اُٹہتا بیٹہتا ہے اس جگہ مین بہی لوگونکو گناہون سے پاک کرکے نجات دینے کا اثر آجاتا ہے۔ اور جب گنگا اشنان کرنیوالونکے گناہونکے بار کی متحمل نہین ہوسکتی تو سدپرش اسکو اپنے قدمون سے چہوکر تمام بارگناہ سے سبکدوش کردیتا ہے۔ سدپرش کی طاقت گنگا اور تیرتھ سے بدرجہا بڑہی ہوئی ہے اور گنگا کو ایسے مہاتما کی آمد کا سخت انتظار رہتا ہے تاکہ وہ اسکو بارگناہ سے آزاد کرے چنانچہ وقتاً فوقتاً ایسے سدگرو پیدا ہوتے ہین اور گنگا کو آکے ایسے بارگناہ سے سبکدوش کرتے ہین۔

گویا گنگا اور ونکے گن وصلب کرتی ہے اور سدپروش گنگا کو پاک کرتا ہے۔

گنگا پاپم ششی تاپم دینیم کلپ ترستھا
پاپم تاپم چدین یوبخ سدیش ساد ہو سما گمہا

یعنی گنگا گناہونکو نگلتی ہے چاند حدت کو اور کلپ درخت دکہہ کو صلب کرتا ہی لیکن ان تمام چیزونکو سدپروش اکیلا صلب کرتا ہے۔ اس تقریر سے سامعین پر ظاہر ہوگیا ہوگا کہ مقام کاشی سچی اور اصلی خوشی کے حصول کا ذریعہ ہی اور اسی نقلی خوشی ہی حاصل ہوتی ہے۔

گنگا ماتا

شاستر ونکے مطابق ہندوؤن مین خصوصاً برہمنون مین بیوہ عورت کو گنگا بھاگیرتی کہتے ہین اور ان بیواؤنکے کاشی (رشی کنیا) کیطرح مقام معرفت پر پہنچنے اور گنگا کی حیثیت حاصل کرنیکے لئے اصول قایم کئے ہین۔ ان اصول کے مطابق لڑکی کی شادی آٹھ برس کی عمر مین ہوجانا چاہئے قبل اسکے کہ ہم بیواؤنکے مضمون پر بحث کرین یہ ضروری ہے کہ اس سوال کو کہ شادی کسکو کہتے ہین اور اسکا مقصد کیا ہے اور یہ کہ آٹھ ہی برس کی عمر مین کیون ہونا چاہئے حل کرین۔

سنئے: پرمیشور نروپ اور نراکار ہے۔ لیکن اپنے دیکھنے کیلئے اس نے روپ لیا اور روپ لینے سے پہلے نراکار حالت مین لوٹ آنیکی چند ترکیبین سوچ لین۔ انہی ترکیبون مین سے ایک ترکیب شادی کی ہی۔ خدا کی دو حالتین ہین ایک نراکار (بغیر شکل) دوسری ساکار یعنی شکل والی اور اسطرح دوئی کا اظہار ہوا۔ چنانچہ دنیا اور اسکے لواحقات مین ہر طرف دوئی نظر آتی ہے۔ اسی بنا پر خلقت عالم بھی دوئی سے خالی نہین یعنی مرد کی ضد عورت بنائی گئی ہے

اب مرد مین بھی خدا کا ظہور ہے اور عورت مین بھی یعنی ہر دو مین ایک ہی خدا روپ لیکر سمایا ہوا ہے اب اس روپ یا آکار سے الگ ہوکر اپنی اصلی نراکار حالت مین آنے کے لئے ان دو الگ روپون کا باہمی اختلاط لازمی ہے۔

آٹھ برس کی عمر مین عورت کنیا ہوتی ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ کنیا برہما روپ ہے جس مین خدا کی تمام قوتین مضمر ہوتی ہین اور اس عمر مین وہ ست اوستھا مین ہونیکی وجہ سے جب مرد اس سے (اوسکی لاعلمی مین) شادی کا رشتہ قایم کرلیتا ہے تو اوسکی تعلق سے وہ برہما اوستھا حاصل کرتا ہے۔ اور اسطرح دونون مین برہما اوستھا کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عورت (رشی کنیا) کاشی اور مرد وشیشور بنجاتا ہے بشرطیکہ وہ اس عمر مین شادی کے بعد مقررہ اصول پر عمل پیرا ہون۔ اب خدا نے اپنی گیان اوستھا مین واپس آنے کے لئے پہلے ہی سے ان دونون اگیان ساکار ہستیون (۸ سالہ مرد و عورت) مین سے ایک مین یعنی عورت مین اپنی گیان اوستھا کو مستور رکہا ہے یعنی ۸ برس کی عمر مین عورت مین جبکہ وہ اگیان اوستھا مین ہوتی ہے خدا کی گیان اوستھا پیدا ہوتی ہے لیکن اگر اسوقت دوسری ساکار ہستی (مرد) اسی عمر مین اس کنیا سے رشتہ جوڑے تو دونون مین گیان اوستھا پیدا ہوجاتی ہے بشرطیکہ وہ دونون مقررہ اصول پر عمل درآمد کرین۔ ایسی حالت مین خدا اپنی اصلی حالت مین پلٹ جاتا ہے لیکن اگر مقررہ اصول پر کاربند نہ ہون تو دوئی کا رنگ قایم رہتا ہے اور عورت کی گیان اوستھا مرد مین سرایت نہین کرتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی اگیان اوستھا مین دونون کے تعلقات بے اصول قایم رہنے سے سنکار کے

تناسب سے دوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ موت و حیات کے جال مین پہنس جاتے ہین اور اصلی گیان اوستھا کا اظہار نہ ہونیکی وجہ سے خدا اپنی اصلی حالت اختیار نہین کرتا اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۸ برس کی عمر مین لڑکی گیان اوستھا حاصل کرتی ہے یعنی گنگا یا کاشی کیحالت مین ہوتی ہے اور اسوقت وہ کنیا ہوتی ہے۔ اب جسوقت اصول کے مطابق وہ مرد سے بیاہی جاتی ہے اسوقت وہ لکشمی یعنی کاشی یا گنگا کہلاتی ہے اور مرد جو اس تعلق سے اوسکی گیان اوستھا کو حاصل کرنیوالا ہوتا ہے نارائن۔ یعنی کاشی گنگا وشیشور وغیرہ کہلاتا ہے چنانچہ شادی کے بعد انکو لکشمی نارائن کہکر سلام کرتے ہین۔ اور اس سلام کے معنی یہ ہوتے ہین کہ اب تم اصول مقررہ پر چلو تاکہ خدائی حالت نصیب ہو۔ اور وہ اصول یہ ہین کہ عورت مرد کو نارائن یعنی وشیشور تصور کرے اور خدا کی مانند فرمانبرداری کرے اور مرد وشیشور یعنی پتھر کی روش اختیار کرے اور ان اصول پر چلنے سے وہ دونون اصلی خدائی حالت کو پہنچ جاتے ہین۔ اگر اس اوستھا مین عورت مرجائے تو لکشمی ہونیکی وجہ سے پرن اوستھا مین رہتی ہے اور مرد بہی نارائن ہونیکی وجہ سے پرن اوستھا مین رہتا ہے۔ اور اگر دونون زندہ ہون تو عورت اکہنڈ سوبہاگیاوتی اور مرد مرجائے تو بہی پُرن اوستھا مین ہوتی ہے۔ اور مرد نارائن یا وشیشور یا پتھر ہونیکی وجہ سے اسکے لئے نہین مرتا وہ اسکو پتھر کی صورت مین پاتی ہے چونکہ اسکی انسانی شکل مین اور پتھر کی صورت مین ایک ہی خواص ہوتے ہین لہذا اسکا معاملہ رشی کنیا کیطرح ہونیسے وہ کاشی ہو جاتی ہے اور پتھر اسکا خاوند یعنی وشیشور ہوتا ہے اب اگرچہ وہ بیوہ ہوتی ہے لیکن کاشی ہونیکی وجہ سے گنگا اور کنیا ہے۔ اور اسطرح وہ گویا کنیا ہی ہے۔ سوبہاگیاوتی ہی ہے اور بیوہ بہی۔ لہذا خدا کی دو شکلون (مرد و عورت) مین عورت کی شکل زیادہ اہمیت رکہتی ہے۔

کیونکہ اس صورت مین گیان اوستھا ظہور کر کے مرد کو عورت اپنے تعلق سی اصلی خدائی حالت
بخشتی ہے بشرطیکہ اصول کی پابندی کیجائے۔ یعنی کنیا مرتبہ الوہیت پر پہنچکر اپنے خاوند اور
۴۲ پیڑیون کو اسی مقام تک پہنچاتی ہے۔

اشٹھ ورشا بہوینت کنیا نو ورشا چ روہنی ؎ دش ورشا ہوییت گوری تدور دہو پنج رجسولا

عورت آٹھ سال کی عمر مین کنیا (برہمہ روپ) ۹ سال کی عمر مین روہنی اور دس سال مین
گوری کی اوستھا لیتی ہے اور پھر سن بلوغت کو پہنچتی ہے اور اسوقت حیض کی ناپاکی مین
آلودہ ہوجانیکی وجہ سے خدائی حالت اُس سے الگ ہوجاتی ہے۔ اور اگر اسوقت تک وہ بیاہی نہ گئی ہو
یا بیاہی گئی ہو یا بیوہ ہو اور اصول کی پابندی کر کے اس اوستھا کے حاصل کرنیکا موقعہ اسکو ہاتھ
نہ آیا ہو تو اوسکی نجات ایک ہی طریقے سے ہوسکتی ہے یعنی وہ یا اوسکا خاوند خود کو سدگرو کے
حوالے کردے جو برہما روپ ہوتا ہے۔ اور اس مین یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ جس طبقے اور حیثیت
کے آدمی کو چاہے نجات دلائے۔ خواہ وہ دنیا مین سب سے بڑا گنہگار ہی کیون نہ ہو۔

دیوی[1]
دیوی[2]

۵ ست گرو مین وہ شکتی ہے تت دکھاوے سا ؎ پاؤ پلک مین پار اُتارے درشن دے داتار

چانڈالی شودرچی پاپی تنگی گنٹی کا تتھا ؎ پتی تا پی مہا سا دہوی ست سنگات پاد نشوری

سب سے کم حیثیت اور سب سے بڑی گنہگار عورت سدگرو کی صحبت مین رہکر کاشی بنجاتی ہے یعنی گنگا
ہوجاتی ہے اور گنگا ہر وقت سدگرو کے قدمون مین رہتی ہے۔ اس اشلوک مین گو عورت کو خطاب
کیا گیا ہے لیکن در پردہ مردونکی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ بھاگوت گیتا مین لکھا ہے
"استری یو ویشیا استھا شدرا استے پیانتی پرا گتن"

یعنی نیچ ذات اور کم حیثیت عورتین (مثلاً دہیڑ مانگ چمار وغیرہ) بہی منزل حقیقت تک پہنچ سکتی ہین یعنی عورت اور مرد بلا لحاظ مرتبہ مقام الوہیت حاصل کرسکتے ہین بشرطیکہ وہ سدگرو کے حوالے ہو جائین لیکن اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ عورت کا کنیا پن قایم ہے کیونکہ کنیا عورت ہی کاشی روپ سکتی ہے۔ جو عورت کنوار پن کی حد سے آگے بڑہ گئی ہو وہ سدگرو کی مدد سے کنیا پن حاصل کرسکتی ہے۔ اور اسکے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل مثالین موجود ہین۔

پانچ نانڈو

اہلیا بائی گوتم رشی کی بیوی جس نے پر پرش کا سنگ بہی کیا۔ اور رام کے قدم چہوکر کنیا ہوگئی **دروپدی** جسکے پانچ شوہر تہے اور کنیا رہی تہی۔ سری کرشن کی خدمت سے کنیا ہوگئی۔ **سیتا**۔ رام کی بیوی جسکو راون نے چہو لیا تہا بلکہ اپنے گہر لے بہاگا تہا۔ رام کے چہو لینے سے پہر کنیا ہوگئی۔ **تارا**۔ راجہ ہری چندر کی بیوی ایک برہمن کے ہاتہ بیچ دی گئی تہی جسکے گہر وہ جاکر رہی۔ وشوامتر کی دعا اور وشنو بہگوان کی کرپا سے جو روہیت کی وفات کے وقت حاضر تہے کنیا بنی۔ **مندودری** نے رام کے ذریعے کنیا پن حاصل کیا۔ انکے علاوہ اور بہت سی عورتین ہین مثلاً میرا بائی۔ جنا بائی۔ مکتا بائی۔ سکو بائی جو کنیا نہ تہین جو سدگرو کے حوالے کرکے کنیا بنگیین۔ یہ ایسی بزرگ عورتین تہین کہ جنکی ایک نظر کسی کے نجات دلانیکو کافی تہی۔ تو کیا ایسی کنیا اپنے خاوند اور اسکی اور اپنی ۴۲ پیڑہی کو نجات نہین دلاسکتی ضرور دلاسکتی ہے۔ ایسی ہی خدا رسیدہ عورتونکو کنیا۔ کماری۔ تیوگنی ساد ہو، یا ستی کہتے ہین۔ اس سے پہلے کہ ہم ان ناموںپر بحث کرین یہ بتانا چاہتے ہین کہ ایک کنیا اگر کسیکو اپنے ہاتہ سے کہانا دے تو اوسکو یہ معنے ہوتے ہین کہ اوسنے اوسکی تمام گنا

جلا دتے اور اسکو نجات دیدی ۔ اسی لئے شاستروں میں تاکید کی گئی ہے کہ کہانا پکانا اور اپنے خاوند کو کہلانا عورت کا فرض ہے۔ چنانچہ پانڈونکے گہر مین کہانا پکانا دوسرونکے ذمہ تہا لیکن کہانا پروسنا دروپدی کنیا کے سپرد تہا جسکے ذریعے پانڈونکے گناہ دہل جاتے تہے لہذا ہر سنساری عورت کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہاتہ سے اپنے مرد کو کہانا پکاکے کہلائے تاکہ مرد کی نجات ہو۔ اب ہم یوگنی۔ سادہو اور ستی عورت کے معنوں پر بحث کرتے ہین **یوگنی**۔ وہ عورت جو اپنے یوگ سے کسی یوگی کے زیر سایہ ایشور اوستہا حاصل کرے اور دوسرونکو بہی فیض پہنچا سکے۔ **سادہو**۔ وہ عورت جس کا ظرف ست اوستہا کے قبول کرنے کے قابل ہو اور سادہو مرد کے صفات رکہتی ہو۔ **ستی**۔ وہ عورت جسکے ظرف مین حق کی سمائی ہو سکے اور جو ست پرش کی اوستہا رکہتی ہو۔ اب مین ایک قصہ سناتا ہون جس سے پتی ورتا عورت کے صفات معلوم ہونگے۔

ایک دنیا دار سنسا کے بکہیڑون سے تنگ آکر کسی سدگرو کے پاس گیا تاکہ خود کو اوسکے حوالے کرکے تسکین قلب حاصل کرے۔ سدگرو نے کہا کہ تیری عورت پتی ورتا نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ تیرے دلکو راحت نہین ہے۔ اگر وہ پتی ورتا ہو جائے تو تجھے خوشی اور آرام نصیب ہوگا۔ پہر یہ شلوک سنایا۔

ناری بن نر س نہین بنت من مانوارے ؛ ناری بن ناری مرن پلٹ گئی رمن نہین ہوناوارے

یعنی (ناری) عورت کے بغیر مرد کے دلکو قرار نہین آتا۔ اور ناری (ست پرش) کے بغیر ناری (مایا) فنا نہین ہوتی اور جب تک مایا فنا نہین ہوتی اسوقت تک دل کا پلٹنا

نہین کہا تا۔ ناری۔ نا۔ اور۔ اَری سے مرکب ہی۔ نا کے معنی نہین اور اَری کے معنی دشمن
یعنی جسکا کوئی دشمن نہین۔ یا وہ جو سب کو ایک آنکھہ سے دیکھے یعنی سدگرو۔

پُروشا ہنی جانْتی پُروشتینہ پَدامُ بجُمْ
اَبلئی کیتوَ پَرا اَبلا پَرا اَبلا یا پَرا اگھاتنے

یعنی وہ جو خود کو مرد سمجھتا ہے پرماتما کے قدمون تک نہین پہنچ سکتا۔ صرف عورت ہی اسقدر
طاقتور ہے جو مایا کو دبا دے۔ یہان اَبلا کے معنی پتی ورتا یعنی دہرم کی مطابعت کرنیوالی
عورت کے ہین۔ لہذا مایا (ناری) کو ناپید کرنا عورت ہی کے ہاتہہ مین ہے جو پتی ورتا دہرم
اختیار کرکے ایسا کر سکتی ہے اور اسوقت تجہہ راحت اور آرام حاصل ہو سکتا ہے اور سدگرو
ہی تیری مدد کر سکتا ہے۔ اسلئے تو اپنی بیوی کو لا مین اوسکو پتی ورتا دہرم کی تعلیم کرونگا
چنانچہ وہ شخص اپنی عورت کو لایا اور سدگرو نے اسکو تعلیم دی کہ " عورت کو روحانیت حاصل
کرنے کے کئی ذریعے ہین جن مین سب سے افضل پتی کا ذریعہ ہے اور جو اس ذریعے کو اختیار کرے "
پتی ورتا ہے۔ اب پتی ورتا کے معنی مختصراً سمجھو۔ مان باپ کیلئے دان کے کئی طریقے ہین جس سے
وہ سعادت دارین حاصل کر سکتے ہین۔ اس مین کنیا دان سب سے اعلیٰ ہے۔ لہذا جب والدین
اپنی کنیا کو دان کرین اور کنیا بہی دان ہونا بخوشی قبول کرے تو مان باپ کو اوسکا اجر دونون
جہان کی راحت کی صورت مین ملتا ہے لیکن اگر یہ دان مجبوراً ہو تو سچا دان نہین ہوتا۔ اب
اپنے والدین کو اپنے دان کا پن پہنچانا تیرے ہاتہہ مین ہے اور اس دان کا پن پہنچانا ہی
پتی ورتا بننا ہے۔ اور اگر اس حالت مین تو پتی ورتا دہرم اختیار نہ کرے تو تیرے والدین

کا تجکو دان کرنا گویا مٹی کی کنیا کا دان کرنا ہوگا۔ اور وہ اس گستاخی کے لئے دوزخ کے حوالے ہونگے اور تو اور تیرا خاوند بہی دوزخی ہونگے۔ تو درحقیقت خاوند کو دان کی گئی ہے۔ قرض یا عاریتہً نہین دی گئی کہ پہر اس سے واپس لے لیجانے اور تیرے والدین نے دان قبول کرنیوالے کو پوتر سمجہکر تجہے دان دیا ہے لہذا تجہے بہی اس کو پوتر سمجہنا چاہئے۔ اور اسکو کسی قسم کا دکہہ نہ دینا چاہئے بلکہ اوسکی خوشی اور آرام کی کوشش کرنا چاہئے۔ اس حالت مین تو والدین کی بہی فرمانبردار ثابت ہوگی اور پتی ورتا بہی کہلائیگی۔

شوہر جو اس دان کا قبول کرنیوالا ہے قابل پرستش ہے۔ خواہ وہ اندہا ہو لنگڑا ہو۔ شرابی ہو۔ جواری ہو یا زانی ہو۔ تیرا فرض ہے کہ تو ایسی روش اختیار کرے کہ جس سے وہ سعادت دارین حاصل کرکے خدا سے واصل ہوجائے اور ایسی حالت مین تو پتی ورتا کہلانیکی مستحق ہے۔

اور کسیکا اپنے پیٹ سے نکلی ہوئی زندہ مورتی یعنی دختر کو دان کرنا صرف ایشور کے لئے ہوسکتا ہے جو اس دان کو قبول کرنے کے قابل ہے اور چونکہ تیرے لئے تیرا خاوند ایشور ہے لہذا تجہے اسکے واقعی ایشور ہونے تک (یعنی پرم سکہہ حاصل کرنے تک پتی ورتا دہرم پر مضبوطی سے قایم رہنا چاہئے۔ اب ہم کنیادان کی علت غائی بیان کرتے ہین۔ دان کے معنے دینے کے ہین لیکن ایسا دینا جو محض خدا کے لئے یا اوسکے نام پر ہو۔ اور یہ دینا اسلئے ہوتا ہے کہ اسکی وجہ سے تمام

گناہ دیل جائین اور سنسکار کے گورکھہ ہندے سے انسان نکل جائے اور موت وحیات کے جھمیلے سے آزاد ہو جائے۔ اور اسرار حقیقت سے آگاہ ہو کر نجات کا مستحق ہو۔ چونکہ دان دینے والے کا دان پر کوئی حق نہین رہتا اس لئے یہ دان خدا۔ یا خدا رسیدہ بزرگ یا سد پروش کو یا کسی ایسی جگہ کو جو خدائی اثر اپنے مین رکھتی ہو دینا چاہئے۔ اور دان کے حقیقی معنی ہی یہ ہین کہ وہ قابل پرستش ہستی یعنی خدا کو سچی محبت سے اور مقدس جگہ کے حاصل کرنیکی غرض سے دیا جائے دان کی کئی قسمین ہین۔ اَن دان۔ وستر دان۔ درویا دان۔ راجیہ دان۔ گاؤ دان بھومی دان۔ کنیا دان وغیرہ اِن سب مین کنیا دان سب سے افضل ہے۔

ماں باپ اپنی لڑکی کو کسی شخص کو قابل پرستش سمجھکر دان دیتے ہین اور وہ اسلئے دان دیتے ہین کہ انکے سنسکار کے پاپ دور ہون اور نجات ملے لہذا کنیا کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کو خدا کی جگہ سمجھے اور اس سے محبت کرے اور یہ جانے کہ جب تک وہ اپنے خاوند کے لئے نجات حاصل نہ کرلے اپنے فرض سے سبکدوش نہین ہوسکتی۔ ہان خاوند کے ایشور روپ پانے پر وہ نجات پاتی ہے اور سوہاگیاوتی کہلاتی ہے اور اس کا خاوند ایشور روپ پانے پر حیات ابدی پاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے اس فرض سے موجودہ زندگی مین ادا نہ ہوئی تو پھر اسکو اسوقت تک جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے لئے نجات حاصل نہ کرے پیدایش اور موت کے جھگڑے مین پھنسا رہنا پڑتا ہے لیکن

شاستر مین ایسی ترکیب بتائی گئی ہے جو اوسکو موجودہ زندگی ہی مین اس فرض سے سبکدوش کرسکتی ہے - اس کے ثبوت مین ایک قصہ سناتا ہون:-

ایک میان بیوی مین باہم بڑی محبت تہی - ایک دن بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ کیا اچہا ہو جو دوسرے جنم مین بہی آپ ہی میرے شوہر ہون - خاوند نے کہا کہ اگرچہ ہمارے کوئی اولاد نہین ہے تاہم میری محبت بہی یہی چاہتی ہے کہ دوسرے جنم مین تم ہی میری بیوی بنو - اس گفتگو کے چند روز بعد عورت نے اپنے خاندانی گرو سے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ تہا کہا کہ گروجی اگرچہ ہم کو کوئی اولاد نہین ہے تاہم میان بیوی کی خواہش ہے کہ یا تو ہم دونون کو ایک ہی ساتہ نجات ملجائے یا اگر پہر جنم لینا پڑے تو دونون مین پہر یہ ہی رشتہ قایم ہو - گروجی نے فرمایا کہ شاستروں مین چند طریقے بتائے گئے ہین جنپر عمل پیرا ہونیسے تمہاری خواہش پوری ہوسکتی ہے - شاستروں کے مطابق کئی قسم کے دان ہین - مثلاً تُلا دان - سُوَرن دان - بلی دان - سوبہاگیا دان اور آتما دان یعنی اپنے آپ کو کسی سدگرو کے حوالے کرنا وغیرہ - تمہین ستیا بہاما کا حال معلوم ہوگا جس نے کرشنا کو دوسرے جنم مین اپنا خاوند بنانے کے لئے نارد منی (سدگرو) سے اسکے متعلق دریافت کیا - نارد منی نے کہا ہو سکتا ہے بشرطیکہ یا تو تو اپنے خاوند کو بطور دان کسی برہمن (نارد منی کیطرح) سدگرو کو دے یا اپنے خاوند کے ہموزن سونا اوسکو دان کر جو تُلا دان کے برابر ہے - یا اپنے خاوند کو ہمراہ لیکر

پرایاگ (الہ آباد) جا اور مجوزہ کریا کرم بوجہ احسن انجام دے جس سے تیرے خاوند کا ایشور کو دان کرنا مقصود ہے۔ پہر تجہے اپنے خاوند پر کوئی اختیار نہ ہوگا۔ تجہے اسکی صرف پرستش کرنی ہوگی۔ غرض ان دو تین طریقون سے تجہے اسکے ایشور روپ دلانے کا ثواب ملیگا اور تیرا سہاگ قایم رہیگا اور اسوقت تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیگی۔ عورت نے جواب دیا کہ یہ تیسرا طریق مجہے پسند ہے لیکن میرا خاوند اس کو قبول نہ کریگا۔ گروجی نے کہا پہر تو اپنے سہاگ (زیورات بچہا۔ گلسر۔ کنگہی وغیرہ) کو ایک صندوق مین بند کر اور ویدی کے بعد جو مین تیرے ہاتہہ کراؤنگا کسی برہمن کو دان کر دینا۔ دوسرے دن عورت نے گرو کے حضور مین تمام رسومات ادا کئے اور اپنے سہاگ کا صندوق کسی غریب برہمن کے حوالے کر دیا لیکن اس صندوق مین الماری کی کنجی بہونے سے رہ گئی۔ لہذا اوسنے گرو سے اوسکے واپس لینے کے متعلق دریافت کیا۔ گروجی نے کہا کہ دان دی ہوئی چیز واپس نہین لیجا سکتی اب تم اطمینان رکہو کہ تمہارے خاوند کو ایشور روپ حاصل ہو گیا ہے اور تم اپنے فرض سے اب بری ہو۔ اور اس کا انجام دونو نکی نجات ہے۔ اگر تم کو اس مین شک بہی آیا تو بہی تمہاری نجات یقینی ہے۔ لیکن آج کل عورت شوہر کے متعلق جو کام فرض جانتی ہے وہ صرف کہانا پکانا۔ کہلانا اور اوس کے ہاتہہ پیر دبانے تک ہی محدود ہے۔ لیکن اسطرح وہ اپنے فرض سے سبکدوش نہین ہوتی۔ اسکے ساتہہ ہی ساتہہ اسکو وہ طریق بہی اختیار کرنا چاہئے جسسے خاوند کو دوامی اور

لامحدود سکھ (پدلوئی اور پرم یوگی سکھ) حاصل ہو۔ اس لئے اگر وہ اس فرض کو اپنے خاوند کو دائمی سکھ ملنے تک انجام دیتی رہے تو وہ اسی سے سکھد وش ہو کر پتی ورتا بننے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ اور اب چونکہ تم نے یہ فرض ادا کیا تو گویا اپنے والدین کو کنیا دان کے ثواب کا مستحق بنا کر اپنے خاوند کے ساتھ انہیں بھی (پرم سکھ) لازوال خوشی کا مستحق بنا دیا۔ اور ان دونوں فریق کو سکھ دینے سے خود بھی اس سکھ کو حاصل کر لیا۔" یہ کہکر مہاراج نے فرمایا کہ شاستر کے بتائے ہوئے ان طریق پر عمل کرنے سے ہر عورت پتی ورتا بن سکتی ہے لیکن خود کو سدگرو کے حوالے کرنا لازمی ہے اور جب ہی وہ ساد ہو۔ یوگی یا ستی ہو سکتی ہے۔"

اس پرمعنی اور جامع تقریر نے حاضرین کے دل پر بہت اچھا اثر کیا اور اسی اثر نے سارے شہر کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ غریبوں کے علاوہ طبقہ امرا بھی الٹ پڑا اور ہر وقت آپ کے پاس ایک بھیڑ لگی رہتی۔ شہر کے معزز و ممتاز رکن مسٹر چنی لال ویدھیا اور مسٹر شیورام بھیا صاحب اور دیگر اصحاب ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اسی اثنا میں مسٹر جیرام بھیا نے اپنے بھائی مسٹر شیورام بھیا کی معرفت قدمبوسی ہونیکی آرزو ظاہر کی۔ مہاراج نے اجازت دی چونکہ مسٹر جیرام ایک مدت سے مفلوج اور چلنے پھرنے سے معذور تھے چار آدمیوں کے سہارے سے گاڑی سے اترے اور مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیے تاکہ میں اچھا ہو کر ہر روز آپ کی خدمت

مین حاضر ہوا کرون آپ نے فرمایا اچھا کل سے اپنے آدمیون کی مدد سے پیدل آیا کرو۔ انہون نے کہا میرے اعضا رمین اتنا سکت کہان ہے جو پیدل چل سکون نہ پاؤن زمین پر ٹک سکتے ہین نہ ہاتہہ سے کوئی چیز پکڑی جاسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آنا ہے تو پیدل آؤ۔ چنانچہ مسٹر جیرام نے تعمیل حکم کی اور پہلے روز بصد مشکل تین چار آدمیونکی مدد سے پیدل آئے دوسرے روز سے مرض مین افاقہ شروع ہوگیا اور پانچ سات روز مین اکیلے لکڑی کے سہارے آنے لگے اور مہاراج کے قیام کاشی تک بالکل تندرست ہوگئے۔

رام نومی پر مہاراج کاشی ہی مین تھے معتقدین نے بڑی دہوم سے جلسہ کیا اور برہمنون اور مساکین کو کہانا کپڑا دیا گیا۔ ہوم کی رسومات جو تین روز جاری تہین برہمنون کے ذریعے اسی دن ادا کی گئی۔ تقسیم طعام و پارچہ پر نماتک جاری رہی۔ اس خیرات سے ہزارون سادہو، سنیاسی، اور بیراگیون نے فائدہ اُٹھایا۔ اسی شب کو گانا ہوا جس مین سینکڑون آدمی شریک ہوئے۔

انہی ایام مین ویدانت کا ایک مشہور عالم مسٹر یدنیشور شاستری دکشت نامی ہر شب کو جہونپڑی مین مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر گرنتھ پڑہا کرتا اور آپکی معلومات سے استفادہ حاصل کرتا۔

یہ تقریبات پر نماتک جاری رہین اور ادائیگی رسومات مذہبی مین باپو صاحب جوگ نے نمایان حصہ لیا۔ اور اپشونت راؤ اور شنکر پٹیل نے بہی جو تمام

معتقدین کے لیڈر تھے قابل قدر خدمت کی۔ اسمو قیصر سائین باباکے معتقدین بھی حاضر تھے۔

ان رسومات کی ادائیگی کے بعد اکثر لوگ مہاراج کے حکم سے اپنے اپنے گھرونکو رخصت ہوگئے۔ مہاراج سے پوچھا تو آپ نے فرمایاکہ مین اکیلا آیاہونگا اور اکیلاہی جاؤنگا۔ آپ کے پاس جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان مین کھڑگپور کا کھاسینس ہی تھا جو باوجود مہاراج کے سمجھانے کے آپ کو چھوڑ کر جانے پر رضامند نہوا۔ اسپر مہاراج نے فرمایا کہ اگریہی بات ہے تو رہو اور اپنی قسمت کا لکھا پاؤ چنانچہ دودن بعد وہ سخت بیمار ہوا۔ اس کا دل مہاراج کے روحانی تصرف سے اسقدر پاک ہوگیا تھا کہ اوسکو اپنی موت کے آثار معلوم ہو چلے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے گروکے قدمونکو چھوڑ کر نہ گیا۔ اور یہ خواہش ہی تھی کہ کاشی مین مہاراج کے قدمون مین دم نکلے۔ باپو صاحب جوگ سے یہ پہلے ہی ظاہر کرچکا تھا کہ میری وجہ سے آپکو بڑی تکلیف ہونیوالی ہے۔ میرے ساتھی کاشی سے چلے جائینگے لیکن آپ ہی اس آفت کا مقابلہ کرنیکو رہین گے۔ لیکن یہ بات اسوقت باپو صاحب کی سمجھہ مین نہ آئی تھی۔ اسوقت سب لوگ کاشی سے روانہ ہو چلے تھے صرف باپو صاحب جوگ۔ لکشمی بائی۔ سوبھدرا بائی۔ ترمبک راؤ۔ درگا بائی اور کھاسینس باقی رہ گئے تھے۔ غرض کھاسینس ۹ دن بیمار رہا جس مین وہ ہروقت بشاش نظر آتا تھا۔ لیکن کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور خاموشی اختیار کرلی تھی۔

لیکن جب مہاراج مزاج پرسی کو تشریف لاتے تو وہ اُٹھ بیٹھتا اور دل کھول کے باتین کرتا۔ آخر نوین دن اسکا انتقال ہوگیا اور لاش گنگا کے کنارے چتا کے سپرد کی گئی۔ مرنے سے ایک دن پہلے اس نے اپنی بیوی لکشمی بائی سے کہدیا تھا کہ کل تم مجھے یہان نہ دیکھوگی۔ اور یہ کہ تم ہمیشہ مہاراج کی خدمت کیا کرنا کیونکہ مہاراج ایشور اوتار ہین۔ اس کے مرنے کے بعد باپو صاحب جوگ نے دہ روز مین تمام مذہبی رسومات کاشی کے برہمنون کے ذریعے ادا کین۔ اور مہاراج کے حکم کے موافق ترمبک راؤ اور سوبھدرا بائی کے ہمراہ ساکوری روانہ ہوئے۔

اسکے بعد مہاراج اور درگا بائی نے ایک مہینہ کاشی مین قیام کیا اور پھر یہان سے بذریعہ ریل (چونکہ درگا بائی ساتھ تھین) گیا تشریف لیگئے۔ روانگی کے وقت مسٹر چنی ویدصیا اور مسٹر شیورام بھیانے آپ کا فوٹو لیا۔ گیا مین وشنو پاڈا کی تیرتھ کی اور پھر واپس کاشی لوٹ آئے۔ تین دن رہکر اجودھیا گئے اور رام کا درشن کرکے پھر کبیر مٹھ اور دیگر دلچسپ مقامات کا معائنہ کیا۔ یہان اس مقام پر بھی گئے جہان رام کا مندر اور مسجد ایک ہی احاطے مین واقع ہین۔ دیکھکر آپنے فرمایا مندر اور مسجد دونون میرے ہین۔ یہان تین روز قیام فرماکر الہ آباد گئے اور گنگا جمنا کے سنگم پر اشنان کیا۔ ایک دو روز کے بعد آپ دولت آباد علاقہ حیدر آباد تشریف لیگئے یہان سے درزول گئے اور ایک روز رہکر بذریعہ ریل چتلی اور چتلی سے بذریعہ گاڑی ساکوری واپس تشریف لے آئے۔

مہاراج کی آمد کی خبر سنکر چارونطرف سے لوگ درشن کو آنے لگے ایک دن بہت سے لوگ مندر کے مقابل ٹاٹ کے شامیانہ مین بیٹھے تہے کہ آندہی آئی اور شامیانہ گر پڑا۔ اسپر مسٹر فردون جی اور مسٹر ایشونت راؤ نے اسکی جگہ ٹین کا چھپر ڈالنے کی اجازت مہاراج سے لی۔ ابہی کام شروع ہی نہین ہوا تہا کہ ایشونت راؤ۔ ساکوری کے پٹیل اور دیگر صحابان نے پختہ عمارت بنانیکا خیال ظاہر کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اس مین بھجن آرتی پوجا اور کرتن وغیرہ ہر روز کرنا پڑے گا اگر ایسا کرسکو تو مجھے کوئی عذر نہین۔ چنانچہ مئی ۱۹۱۹ع مین عمارت کی بنیاد رکھدی گئی۔ مندر کے اردگرد پندرہ کمرے زائرین کے قیام کے لئے بنائے گئے اور مندر کے احاطہ مین ایک بارہ دری نہایت شاندار آجکل بن رہی ہے۔

مہاراج کی تشریف آوری کے ایک ماہ بعد باپو صاحب جوگ نے آرتی پوجا کی اور غریبونکو کپڑے تقسیم کئے۔ چند روز بعد گوکل اشٹمی کے دن مسٹر ایشونت راؤ بوراؤکے اور راہتاکے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ملکر کرشن جنم کی تقریب اسی مقام پر بڑے دہوم سے منائی اور گنیش چترتی بہی اچھے پیمانے پر منائی گئی۔

باپو صاحب جوگ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقد تہے اور ہر وقت آپ کی خدمت مین رہا کرتے تہے۔ اور سائین باباؒ کے وصال کے بعد بہی مزار مبارک پر حاضر رہتے تہے۔ انہون نے مہاراج سے درخواست کی کہ مجھے اپنی خدمت مین

رہنے کی اجازت دی جائے۔ آپنے فرمایا کہ میرے پاس رہنے سے میرے پیر کے پاس رہنا اچھا ہے۔ باپو صاحب نے کہا کہ سائین بابا کو مین نے اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے پر مین اپنا مسکن مہاراج کے دل مین کرونگا۔ مجھے اُنکے قول پر پورا یقین ہے اور میرا تجربہ بہی کہتا ہے کہ وہ آپکے ساتہہ ہین لہذا میری آرزو پوری کیجائے تاکہ مین اپنی بقیہ عمر آپ کے قدمون مین گذارون۔ چنانچہ مہاراج نے حکم دے دیا اور یہ ساکوری مین آکے آرتی پوجا کا کام کرنے لگے۔

دسہرے سے پندرہ روز پیشتر بمبئی سے مہتاجی آئے اور دسہرے کی تقریب پر آپکو بمبئی لیجانا چاہا آپ نے اول تو انکار کیا جب بہت ہی اصرار دیکہا تو وعدہ کرلیا چنانچہ دسہرے سے دو روز پیشتر مہتاجی خود آکے مہاراج اور درگا بائی کو بمبئی لیگئے۔ بمبئی کے اسٹیشن پر ہندو پارسی۔ ایرانی اور بہائے استقبال کے لئے موجود تہے مسٹر دوارکاداس نے اپنی موٹر سواری کے لئے پیش کی آپ نے فرمایا کہ یہ امیری سواری ہے میرے لئے تو پیدل چلنا یا زیادہ سے زیادہ بیل گاڑی مین سوار ہونا کافی ہے لیکن سبنے اصرار کرکے آپکو موٹر ہی مین سوار کیا اور مادہو باغ مین اتارا۔ عین دسہرے کے دن ساکوری۔ ناگپور اور کہڑگپور کے معتقدین بہی آپہنچے اور باغ ہی مین اتارے گئے۔ پونہ اور نگر کے پارسی اور ایرانی اصحاب بہی قدمبوسی کو حاضر ہوئے۔ یہانپر علاوہ دیگر تقریبات کے ہر دواس ہوا کا جن سے ناظرین واقف ہین کیرتن بہی ہوا دو چار روز کے بعد باہر کے معتقدین رخصت ہوگئے اور مہتاجی وغیرہ کی التجا پر

آپنے ۲۰ روز بمبئی مین قیام فرمایا۔ اس عرصے مین آپ نے معتقدین کے سامنے نہایت ہی دلچسپ اور دلکش مضامین پر بحث کی مسٹر دوارکاداس آپ کو اپنے گہر لیگئے اور نذرانے مین ایک بڑی رقم پیش کی آپ نے فرمایا ٹاٹ پوشس فقیر کیلئے سونا چاندی مٹی کے برابر ہے مجھے اسکی ضرورت نہین ہے اسیطرح جن جن لوگون نے نذرانے پیش کئے آپ نے انکار کیا۔ غرض دیوالی سے دو روز پیشتر آپ بمبئی سے ساکوری روانہ ہوئے۔

دیوالی پر ساکوری مین معتقدین نے قریباً ایک ہزار روپے کے کپڑے غربا مین تقسیم کئے اور بھنڈارا دیا گیا۔ کماری پوجا بھجن اور کرتن وغیرہ بڑے پیمانے پر کئے گئے۔ مہاراج کے نام سے پالکی نکالی گئی جس مین ہزارہا آدمیون نے حصہ لیا۔ اسکے چند روز بعد دت جینتی کی تقریب مین بہی اسی شان کا اظہار کیا گیا اور سنکرات بہی بڑی دہوم سے منائی گئی جس مین متہورا بائی نے کئی تہیلے چاول مہاراج کے نام سے غربا مین تقسیم کئے۔ مہاشیو راتری پر مسٹر ایشونت راؤ نے عام طور پر گنے کا رس تقسیم کیا۔ لیکن اس عرصے مین خدا جانے کیا واقعہ ہوا کہ مہاراج نے اپنے پاس آنیوالونکو اور خود کو گالیان دینی شروع کین اور اپنی پرانی جہونپڑی جو مندر سے لگی ہوئی ہے چہوڑ مسان والی جہونپڑی مین جا بیٹھے اوس دن سے آج تک آپ وہین قیام فرما ہین۔ آنے کے بعد تین دن تک آپنے کچھہ نہ کہایا پیا چوتہے روز سے ایک ماہ تک صرف دودہ پر گذارا کیا۔ اس عرصے

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2871-Lakshmi Art, Bombay, 8

مین ہولی کا تہوار آیا۔ مندر کی عمارت کی لکڑیون مین سے ایک موٹا سا کندہ چند
لڑکون کی مدد سے آپ مسان مین اُٹھا لیگئے اور اوسکو جلا کر ہولی منائی۔
اب رام نومی کا تہوار آیا۔ معتقدین نے ۹ دن پہلے ہی سے کرتن بھجن
وغیرہ شروع کر دئے۔ اس تہوار پر ہزارہا آدمی باہر سے آئے۔ آتش بازی
چھوڑی گئی اور پہلوانون کے دنگل ہوئے۔ تمام شہر مین پالکی پہرائی گئی اور
غربا کو کہانا کپڑا دیا گیا۔ غرضکہ ۹ دن تک بڑی بہاری جاترا کا لطف رہا۔ اس
تقریب مین مہاراج کے ممتاز معتقد مسٹر ایشونت راؤ نے اخراجات کا بڑا حصہ اپنے
ذمے لیا اور ہر ایک کام نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا۔
اسیطرح مہاراج کے جنم دن پر بہی مسٹر ایشونت راؤ نے نہایت فراخدلی
سے روپیہ خرچ کیا اور رام نومی کیطرح آتش بازی وغیرہ چھوڑی گئی۔
انہی ایام مین خان صاحب کیخسرو ایرانی رئیس احمد نگر جو مہاراج کے نہایت
ہی سچے معتقد اور دلدادہ ہین آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور چاہا کہ اپنے
نئے بنگلے کی افتتاح آپ کے دست مبارک سے کرائین لیکن مہاراج نے فرمایا
کہ میری کیا ضرورت ہے تم خود اسکی افتتاح کر سکتے ہو۔ خان صاحب موصوف
نہایت باادب اور کم سخن بزرگ ہین زیادہ اصرار کی ہمت نہ کر سکے اور پندرہ
بیس روز کے بعد اپنی اہلیہ گلبائی کے ہمراہ پہر حاضر خدمت ہوئے اور دونون
نے ملکر عرض کیا کہ آپ کو اب ہم لیجائے بغیر کہانا نہین کہائینگے اسپر مہاراج نے قرار

کرلیا کہ اچھا فلان روز مین ایک دن کے لئے چلونگا چنانچہ روزِ مقررہ پر خانصاحب احمدنگر سے موٹر لیکر حاضر ہوئے اور مہاراج حسب وعدہ درگا بائی کو ساتھ لیکر بذریعہ موٹر احمدنگر روانہ ہوئے۔ اور مسٹر ایشونت راؤ۔ ترمبک راؤ اور سوبہدرا بائی بذریعہ ریل احمدنگر آئے۔ اسموقعپر پونہ کے پارسی اور ایرانی معتقدین کو بھی خانصاحب نے بلالیا تہا۔ چنانچہ خان صاحب نے اپنے نئے بنگلے مین مہاراج کو فروکش کیا اور ایک سجے ہوے کمرے مین قیام فرمانیکی درخواست کی لیکن مہاراج نے حسب عادت ایک چھوٹا سا کمرہ پسند کیا اور اسی مین اپنا ٹاٹ بچھاکر بیٹھ گئے سات روز تک آپ نے یہان قیام کیا اس عرصے مین احمدنگر کے لوگ جوق جوق آپ کے درشن کو آتے رہے

یہان آپ نے مذہب زردشت کے متعلق وہ وہ عجیب و غریب باتین سنائین کہ ان لوگون نے پہلے کبھی نہ سنی تہین۔ آٹھوین مہاراج درگا بائی۔ گلبائی اور خان صاحب کے ہمراہ بذریعہ موٹر واپس ساکوری تشریف لے آئے

مئی ۱۹۲۲ء مین آپ کی جنم سالگرہ منائی گئی وہ گذشتہ تمام تیوہارون سے کئی حصہ رونق اور شان شوکت مین بڑھی ہوئی تھی پہلوانون کو سونے چاندی کے کڑے انعام مین دئے گئے۔ اس کے بعد گرو پرنما بھی اسی شان شوکت سے منائی گئی۔ لیکن اس دن ایک ایسا عجیب واقعہ ہوا کہ دیکھنے والے حیرت زدہ ہوگئے لیکن اسکو بیان کرنے سے پہلے ہم یہ بتانا مناسب سمجھتے ہین کہ سدپروشون کی روحانی

قوت کا اظہار موقع اور محل کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً مختلف طریقون سے ہوا کرتا ہے گمانیکے اندر بعجز نا توین ہونے پر بہی وہ ان قوتون کا استعمال ظاہرا طور پر نہین کرتے لیکن بعض موقعے ایسے آجاتے ہین کہ خود بخود ان قوتون کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اِسی نوع کا ایک کرشمہ مہاراج سے ۹ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء کو گرو پرنما کے موقع پر ظہور پذیر ہوا۔ اِس دن حسب معمول جبکہ لوگ درشن کو حاضر ہوئے تو تعلقہ مایگاؤن سے ایک برہمن شادی شدہ عورت بہی اپنے چار لڑکون کے ساتہہ درشن کو آئی جسکی عمر ۳۰ یا ۳۲ برس کی ہوگی اور آٹہہ روز سے ساکوری مین مقیم تہی۔ اس دن مہاراج کو غسل دینے کے لئے بہت سے عورت و مرد مہاراج کی التجا کر رہے تہے لیکن آپ انکار کر رہے تہے جب مذکورہ عورت نے اور عورتونکے ساتہہ ملکر زیادہ اصرار کیا تو آپ نے گالیان دینی شروع کین اور کہا کہ مین ہر جگہ اور ہر چیز مین موجود ہون میرے بدلے کسی پتہر یا کسی لنگڑے لولے یا کوڑہی کو غسل دوگے تو وہ مجہے اور مجہسے اعلیٰ کو ہی پہنچیگا۔ یہ کہکر آپ گالیان دیتے ہوئے جہونپڑی مین جا بیٹہے۔ سب عورتین تعمیل حکم کی فکر مین احاطہ کے باہر آئین کہ سامنے سے ایک نیچ ذات کوڑہی جسکے ہاتہہ پیر کی انگلیان جہڑی ہوئی تہین اور زخمون سے خون اور پیپ بہہ رہا تہا دکہائی دیا۔ عورتون نے دوڑ کر اوسکو بلایا اور راستہ ہی پر چوکی بچہا کے اسکو نہلانا شروع کیا اور سامنے باجا بجایا گیا۔ عورتون مین برہمن اور دوسری قوم کی عورتین شریک

تہین اور سب نے ملکر اسکے جسم پر خوشبودار مسالہ اور تیل لگایا اور گرم پانی سے نہلاکر کپڑے پہنائے اور مٹھائی وغیرہ نذر کی۔ اس مین سے ایک عورت نے کہا سب کچھ تو دیا لیکن ٹوپی تو دی ہی نہین یہ سنکر راؤ صاحب گوکھلے کی بیوی سو بہاگیا وتی پاربتی بائی نے ترمبک راؤ کو ۵ روپے ٹوپی لانے کے لئے دئے۔ ترمبک راؤ نے کہا کہ اسوقت اس قیمت کی ٹوپی ملنا مشکل ہے پہر کبہی لاکر دے دیجائیگی اسپر مالیگاؤن والی عورت نے اپنے لڑکے کی نئی اور قیمتی ٹوپی لاکر اس کوڑہی کے سر پر رکہدی ٹوپی کا سر پر رکہنا تہا کہ کوڑہی کی بجائے سب کو مہاراج نظر آنے لگے اور یہ عورت فرط محبت سے گلے سے لپٹ گئی اور خوب روئی۔ یہ منظر قریب ایک گھنٹے تک رہا۔ اسکے بعد پہر وہی کوڑہی دکہائی دینے لگا۔ اور بدن بہی ویساہی خون اور پیپ سے بہرا ہوا تہا۔

آج کل مہاراج ممدوح ساکوری ہی مین قیام پذیر ہین۔

دت تت

(نوٹ) صفحہ ۵۲ سے ۵۶ تک بجائے شریمت بہاگوت کے غلطی سے بہگوت گیتا لکھا گیا ہے درست پڑہ لیا جائے۔

مطالعہ ختم کیا [illegible]

(مطبوعہ مطبع جہانگیری بمبئی) [illegible]